ہمارا اسلام

مکمل

مُرتّبہ

خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خاں برکاتی مارہروی
سابق استاذ مدرسہ احسن البرکات حیدرآباد، پاکستان

اولاد کی صحیح تربیت، نوافل میں مشغولیت سے بہتر ہے (ردالمحتار)

ہمارا اسلام

حصہ اول

مرتبہ

خلیل العلما مفتی محمد خلیل خاں برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ

فہرست اسباق

(حصہ اول)

❀❀❀❀

تعارف مصنف

حضرت خلیل العلما مفتی محمد خلیل خاں برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ

از : محمد ناصر حسین مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

نام ونسب: محمد خلیل خاں بن عبد الجلیل خاں بن اسمٰعیل خاں بن سردار خاں بن فیض اللہ خاں لودھی۔

تاریخ پیدائش : جولائی ۱۹۲۰ء/ شوال المکرم ۱۳۳۸ھ۔

موضع ولادت: ضلع علی گڑھ کے ایک مشہور قصبہ دادوں سے متصل موضع کھریری میں ایک متوسط گھرانے میں آپ کی پیدائش ہوئی۔

بچپن: آپ کی عمر کے ابھی چھ ہی دن گزر رہے تھے کہ والد ماجد کا سایۂ شفقت سر سے اٹھ گیا۔ دادا جان اسماعیل خاں نے اپنی کفالت میں لیا، لیکن وہ بھی جلد ہی داغ مفارقت دے گئے ۔ دادا کے انتقال کے بعد والدہ ماجدہ آپ کو اپنے ننھیال مارہرہ شریف لے آئیں، لیکن یہاں آکر والدہ بھی رحلت فرما گئیں، اور آپ باپ کی شفقت سے محروم تو تھے ہی ماں کی ممتا سے بھی محروم ہو گئے، ابھی تک سن شعور کو نہیں پہنچے تھے، لہٰذا چچا جان نے اپنی تربیت میں لیا۔

تعلیم و تعلم: مارہرہ شریف ضلع ایٹہ کا ایک مشہور و معروف قصبہ ہے، جہاں سلسلۂ قادریہ کے مشائخ عظام کا فیضان صدیوں سے جاری ہے، آپ مارہرہ شریف کے محلہ کمبوہ، افغان روڈ پر اقامت پذیر ہوئے۔ وہاں کے دستور کے مطابق آپ نے بھی ابتدا میں انگریزی تعلیم حاصل کی اور اوائل ۱۹۳۴ء میں انگریزی مڈل اچھی پوزیشن میں پاس کیا، اسی دوران آپ نے ڈیڑھ سال کا عرصہ اپنے چچا صاحب کے ہمراہ حیدرآباد، سندھ، پاکستان میں بھی گزارا، وسائل کی کمی کی وجہ سے قصبہ سے باہر حصول علم کے لئے نہ جا سکے، لیکن قدرت کو کچھ اور منظور تھا، چنانچہ ریاست مینڈو کے مدرسہ یوسفیہ عربیہ میں چھ ماہ تک گلستان بوستان پڑھی، جس کے بعد تقدیر کشاں کشاں آپ کو پھر قصبہ دادوں لے آئی۔

آپ نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے نانا جان کرم خاں صاحب کے برادرِ حقیقی مولانا

عبدالرحمٰن خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی، مولانا عبدالرحمٰن، مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے ممتاز تلامذہ میں شمار کیے جاتے تھے۔

۹/ مارچ ۱۹۳۵ء/ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ میں آپ مدرسہ حافظیہ سعیدیہ میں عربی کی پہلی جماعت میں داخل ہوئے، یہ مدرسہ دادوں ضلع علی گڑھ میں ہے جسے نواب ابوبکر خاں صاحب نے قائم کیا تھا، اور پہلے ہی امتحان میں آپ اپنی جماعت میں اوّل رہے، اور بعد میں ہر امتحان میں یہی پوزیشن حاصل کرتے رہے۔

دوسال بعد یعنی ۱۳۵۵ھ میں نواب حاجی غلام محمد خاں شروانی رئیس ریاست دادوں، علی گڑھ کی دعوت پر حضرت صدرالشریعہ مولانا حکیم محمد امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدرسہ منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف سے رخصت ہوکر مدرسہ حافظیہ سعیدیہ میں تشریف لائے، اور مدرسہ کی تعلیمی سرپرستی قبول فرمائی، اس کے بعد مدرسے میں تعلیم کی بہار آ گئی، تشنگان علم دین دور دراز سے جوق درجوق اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے آنے لگے، یہ دور مدرسے کا سب سے سنہرا اور شاندار دور تھا۔

آپ مدرسے کے ممتاز طلبہ کی صف میں شامل تھے، یہی وجہ ہے کہ زمانہ طالب علمی میں ایک مرتبہ مدرسین کی کمی کی وجہ سے صدرالشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے چند کتابیں تدریس کے لئے آپ کے سپرد کی تھیں۔ آپ حضرت صدرالشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں شامل تھے، حتیٰ کہ خود حضرت نے اپنی کتاب،، بہار شریعت،، میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

فراغت: ۱۳۵۹ھ میں درجہ مولوی اور ۱۳۶۱ھ میں عالم کی سند اسی مدرسہ حافظیہ سعیدیہ سے حاصل کی۔ شعبان ۱۳۶۳ھ میں آپ نے دورہ حدیث سے فراغت حاصل کی اور اسی سال رسم دستار بندی عمل میں آئی، حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے سندِ حدیث عنایت فرمائی۔

بیعت وخلافت: زمانۂ طالب علمی ہی میں آپ کا خیال تھا کہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا الشاہ حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کریں، لیکن وقتاً فوقتاً تین مرتبہ یہ خواب دیکھا کہ جامع مسجد برکات مارہرہ شریف میں حضرت تاج العلما مولانا الشاہ محمد میاں صاحب قدس سرہ کی اقتدا میں نماز ادا کررہے ہیں، لھٰذا اسی زمانہ میں مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور حضرت تاج العلما مولانا الشاہ محمد میاں صاحب قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوکر اپنا نام غلامان برکات میں شامل کرالیا۔

پھر بعد میں حضرت اقدس تاج العلما کے خلیفہ وجانشین حضرت سید شاہ حسن میاں صاحب

نے حضرت اقدس کے ایما پران کے وصال کے بعد سند خلافت عطا فرمائی۔

بعدہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے صاحبزادہ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب قادری برکاتی نوری علیہ الرحمۃ والرضوان نے قرآن عظیم اوراحادیث نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور جملہ اذکار واوراد، اشغال واعمال، اور ''النور والبہاء'' کے تمام مذکورات کی اجازت کے ساتھ سلسلہ قادریہ رضویہ کی خصوصاً اور دیگر سلاسل کی عموماً سند خلافت عطا فرمائی۔

ترک وطن و رِحلت پاکستان: فراغت کے بعد آپ مارہرہ شریف میں رہے اور حالات کی کشاکش کی بناء پر ترک وطن کر کے ۲۳ رشعبان ۱۳۷۱ھ میں پاکستان تشریف لے گئے، کچھ عرصہ میر پور خاص اور پھر کراچی میں ایک سال تک رہے، بعد ازاں حاجی محمد عمر صاحب برکاتی کے مشورے پر حیدرآباد منتقل ہو گئے، جہاں حاجی صاحب موصوف نے آپ کے لئے ایک مکان حاصل کر لیا تھا، آپ وہیں اقامت پذیر ہو گئے۔

مدرسہ احسن البرکات کا قیام اور تدریسی خدمات: جولائی ۱۹۵۲ء میں سید جعفر حسین شاہ صاحب مرحوم کی نگرانی وسرپرستی میں دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد سندھ کی بنیاد رکھی۔اس وقت دارالعلوم پورے سندھ میں ممتاز مقام کا حامل ہے، دارالعلوم کے قیام کے بعد زندگی بھر اسی میں مہتمم و استاذ رہے۔آپ کے دست مبارک سے سیکڑوں طلبہ نے درجہ حدیث سے سند فراغت حاصل کی۔

فتوی نویسی: دارالعلوم احسن البرکات میں تدریس کے ساتھ ساتھ فتوی نویسی کا کام بھی انجام دیتے رہے۔آپ نے جو فتاوٰی جاری فرمائے، ان کی تعداد تقریباً پانچ ہزار ہے جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہیں۔

ذوقِ شعر و سخن: آپ ایک سچے نعت گوشاعر بھی تھے، آپ کا ایک دیوان پاکستان آتے ہوئے راستہ میں ضائع ہو گیا، دوسرا دیوان موجود ہے جس کی اکثر نعتیں مختلف رسائل کی زینت بن چکی ہیں۔

تصنیفات: تدریس وافتا کے ساتھ آپ نے تحریری و تصنیفی کام بھی جاری رکھا۔آپ کی تصنیف یا ترجمہ کے تحت تقریباً ساٹھ کتابوں کے نام آتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

① خلاصۃ التفسیر (قرآن پاک کے ۱۷ ر پاروں کی تفسیر)۔② بہارِ نسواں۔(معروف بہ سنی بہشتی زیور) ③ عقائد اسلام ④ ترجمہ سبع سنابل شریف ⑤ نور علیٰ نور (ترجمہ سراج العوارف)۔ ⑥ الصلاۃ ⑦ چادر اور چار دیواری ⑧ شرح فیصلہ ہفت مسئلہ ⑨ حکایات رضویہ

⑩ہماری نماز⑪موت کا سفر ⑫ فتاوی مفتی اعظم سندھ ⑬ دیوان نعت۔

⑭ **ہمارا اسلام:** زیر نظر کتاب ''ہمارا اسلام'' علم فقہ وعقائد میں حضرت خلیل العلما کی مقبول ترین کتاب ہے، جو ملک و بیرون ملک، بہت سے اسکولوں اور مدرسوں میں شاملِ نصاب ہے، اس کتاب کے ہزاروں ایڈیشن ملکی، غیر ملکی ناشرین، انجمنوں اور اداروں نے شائع کیے اور کئی بار مفت تقسیم ہوئے، اس کا ترجمہ سندھی، ڈچ اور انگریزی میں بھی شائع ہو رہا ہے۔ اس کتاب کی خاص خوبی یہ ہے کہ یہ سوال و جواب کے انداز میں لکھی گئی ہے، جس سے مسائل کو سمجھنا نہایت آسان ہو گیا ہے۔

القاب: مفتی صاحب موصوف 'مفتی اعظم سندھ بلوچستان'' کے لقب سے مشہور ومعروف ہوئے، علما واحباب نے آپ کو ''خلیل ملت'' کا خطاب دیا۔ خانقاہ برکاتیہ اور خانقاہ رضویہ سے آپ کو ''خلیل العلماء'' کا لقب عطا ہوا۔

وفات: مفتی محمد خلیل خاں صاحب قادری کا وصال ۲۸ ؍رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ (۱۸؍جون ۱۹۸۵ء) کو افطار کے وقت حیدر آباد میں ہوا۔ نماز جنازہ میں کم وبیش بیس ہزار افراد نے شرکت کی۔ خانوادہ غوثیہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ایک بزرگ حضرت سخی عبدالوہاب شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ شریف جیلانیہ کے احاطہ میں آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔ آپ کا مزار پُرانوار مرجع عوام وخواص ہے، زائرین ہر لمحہ فاتحہ خوانی کرتے رہتے ہیں ، اس طرح قادری سلسلہ کے یہ فقیہ، قادری درگاہ میں قادریوں کے ساتھ جا ملے۔

آپ نے اپنی پوری زندگی دین متین کی خدمت میں گزاری ۔ سرور کائنات علیہ الصلوات و التحیات سے محبت و وفاداری آپ کا شیوہ تھا۔ آپ کی زندگی کے ہر شعبے میں عشق رسول کی جھلک نمایاں ہے۔

مفتی صاحب اپنی رائے میں بڑے صائب تھے، ایک بار جو رائے ظاہر کی، کبھی اس سے رجوع کی ضرورت پیش نہ آئی، اہل حیدر آباد پر آپ کا یہ احسان ہمیشہ رہے گا کہ آپ نے ان کی اصلاح کے لیے ہر معاملے میں راہ حق کی رہنمائی فرمائی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ/ ۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) سے آپ کو والہانہ انسیت ومحبت تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحریروں میں جگہ جگہ رضویت کی تازگی اور بہار جلوہ گر نظر آتی ہے۔

(ماخوذ از سوانح مفتی اعظم ہند، تعارف مصنف بہار شریعت، سنی بہشتی زیور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان بڑی رحمت والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ربِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلَاۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ أَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ.

ساری تعریف اللہ کے لیے جو سارے جہان والوں کا مالک ہے اور درود وسلام (ہو ہماری جانب سے) ہمارے سردار حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے تمام اہل بیت آل واصحاب پر۔

چھ کلمے

اول کلمہ طیب: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ . (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں۔

دوکلمہ شہادت: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

سوم کلمہ تمجید: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

ترجمہ: پاک ہے اللہ اور ساری خوبیاں اللہ ہی کہ لیے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا اور گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی قوت اللہ ہی سے ہے جو بلند مرتبہ والا عظمت والا ہے۔

چہارم کلمہ توحید: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوتُ اَبَداً اَبَدًا ذُو الجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے ساری خوبیاں، وہ زندہ کرتا اور موت دیتا ہے اور وہ زندہ ہے کبھی بھی نہیں مرے گا۔ وہ عظمت اور بزرگی والا ہے۔ اسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پنجم کلمہ اِستغفار: اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ خَطَأً سِرًّا أَوَ عَلَانِيَّةً وأَتُوْبُ إِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ أَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِي لَا أَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

ترجمہ: میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں نے کیا، خواہ جان کر یا بے جانے، چھپ کر، خواہ کھلم کھلا اور میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں اس گناہ سے جسے میں جانتا ہوں اور اس گناہ سے بھی جو میں نہیں جانتا، یقیناً تو ہی ہر غیب کو خوب جاننے والا ہے، اور تو ہی عیبوں کو چھپانے والا، اور گناہوں کو بخشنے والا ہے، اور گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی قوت اللہ ہی سے ہے جو بلند مرتبہ والا عظمت والا ہے۔

ششم کلمہ ردکفر: أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ: مِنْ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ شَيْئاً وَّ أَنَا أَعْلَمُ بِهٖ وَ أَسْتَغْفِرُكَ لِمَالَا أَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَ تَبَرَّأْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالكِذْبِ وَالْغِيْبَةِ وَالبِدْعَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ وَالمَعَاصِي

كُلِّهَا وأَسْلَمْتُ وأَقُوْلُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ (صلى الله تعالى عليه وسلم).

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں تیرے ساتھ کسی کو شریک کروں اور وہ میرے علم میں ہو اور میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اس گناہ سے جس کا مجھے علم نہیں، میں نے اس سے توبہ کی اور میں بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ اور غیبت سے اور بری نو ایجادات سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور کسی پر بہتان باندھنے سے اور ہر قسم کی نافرمانی سے اور میں اسلام لایا اور میں کہتا ہوں سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں۔

ایمان مجمل: اٰمَنْتُ بِاللهِ كَمَا هُوَ بِأَسْمَائِهِ وَ صِفَاتِهِ وَ قَبِلْتُ جَمِيْعَ أَحْكَامِهِ إِقْرارٌ بِاللِّسَانِ وتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ.

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے قبول کیے اس کے تمام احکام مجھے اس کا زبان سے اقرار ہے اور دل سے یقین۔

ایمان مفصل: اٰمَنْتُ بِاللهِ وَ مَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَ رُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الاٰخِرِ وَ القَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ مِنَ اللهِ تَعَالٰى وَالبَعْثُ بَعْدَ المَوْتِ.

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر کہ ہر بھلائی اور برائی اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمادی ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔

باب اول —— اسلامی عقیدے

سبق نمبر (۱)

اسلامی عقیدوں کا خلاصہ

(۱) اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت اور بندگی کی جائے، وہ بے پرواہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج ہے۔

(۲) لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی اور رسول بھیجے ان میں سے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اللہ کے نبیوں اور رسولوں کی تعظیم کرے، اور یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور عزت والے بندے ہیں اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار ہیں۔

(۳) بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں۔ یہ سب کتابیں اور صحیفے ہیں اور سب کلام اللہ ہیں، اور ان میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان کتابوں میں سب سے افضل کتاب قرآن عظیم ہے جو سب سے افضل رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتارا گیا اور اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ رکھی۔

(۴) فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک نورانی مخلوق ہیں جو نہ مرد ہیں نہ عورت وہ اللہ تعالیٰ کے معصوم اور فرماں بردار بندے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو خدا کا حکم ہوتا ہے ان کی غذا اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر ہے۔

(۵) جن اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ یہ آگ سے پیدا کیے گئے ہیں۔ انسانوں کے طرح کھاتے، پیتے، جیتے مرتے ہیں۔ ان میں مسلمان بھی ہیں اور کافر و بے دین بھی، برے بھی ہیں اور بھلے بھی، ان میں جو شریر و کافر ہوتے ہیں، انہیں شیطان کہا جاتا ہے۔

(۶) جس طرح ہم لوگ پیدا ہوتے اور مر جاتے ہیں اور ہر چیز فنا ہوتی اور مٹتی رہتی

ہے ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ ساری دنیا فرشتے، پہاڑ، جانور، آدمی، زمین، آسمان اوران کے اندر کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ خدا کی ذات کے سوا کوئی بھی چیز باقی نہیں رہے گی اس کو قیامت کہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ مردے قبروں سے اٹھیں گے، سب کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا، اس کا نام حشر ہے۔ پھر میزان (ترازو) قائم ہوگی اور سب کا حساب وکتاب ہوگا، مسلمان وکافر اور نیک وبد کے تمام اعمال تولے جائیں گے اوران کے اچھے برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اچھے آدمی جنت میں داخل کیے جائیں گے اور کافر دوزخ میں ڈال دیے جائیں گے۔

(۷) جہنم کے اوپر ایک پل ہے جسے ''صراط'' کہتے ہیں۔ یہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ سب لوگوں کو اسی پر سے گزرنا ہوگا۔ جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے۔

(۸) دنیا میں جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اللہ تعالیٰ کو اس کا علم پہلے ہی سے تھا۔ ان تمام باتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق لکھ دیا، اور جو کچھ لکھ دیا وہی ہوگا اس میں بال برابر فرق نہ آئے گا، اسے ''تقدیر'' کہتے ہیں۔

سبق نمبر (۲)

اسلام کی تعریف

سوال:۔ تم کون ہو؟

جواب:۔ ہم مسلمان ہیں۔

سوال:۔ مسلمان کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ دین اسلام کی پیروی کرنے والے کو مسلمان کہتے ہیں۔

سوال:۔ اسلام کی بنیاد کن چیزوں پر ہے؟

جواب:۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

(۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ (۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) زکوٰۃ دینا۔ (۴) حج کرنا۔ (۵) ماہ رمضان کا روزہ رکھنا۔

سوال:- اسلام کا کلمہ کیا ہے؟

جواب:- اسلام کا کلمہ یہ ہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

سبق نمبر (۳)

ایمان اور کفر

سوال:- ایمان کسے کہتے ہیں؟

جواب:- محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جاننا اور حضور (کی حقانیت) کو سچے دل سے ماننا ایمان ہے۔ جو اس بات کا اقرار کرے گا اسے مسلمان جانیں گے۔

سوال:- بغیر مطلب سمجھے صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینے سے آدمی مسلمان ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر کوئی کلمہ کے معنی سمجھانے والا نہیں ہے یا ہے بھی تو وہ معنی سمجھتا نہیں۔ اگر وہ زبان سے اتنا اقرار کرے کہ میں دین محمدی کو سچا جانتا اور اسے قبول کرتا ہوں تو وہ شخص مسلمان ٹھہرے گا۔

سوال:- جو لوگ اسلام کا اقرار نہ کریں وہ کون ہیں؟

جواب:- ایسے لوگوں کو جو اسلام کو سچا دین نہ مانیں، کافر کہا جاتا ہے۔

سوال:- مرتد کسے کہتے ہیں؟

جواب:- اسلام کا کلمہ پڑھ کر جو شخص زبان سے کلمۂ کفر بکے اور اپنی بات کی پچ

کرے۔یعنی کفری بات پر نفرت نہ کرے وہ مرتد کہلاتا ہے۔

سوال:- اور منافق کون ہیں؟

جواب:- جو لوگ زبان سے اسلام کا کلمہ پڑھتے، اپنے آپ کو مسلمان کہتے اور پھر دل میں اس سے انکار کرتے ہیں وہ منافق کہلاتے ہیں۔

سوال:- مشرک کسے کہتے ہیں؟

جواب:- جو لوگ خدا کے سوا کسی اور کو پوجتے، یا خدا کے سوا کسی دوسرے کو بندگی کے قابل سمجھتے ہیں، یا خدا کی خدائی میں کسی کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں، وہ مشرک ہیں۔

سوال:- دنیا کی کون کون سی قومیں مشرک ہیں؟

جواب:- جیسے ہندو جو بتوں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں اور بتوں کو خدا کی خدائی میں شریک سمجھتے ہیں، یا عیسائی اور یہودی یا پارسی وغیرہ جو دو یا تین خدا مانتے ہیں، یہ سب مشرک ہیں۔

سوال:- کیا مسلمانوں میں مشرک ہوتے ہیں؟

جواب:- توبہ توبہ! مسلمان کس طرح مشرک ہوسکتا ہے، مسلمان خدا کو ایک سمجھتا ہے اور مشرک دوسروں کو خدا کا شریک ٹھہراتا ہے، تو جس طرح کسی مشرک کو مسلمان نہیں کہہ سکتے یوں ہی کسی مسلمان کو مشرک نہیں کہہ سکتے۔

سوال:- مسلمان کو مشرک کہنے والے کون لوگ ہیں؟

جواب:- کچھ نئے فرقے ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو بات بات پر مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں، یہ گمراہ بددین ہیں، ان کے سائے سے دور بھاگنا ضروری ہے۔

سوال:- کیا کافر کو بھی کافر نہیں کہہ سکتے؟

جواب:- مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر کہنا اور ماننا ضروری ہے۔ یہ بات محض غلط ہے کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے۔ خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کو کافر کہہ کر پکارا ہے: قُلْ يَآ أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ، یعنی اے کافرو!

سبق نمبر (۴)

جنت کا بیان

سوال:- جنت کیا ہے؟

جواب:- جنت ایک مکان ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لیے بنایا ہے۔ اس میں سو درجے ہیں اور ایک درجہ سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین سے آسمان تک، اور ہر درجہ اتنا بڑا ہے کہ اگر تمام دنیا ایک درجے میں ہو تب بھی اس میں جگہ باقی رہے۔

سوال:- جنت میں کیا کیا ہوگا؟

جواب:- جنت میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی جسمانی اور روحانی لذتوں کے سامان پیدا کیے ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ ان کی نعمتوں کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کان نے سنا، نہ کسی کے دل میں اس کا خطرہ گزرا، بڑے سے بڑے بادشاہ کے خیال میں بھی وہ نعمتیں نہیں آسکتی ہیں جو ایک ادنی جنتی کو ملیں گی۔

سوال:- جنت کی سب سے بڑی نعمت کون سی ہے؟

جواب:- سب سے بڑی نعمت جو مسلمانوں کو اس روز ملے گی وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار (دیکھنا) ہے کہ اس نعمت کے برابر کوئی نعمت نہیں، جسے ایک بار اللہ کا دیدار نصیب ہوگا، وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی کے ذوق میں ڈوبا رہے گا کبھی نہ بھولے گا۔

سوال:- جنت میں داخل ہونے والوں کی تعداد (گنتی) کیا ہے؟

جواب:- ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے طفیل میں ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ تین جماعتیں اور کردے گا، معلوم نہیں ہر جماعت میں کتنے ہوں گے۔ اس کا شمار تو وہی جانے یا اس کے بتائے سے اس کا رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سبق نمبر (۵)

دوزخ کا بیان

سوال:- دوزخ کیا ہے؟

جواب:- اللہ تعالیٰ نے گنہ گاروں اور کافروں کے عذاب اور سزا کے لیے ایک جگہ بنائی ہے جس کا نام ''جہنم'' ہے اس کو ''دوزخ'' بھی کہتے ہیں، دوزخ میں ستر ہزار وادی (جنگل) ہیں، ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں، ہر گھاٹی میں ستر ہزار بچھو اور ستر ہزار اژدہے ہیں۔

سوال:- دوزخ میں کیا کیا ہوگا؟

جواب:- دوزخ میں ہر قسم کی تکلیف دینے والے طرح طرح کے عذاب اللہ تعالیٰ نے مہیا کئے ہیں جن کے خیال سے ہی رونگٹے کھڑے ہوتے اور اچھے بھلے آدمی کے حواس جاتے رہتے ہیں۔ اس میں آگ کا عذاب ہے۔ سخت سردی کا عذاب ہے، سانپ بچھو اور زہریلے جانوروں کا عذاب ہے۔ جہنم کے شرارے (آگ کے پھول) اونچے اونچے محلوں کے برابر اڑیں گے، گویا زرد اونٹوں کی قطار کہ برابر آتے رہیں گے، آدمی اور پتھر اس کا ایندھن ہے، اس کی آگ بالکل سیاہ ہے جس میں روشنی کا نام نہیں۔

سوال:- گناہ گار مسلمان کی نجات کیسے ہوگی؟

جواب:- مسلمان کتنا بھی گناہ گار ہو کبھی نہ کبھی ضرور نجات پائے گا اور جنت میں جائے گا خواہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ محض اپنے فضل سے بخش دے یا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے بعد اسے معاف فرما دے یا دوزخ میں اپنے کیے کی سزا پا کر جنت میں جائے اس کے بعد کبھی جنت سے نہ نکلے گا۔

سوال:- کافر کی بھی بخشش ہوگی یا نہیں؟

جواب:- کفر اور شرک کبھی نہ بخشے جائیں گے۔ کافر اور مشرک ہمیشہ دوزخ میں

رہیں گے اور طرح طرح کے عذاب میں گرفتار، اور آخر میں کافر کے لیے یہ ہوگا کہ اس کے قد کے برابر آگ کے صندوق میں اسے بند کر کے یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھ کر اس میں آگ کا قفل لگا دیا جائے گا تو اب ہر کافر یہ سمجھے گا کہ اس کے سوا اور کوئی عذاب میں نہ رہا، اور یہ اس کے لیے عذاب پر عذاب ہوگا۔

سبق نمبر (۶)

پیارے نبی کی پیاری باتیں

سوال:- تم کس امت میں ہو؟

جواب:- ہم اللہ کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں ہیں۔

سوال:- آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کے مختصر حالات بتلاؤ۔

جواب:- ہمارے اور سارے جہان کے سردار حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملک عرب کے مشہور شہر مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد (باپ) کا نام حضرت عبداللہ، دادا کا نام حضرت عبد المطلب اور والدہ (ماں) کا نام حضرت آمنہ خاتون ہے۔ حضرت حلیمہ آپ کو دودھ پلانے والی دایہ کا نام ہے۔ آپ کے والد حضرت عبداللہ کا سایہ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے ہی سر سے اٹھ گیا تھا، اور جب آپ کی عمر شریف چھ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ کی بھی وفات ہوگئی۔ والدین کے بعد آپ اپنے دادا حضرت عبد المطلب کے پاس رہے اور جب آپ کی عمر شریف آٹھ برس دو مہینے اور دس دن کی ہوئی تو عبد المطلب بھی دنیا سے رحلت فرما گئے۔ (یعنی گزر گئے)

سوال:- آپ کس عمر میں نبی بنائے گئے؟

جواب:- ویسے تو آپ کو سب نبیوں سے پہلے نبی بنایا جا چکا تھا اس لیے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کے نور کو پیدا کیا اور آپ کو نبوت بخشی، مگر ظاہری طور پر چالیس

برس کی عمر میں آپ پر وحی نازل ہوئی اور آپ نے اپنے نبی ہونے تعالیٰ کا اعلان کیا۔

سوال:- ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسلام کس طرح پھیلایا؟

جواب:- چوں کہ ساری دنیا میں خاص کر عرب میں جہالت کی حکومت تھی اور اس وقت کی حالت لوگوں کو حق کی آواز پر کان لگانے کی اجازت نہ دیتی تھی؛ اس لیے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے پہل اپنی جان پہچان کے لوگوں میں اسلام کی تبلیغ شروع کی۔ مسلمان اب تک چھپ چھپا کر خدا کی عبادت کرتے تھے، یہاں تک کہ بیٹا باپ سے اور باپ بیٹے سے چھپ کر نماز پڑھتا تھا اس طرح ایک خاصی جماعت اسلام میں داخل ہوگئی۔ تین سال کے بعد جب کثرت سے مرد و عورت اسلام میں داخل ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم بھیجا کہ علی الاعلان (کھلم کھلا) لوگوں کو کلمۂ حق پہنچائیں، چنانچہ آپ نے اس حکم کی تعمیل کی اور جب اسلام کی تعلیم کا عام چرچا ہو گیا تو مکہ کے باہر بھی لوگ کثرت سے اسلام میں داخل ہونے لگے۔

سوال:- سب سے پہلے کون شخص اسلام لایا؟

جواب:- مردوں میں سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی تصدیق کی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے، اور عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام لائیں، لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

سوال:- حضور تمام عمر کہاں رہے؟

جواب:- دس برس تک برابر آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرب کے قبیلوں میں اعلان کے ساتھ اسلام کی تبلیغ مکہ میں رہتے ہوئے فرماتے رہے اور خداوند عالم کو یہ منظور تھا کہ اسلام کی اشاعت اور ترقی مدینہ میں ہو تو اس نے چند آدمی مدینہ طیبہ سے آپ کی خدمت میں بھیج دیے۔ یہ لوگ مسلمان ہو کر مدینہ واپس آئے اور مدینہ کے گھر میں اسلام کا چرچا

ہونے لگا اور اسلام کے سب سے پہلے مدرسہ کی بنیاد مدینہ طیبہ میں پڑ گئی۔ آہستہ آہستہ مکہ کے مسلمانوں نے بھی مکہ معظّمہ چھوڑ کر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور پھر تمام عمر شریف وہیں گزاری۔ مدینہ ہی میں آپ کا وصال شریف ہوا اور یہیں آپ کا روضۂ مبارکہ ہے جس پر کروڑوں مسلمانوں کی جانیں نثار ہیں۔ آپ درحقیقت زندہ ہیں، اور روضۂ مبارک میں آرام فرما رہے ہیں۔ ظاہراً آپ نے ترسٹھ سال کی عمر پائی۔

سوال:- مکہ معظّمہ میں حضور کو کیا خاص بات حاصل ہوئی؟

جواب:- نبوت کے پانچویں سال آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جاگتے ہوئے جسم کے ساتھ معراج ہوئی۔ آپ مسجد حرام (مکہ معظّمہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) اور وہاں سے ساتوں آسمانوں اور عرش و کرسی کی سیر کے لیے تشریف لے گئے۔ حوض کوثر دیکھا، پھر جنت میں داخل ہوئے۔ پھر دوزخ آپ کے سامنے پیش کی گئی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا جمال دیکھا، اور خدا کا کلام بلا واسطہ سنا۔ غرض آپ نے آسمانوں اور زمین کے ذرہ ذرہ کو ملاحظہ فرمایا، یہیں نمازیں فرض کی گئیں، اس کے بعد آپ مکہ معظّمہ راتوں رات واپس آ گئے۔

سوال:- کیا حضور کے بعد کوئی اور نبی بھی گزرا ہے؟

جواب:- نہیں! بلکہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضور پر ختم کر دیا۔ حضور کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی کسی لحاظ سے نہیں ہوسکتا۔ جو شخص حضور کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کوئی نیا نبی مانے یا جائز جانے وہ کافر ہے۔

سوال:- ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوسرے نبیوں سے مرتبے میں بڑے ہیں یا چھوٹے؟

جواب:- نبیوں میں سب سے بڑا مرتبہ ہمارے آقا و مولا سید الانبیاء (نبیوں کے سردار) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے اور نبیوں کو جو کمالات جدا جدا ملے حضور میں وہ سب کمالات جمع کر دیئے گئے۔ اور ان کے علاوہ حضور کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا کوئی حصہ

نہیں۔غرض خدا نے انھیں جو مرتبہ دیا ہے وہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا۔

سوال:- جو حضور کو اپنے جیسا بشر، یا بھائی برابر کہے وہ کون ہے؟

جواب:- حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر، یا بھائی برابر کہنے والے، یا کسی اور طرح حضور کا مرتبہ گھٹانے والے مسلمان نہیں، گمراہ، بددین ہیں۔

قرآن کریم میں جگہ جگہ کافروں کا یہ طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ نبیوں کو اپنے جیسا بشر کہتے تھے، اسی لیے گمراہی اور کفر میں پڑے۔

سوال:- حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ماننے کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ماننے کا مطلب ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول یقین کرے، ہر بات میں آپ کو سچا جانے، خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق میں آپ کو سب سے افضل سمجھے، ہر بات میں آپ کی تابع داری کو نجات کا ذریعہ جانے، ماں باپ، اولاد اور تمام جہان سے زیادہ آپ کی محبت دل میں رکھے بلکہ ایمان اسی محبت کا نام ہے۔

سوال:- حضور سے محبت کی علامت (پہچان) کیا ہے؟

جواب:- حضور سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اکثر آپ کا ذکر کرے، درود شریف کثرت سے پڑھے، جب حضور پرنور کا ذکر آئے تو بڑے ادب اور پیار سے سنے۔ نام پاک سنتے ہی درود شریف پڑھے اور نام پاک لکھے تو اس کے بعد ''صلی اللہ تعالی علیہ وسلم'' لکھے۔ حضور کے تمام آل و اصحاب اور دوستوں سے محبت رکھے۔ حضور کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھے۔ حضور کی شان میں جو الفاظ استعمال کرے وہ ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں، حضور کو نام پاک کے ساتھ نہ پکارے بلکہ یوں کہے ''یا نبی اللہ!، یارسول اللہ!'' اور محبت کی یہ نشانی بھی ہے کہ حضور کے قول و فعل اور عمل لوگوں سے دریافت کرے اور ان کی پیروی کرے، میلاد شریف پڑھے اور محفل میلاد میں ذوق وشوق سے شریک ہو اور نہایت ادب سے صلاۃ وسلام پڑھے۔

سبق نمبر (۷)

قرآنِ مجید

سوال:- قرآن مجید کیا ہے؟

جواب:- قرآن مجید اللہ کا کلام ہے جو اس نے سب سے افضل رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اس میں جو کچھ بھی لکھا ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

سوال:- یہ کیسے معلوم ہوا کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے؟

جواب:- قرآن مجید کتاب اللہ (خدا کا کلام) ہونے پر اپنے آپ دلیل ہے کہ خود اعلان کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ "اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے سب سے خاص بندے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اتاری، کوئی شک ہو تو اس کی مثل (یعنی اس جیسی) کوئی چھوٹی سی سورت کہہ لاؤ" لہذا کافروں نے اس کے مقابلہ میں جی توڑ کوششیں کیں مگر اس کے مثل سورت تو کیا ایک آیت نہ بنا سکے، نہ بنا سکیں۔

سوال:- قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے کیا خاص بات رکھی ہے؟

جواب:- اگلی کتابیں صرف نبیوں ہی کو یاد ہوتیں لیکن یہ قرآن عظیم کا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ اسے یاد کر لیتا ہے۔

سوال:- قرآن عظیم کتنے عرصہ میں نازل ہوا؟

جواب:- تیئس سال کی مدت میں پورا قرآن مجید نازل ہوا۔ قرآن کریم کی سورتیں اور آیتیں ضرورت کے مطابق ایک ایک دو دو کر کے اترتی تھیں۔

سوال:- قرآن مجید پڑھنے میں کتنا ثواب ملتا ہے؟

جواب:- ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک نیکی ملے گی جو دس نیکیوں کے برابر ہو گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ "الٓمٓ" ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام دوسرا حرف اور میم تیسرا حرف ہے۔

سوال:- جوشخص قرآن عظیم پڑھنا نہ سیکھے وہ کیسا ہے؟

جواب:- ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے سینہ میں کچھ قرآن نہیں ہے وہ ویرانے مکان کی طرح ہے۔

سوال:- قرآن شریف پڑھنے کے آداب کیا ہیں؟

جواب:- سنت یہ کہ کہ قرآن کریم کی تلاوت پاک جگہ میں ہو اور مسجد میں زیادہ بہتر ہے۔ تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ قبلہ رو (یعنی قبلہ کی طرف منہ کر کے) بیٹھے اور نہایت عاجزی اور انکساری سے سر جھکا کر اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھے، پڑھنے سے پہلے منہ کو خوب صاف کر لے کہ بدبو باقی نہ رہے۔

قرآن شریف کو اونچے تکیہ یا رحل پر رکھے اور تلاوت سے پہلے أَعُوْذُ بِاللهِ اور بِسْمِ اللهِ پڑھ لے۔ بلا وضو قرآن کو ہاتھ لگانا گناہ ہے اور سننے والا خاموش دل لگا کر سنے۔

سوال:- قرآن کریم پڑھنے کے قابل نہ رہے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب:- قرآن کریم جب پرانا بوسیدہ ہو جائے اور اس کے ورق ادھر ادھر ہو جانے کا خوف ہو اور تلاوت کے قابل نہ رہے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے کہ وہاں کسی کا پیر نہ پڑے اور دفن کرنے میں بھی لحد بنائی جائے تا کہ اس پر مٹی نہ پڑے۔

سوال:- کیا صحیح قرآن شریف آج کل ملتا ہے؟

جواب:- جی ہاں! قرآن شریف ہر جگہ صحیح ملتا ہے اس میں ایک حرف کا بھی فرق نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ اس کا نگہبان اللہ ہے۔

سوال:- قرآن شریف کس لیے آیا؟

جواب:- اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی صحیح رہ نمائی کے لیے قرآن عظیم اتارا تا کہ بندے اللہ اور اس کے رسول کو جانیں، خدا اور رسول کے احکام کو پہچانیں، ان کی مرضی کے موافق کام کریں اور ان کاموں سے بچیں جو خدا اور رسول کو پسند نہیں۔

باب دوم ـــــ اسلامی عبادات

سبق نمبر (۸)

نماز کی فضیلت

سوال:- نماز کیا ہے؟

جواب:- ہر دن رات میں پانچ مرتبہ خدا کی عبادت کا وہ خاص طریقہ جسے مسلمان ادا کرتے ہیں نماز کہلاتا ہے۔ یہ طریقہ مسلمانوں کو خدا اور رسول نے قرآن وحدیث میں سکھایا ہے۔

سوال:- نماز کس پر فرض ہے؟

جواب:- ہر سمجھ بوجھ والے بالغ مرد اور عورت پر نماز فرض ہے اور جو اسے فرض نہ جانے کافر ہے۔

سوال:- کیا بچوں پر بھی نماز فرض ہے؟

جواب:- نابالغ لڑکے اور لڑکی پر اگرچہ نماز پڑھنا فرض نہیں مگر بچہ کی جب سات برس کی عمر ہو تو اسے نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر پڑھوانا چاہیے۔

سوال:- نماز کی کچھ فضیلتیں بیان کرو۔

جواب:- اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان بندہ جب اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس سے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے پت جھڑ کے موسم میں درخت کے پتے، اور بندہ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے، اس کے لیے جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، نماز جنت کی کنجی ہے، نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے دین کو ڈھا دیا، اور قرآن شریف میں ہے کہ نماز آدمی کو بری باتوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے، غرض نمازی آدمی اللہ اور رسول کا پیارا ہوتا ہے، اس کے رزق میں، کاروبار میں، عمر اور ایمان میں نماز کے باعث ترقی ہوتی ہے۔

سوال:- جو شخص نماز نہ پڑھے وہ کیسا ہے؟

جواب:- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑی اس کا نام دوزخ کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے، خدا اور رسول اس سے بے زار ہیں۔ اور جو شخص نماز کا پابند نہیں وہ قیامت کے دن فرعون کے ساتھ ہوگا۔

سوال:- اس زمانے میں بے نمازی کو کیا سزا دی جائے؟

جواب:- بے نمازی کے ساتھ کھانا پینا، بات چیت، میل جول، سلام وغیرہ چھوڑ دیں، حقہ پانی بند کر دیں۔ کیا عجب کہ وہ اسی ڈر سے نماز کا پابند ہو جائے۔

سوال:- آدمی کس عمر میں بالغ ہو جاتا ہے؟

جواب:- لڑکا ہو یا لڑکی دونوں پورے پندرہ برس کی عمر ہو جانے پر اسلام کے قانون میں بالغ مان لیے جاتے ہیں اور نماز، روزہ وغیرہ ان پر فرض ہو جاتا ہے، شریعت کے احکام ان پر جاری ہو جاتے ہیں۔

سبق نمبر (۹)

نماز کے وقتوں کا بیان

سوال:- دن رات میں کتنی نمازیں پڑھی جاتی ہیں؟

جواب:- دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔

سوال:- پانچ نمازوں کے نام کیا ہیں؟

جواب:- پہلی نماز فجر، دوسری نماز ظہر، تیسری نماز عصر، چوتھی نماز مغرب اور پانچویں نماز عشا۔ (شعر)

پنج گانہ یہ نمازیں کر ادا فجر و ظہر و عصر و مغرب اور عشا

سوال:- ہر نماز کا پورا پورا وقت کیا ہے؟

جواب:- فجر کی نماز کا وقت پو پھٹنے کے بعد سورج نکلنے سے پہلے تک، ظہر کی نماز کا

وقت سورج ڈھلنے کے بعد سے ہر چیز کے اصلی سایہ کے علاوہ دوگنا ہونے یعنی ڈیڑھ دو گھنٹہ دن رہنے تک ہے، عصر کی نماز کا وقت ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد سے سورج ڈوبنے کے پہلے تک ہے، مغرب کی نماز کا وقت سورج ڈوبنے کے بعد سے شفق غائب ہونے تک یعنی مغرب کی اذان کے بعد سے زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ تک اور عشا کا وقت شفق غائب ہونے کے بعد سے فجر ہونے کے پہلے تک رہتا ہے۔

سبق نمبر (۱۰)

نماز کی رکعتیں

سوال:- پانچ وقت کی نمازوں میں کتنی رکعتیں فرض ہیں؟

جواب:- رات دن کی نمازوں میں سترہ (۱۷) رکعتیں فرض ہیں، دو فجر کی، چار ظہر کی، چار عصر کی، تین مغرب کی اور چار عشا کی۔ (شعر)

پانچ وقتوں کی ملا کر سترہ رکعتیں ہیں فرض، تم کر لو شمار
فجر کی دو رکعتیں مغرب کی تین ظہر اور عصر و عشا کی چار چار

سوال:- سب نمازوں میں کتنی رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں؟

جواب:- پانچوں وقت کی نمازوں میں بارہ رکعت سنت مؤکدہ ہیں، دو فجر کی، چھ ظہر کی، چار فرضوں سے پہلے اور دو، فرضوں کے بعد، دو مغرب کے فرضوں کے بعد اور دو عشا کے فرضوں کے بعد۔ (شعر)

کچھ خبر بھی ہے تمھیں سنت ہیں کتنی رکعتیں
اول آخر فرض کے بارہ ہیں لو ہم سے سنو
فجر کے اول میں دو اور ظہر کے اول میں چار
ظہر و مغرب اور عشا ہر ایک کے آخر میں دو

سوال:- رات دن میں کتنی رکعتیں سنت غیر مؤکدہ یا نفل ہیں؟

جواب:- عام طور پر ظہر کے بعد دو نفل، عصر سے پہلے دو یا چار رکعت سنت (غیر مؤکدہ) مغرب کے بعد دو نفل، عشا کے فرضوں سے پہلے دو یا چار رکعت سنت (غیر مؤکدہ) عشا کے فرضوں کے بعد دو سنت مؤکدہ پڑھ کر دو نفل پھر تین وتر پڑھ کر دو نفل پڑھے جاتے ہیں ورنہ نفل کی کوئی خاص تعداد نہیں آئی۔

سوال:- پانچوں وقت کی نمازوں میں کل کتنی رکعتیں پڑھی جاتی ہیں؟

جواب:- فجر میں (چار رکعت) پہلے دو سنت پھر دو فرض۔ ظہر میں (بارہ رکعت) پہلے چار سنت پھر چار فرض پھر دو سنت، دو نفل۔ عصر میں (آٹھ رکعت) پہلے چار سنت (غیر مؤکدہ) پھر چار فرض۔ مغرب میں (سات رکعت) پہلے تین فرض پھر دو سنت پھر دو نفل، اور عشا میں (سترہ رکعت) پہلے چار سنت (غیر مؤکدہ) پھر چار فرض دو سنت پھر دو نفل پھر تین وتر دو نفل، یہ سب اڑتالیس رکعتیں ہوئیں۔

سوال:- وتر کی نماز فرض ہے یا سنت؟

جواب:- وتر کی تین رکعتیں نہ فرض ہیں نہ سنت بلکہ واجب ہیں جو عشا کے فرض اور دو سنت، دو نفل پڑھ کر پڑھی جاتی ہیں۔

سبق نمبر (۱۱)

اذان کا بیان

سوال:- اذان کسے کہتے ہیں؟

جواب:- ہر نماز کا وقت آنے پر نماز کے لیے ایک خاص قسم کا اعلان (بلاوا) کیا جاتا ہے تاکہ نمازی آدمی مسجد میں آکر نماز پڑھنے کی تیاری کریں، اسے اذان کہتے ہیں۔

سوال:- کیا اذان کے لیے کچھ الفاظ مقرر ہیں؟

جواب:- ہاں! اذان کے الفاظ مقرر ہیں اور وہ یہ ہیں:

اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ

ترجمہ: اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ

ترجمہ: اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ

ترجمہ: نماز کے لیے۔ آؤ نماز کے لیے آؤ۔

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

ترجمہ: بھلائی کی طرف آؤ۔ بھلائی کی طرف آؤ ۔

اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ

ترجمہ: اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

سوال:- کیا ہر وقت کی نماز میں یہی کلمے کہے جاتے ہیں؟

جواب:- صرف صبح کی اذان میں "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کے بعد دو مرتبہ یہ کلمے بھی کہے جاتے ہیں: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنْ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے)

سوال:- اذان کس طرح کہی جاتی ہے؟

جواب:- اذان کہنے والا باوضو قبلہ کی طرف منہ کر کے مسجد سے باہر بلند جگہ پر کھڑے ہو کر کانوں کے سوراخ میں شہادت کی انگلیاں ڈال کر اذان کے کلمات بلند آواز سے ٹھہر ٹھہر کر کہے تا کہ دوسروں کو خوب سنائی دے، اور "حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ" داہنی طرف منہ کر کے، اور "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" بائیں طرف منہ کر کے کہے۔

سوال:- اذان کہنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب:- اذان کہنے والے کو "**مُؤَذِّنْ**" کہا جاتا ہے۔

سوال:- اذان سننے والا کیا کرے؟

جواب:- جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لیے سلام کلام اور سارے کام یہاں تک کہ قرآن کی تلاوت بند کر دے، اذان کو غور سے سنے اور جواب دے۔ جو اذان کے وقت باتوں میں لگا رہے اس پر معاذ اللہ خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے۔

سوال:- اذان کا جواب کیا ہے؟

جواب:- مؤذن جو کلمہ کہے اس کے بعد سننے والا بھی وہی کلمہ کہے، مگر حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ کہے۔

سوال:- اذان میں حضور کا نام سنے تو کیا کرے؟

جواب:- جب مؤذن أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے تو سننے والا درود شریف پڑھے اور بہتر ہے کہ انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگالے اور کہے: قُرَّۃُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ. أَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ.

ترجمہ: یا رسول اللہ! میری آنکھوں کی ٹھنڈک حضور سے ہے۔ الٰہی مجھے سننے اور دیکھنے سے فائدہ پہنچا۔

سوال:- الصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ سن کر کیا کہنا چاہیے؟

جواب:- صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ وَ بِالحقِّ نَطَقْتَ.

سوال:- اذان کے ختم ہونے پر کون سی دعا پڑھی جاتی ہے؟

جواب:- جب اذان ختم ہو جائے تو مؤذن اور اذان سننے والے درود شریف پڑھیں ، اس کے بعد یہ دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُودَنِ الَّذِي وَعَدْتَّهُ وَاجْعَلْنَا فِي شَفَاعَتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ.

ترجمہ: اے اللہ اس دعاے تام اور برپا ہونے والی نماز کے مالک! تو عطا کر ہمارے سردار محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ اور انہیں مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے وعدہ کیا ہے اور ہمیں روز قیامت ان کی شفاعت نصیب کر بے شک تو وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔

سبق نمبر (۱۲)

اقامت کا بیان

سوال:- اقامت کسے کہتے ہیں؟

جواب:- جماعت قائم ہونے سے پہلے ایک شخص مدھم آواز سے جلد از جلد اذان کے الفاظ پڑھتا ہے، اسی کو اقامت اور تکبیر کہتے ہیں۔

سوال:- اذان اور اقامت میں کیا فرق ہے؟

جواب:- اذان اور اقامت میں تھوڑا سا فرق ہے اور وہ یہ کہ ''اذان میں کانوں کے سوراخوں میں انگلیاں رکھتے ہیں اقامت میں نہیں، اذان بلند جگہ اور مسجد سے باہر کہی جاتی ہے۔ اقامت جماعت کی جگہ صف کے اندر، نماز سے ملی ہوئی، امام کے دائیں یا بائیں کہی جاتی ہے اور اقامت میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ یہ کلمے پڑھے جاتے ہیں: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ. (نماز قائم ہو چکی، نماز قائم ہو چکی)

سوال:- اقامت کا جواب کس طرح دیا جائے؟

جواب:- اس کا جواب بھی اسی طرح ہے جیسے اذان کا، ہاں! اس میں **قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ** کے جواب میں یہ کلمہ کہے:

أَقَامَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَ أَدَامَهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَالأَرْضُ.

ترجمہ: اللہ اس کو قائم اور ہمیشہ رکھے جب تک کہ آسمان وزمین ہیں۔

سوال:- تکبیر بیٹھ کر سنی جاتی ہے یا کھڑے کھڑے؟

جواب:- کھڑے کھڑے تکبیر سننا مکروہ ہے۔ امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب تکبیر کہنے والا ''**حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ**'' پر پہنچے۔

سوال:- تکبیر کہنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب:- تکبیر یعنی اقامت کہنے والے کو ''**مُكَبِّر**'' کہتے ہیں۔

سوال:- تکبیر کہنا کس کا حق ہے؟

جواب:- مؤذن یعنی جس نے اذان کہی، اگر وہ موجود ہو تو تکبیر بھی اسی کا حق ہے۔ ہاں! اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے اور اگر وہ موجود نہیں تو جو چاہے اقامت کہہ لے۔

سبق نمبر (۱۳)

وضو کا بیان

سوال:- وضو کسے کہتے ہیں؟

جواب:- نماز یا اس جیسی کوئی عبادت ادا کرنے کے لیے دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور دونوں پاؤں گٹوں تک دھونے اور سر پر مسح کرنے کو وضو کہتے ہیں، بے وضو نماز ہوتی ہی نہیں۔

سوال:- وضو کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:- وضو کرنے کے لیے پاک صاف اونچی جگہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو اور

ثواب پانے کے لیے خدا کا حکم بجالانے کی نیت سے "بِسْمِ اللّٰہ" پڑھ کر وضو شروع کرو۔ پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھوؤ پھر مسواک کرو۔ مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانت مانجھ لو پھر تین مرتبہ چلو میں پانی لے کر تین بار کلیاں کرو کہ ہر بار منہ کے اندر ہر پرزے پر پانی بہ جائے اور روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ کرلو پھر تین چلو سے تین بار ناک میں پانی چڑھاؤ کہ جہاں تک نرم حصہ ہوتا ہے ہر بار اس پر پانی بہ جائے۔ دونوں کام داہنے ہاتھ سے کرو اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرو، پھر تین مرتبہ منہ دھوو، منہ دھونے میں ماتھے کے سرے پر ایسا پھیلا کر پانی ڈالو کہ اوپر کا بھی کچھ حصہ دھل جائے۔ یاد رکھو کہ ناک یا آنکھ یا بھوؤں پر پانی کا چلو ڈال کر سارے منہ پر ہاتھ پھر لینے سے منہ نہیں دھلتا اور وضو نہیں ہوتا۔ پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک دھونا چاہیے۔ پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ اس طرح دھوؤ کہ کہنیوں سے ناخنوں تک کوئی جگہ ذرہ بھر بھی دھلنے سے نہ رہ جائے۔ ورنہ وضو نہیں ہوگا۔ پہلے داہنا ہاتھ تین بار اور پھر بایاں ہاتھ تین بار دھونا چاہیے پھر ہاتھ پانی سے تر کر کے پہلے سر کا پھر کانوں کا پھر گردن کا مسح کرو۔ مسح صرف ایک ایک مرتبہ کرنا چاہیے، پھر دونوں پاؤں پہلے داہنا پھر بایاں ٹخنوں سمیت تین تین بار دھولو۔

سوال:- سر کا مسح کس طرح کرنا چاہیے؟

جواب:- انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی کے سوا دونوں ہاتھوں کی آخری تین تین انگلیاں ملا لو اور پیشانی کے اوپر سے بیچ کے حصے میں گدی تک اس طرح لے جاؤ کہ ہتھیلیاں سر سے دور رہیں پھر دونوں ہتھیلیوں کو گدی سے پیشانی کی طرف ملتے ہوئے واپس لاؤ، یہ سر کا مسح ہوا، پھر کلمہ کی انگلی کا پیٹ کان کے اندر پھیرو اور انگوٹھے کے پیٹ کانوں کے نیچے پھیرو، یہ کانوں کا مسح ہوا، پھر دونوں ہاتھوں کی پیٹھ گردن پر پھیر لو، یہ گردن کا مسح ہوگیا، اور گلے کا مسح کرنا بدعت یعنی بری بات ہے۔

سوال:- وضو کے بعد کیا پڑھا جاتا ہے؟

جواب:- وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھو:

أَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِ يْنَ۔

ترجمہ: الٰہی! تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں کردے۔

اور بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا پی لو اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کلمہ شہادت اور سورہ "إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ" پوری پڑھ لو بڑا ثواب پاؤ گے۔

سبق نمبر (۱۴)

نماز کے الفاظ

ثنا:۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.

ترجمہ: پاک ہے تو اے اللہ اور میں تیری حمد کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے اور تیری عظمت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

تعوذ:۔ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

تسمیہ:۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

سورہ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

ترجمہ: سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سارے جہان والوں کا، بڑا مہربان، بڑی رحمت والا، روز جزا کا مالک ہم بس تیری ہی عبادت کرتے اور تیری ہی مدد چاہتے ہیں ہم کو سیدھا راستہ چلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے احسان کیا ہے نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

سورۂ اخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

ترجمہ: تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

تسمیع

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ

ترجمہ: اللہ اس کی سنتا ہے جو اس کی حمد کرے۔

تحمید

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد

ترجمہ: اے ہمارے رب! حمد تیرے ہی لیے ہے۔

تشہد

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ: تمام عبادتیں اور نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ کے لیے ہیں سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں، سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

درود شریف (ابراہیمی)

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ وعلَى آلِ سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ على

سَیِّدِنا إِبْرَاهِیمَ وعلَى آلِ سَیِّدِنا إِبْرَاهِیمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ أَللّٰهُمَّ بَارِكْ علی سَیِّدِنا مُحَمَّدٍ وَّعلىٰ آلِ سَیِّدِنا مُحَمَّدٍ كَما بارَكْتَ علىَ سَیِّدِنا إِبْرَاهِیمَ وَعلَى آلِ سَیِّدِنا إِبْرَاهِیمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد پراوران کی آل پر جس طرح درود بھیجا تونے ہمارے سردار ابراہیم پراوران کی آل پر بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد پراوران کی آل پر جیسے برکت نازل کی تونے سیدنا ابراہیم پراوران کی آل پر بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔

دعا

اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْماً كَثِيراً، وَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلاَّ أَنْتَ فاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ.

ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور بے شک تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں تو اپنی طرف سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

یا یہ دعا: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النّارِ.

ترجمہ: اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں نیکی دے اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا۔

دعائے قنوت

جو وتر کی تیسری رکعت میں سورت کے بعد رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اور ''اللہ اکبر'' کہہ کر پڑھی جاتی ہے۔

اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُك وَنَسْتَغْفِرُك وَنُؤمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اللّٰهُمَّ إِيَّاكَ

نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشَىٰ عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ.

ترجمہ: الٰہی! ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں اور مغفرت چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر توکل کرتے ہیں اور بھلائی کے ساتھ تیری ثنا کرتے ہیں اور ہم تیرا شکر کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے اور ہم جدا کرتے اور اس شخص کو چھوڑتے ہیں جو تیری نافرمانی کرے، اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے اور تیری طرف دوڑتے ہیں۔ ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

سوال:- جسے دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ کیا پڑھے؟

جواب:- جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے یہ دعا پڑھے: ”رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ“

سوال:- رکوع کے بعد کھڑا ہونے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب:- رکوع کے بعد کھڑا ہونے کو ”قومہ“ کہتے ہیں۔

سوال:- دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب:- دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو ”جلسہ“ کہتے ہیں؟

سوال:- بہت سے لوگ مل کر نماز پڑھتے ہیں اسے کیا کہتے ہیں؟

جواب:- مل کر نماز پڑھنے کو ”جماعت“ کہتے ہیں، نماز پڑھانے والے کو ”امام“ اور پیچھے نماز پڑھنے والوں کو ”مقتدی“ کہتے ہیں۔

سوال:- تنہا (اکیلے) نماز پڑھنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب:- تنہا پڑھنے والے کو ”منفرد“ کہتے ہیں۔

سوال:- جماعت سے نماز پڑھنے میں کتنا ثواب ملتا ہے۔

جواب:- نماز با جماعت، تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ بڑھ کر ہے۔

سوال:- مسجد میں جاتے اور آتے وقت کیا دعا پڑھتے ہیں؟

جواب:- جب مسجد میں جاؤ تو پہلے داہنا پاؤں اندر رکھو اور پھر یہ دعا پڑھو:

اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

ترجمہ: (اے اللہ! تو رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے)

اور جب باہر نکلو تو پہلے بایاں قدم باہر نکالو اور یہ پڑھو:

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.

ترجمہ: (اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں)

سوال:- مسجد میں جا کر کیا کرنا چاہیے؟

جواب:- مسجد میں داخل ہو تو جو لوگ وہاں بیٹھے ہیں انہیں سلام کرو، اپنا وقت خدا کی یاد میں گزارو، جماعت کا وقت ہو تو نماز باجماعت ادا کرو، وقت نہ ہو تو قرآن شریف کی تلاوت کرو یا کلمہ شریف و درود شریف پڑھتے رہو، ہرگز ہرگز دنیا کی کوئی بات مسجد میں نہ کرو، یہ سخت منع ہے، نمازی کے آگے سے نہ گزرو، انگلیاں مت چٹکاؤ۔

سبق نمبر ۱۵

نماز پڑھنے کا طریقہ

سوال:- نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب:- وضو کر کے پاک صاف کپڑے پہن کر پاک جگہ قبلہ کی طرف منہ کر کے دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ کر کے کھڑے ہو جاؤ اور نماز کی نیت کر کے دونوں ہاتھ کانوں کی لَو تک اٹھاؤ، انگلیاں اپنی حالت پر رکھو اور ہتھیلیاں قبلہ رخ کر لو، اب ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے ہاتھ نیچے لاؤ اور ناف کے نیچے دونوں ہاتھ اس طرح باندھو کہ داہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت (پیٹھ)

پراورانگوٹھااورچھنگلی کلائی کے اغل بغل، اب ثنا یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھو پھر تعوذ یعنی أعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ اورتسمیہ یعنی بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ پڑھ کرسورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف پڑھواور الحمد کے ختم پر آہستہ سے آمین کہو، پھر کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھو پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جاؤ اور ہتھیلیاں گھٹنے پر رکھ کر انگلیاں پھیلا کر گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑلو، پیٹھ بچھی ہوئی اور سر کو پیٹھ کے برابر رکھو، اونچا نیچا نہ ہو، اپنی نظر اپنے قدموں پر جمالو اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيم کہو پھر تسمیع یعنی سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور تحمید یعنی اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (يَا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) بھی کہہ لو، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں اس طرح جاؤ کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھو پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں پہلے ناک پھر پیشانی زمین پر جماؤ، پیشانی کی ہڈی اور ناک کی نوک کا زمین سے چھوجانا ہرگز کافی نہیں۔

بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھو اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ زمین پر قبلہ رخ جمائے رکھو، ہتھیلیاں بچھی ہوئی اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور تین یا پانچ بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى کہو پھر تکبیر کہتے ہوئے پہلے سر اٹھاؤ پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرو اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھے بیٹھ جاؤ اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھو کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کو ہوں، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ اسی طرح کرو، پھر سر اٹھاؤ اور تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑے ہو جاؤ، اٹھتے وقت زمین پر ہاتھ نہ ٹیکو۔

یہ دوسری رکعت شروع ہوئی اب صرف بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر الحمد شریف پڑھو اور کوئی سورت ملاؤ اسی طرح رکوع کرو اور رکوع سے سیدھے کھڑے ہو کر اسی طرح سجدے میں جاؤ اور دونوں سجدے اسی طرح کر کے داہنا قدم کھڑا کرو اور بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جاؤ اور اب تشہد یعنی التحیات پڑھو اور جب کلمہ ''لا'' کے قریب پہنچو تو داہنے ہاتھ کی درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بناؤ اور چھنگلی اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی

سے ملا دو اور کلمہ ''لا'' پر کلمہ کی انگلی اٹھاؤ مگر اس کو حرکت نہ دو اور کلمہ ''إلّا'' پر گرا کر سب انگلیاں فوراً سیدھی کرلو، پھر درود شریف، پھر دعا پڑھو، پھر داہنی طرف منہ پھیر کر ایک بار السَّلَام عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃ اللہ، پھر بائیں طرف منہ پھیر کر السَّلَام عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہ کہو۔ یہ دو رکعت نماز پوری ہوگئی۔

سوال:- تین یا چار رکعت پڑھنی ہوں تو کیسے پڑھیں؟

جواب:- اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہوں تو دوسری رکعت کے آخر میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑے ہو جاؤ اور جتنی رکعت پڑھنا چاہو پڑھو، مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں الحمد شریف کے ساتھ سورت ملانے کی ضرورت نہیں ہاں نماز سنت، نفل یا واجب ہے تو یہ دو رکعتیں بھی پہلی دو رکعتوں کی طرح پڑھو یعنی الحمد کے بعد سورت ملاؤ۔

سوال:- امام اور مقتدی کی نماز میں کیا فرق ہے؟

جواب:- نماز پڑھنے کا جو طریقہ ہم نے لکھا یہ امام یا تنہا (منفرد) کے پڑھنے کا ہے، مقتدی کے لیے اس کی بعض باتیں جائز نہیں مثلاً امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ یا کوئی سورت پڑھنا، مقتدی کو صرف پہلی رکعت میں ثنا پڑھ کر خاموش ہو جانا چاہیے۔ اسے أَعُوْذُ بِاللہِ اور بِسْمِ اللہِ پڑھنے کی بھی اجازت نہیں اور ایک فرق یہ بھی ہے کہ رکوع سے اٹھتے وقت مقتدی کو صرف اَللّٰھُمّ رَبَّنَا وَ لَکَ الحَمدُ (یا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ) کہنا چاہیے۔

سوال:- سجدے میں پاؤں زمین سے اٹھے رہیں تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب:- پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگنا شرط ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا واجب، تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے نماز نہ ہوئی بلکہ صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی جب بھی نہ ہوئی، اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں۔

سوال:- فرض نماز کے بعد کون سی دعا پڑھتے ہیں؟

جواب:- فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھی جاتی ہے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

اے اللہ! تو سلام ہے اور سلامتی تجھ ہی سے ہے اور سلامتی تیری طرف لوٹتی ہے۔ اے رب ہمارے! تو برکت والا ہے اور بزرگ ہے، اے عزت وجلال والے۔

سبق نمبر ۱۶

اچھی اچھی دعائیں

(۱) سوتے سے اٹھو تو یہ دعا پڑھو:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ

ترجمہ: سب تعریف اس اللہ کو جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی دی اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔

(۲) کھانے سے پہلے کی دعا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَبْدِلْنَا خَيْرًا مِنْهُ

ترجمہ: اللہ کے نام سے جو بہت بڑا رحیم اور رحم کرنے والا ہے۔ الٰہی اس میں ہمارے لیے برکت اتار اور ہمیں اس سے بہتر دے۔

(۳) کھانے کے بعد کی دعا:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ

ترجمہ: سب تعریف اس اللہ کو جس نے ہمیں کھانے اور پینے کو دیا اور مسلمان بنایا۔

(۴) نیا کپڑا پہننے کی دعا:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى كَسَانِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ،

ترجمہ: سب تعریف خدا کے لیے جس نے ہمیں یہ لباس پہنایا اور ہماری طاقت کے

بغیر ہمیں عطا فرمایا۔

(۵) آئینہ دیکھنے کی دعا:

اللَّهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ

ترجمہ: الٰہی میرا منہ اجالا کر جس دن کچھ منہ اجالے ہوں اور کچھ سیاہ۔

(۶) سرمہ لگانے کی دعا:

اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ

ترجمہ: الٰہی مجھے سننے اور دیکھنے سے بہرہ مند کر۔

(۷) ہر نماز کے بعد کلمۂ طیبہ یا کلمۂ شہادت پڑھو بڑا ثواب پاؤ گے۔

(۸) جب اپنی یا کسی مسلمان بھائی کی کوئی چیز دیکھو اور پسند آئے تو برکت کی دعا کرو اور کہو:

تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ، اَللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُ فِيهِ، وَلَا تَضُرُّهُ.

ترجمہ: اللہ اسے اس میں برکت دے کہ یہ نقصان نہ پہنچائے۔ یا اردو میں کہہ دو ''اللہ برکت دے'' اس طرح نظر نہیں لگے گی۔

(۹) جب کوئی ایسی چیز دیکھو جو تمہیں ناپسند آئے یعنی تم براشگون پاؤ تو یہ دعا پڑھو:

اللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي الْحَسَنَاتِ إِلاَّ أَنْتَ، وَلاَ يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلاَ حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلّا بِاللهِ.

ترجمہ: الٰہی! تیرے سوا بھلائی دینے والا کوئی نہیں ہے اور تیرے سوا کوئی برائی ٹالنے والا نہیں اور ساری طاقت اور قوت اللہ ہی کے لیے ہے۔

(۱۰) کسی کو بیماری یا مصیبت میں مبتلا دیکھو تو یہ دعا پڑھو:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا.

ترجمہ: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس چیز سے نجات دی جس میں تجھے مبتلا کیا اور

مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت بخشی۔

میں وہ سنی ہوں جمیلؔ قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلاۃ والسلام

دعائے خیر

دنیا میں ہر آفت سے بچانا مولیٰ — عقبیٰ میں نہ کچھ رنج دکھانا مولیٰ
بیٹھوں جو در پاک پیمبر کے حضور — ایمان پر اس وقت اٹھانا مولیٰ

تمت

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ وَصَلَّى اللهُ تَعَالیٰ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ برحمتك يا أرحم الراحمين

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی المارہروی عفی عنہ
مدرس مدرسہ احسن البرکات۔ حیدرآباد۔ پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہمارا اسلام

حصہ دوم

مرتبہ

خلیل العلما **مفتی محمد خلیل خاں برکاتی مارہروی** علیہ الرحمہ

سابق استاذ مدرسہ احسن البرکات - حیدرآباد - پاکستان

باہتمام

مجلس برکات - الجامعۃ الاشرفیہ - مبارک پور

اشاعت: ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء

فہرست اسباق

(حصہ دوم)

پہلا باب ـــ اسلامی عقیدے

سبق نمبر (۱)

دین اسلام

سوال:- اسلام کی بنیاد کتنی چیزوں پر ہے؟

جواب:- اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: **اول:** اس امر کی شہادت (گواہی) دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ **دوم:** نماز قائم کرنا۔ **سوم:** زکوٰۃ دینا۔ **چہارم:** حج کرنا۔ **پنجم:** ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

سوال:- کلمۂ شہادت کیا ہے؟

جواب:- أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ـ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ـ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

سوال:- کیا صرف زبان سے کلمہ پڑھ کر آدمی مسلمان ہو جاتا ہے؟

جواب:- نِری کلمہ گوئی یعنی صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینے سے آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ مسلمان وہ ہے جو زبان سے اقرار کے ساتھ ساتھ سچے دل سے ان تمام باتوں کی تصدیق کرے جو ضرویات دین سے ہیں۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جانے، اور اس کے کسی قول یا فعل سے اللہ و رسول کا انکار یا توہین نہ پائی جائے۔

سوال:- گونگے آدمی کا مسلمان ہونا کیسے معلوم ہوگا؟

جواب:- گونگا آدمی کہ زبان سے انکار نہیں کرسکتا اس کے مسلمان ہونے کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اشارے سے یہ ظاہر کردے کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں اور اسلام میں جو کچھ ہے وہ صحیح اور حق ہے۔

سوال:- ضروریات دین جنھیں بغیر مانے آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا وہ کیا ہیں؟

جواب:- ضروریات دین وہ مسائل ہیں جن کو ہر خاص وعام جانتا ہے جیسے اللہ عز وجل کی توحید (یعنی اسے ایک جاننا) نبیوں کی نبوت، جنت، دوزخ، حشر ونشر وغیرہ مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔

سوال:- ایک شخص کلمۂ اسلام پڑھتا ہے اور دین کی کسی ضروری بات کا انکار بھی کرتا ہے، وہ مسلمان ہے یا نہیں؟

جواب:- ہرگز نہیں، جو شخص کسی ضروری دینی امر کا انکار کرے، یا اسلام کے بنیادی عقیدوں کے خلاف کوئی عقیدہ رکھے اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے نہ اسلامی برادری میں داخل ہے نہ مسلمان۔

سوال:- نفاق کیا چیز ہے؟

جواب:- زبان سے اسلام کا دعوی اور دل میں اسلام سے انکار کرنا نفاق ہے۔ یہ بھی خالص کفر بلکہ ہے ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔

سوال:- کیا اس زمانے میں کسی کو منافق کہہ سکتے ہیں؟

جواب:- کسی خاص شخص کی نسبت یقین کے ساتھ تو منافق نہیں کہا جا سکتا، البتہ نفاق کی ایک شاخ اس زمانے میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بد مذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دیکھا جاتا ہے تو اسلام کے دعوے کے ساتھ ضروریات دین کا انکار بھی کرتے ہیں۔

سبق نمبر (۲)

ہمارا خدا

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ (میں اللہ پر ایمان لایا)

سوال:- اللہ تعالیٰ کے ساتھ مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

جواب:- اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت و پرستش کی جائے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا، نہ اس کی بی بی نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ اس کا کوئی ہمسر و برابر۔

۲- اللہ تعالیٰ کی ذات تمام کمالات اور خوبیوں والی ہے۔ وہ ہر قسم کے عیب و نقص اور کمزوری سے بری اور پاک ہے۔ وہ ہر ایسی صفت سے پاک ہے جس سے عیب، یا نقص، یا کسی دوسری چیز کی طرف احتیاج (حاجت) لازم آئے۔

۳- وہ بے پروا ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج ہے۔

۴- وہی سب سے اول ہے کہ جب کچھ نہ تھا تو وہ تھا اور وہی سب سے آخر ہے۔ یعنی جب کچھ نہ ہوگا جب بھی وہ رہے گا اور اس کی تمام صفتیں اس کی ذات کی طرح ازلی و ابدی ہیں یعنی ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔

۵- وہ حی و قیوم ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اس کے ہاتھ میں ہے، جسے جب چاہے زندگی بخشے (زندہ کرے) اور جب چاہے موت دے۔

۶- وہ قدیر ہے ہر چیز پر قادر ہے، بڑی طاقت اور قدرت والا ہے جو چاہے اور جیسا چاہے کرے کسی کو اس پر قابو نہیں۔

۷- وہ سمیع ہے، ہر پکارنے والے کی پکار اور آواز سنتا ہے، زمین پر چیونٹی کے چلنے کی آہٹ اور مچھر کے پروں کی آواز تک وہ سنتا ہے۔

۸۔ وہ بصیر ہے یعنی ہر چیز دیکھتا ہے، کوئی چیز اندھیرے میں ہو، اجالے میں ہو، نزدیک ہو یا دور ہو، بڑی ہو یا چھوٹی ہو، اس سے چھپی ہوئی نہیں۔

۹۔ وہ علیم ہے یعنی ہر چیز کی اس کو خبر ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے، یا ہو چکا، یا آئندہ ہونے والا ہے سب اللہ کے علم میں ہے۔ ہماری گفتگو، ہماری نیتیں، ہمارے ارادے جو ہمارے سینوں میں پوشیدہ (چھپے ہوئے) ہیں سب اسے معلوم ہیں۔ ایک ذرہ اس سے پوشیدہ نہیں۔

۱۰۔ تمام چیزیں اسی کے ارادہ واختیار سے ہیں جس کو چاہتا ہے وہی چیز ہوتی ہے اور وہ جسے نہ چاہے ہرگز نہیں ہوسکتی۔ اس کی مشیت (ارادے) کے بغیر کوئی کچھ نہیں کرسکتا، پرندہ پر نہیں مارسکتا۔ کوئی ذرہ بغیر اس کے حکم کے ہِل نہیں سکتا۔

۱۱۔ وہی ہر چیز کا خالق (پیدا کرنے والا) ہے اور جو کچھ ہم کرتے ہیں اسی نے پیدا کیا، سوائے اللہ کے اور کوئی کسی چیز کا خالق نہیں، وہ اکیلا تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے۔ ہر چھوٹی بڑی چیز اسی کی مخلوق، اسی کی پیدا کی ہوئی ہے۔ جس چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے "کُنْ" کہہ کر پیدا کر دیتا ہے۔

۱۲۔ وہی رزاق ہے، چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی مخلوق کو رزق پہنچاتا ہے اور روزی دیتا ہے، وہی ہر چیز کی پرورش کرتا ہے، وہی رب العالمین ہے۔

۱۳۔ وہ کلام بھی کرتا ہے، تمام آسمانی کتابیں اور قرآن کریم سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

سوال:- اللہ تعالیٰ کس چیز سے دیکھتا اور سنتا ہے؟

جواب:- اللہ تعالیٰ کی صفتیں بھی اس کی شان کے مطابق ہیں۔ بے شک وہ سنتا ہے، دیکھتا ہے، کلام کرتا ہے مگر ہماری طرح دیکھنے کے لیے آنکھ کا، سننے کے لیے کام کا اور کلام کرنے کے لیے زبان کا محتاج نہیں۔ وہ بے کان کے سنتا ہے اور اس کے سننے کے لیے ہوا کے واسطے کی بھی ضرورت نہیں۔ بے آنکھ کے دیکھتا ہے اور دیکھنے کے لیے روشنی کا بھی محتاج نہیں، بے زبان کے بولتا ہے اور اس کا کلام آواز والفاظ سے بھی پاک ہے۔

سبق نمبر (۳)

فرشتے

وَ مَلٰئِکَتِہٖ (اور میں ایمان لایا اللہ کے فرشتوں پر)

سوال:- ملائکہ (فرشتے) کون ہیں؟

جواب:- فرشتے اللہ تعالیٰ کے ایمان دار، عبادت گزار اور مکرم (عزت والے) بندے ہیں جن کے جسم نورانی ہیں یعنی وہ نور سے پیدا کیے گئے ہیں، معصوم ہیں اور خدا کے فرماں بردار، خدا کی نافرمانی اور گناہ نہیں کرتے، وہی کرتے ہیں جو انھیں حکم دیا جاتا ہے۔ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ خدا کی عبادت و بندگی ان کی غذا ہے۔ ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔

سوال:- فرشتوں کو معصوم کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب:- اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں گناہ اور برائی کرنے کی قوت ہی نہیں رکھی، ان سے خدا کی نافرمانی ممکن ہی نہیں اور اسی لیے نبیوں کو بھی معصوم کہتے ہیں۔

سوال:- فرشتوں کی تعداد (گنتی) کل کتنی ہے؟

جواب:- فرشتے بے شمار ہیں، ان کی تعداد وہی جانے جس نے انھیں پیدا کیا، یا اس کے بتائے سے اس کا پیارا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ان کی پیدائش روزانہ جاری ہے، ہر روز بے شمار پیدا ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ نیک کلام، اچھا کام فرشتہ بن کر آسمان کو بلند ہوتا ہے۔

سوال:- مشہور فرشتے کتنے ہیں؟

جواب:- چار فرشتے بہت مشہور ہیں اور بہت عظمت رکھتے ہیں۔

۱- حضرت جبرائیل علیہ السلام، ان کے ذمہ پیغمبروں کی خدمت میں وحی لانا ہے۔

۲ ۔حضرت میکائیل علیہ السلام، پانی برسانے اور خدا کی مخلوق کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں۔

۳۔حضرت اسرافیل علیہ السلام، جو قیامت کو صور پھونکیں گے۔

۴ ۔حضرت عزرائیل علیہ السلام، جنھیں روح قبض کرنے یعنی لوگوں کی جان نکالنے کی خدمت سپرد کی گئی ہے، بے شمار فرشتے ان کی ماتحتی میں کام کرتے ہیں۔

سوال:-اور فرشتے کن کاموں پر مقرر ہیں؟

جواب:-ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں اور جداگانہ کاموں پر مقرر ہیں۔بعضے جنت پر، بعضے دوزخ پر، کسی کے ذمہ آدمیوں کے نامۂ اعمال لکھنا ہے تو کسی کے ذمہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانا ہے، بعضوں کے متعلق قبر میں مردوں سے سوال کرنا ہے تو بعضوں کے متعلق عذاب کرنا، کوئی دربار رسول میں حاضری پر مقرر ہے اور کوئی مسلمانوں کے درود و سلام حضور کی بارگاہ میں پہنچاتا ہے اور کوئی میلاد شریف وغیرہ ذکر خیر کی مجلسوں میں حاضری دیتا ہے۔

سوال:- نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتوں کا کیا نام ہے؟

جواب:-انھیں کراماً کاتبین کہتے ہیں۔نیکی اور بدی کے لکھنے والے علاحدہ علاحدہ ہیں۔دن کے اور ہیں رات کے اور۔

سوال:-قبر میں سوال کرنے والے فرشتے کون سے ہیں؟

جواب:- یہ دو فرشتے ہیں۔ان میں ایک کو مُنکَر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ان کی شکلیں بڑی ہیبت ناک (ڈراؤنی) ہوتی ہیں۔

سوال:-کیا فرشتے کسی کو نظر بھی آتے ہیں؟

جواب:-ہمیں تو نظر نہیں آتے مگر جنھیں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں جیسے انبیاء اللہ (خدا کے پیغمبر) انھیں دیکھتے، اور ان سے کلام کرتے ہیں۔ہاں! موت کے وقت مسلمان رحمت کے فرشتے اور کافر عذاب کے فرشتے دیکھ لیتا ہے۔

سوال:- جو شخص فرشتوں کو نہ مانے وہ کون ہے؟

جواب:- فرشتوں کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں، یہ دونوں باتیں کفر ہیں اور ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر۔

سبق نمبر ۴

آسمانی کتابیں

وَ کُتُبِہٖ (اور میں ایمان لایا اس کی کتابوں پر)

سوال:- آسمانی کتاب سے کیا مطلب ہے:

جواب:- خدا کی کتاب جو اس نے اپنے بندوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے اتاری؛ تا کہ بندے اللہ اور اس کے رسولوں کو جانیں اور ان کی مرضی وحکم کے مطابق کام کریں۔

سوال:- اللہ تعالیٰ نے کل کتنی کتابیں اتاریں؟

جواب:- بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں، جن کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ جانے اور اللہ کا رسول، البتہ ان میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں: (۱) توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتاری، (۲) زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل کی، (۳) انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی اور (۴) قرآن کریم کہ سب سے افضل کتاب ہے، سب سے افضل رسول محبوب کبریا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عنایت فرمائی گئی۔

سوال:- کیا قرآن کریم کے سوا باقی کتابیں آج کل صحیح موجود ہیں؟

جواب:- جی نہیں! آج روئے زمین پر قرآن کریم کے سوا صحیح توریت، صحیح انجیل، اور صحیح زبور کہیں نہیں پائی جاتی۔ عیسائی، یہودی اور اگلی امت کے شریروں نے اپنی خواہش کے مطابق انھیں گھٹا بڑھا دیا تو وہ جیسی اتری تھیں ویسی ان کے ہاتھوں میں باقی نہ رہیں۔

سوال:- موجودہ توریت وانجیل کو کس طرح مانا جائے؟

جواب:- جب کوئی بات ان کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ قرآن کریم کے مطابق ہے ہم اس کی تصدیق کریں گے اور مان لیں گے اور اگر ہماری کتاب کے خلاف ہے تو ہم یقین جانیں گے کہ یہ ان شریروں کی تحریف ہے کہ انہوں نے کچھ کا کچھ کر دیا۔

سوال:- اور اگر موافق مخالف ہونا کچھ معلوم نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب:- ایسی صورت میں ہمیں حکم ہے کہ ہم نہ اس کی تصدیق کریں نہ انکار بلکہ یوں کہیں: ''اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ مَلَآئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ' اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں پر ہمارا ایمان ہے''۔

سوال:- کیا قرآن شریف میں کمی بیشی ہو سکتی ہے؟

جواب:- نہیں! چوں کہ یہ دین ہمیشہ باقی رہنے والا ہے لہذا قرآن شریف کی حفاظت اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ رکھی ہے اس لیے اس میں کسی حرف یا نقطہ کی بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی نہ کوئی اپنی خواہش سے اس میں گھٹا بڑھا سکتا ہے اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے۔

سوال:- جس کا یہ عقیدہ ہو کہ قرآن کریم میں کمی بیشی جائز ہے وہ کون ہے؟

جواب:- جو یہ کہے کہ قرآن شریف کا ایک حرف بھی کسی نے کم کر دیا یا بڑھا دیا، یا بدل دیا وہ قطعاً کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

سوال:- صحیفہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:- مخلوق کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی چھوٹی چھوٹی کتابیں یا ورق جو قرآن شریف سے پہلے اتارے گئے انھیں صحیفے کہتے ہیں۔ ان صحیفوں میں اچھی اچھی مفید نصیحتیں اور کارآمد باتیں ہوتی تھیں۔

سوال:- کل کتنے صحیفے ہیں اور کس کس پر اتارے گئے؟

جواب:- صحیح تعداد تو اللہ و رسول ہی کو معلوم ہے۔ ہمیں تو یہ پتا چلتا ہے کہ کچھ صحیفے

حضرت آدم علیہ السلام پر اتارے گئے، کچھ آپ کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام پر، کچھ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر، کچھ حضرت ادریس علیہ السلام پر اور کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی اتارے گئے۔

سوال:- کیا قرآن شریف جیسی کوئی اور کتاب پائی جاسکتی ہے؟

جواب:- ہرگز نہیں! قرآن شریف بے مثل کتاب ہے جو بے مثال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل فرمائی گئی۔ اس امی لقب امین نے اس کتاب کو عرب جیسی قوم کے سامنے پیش کیا، اسے اپنی نبوت کی دلیل ٹھہرایا اور صاف اعلان کر دیا کہ اگر سارا نہیں تو قرآن جیسی دس (۱۰) سوتیں ہی بنا لاؤ بلکہ یہ بھی فرما دیا کہ دس نہیں تو ایسی ایک ہی سورت پیش کرو۔ لیکن دنیا جانتی ہے کہ ان کی عقلیں چکرا گئیں۔ اور اگر وہ ایسا کر سکتے تو اس ذلت کو کیوں گوارا کرتے کہ انھیں اور ان کے معبودوں کو دوزخ کا ایندھن بتایا جارہا تھا، تو جب اہل عرب اس جیسی اور کوئی سورت بلکہ آیت بھی نہ لا سکے تو دوسرا کون اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

سوال:- کیا ہندوؤں کے پاس کوئی خدا کی کتاب ہے؟

جواب:- نہیں، اور وید جسے وہ آسمانی کتاب کہتے ہیں پرانے زمانے کے شاعروں کی نظموں کا مجموعہ ہے، کلام الٰہی ہرگز نہیں۔

سبق نمبر ۵

خدا کے رسول و نبی

وَرُسُلِهٖ　　(اور میں ایمان لایا اس کے رسولوں پر)

سوال:- رسول کون ہوتے ہیں؟

جواب:- اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے جن برگزیدہ (پاک) بندوں کو اپنے پیغام پہنچانے کے واسطے بھیجا انھیں رسول کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور

اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے ہیں۔

سوال:- نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

جواب:- یہ دونوں لفظ ایک ہی معنی میں بولے اور سمجھے جاتے ہیں البتہ نبی صرف اس بشر (انسان) کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو۔ اور رسول فرشتوں میں بھی ہوتے ہیں انسانوں میں بھی، اور بعض علما یہ فرماتے ہیں کہ جو نبی نئی شریعت لائے اسے رسول کہتے ہیں۔

سوال:- پیغمبروں اور دوسرے انسانوں میں کیا فرق ہے؟

جواب:- زمین وآسمان کا فرق ہے۔ نبی ورسول خدا کے خاص اور معصوم بندے ہوتے ہیں۔ ان کی نگرانی اور تربیت (پرورش) خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ صغیرہ کبیرہ گناہوں سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔ عالی نسب، عالی حسب، انسانیت کے اعلیٰ مرتبے پر پہنچے ہوئے، خوبصورت، نیک سیرت، عبادت گزار، پرہیز گار، تمام اخلاق حسنہ (نیک عادات سے آراستہ اور ہر قسم کی برائی سے دور رہنے والے، انھیں عقل کامل عطا کی جاتی ہے جو اوروں کی عقل سے بدرجہا (درجوں) زائد ہے۔ کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل کسی سائنس داں کی فہم وفراست اس کے لاکھویں حصے تک بھی نہیں پہنچ سکتی اور کیوں نہ ہو یہ اللہ کے لاڈلے بندے اور اس کے محبوب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہر ایسی بات سے دور رکھتا ہے جو باعث نفرت ہو۔ اسی لیے انبیاء اللہ کے جسموں کا برص (سفید داغ) جذام (کوڑھ) وغیرہ ایسی بیماریوں سے پاک ہونا ضروری ہے جس سے لوگ گھن کریں۔

سوال:- نبیوں کو غیب کا علم ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب:- انبیا علیہم السلام غیب کی خبر دینے کے لیے ہی آتے ہیں، حساب وکتاب، جنت ودوزخ، ثواب وعذاب، حشر ونشر، فرشتے وغیرہ غیب نہیں تو اور کیا ہیں؟ یہ وہی بتاتے ہیں جن تک عقل نہیں پہنچتی مگر یہ علم غیب کہ ان کو ہے اللہ کے دیے سے ہے لہذا ان کا علم عطائی (خدا کا عطا کیا ہوا) ہوا۔

سوال:- خدا کے دربار میں نبی کا کیا مرتبہ ہے؟

جواب:- تمام انبیا کو خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی وجاہت اور عزت حاصل ہے انبیاء اللہ تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ، بلند و بالا ہوتے ہیں۔فرشتوں میں بھی ان کے مرتبہ کا کوئی نہیں۔ بڑے سے بڑا ولی ان کے برابر نہیں ہوسکتا۔

سوال:- جو کسی نبی کی عزت نہ کرے وہ کون ہے؟

جواب:- نبی کی تعظیم کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے بلکہ یہ فرض دوسرے تمام فرضوں سے بڑھ کر ہے تو جو شخص کسی نبی کی شان میں کوئی ایسی ویسی بات نکالے جس سے ان کی توہین ہوتی ہو وہ کافر ہے۔

سوال:- کیا کوئی شخص عبادت سے نبی ہوسکتا ہے؟

جواب:- نہیں! نبوت بہت بڑا مرتبہ ہے، کوئی بھی شخص عبادت کے ذریعہ اسے حاصل نہیں کرسکتا چاہے عمر بھر روزہ دار رہے، ساری زندگی نماز میں گزار دے، سارا مال و دولت خدا کی راہ میں قربان کردے مگر نبوت نہیں پا سکتا۔نبوت خدا کا عطیہ ہے جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے، ہاں دیتا اسی کو ہے جسے اس کے قابل پاتا ہے۔

سوال:- کل کتنے انبیا اللہ تعالیٰ نے بھیجے؟

جواب:- نبیوں کی کوئی تعداد مقرر کر لینا جائز نہیں۔ ہمیں یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ خدا کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

سوال:- کیا جنّ اور فرشتے بھی نبی ہوتے ہیں؟

جواب:- نہیں! نبی صرف انسانوں میں سے ہوتے ہیں اور ان میں بھی یہ مرتبہ صرف مرد کے لیے ہے نہ کوئی جن و فرشتہ نبی ہوا اور نہ کوئی عورت نبی ہوئی۔

سوال:- کیا نبیوں اور فرشتوں کے سوا کوئی اور بھی معصوم ہوتا ہے؟

جواب:- نبیوں اور فرشتوں کے سوا معصوم کوئی بھی نہیں، نبیوں کی طرح کسی اور کو معصوم سمجھنا گمراہی ہے۔

سوال:- کیا اولیاء اللہ بھی معصوم نہیں؟

جواب:- بے شک اولیاء اللہ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد اور اہل بیت میں جو امام ہیں وہ بھی معصوم نہیں۔ ہاں! یہ اور بات ہے کہ انھیں اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے گناہوں سے بچاتا ہے، ان سے گناہ ہوتا نہیں، مگر ہو تو ناممکن بھی نہیں۔

سوال:- کیا نبی کسی حکم خداوندی کو چھپا بھی لیتے ہیں؟

جواب:- نہیں! اللہ تعالیٰ نے نبیوں پر بندوں کے لیے جتنے احکام اتارے انھوں نے وہ سب کو پہنچا دیے۔ جو کہے کہ کسی حکم کو نبی نے چھپائے رکھا یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا، وہ کافر ہے۔

سوال:- جو نبی وفات پا چکے انھیں مردہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- تمام انبیا اپنی اپنی قبروں میں ویسے ہی زندہ ہیں جیسے اس دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں اور جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں۔ ایک آن کے لیے ان پر موت آئی پھر بدستور زندہ ہو گئے۔

سوال:- دنیا میں سب سے پہلے آنے والے نبی کون ہیں؟

جواب:- سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں۔ آدم علیہ السلام سے پہلے انسان موجود نہ تھا سب انسان انھیں کی اولاد ہیں اسی لیے ''آدمی'' کہلاتے ہیں یعنی اولاد آدم، اور آدم علیہ السلام کو ''ابوالبشر'' کہتے ہیں یعنی سب انسانوں کے باپ۔

سوال:- سب سے پہلے رسول کون ہیں؟

جواب:- سب میں پہلے رسول جو کافروں کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے، حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ آپ نے ساڑھے نو سو برس تک تبلیغ کی، مگر چوں کہ آپ کے زمانے کے کافر بہت سخت دل اور گستاخ تھے اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے۔ آخر کار آپ نے دعا کی، طوفان آیا اور ساری زمین ڈوب گئی۔ صرف گنتی کے وہ مسلمان اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا جو آپ کے ساتھ کشتی میں تھا بچ گئے باقی سب ہلاک ہو گئے۔

سوال:- سب سے آخر میں کون سے نبی تشریف لائے؟

جواب:- سب میں پچھلے نبی جو تمام جہان کی ہدایت ورہنمائی کے لیے تشریف لائے ہمارے نبی محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضور پر ختم کر دیا کہ حضور کے زمانے میں یا بعد، کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔

سوال:- انبیاے کرام مرتبے میں برابر ہیں یا کم وبیش؟

جواب:- نبیوں کے مختلف درجے ہیں۔ بعضوں کے رتبے بعضوں سے اعلیٰ ہیں اور سب میں افضل، رتبے میں سب سے بلند وبالا ہمارے آقا ومولی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اسی لیے آپ کو ''سید الانبیا'' کہا جاتا ہے۔ یعنی سارے نبیوں کے سردار، سب کے سر کے تاج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سوال:- حضور کے بعد کس کا مرتبہ بڑا ہے؟

جواب:- حضور کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے، پھر حضرت موسی علیہ السلام، پھر حضرت عیسی علیہ السلام اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کا، یہ حضرات خدا کی ساری مخلوق سے افضل ہیں یہاں تک کہ فرشتوں سے بھی۔

سبق نمبر ۶

سید الانبیا

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

سوال:- ۱۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات کیا ہیں؟

جواب:- اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا پھر اسی نور سے تمام کائنات پیدا کی۔ اگر حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا اور حضور نہ ہوں تو کچھ نہ ہو، حضور تمام جہان کی جان ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کی روحوں سے عہد لیا کہ اگر وہ حضور کے زمانے کو پائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں۔

۳۔ حضور تمام مخلوق الٰہی میں خود بھی سب سے بہتر ہیں اور ان کا خاندان بھی سب خاندانوں سے افضل ہے، ان جیسا دوسرا نہ کوئی ہوا، نہ ہو۔

۴۔ حضور انور کی ولادت شریف کے وقت بت اوندھے منہ گر پڑے اور ایسا نور پھیلا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے ملک شام کے محل دیکھ لیے۔

۵۔ آپ کا سایہ نہ تھا؛ کیوں کہ آپ نور ہی نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

۶۔ گرمی کے وقت اکثر بادل آپ پر سایہ کرتا تھا اور درخت کا سایہ آپ کی طرف آجاتا تھا۔ حالاں کہ ابھی لوگوں کو آپ کا نبی ہونا معلوم نہ ہوا تھا۔

۷۔ آپ کے جسم اور پسینے میں مشک وزعفران سے بڑھ کر خوشبو آتی تھی۔ جس راستے سے آپ گزرتے وہ راستہ مہک جاتا۔

۸۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین وآسمان کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادیں، اور اختیار دیا کہ جسے جو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لیں، ان کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں۔

۹۔ دنیا وآخرت کی ہر چھوٹی بڑی نعمت آپ ہی کے طفیل میں ملتی ہے اور ملتی رہے گی۔

۱۰۔ اللہ کے نام کے ساتھ حضور کا ذکر بھی بلند کیا جاتا ہے۔ حضور اللہ کے محبوب ہیں۔

غرض حضور کے فضائل بے شمار ہیں۔ وہ اللہ کے حبیب ہیں اور مخلوق میں ساری خوبیاں حضور ہی کی ذات پر ختم ہیں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سوال:- میلاد شریف کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب:- میلاد شریف یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت (پیدائش) مبارک کا بیان جائز ہے۔ اس محفل پاک میں حضور کی فضیلتیں، حضور کے معجزے، آپ کی عادتیں، آپ کی زندگی کے مبارک حالات اور دوسرے واقعات بیان کیے جاتے ہیں۔ ان

چیزوں کا ذکر حدیثوں میں بھی ہے اور قرآن کریم میں بھی، اگر مسلمان یہی چیزیں اپنی محفلوں میں بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کے بیان کرنے کے لیے محفل کریں تو اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

اس مجلس میں بوقت ذکر ولادت قیام کیا جاتا ہے یعنی کھڑے ہوکر درود وسلام پڑھتے ہیں، یہ بھی جائز ہے۔

سبق نمبر ۷

نعت اکرم سید عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

سچی بات سکھاتے یہ ہیں   سیدھی راہ دکھاتے یہ ہیں
ڈوبی ناویں ترِاتے یہ ہیں   ہلتی نیویں جماتے یہ ہیں
ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے   مالکِ کل کہلاتے یہ ہیں
ان کا حکم جہاں میں نافذ[۱]   قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں
رب ہے معطی[۲] یہ ہیں قاسم[۳]   رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
ان کی بخشش ان کا صدقہ   دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن   کون بچائے، بچاتے یہ ہیں
باپ جہاں بیٹے سے بھاگے   لطف وہاں فرماتے یہ ہیں
ماں جب اکلوتے کو چھوڑے   آ آ کہہ کے بلاتے یہ ہیں
اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں   کون بنائے بناتے یہ ہیں

کہہ دو رضاؔ سے خوش ہو خوش رہ
مژدہ رضا کا سناتے یہ ہیں

۱؎ **نافذ**- جاری۔ ۲؎ **معطی** - دینے والا۔ ۳؎ **قاسم**- بانٹنے والے۔

سبق نمبر ۸

قیامت کا دن

وَالْيَوْمِ الاٰخِرِ (اور میں ایمان لایا آخرت کے دن پر)

سوال:- قیامت کا دن کون سا دن ہے؟

جواب:- قیامت کا دن بڑا سخت ہولناک دن ہے۔اس کی دہشت اور خوف سے دل دہلیں گے۔ زمین وآسمان، جنّ وانسان اور فرشتے غرض تمام کائنات فنا ہوجائے گی۔ آسمان شق ہوجائے گا، زمین پر کوئی عمارت باقی نہ رہے گی۔ پہاڑ دھنکی ہوئی اُون کی طرح اُڑے پھریں گے۔ آسمان کے تارے بارش کے قطروں کی طرح زمین پر گر پڑیں گے، ایک دوسرے سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہوکر فنا ہوجائیں گے۔اسی طرح ہر چیز فنا ہوجائے گی اور سوائے پروردگار عالم کے کچھ باقی نہ رہے گا۔

سوال:- قیامت کیوں کر قائم ہوگی؟

جواب:- قیامت آنے کی شکل یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السلام صُور پھونکیں گے جس سے تمام زمین وآسمان میں ہلچل پڑ جائے گی۔شروع شروع میں اس کی آواز بہت باریک ہوگی اور رفتہ رفتہ بلند ہوتی جائے گی جس سے لوگ بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے۔ زمین، آسمان اور پہاڑ اور پھر اللہ کے حکم سے اسرافیل اور عزرائیل بھی فنا ہوجائیں گے۔اس وقت سوا اس ایک اللہ کے دوسرا کوئی نہ ہوگا اور وہ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

سوال:- حضرت عزرائیل کی روح کون قبض کرے گا؟

جواب:- جب زمین وآسمان سب فنا ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم دے گا کہ جبریل کی روح قبض کر، حضرت عزرائیل ان کی روح قبض کریں گے۔

وہ ایک بڑے پہاڑ کی مانند اللہ کی پاکی بیان کرتے ہوئے سجدے میں گر پڑیں گے۔ اسی طرح حضرت میکائیل اور اسرافیل اور عرش اٹھانے والے فرشتوں کی روح باری باری سے قبض کرلی جائے گی وہ سب بھی مرجائیں گے پھر عزرائیل علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا "مُتْ" (مرجا) وہ بھی ایک بڑے پہاڑ کی مانند تسبیح کرتے ہوئے سجدے میں گر پڑیں گے اور مرجائیں گے۔

سوال:- قیامت کب آئے گی؟

جواب:- قیامت کا صحیح وقت تو خدا کو معلوم ہے یا پھر اس کا رسول جانے مگر جتنا وقت گزرتا جاتا ہے قیامت قریب ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہاں! اللہ ورسول نے قیامت کی کچھ نشانیاں بتادیں ہیں۔ جب یہ سب واقع ہولیں گی، قیامت آجائے گی۔

سوال:- علاماتِ قیامت (قیامت کی نشانیاں) کیا ہیں؟

جواب:- سب سے بڑی علامت خود آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دنیا میں تشریف لاکر چلا جانا ہے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ اور بھی نشانیاں بیان فرمائی ہیں مثلاً:

۱-علم دین اٹھ جائے گا یعنی علماے دین اٹھالیے جائیں گے، جہالت کی کثرت ہوگی۔
۲-لوگ دینا کمانے کے لیے علم حاصل کریں گے، دین کی خدمت کے لیے نہیں۔
۳-دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوجائے گا کہ جیسے مٹھی میں انگارا لینا۔
۴-زکاۃ ادا کرنے کو لوگ تاوان اور بوجھ سمجھیں گے۔
۵-گانے اور بے حیائی کی کثرت ہوگی، کسی کا لحاظ و پاس نہ ہوگا۔
۶-ذلیل لوگ بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے۔ مال کی زیادتی ہوگی۔
۷-نکمے اور ناکارے لوگ بڑے بڑے عہدوں پر ہوں گے۔
۸-وقت میں برکت نہ ہوگی یعنی بہت جلد جلد گزرے گا۔
۹-لوگ ماں باپ کی نافرمانی کریں گے اور بی بی اور دوستوں کا کہنا مانیں گے۔

۱۰- اگلوں کو برا کہیں گے، ان پر لعنت کریں گے۔

۱۱- مسجدوں میں شور کریں گے اور بیٹھ کر دنیا کی باتیں بنائیں گے۔

ان علامات کے علاوہ اور بھی بہت علامتیں ہیں جن کا بیان اگلے حصہ میں آتا ہے۔

سبق نمبر ۹

تقدیر کا بیان

وَالْقَدْرِ خَیرِہ وشَرِّہ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی

(اور میں ایمان لایا اس پر کہ تقدیر کی بھلائی، برائی اللہ کی طرف سے ہے)

سوال:- تقدیر کسے کہتے ہیں؟

جواب:- دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اور بندے جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے اسے جانا اور لکھ دیا، اسی کا نام تقدیر ہے؟

سوال:- کیا تقدیر کے موافق کام کرنے پر آدمی مجبور ہوتا ہے؟

جواب:- نہیں! یہ بات نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے، بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا، تو اس کے علم یا لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اختیار دیا ہے ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے۔ اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے، نفع نقصان کو پہچان سکے۔ آدمی پتھر کی طرح بے حس تو نہیں ہے۔

سوال:- تقدیر کا انکار کرنے والے کون ہیں؟

جواب:- تقدیر کا انکار کرنے والوں کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس امت کا مجوسی بتایا ہے۔

سبق نمبر ۱۰

موت وقبر کا بیان

سوال:- موت کسے کہتے ہیں؟

جواب:- ہر شخص کی جتنی عمر مقرر ہے نہ اس سے کچھ گھٹے نہ بڑھے۔ جب وہ عمر پوری ہوجاتی ہے تو ملک الموت (موت کا فرشتہ) یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض روح کے لیے آتے ہیں اور اس کی جان نکال لیتے ہیں، اسی کا نام موت ہے۔

سوال:- موت کے وقت کیا نظر آتا ہے؟

جواب:- جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے مرنے والے کو اپنے دائیں بائیں فرشتے ہی فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ مسلمان کے آس پاس رحمت کے فرشتے نظر آتے ہیں اور کافر کے ادھر ادھر عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں۔ مسلمان آدمی کی روح فرشتے عزت کے ساتھ لے جاتے ہیں اور کافر کی روح کو ذلت اور حقارت (نفرت) سے لے جاتے ہیں۔

سوال:- مرنے کے بعد روح کہاں رہتی ہے؟

جواب:- روحوں کے رہنے کے لیے مقامات مقرر ہیں۔ نیکوں کے علاحدہ، بدوں کے علاحدہ، کسی مسلمان کی روح قبر پر رہتی ہے، کسی کی چاہ زمزم شریف میں، کسی کی آسمان وزمین کے درمیان، کسی کی پہلے دوسرے ساتویں آسمان تک، کسی کی آسمانوں سے بھی بلند۔

سوال:- کافروں کی روحیں کہاں رہتی ہیں؟

جواب:- کافروں کی خبیث روحیں بعض کی ان کے مرگھٹ یا قبر میں رہتی ہیں، بعض کی پہلی دوسری ساتویں زمین تک اور بعض کی اس سے بھی نیچے رہتی ہیں۔

سوال:- موت کے بعد روح کو جسم سے تعلق رہتا ہے یا نہیں؟

جواب:- ہاں! مرنے کے بعد روح کو جسم سے تعلق باقی رہتا ہے۔ بدن پر جو

گزرے گی روح اس سے ضرور آگاہ ہوگی، ثواب ملے گا تو روح کو راحت ہوگی، جسم پر عذاب ہوگا تو روح کو تکلیف ہوگی۔

سوال:- کیا جسم کی طرح روح بھی فنا ہو جاتی ہے؟

جواب:- موت یہی ہے کہ روح جسم سے جدا ہو جائے، نہ یہ کہ روح بھی مر جاتی ہو۔ جو روح کو فنا مانے بدمذہب و گمراہ ہے۔

سوال:- قبر میں مردے پر کیا گزرتی ہے؟

جواب:- جب مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں اس وقت قبر اس کو دباتی ہے۔ اگر مردہ مسلمان ہے تو اس کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے ماں پیار میں اپنے بچے کو زور سے چپٹا لیتی ہے اور اگر کافر ہے تو اس زور سے دباتی ہے کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر سے اِدھر ہو جاتی ہیں۔

سوال:- کیا ایک کی روح دوسرے کے جسم میں جا کر پھر آتی ہے؟

جواب:- ہرگز نہیں! یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ بدن آدمی کا ہو یا کسی جانور کا محض باطل ہے اور اس کا ماننا کفر، یہ تو ہندوؤں کا عقیدہ ہے جسے وہ تناسخ یا آواگون کہتے ہیں۔

سوال:- مُنکر نکیر کون ہیں؟

جواب:- جب دفن کرنے والے دفن کر کے وہاں سے چلتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اس وقت اس کے پاس دو فرشتے اپنے بڑے بڑے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں۔ ان کی شکلیں ڈراؤنی، آنکھیں سیاہ اور نیلی اور دیگ کی برابر دہکتی ہوئی اور بال سر سے پاؤں تک ہیں۔ ان میں ایک کو مُنکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ یہ دونوں مردے کو جھڑک کر اٹھاتے ہیں اور نہایت سختی سے اس سے سوال کرتے ہیں۔

سوال:- منکر نکیر مردے سے کیا سوال کرتے ہیں؟

جواب:- پہلا سوال "مَنْ رَبُّكَ" (تیرا رب کون ہے؟)

دوسرا سوال: "مَا دِينُكَ" (تیرا دین کیا ہے؟)

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے تیسرا سوال کرتے ہیں: "مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ" (ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟)

سوال:- مسلمان اس کا کیا جواب دے گا؟

جواب:- مردہ مسلمان ہے تو پہلے سوال کا جواب دے گا "رَبِّيَ اللهُ" میرا رب اللہ ہے۔ اور دوسرے کا جواب دے گا "دِينِيَ الإِسْلَامُ" میرا دین اسلام ہے اور تیسرے سوال کا جواب دے گا "هُوَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم" وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

سوال:- فرشتے جواب پا کر کیا کہیں گے؟

جواب:- فرشتے سوال کا جواب پا کر کہیں گے ہمیں تو معلوم ہوتا تھا کہ تو یہی جواب دے گا۔ اس وقت آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور جنت کا لباس پہناؤ، جنت کی طرف دروازے کھول دو۔ چناں چہ تاحد نظر (جہاں تک نگاہ پھیلتی ہے وہاں تک) اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور فرشتے اس سے کہتے ہیں اب تو آرام کر، مسلمان کے نیک اعمال اچھی اور پاکیزہ شکل پر ہو کر اسے انس پہنچاتے رہیں گے۔

سوال:- کافر اور منافق کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟

جواب:- مردہ اگر کافر یا منافق ہے تو وہ ہر سوال میں کہے گا افسوس! مجھے تو کچھ معلوم نہیں، میں لوگوں کو کہتے سنتا تھا خود بھی کہتا تھا۔

اس وقت ایک پکارنے والا (منادی) آسمان سے پکارے گا کہ یہ جھوٹا ہے اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ، آگ کا لباس پہناؤ اور دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو۔ اس کی گرمی اور لپٹ اس کو پہنچے گی، پھر اس پر عذاب کے لیے دو فرشتے مقرر ہوں گے جو لوہے کے گرز (ہتھوڑے) سے اسے مارتے رہیں گے اور سانپ اور بچھو اور اس کے برے اعمال کتا یا بھیڑیا یا اور شکل بن کر اسے ایذا (تکلیف) و عذاب پہنچاتے رہیں گے۔

سوال:- کیا گناہ گار مسلمان پر بھی قبر میں عذاب ہوگا؟

جواب:- ہاں بعض گناہ گاروں پر ان کی نافرمانی کے لائق قبر میں بھی عذاب ہوگا، پھر اس کے پیران عظام یا مذہب کے امام یا اولیاے کرام کی شفاعت سے، یا محض رحمت خداوندی سے جب خدا چاہے گا نجات پائیں گے۔

سوال:- جو مردے دفن نہیں کیے جاتے ان سے بھی سوال ہوتا ہے؟

جواب:- مردہ دفن کیا جائے یا نہ کیا جائے یا اسے کوئی جانور کھا جائے ہر حال میں اس سے سوالات ہوں گے اور وہیں اسے ثواب یا عذاب پہنچے گا۔

سوال:- زندوں سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں؟

جواب:- ہاں! زندوں کے نیک اعمال سے مردوں کو ثواب ملتا اور فائدہ پہنچتا ہے۔قرآن مجید یا درود شریف یا کلمۂ طیبہ پڑھ کر یا کوئی صدقہ خیرات کر کے اس کا ثواب مردوں کو بخشنا چاہیے۔اسے ایصال ثواب کہتے ہیں۔حدیث شریف سے اس کا جائز ہونا ثابت ہے۔

سوال:- قبر پر اذان جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- جائز ہے اس سے مردے کو راحت ملتی اور گھبراہٹ دور ہوتی ہے۔

سبق نمبر ۱۱

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا

وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ (اور میں ایمان لایا مرنے کے بعد زندہ ہونے پر)

سوال:- مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا کس طرح ہوگا؟

جواب:- جب تمام کائنات فنا ہو جائے گی اور سوائے اس ایک اکیلے خدا کے کوئی باقی نہ رہے گا تو چالیس برس بعد اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا۔صور پھونکتے ہی ہر چیز دوبارہ زندہ ہو جائے گی۔تمام

مردے قبروں سے نکل پڑیں گے اور تمام جاندار برساتی پتنگوں کی طرح پھیل جائیں گے اور پھر سب کو حشر کے میدان میں جمع کردے گا۔ نامۂ اعمال ہر ایک کے ہاتھوں میں ہوگا۔

سوال:- حشر کا میدان کہاں ہے؟

جواب:- میدان حشر ملک شام کی سرزمین پر قائم ہوگا۔ زمین ایسی ہموار ہوگی کہ اس کنارے پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے سے دکھائی دے اور اس دن زمین تانبے کی ہوگی۔

سوال:- میدان حشر میں لوگوں کی کیا حالت ہوگی؟

جواب:- جب زمین تانبے کی اور آفتاب (سورج) نہایت تیزی پر ایک میل کے فاصلے پر اس طرف کو منہ کیے ہوگا تو اس روز کی حالت پریشانی اور گھبراہٹ کا کیا پوچھنا۔ شدت گرمی سے بھیجے کھولتے ہوں گے، لوگ پسینہ میں ڈوب رہے ہوں گے۔ زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی۔ دل ابل کر گلے کو آجائیں گے پھر باوجود ان مصیبتوں کے کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا، ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے۔ بی بی بچے الگ جان چرائیں گے۔ غرض کس کس مصیبت کا بیان کیا جائے۔ زندگی بھر کا کیا دھرا سامنے ہوگا اور حساب کتاب لینے والا اللہ واحد قہار۔

سوال:- پھر اس مصیبت سے نجات کس طرح ملے گی؟

جواب:- قیامت کا دن کہ پچاس ہزار برس کا ایک دن ہے آدھے کے قریب گزر چکے گا تو لوگ آپس میں مشورہ کریں گے کہ کوئی اپنا سفارشی تلاش کرنا چاہیے کہ ہم کو ان مصیبتوں سے نجات دلائے چناں چہ سب مل کر پہلے آدم علیہ السلام اور پھر دوسرے انبیا کی خدمت میں حاضر ہوں گے لیکن کہیں بات کی شنوائی نہ ہوگی، سب یہی فرمادیں گے کہ میرے کرنے کا یہ کام نہیں، تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ۔

سوال:- پھر سب لوگ کہاں جائیں گے؟

جواب:- حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام لوگوں کو ہمارے آقا و مولیٰ شافع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا حکم دیں گے۔ لوگ روتے چلاتے، دوہائی

دیتے، یہاں آ کر حضور سے اپنا مطلب عرض کریں گے، شفاعت کی درخواست سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے ہاں! میں اس کام کے لیے ہوں، میں تمھاری دستگیری فرماؤں گا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور میں جا کر سجدہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کریں گے۔ اللہ رب العزت فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمھاری سنی جائے گی اور مانگو جو کچھ مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو تمھاری شفاعت مقبول ہے۔ اس وقت آپ گنہ گاروں کی شفاعت فرمائیں گے اور لا تعداد گنہ گار نجات پائیں گے۔

سوال:- حضور کے علاوہ کوئی اور شفاعت کرے گا یا نہیں؟

جواب:- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل تمام انبیا اپنی اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے اور پھر شفاعت کا سلسلہ بڑھے گا، اولیاے کرام، علماے اسلام، پیران عظام اور دوسرے دین دار مسلمان شفاعت کریں گے اور بے شمار مسلمان ان کی شفاعت سے نجات پا کر جنت میں جائیں گے۔

سوال:- قیامت کی ان دہشتوں سے کوئی محفوظ بھی ہوگا یا نہیں؟

جواب:- قیامت کا دن کہ حقیقتاً قیامت کا دن ہے اور جو پچاس ہزار برس کا ہوگا اور جس کی مصیبتیں بے شمار ہوں گی۔ انبیا اور خدا کے دوسرے خاص بندوں کے لیے اتنا ہلکا کر دیا جائے گا جتنا ایک وقت کی فرض نماز میں صَرف ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی کم، یہاں تک کہ بعضوں کے لیے تو پلک جھپکنے میں سارا دن طے ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے وہ ان ساری آفتوں اور مصیبتوں سے حفاظت میں رہیں گے۔

سوال:- انسانوں کے علاوہ دوسرے جاندار کہاں جائیں گے؟

جواب:- موذی جانور دوزخ میں کافروں کو عذاب دینے کے لیے بھیج دیے جائیں گے مگر وہاں خود ان کو کوئی تکلیف نہ ہوگی، باقی سارے حیوانات مٹی کے دیے جائیں گے اور جنّوں کے لیے آیا ہے کہ وہ جنت کے پاس مکانوں میں رہیں گے اور جنت میں سیر کو آیا کریں گے۔ ❀❀❀

دوسرا باب
ارکان اسلام یا اسلامی عبادات

سبق نمبر (۱۲)
نماز کی اہمیت

سوال:- ارکان اسلام میں سب سے مقدم کون سا رکن ہے؟

جواب:- اسلام کے وہ احکام جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے، ارکان اسلام کہلاتے ہیں جس کا حال تم پڑھ چکے ہو اور صحیح طور پر ایمان لانے اور اپنے عقائد کو مذہب اہل سنت و جماعت کے مطابق درست کر لینے کے بعد تمام فرائض میں نماز نہایت اہم ہے۔ نماز کی اہمیت کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے کہ اللہ عزوجل نے سب احکام اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین پر بھیجے اور جب نماز فرض کرنا ہوئی تو حضور کو اپنے پاس عرش عظیم پر بلا کر اسے فرض کیا اور شب اسرا یعنی معراج میں یہ تحفہ دیا۔

سوال:- نماز کسے کہتے ہیں؟

جواب:- اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کا وہ مخصوص اور پاکیزہ طریقہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سکھایا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کو تعلیم فرمایا، نماز کہلاتا ہے۔ نماز کے ذریعہ انسان اپنی انتہائی عاجزی کا اظہار اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی بزرگی اور کبریائی کا اقرار کرتا ہے۔ اسی لیے نمازی آدمی خدا کا مقبول بندہ ہوتا ہے بشرطے کہ وہ نماز کو نماز کے طور پر دل لگا کر پڑھے۔

سوال:- نماز پڑھنے کے لیے کن چیزوں کی ضرورت ہے؟

جواب:- نماز کے لیے کچھ چیزیں نماز سے پہلے درکار ہیں انھیں ''شروط نماز'' (نماز کی شرطیں) کہا جاتا ہے، بے ان کے نماز ہوگی ہی نہیں۔

اور کچھ چیزیں درمیان نماز ضروری ہیں۔ انھیں فرائض نماز کہتے ہیں۔ ان میں سے اگر ایک بھی نہ پائی جائے گی نماز نہ ہوگی۔

سوال:- شرائط نماز کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:- شرائط نماز دو قسم کی ہیں: ایک شرائط وجوب، یعنی نماز واجب ہونے کی شرطیں، دوسری شرائط صحت، یعنی نماز صحیح ہونے کی شرطیں۔

سوال:- نماز کے واجب ہونے کی شرطیں کیا ہیں؟

جواب:- وجوب نماز کی چار شرطیں ہیں: **اول:** اسلام، **دوم:** عقل کا صحیح ہونا، **سوم:** بلوغ یعنی بالغ ہونا، **چہارم:** وقت کا پایا جانا۔ لہذا ہر مسلمان پر جب کہ وہ عاقل، بالغ ہو اور نماز کا وقت پائے، نماز کا ادا کرنا فرض ہے۔ مرد، عورت، امیر غریب، بادشاہ، رعایا، آقا، پیر، مرید، حاکم، محکوم سب پر اس کی فرضیت یکساں ہے۔

سوال:- صحت نماز کی شرطیں کیا ہیں؟

جواب:- صحت نماز کی چھ شرطیں ہیں: (۱) طہارت، (۲) ستر عورت، (۳) استقبال قبلہ، (۴) وقت، (۵) نیت، (۶) تکبیر تحریمہ۔

سبق نمبر ۱۳

نماز کی شرط اول (طہارت)

سوال:- طہارت کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- طہارت کا مطلب ہے کہ نمازی کا بدن، اس کے کپڑے اور وہ جگہ جس پر نماز پڑھنی ہے نجاست سے پاک صاف ہو۔

سوال:- طہارت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:- طہارت کی دو قسمیں ہیں: طہارت صغری اور طہارت کبری۔ طہارت صغری وضو ہے، اور طہارت کبری غسل۔ اور جن چیزوں سے صرف وضو لازم آتا ہے، انھیں حدث اصغر کہتے ہیں، اور جن سے غسل فرض ہو انھیں حدث اکبر کہا جاتا ہے۔

سوال:- نجاست کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:- نجاست کی دو قسمیں ہیں: حکمیہ اور حقیقیہ۔

سوال:- نجاست حکمیہ کس کو کہتے ہیں؟

جواب:- نجاست حکمیہ وہ ہے جو نظر نہیں آتی صرف شریعت کے حکم سے اسے ناپاکی کہتے ہیں، جیسے: بے وضو ہونا، غسل کی حاجت ہونا۔

سوال:- نجاست حکمیہ سے پاک ہونے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:- جہاں وضو کرنا لازم ہو وہاں وضو کرنا اور جہاں غسل کی حاجت ہو وہاں غسل کرنا، نجاست حکمیہ سے آدمی کو پاک کر دیتا ہے۔

سوال:- نجاست حقیقیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:- نجاست حقیقیہ وہ ناپاک چیز جو کپڑے یا بدن وغیرہ پر لگ جاتی ہے تو ظاہر طور پر معلوم ہوتی ہے جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ۔

سوال:-نجاست حقیقیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:-نجاست حقیقیہ دو قسم پر ہیں: غلیظہ اور خفیفہ۔ نجاست غلیظہ وہ جس کا حکم سخت ہے اور نجاست خفیفہ وہ جس کا حکم ہلکا ہے۔

سوال:-نجاست غلیظہ کا کیا حکم ہے؟

جواب:-نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے۔ بے پاک کیے نماز ہوگی ہی نہیں۔ اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کا اعادہ (دوبارہ پڑھنا) واجب ہے، اور اگر درم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو ہوگئ تو خلاف سنت ہوئی، اس کا لوٹانا بہتر ہے۔

سوال:-درم کی مقدار یہاں کتنی ہے؟

جواب:-نجاست اگر گاڑھی ہے تو درم کا وزن اس جگہ ساڑھے چار ماشہ ہے اور اگر پتلی ہو جیسے آدمی کا پیشاب، شراب، تو درم کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر ہے یعنی تقریبا یہاں کے روپے کے برابر۔

سوال:-نجاست خفیفہ کا کیا حکم ہے؟

جواب:-نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے کے حصہ یا بدن کے جس عضو میں لگی ہے اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے تو معاف ہو جائے گی اور اگر پوری چوتھائی میں ہو تو اس کا دھونا واجب ہے اور زیادہ ہو تو اس کا پاک کرنا فرض ہے۔ بے دھوئے نماز ہوگی ہی نہیں۔

سوال:- اگر کسی پتلی چیز میں نجاست گر جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:-نجاست اگر کسی پتلی چیز مثلا پانی یا سرکہ میں گر جائے تو چاہے غلیظہ ہو یا خفیفہ کل ناپاک ہو جائے گی اگر چہ ایک قطرہ گرے۔

سوال:-کون کون سی چیزیں نجاست غلیظہ ہیں؟

جواب:-آدمی کا پیشاب، پاخانہ، بہتا خون، پیپ، منہ بھر قے، دکھتی آنکھ کا پانی،

حرام چوپایوں کا پاخانہ پیشاب، گھوڑے کی لید اور ہر حلال جانور کا گوبر، مینگنی، مرغی اور بط کی بیٹ، ہر قسم کی شراب، سور کا گوشت، اور ہڈی اور بال، چھپکلی یا گرگٹ کا خون، اور درندے چوپایوں کا لعاب۔ یہ سب چیزیں نجاست غلیظہ ہیں۔

دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب اور دودھ پیتے بچے اور بچی کی قَے بھی نجاست غلیظہ ہے۔ اور لوگوں میں جو مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے محض غلط ہے۔

سوال:- نجاست خفیفہ کون کون سی چیزیں ہیں؟

جواب:- حلال جانوروں اور گھوڑے کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے اور نجاست غلیظہ خفیفہ میں مل جائے تو کل غلیظہ ہے۔

سوال:- بدن یا کپڑا نجس ہو جائے تو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:- نجاست اگر پتلی ہو تو تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جائے گا مگر کپڑے کو تینوں مرتبہ اپنی قوت بھر اس طرح نچوڑنا ضروری ہے کہ اس سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے اور پہلی اور دوسری بار نچوڑ کر ہاتھ بھی دھو لے۔ اور نجاست اگر دَل دار ہو جیسے گوبر، خون، پاخانہ، وغیرہ تو اس کو دور کرنا ضروری ہے گنتی کی کوئی شرط نہیں اگرچہ چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے۔

سبق نمبر ۱۴

وضو کا بیان

سوال:- وضو میں کتنے فرض ہیں؟

جواب:- وضو میں چار فرض ہیں: (۱) شروع پیشانی سے ٹھوڑی تک طول میں اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لو تک عرض میں، جلد کے ہر حصے کو دھونا یعنی پانی بہانا، تیل کی طرح چُپڑ لینے کا نام دھونا نہیں۔ (۲) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا کہ ذرہ برابر بھی کوئی جگہ پانی بہنے سے رہ نہ جائے۔ (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا یعنی تَر ہاتھ پھیرنا۔

(۴) ٹخنوں (گٹوں) سمیت دونوں پاؤں کا دھونا۔

سوال:- وضو میں سنتیں کتنی ہیں؟

جواب:- وضو میں سولہ سنتیں ہیں: (۱) نیت کرنا (۲) بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کرنا (۳) پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) تین چلو سے تین بار کلی کرنا (۶) تین بار ناک میں پانی چڑھانا (۷) داہنے ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا (۸) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۹) منہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرنا (۱۰) ہاتھ، پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۱۱) جو اعضا دھونے کے ہیں ان کو تین تین بار دھونا (۱۲) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا (۱۳) کانوں کا مسح کرنا (۱۴) ترتیب سے وضو کرنا کہ پہلے منہ اور پھر ہاتھ دھوئے، پھر سر کا مسح کرے، پھر پاؤں دھوئے (۱۵) داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کا مسح کرنا (۱۶) اعضاء کو اس طرح دھونا کہ پہلے والا عضو سوکھنے نہ پائے کہ دوسرا دھونے لگ جائیں۔

سوال:- وضو میں مستحب کتنے ہیں؟

جواب:- وضو میں پندرہ مستحب ہیں:

(۱) قبلہ رخ اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا (۲) وضو کا پانی پاک جگہ گرانا (۳) پانی بہاتے وقت ہر عضو پر تر ہاتھ پھیر لینا (۴) اپنے ہاتھ سے پانی بھرنا (۵) وضو کرنے میں بغیر ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا (۶) وقت سے پہلے وضو کر لینا (۷) انگوٹھی وغیرہ کو حرکت دینا اور اگر تنگ ہو تو حرکت دینا ضروری ہے (۸) اطمینان سے وضو کرنا، یعنی ہر عضو دھوتے وقت یہ خیال رکھے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے (۹) مٹی کے برتن سے وضو کرنا (۱۰) دونوں ہاتھ سے منہ دھونا (۱۱) ہر عضو کو دھوتے وقت نیت وضو حاضر رہنا اور بسم اللہ اور درود شریف وغیرہ دعائیں پڑھنا (۱۲) گردن کا مسح کرنا (۱۳) وضو سے فارغ ہوتے ہی آسمان کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر کلمۂ شہادت اور سورہ "إِنَّا أَنْزَلْنَا" پڑھنا (۱۴) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑا ہو کر تھوڑا پی لینا، (۱۵) بغیر ضرورت بدن کو بالکل خشک نہ کرنا۔

ان کے علاوہ وضو کے مستحبات اور بھی ہیں جن کا بیان بڑی کتابوں میں ہے۔

سوال:- وضو میں کتنی چیزیں مکروہ ہیں؟

جواب:- مکروہات وضو سترہ ہیں:

(۱) وضو کے لیے نجس (ناپاک) جگہ بیٹھنا (۲) مسجد کے اندر وضو کرنا (۳) اعضاے وضو سے لوٹے وغیرہ میں قطرے ٹپکانا (۴) پانی میں تھوکنا، ناک سنکنا اگر چہ دریا یا حوض ہو۔ (۵) قبلہ کی طرف تھوکنا یا کلی کرنا، (۶) بے ضرورت دنیا کی بات کرنا (۷) زیادہ پانی خرچ کرنا (۸) اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو (۹) چہرہ پر زور سے پانی مارنا (۱۰) ایک ہاتھ سے منہ دھونا کہ یہ ہندوؤں کا طریقہ ہے (۱۱) گلے کا مسح کرنا (۱۲) اپنے لیے کوئی لوٹا وغیرہ خاص کر لینا (۱۳) بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا (۱۴) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۱۵) تین نئے پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا (۱۶) دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا (۱۷) ہونٹ یا آنکھ زور سے بند کر لینا اور کچھ سوکھا رہ گیا تو وضو ہی نہ ہوگا۔

سوال:- وضو کو توڑنے والی چیزیں کیا ہیں؟

جواب:- جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے انھیں نواقض وضو کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) پاخانہ پیشاب کرنا یا ان دونوں راستوں سے کسی اور چیز کا نکلنا (۲) ریح یعنی ہوا کا مرد یا عورت کے پیچھے سے نکلنا (۳) بدن کے کسی مقام سے خون یا پیپ کا نکل کر بہ جانا (۴) منہ بھر قے کرنا اور بلغم کی قے وضو نہیں توڑتی جتنی بھی ہو (۵) چت یا پٹ یا کروٹ پر لیٹ کر یا بیٹھ کر ایک کروٹ کو جھکا ہوا اور ایک کہنی پر تکیہ لگا کر یا سہارے سے سو جانا بشرطے کہ سرین زمین پر نہ جمے ہوں اور اونگھنے یا بیٹھے بیٹھے جھونکے لینے سے وضو نہیں جاتا (۶) بیماری یا کسی اور وجہ سے بے ہوش ہو جانا (۷) مجنون یعنی دیوانہ ہو جانا (۸) رکوع سجدے والی نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا۔

سوال:- اپنی یا پرائی شرمگاہ دیکھنے سے وضوٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب:- نہیں! اور عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا اور ستر کھلنے یا اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے محض بے اصل بات ہے۔ ہاں! بلا ضرورت ستر کھلا رکھنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ہو تو حرام۔

سوال:- آنکھ دکھتے وقت آنکھ سے جو پانی بہتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- آنکھ دکھنے میں جو پانی بہتا ہے نجس اور ناقض وضو ہے۔ اس سے بہت لوگ غافل ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ایسی حالت میں کرتے وغیرہ سے آنسو پونچھ لیا کرتے ہیں حالاں کہ ایسا کرنے سے کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے۔

سبق نمبر ۱۵

غسل کا بیان

سوال:- غسل میں فرض کتنے ہیں؟

جواب:- غسل میں تین فرض ہیں اگر ان میں سے ایک میں بھی کمی ہوئی تو غسل نہ ہوگا:

(۱) منہ بھر کلی کرنا کہ ہونٹ سے حلق کی جڑ تک داڑھوں کے پیچھے گالوں کی تہ میں اور دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں ہر جگہ پانی بہ جائے۔

(۲) ناک میں پانی چڑھانا تا کہ دونوں نتھنوں کا جہاں تک نرم حصہ ہے دھل جائے، بال برابر جگہ بھی دھلنے سے نہ رہے۔

(۳) تمام ظاہری بدن یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک جسم کے ہر پرزے ہر رونگٹے پر پانی بہانا۔

سوال:- غسل کا سنت طریقہ کیا ہے؟

جواب:- غسل کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ

دھوئے، پھر استنجے کی جگہ دھوئے خواہ نجاست ہو یا نہ ہو۔ پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کو دور کرے پھر نماز کا سا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے، ہاں! اگر چوکی وغیرہ یا پکے فرش پر نہائے تو پاؤں بھی دھولے، پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چپڑے خصوصا جاڑے میں۔ پھر تین مرتبہ دہنے مونڈھے پر پانی بہائے پھر بائیں مونڈھے پر تین مرتبہ، پھر سر اور تمام بدن پر تین بار، پھر جائے غسل سے الگ ہو جائے اور وضو کرتے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھولے، اور نہانے میں قبلہ رخ نہ ہو۔ تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور ملے اور ایسی جگہ نہائے کہ کوئی نہ دیکھے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ناف سے گھٹنے تک بدن چھپانا ضروری ہے۔ کسی قسم کا کلام نہ کرے، نہ کوئی دعا پڑھے۔ عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔ نہانے کے فوراً بعد کپڑے پہن لے۔
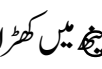
سوال:- کیا وضو و غسل کے لیے پانی کی کوئی مقدار مقرر ہے؟

جواب:- سب کے لیے غسل یا وضو میں پانی کی ایک مقدار مقرر نہیں جیسا کہ مشہور ہے بالکل غلط ہے۔ ایک لمبا چوڑا، دوسرا دبلا پتلا، ایک کے بدن یا سر پر بڑے بڑے بال، دوسرے کا بدن بالکل صاف اور سر منڈا ہوا تو سب کے لیے ایک مقدار کیوں کر ممکن ہے۔

سوال:- جس کو نہانے کی ضرورت ہو اسے کیا کہتے ہیں؟

جواب:- جس پر نہانا فرض ہو اُسے جُنُب کہتے ہیں اور جس سبب سے نہانا فرض ہوا اسے جنابت کہا جاتا ہے۔

سوال:- دریا یا تالاب میں نہانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب:- اگر بہتے پانی مثلاً دریا یا نہر میں نہانا ہے تو تھوڑی دیر اس میں رکنے سے غسل کی سب سنتیں ادا ہوگئیں اور مینہ میں کھڑا ہو گیا تو یہ بہتے پانی کے حکم میں ہے، اور تالاب حوض وغیرہ ٹھہرے ہوئے پانی میں نہاتا ہے تو بدن کو تین بار حرکت دینے یا جگہ بدلنے سے تین بار دھونے کی سنت ادا ہوگئی، یہی حال وضو کا ہے یعنی بہتے پانی میں تھوڑی دیر اس عضو کو رہنے دے اور ٹھہرے ہوئے پانی میں تین بار حرکت دے یا جگہ بدل دے۔

سبق نمبر ۱۶

پانی کا بیان

سوال:- کس پانی سے وضو اور غسل جائز ہے؟

جواب:- مینہ، ندی، نالے، چشمے، سمندر، دریا، نہر، کنوئیں اور برف، اولے کے پانی سے وضو جائز ہے اور جس پانی سے وضو جائز اس سے غسل بھی جائز ہے۔

سوال:- بڑا تالاب یا حوض کسے کہتے ہیں؟

جواب:- دس ہاتھ لمبا، دس ہاتھ چوڑا جو حوض یا تالاب ہو اسے بڑا حوض کہتے ہیں۔ یوں ہی بیس ہاتھ لمبا، پانچ ہاتھ چوڑا حوض بھی بڑا حوض ہے۔ غرض کل لمبائی چوڑائی سو ہاتھ ہو تو وہ حوض یا تالاب بڑا ہے۔

سوال:- کس پانی سے وضو یا غسل کرنا جائز نہیں؟

جواب:- کسی درخت یا پھل کے نچوڑے ہوئے پانی سے وضو جائز نہیں جیسے کیلے کا پانی، گنے کا رس، یوں ہی وہ پانی جس کا رنگ یا بُو یا مزہ کسی پاک چیز کے ملنے سے بدل گیا اور وہ گاڑھا بھی ہو گیا، یا پانی میں کوئی چیز مل گئی اور بول چال میں اسے اب پانی نہیں کہتے، یا اس میں کوئی چیز ڈال کر پکالی اور اس سے میل کاٹنا بھی مقصود نہیں جیسے شوربا، چائے، گلاب یا اور عرق تو اس سے وضو و غسل جائز نہیں۔ یوں ہی وہ پانی جس میں زعفران یا کوئی پڑیا مل گئی اور وہ پانی کپڑا رنگنے کے قابل ہو گیا تو اس سے بھی وضو جائز نہیں۔ اسی طرح ماءِ مستعمل (استعمال کیا ہوا پانی) بھی وضو و غسل کے لائق نہیں۔

سوال:- ماءِ مستعمل کسے کہتے ہیں؟

جواب:- جو پانی وضو یا غسل کرنے میں بدن سے گرا، یا وہ پانی جس میں کسی بے وضو شخص کا ہاتھ، یا پورا ناخن وغیرہ بے دھوئے ہوئے پڑ گیا، ماءِ مستعمل کہلاتا ہے۔ یہ پانی

پاک ہے مگر اس سے وضو اور غسل جائز نہیں۔

سوال:- کن جانوروں کا جھوٹا پانی ناپاک ہے؟

جواب:- سُوَر، کتا، شیر، چیتا، بھیڑیا، ہاتھی، گیدڑ اور دوسرے درندوں (شکاری چوپایوں) کا جھوٹا پانی ناپاک ہے۔ اسی طرح بلی نے چوہا کھایا اور فوراً برتن میں منہ ڈال دیا اس میں پانی تھا تو یہ پانی ناپاک ہوگیا۔ اسی طرح شرابی آدمی نے شراب پی کر فوراً پانی پیا تو یہ پانی نجس ہوگیا۔

سوال:- کن جانوروں کا جھوٹا پانی مکروہ ہے؟

جواب:- اڑنے والے شکاری جانور جیسے شِکرا، باز، چیل وغیرہ کا جھوٹا پانی مکروہ ہے۔ ایسے ہی گھر میں رہنے والے جانور جیسے بلّی (بشرطے کہ فوراً یہ چوہا نہ کھائے ہو) چوہا، سانپ، چھپکلی کا جھوٹا پانی، یوں ہی غلیظ کھانے والی گائے، یا غلیظ پر منہ ڈالنے والی مرغی جو چھوٹی پھرتی ہے اس کا جھوٹا مکروہ ہے۔

سوال:- کس کس کا جھوٹا پانی پاک ہے؟

جواب:- آدمی کا جھوٹا اور ان جانوروں کا جھوٹا پانی جن کا گوشت کھایا جاتا ہے چوپائے ہوں یا پرند، پاک ہے۔ یوں ہی پانی میں رہنے والے جانوروں اور گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے۔

سوال:- گدھے اور خچر کا جھوٹا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

جواب:- گدھے اور خچر کا جھوٹا پانی مشکوک کہلاتا ہے یعنی اس میں شک ہے کہ یہ پانی وضو اور غسل کے قابل ہے یا نہیں، لہذا اچھا پانی ہوتے ہوئے اس سے وضو و غسل جائز نہیں۔ اور اگر اچھا پانی نہ ہو تو اسی سے وضو و غسل کر لے۔ اور پھر تیمم بھی کرے ورنہ نماز نہ ہوگی۔

سوال:- مکروہ پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب:- اچھا پانی ہوتے ہوئے مکروہ پانی سے غسل اور وضو مکروہ ہے۔ اور اگر اچھا

پانی موجود نہیں تو کوئی حرج نہیں۔

سوال:- کس کس کا پسینہ یا لعاب ناپاک ومکروہ ہے؟

جواب:- جس کا جھوٹا ناپاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے، اور جس کا جھوٹا پاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک ہے، اور جس کا جھوٹا مکروہ ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی مکروہ ہے، اور گدھے اور خچر کا پسینہ اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہے چاہے کتنا ہی زیادہ لگا ہو۔

سوال:- بڑے حوض یا تالاب کا پانی کب ناپاک ہوجاتا ہے؟

جواب:- ایسے حوض یا تالاب کا پانی بہتے پانی کے حکم میں ہے نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ ہاں! اگر نجاست سے پانی کا رنگ یا مزہ یا بو بدل جائے تو پھر یہ پانی بھی ناپاک ہوجاتا ہے۔

سبق نمبر ۱۷

کنوئیں کا بیان

سوال:- کنواں کن چیزوں سے ناپاک ہوجاتا ہے؟

جواب:- اگر نجاست غلیظہ یا خفیفہ یا کوئی ناپاک چیز کنوئیں میں گر جائے، یا آدمی، یا کوئی بہتے خون والا جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے تو کنواں ناپاک ہوجاتا ہے۔

سوال:- اگر کنوئیں میں کوئی جانور گرا اور زندہ نکل آیا تو کنواں پاک رہے گا ناپاک ہوجائے گا؟

جواب:- سوَر کے سوا اگر اور کوئی جانور کنوئیں میں گرا اور زندہ نکل آیا تو اس کی کئی صورتیں ہیں اور ہر صورت کا جدا حکم ہے۔ مثلاً اس کے جسم پر نجاست لگی ہونا یقینی معلوم نہیں اور پانی میں اس کا منہ بھی نہیں پڑا تو پانی پاک ہے مگر احتیاطاً بیس ڈول نکالنا بہتر ہے، اور اگر

یقین ہے کہ اس کے جسم پر نجاست تھی تو کنواں ناپاک ہو گیا کل پانی نکالا جائے گا، اور اگر اس کا منہ پانی میں پڑا تو جو حکم اس کے لعاب اور جھوٹے کا ہے وہی حکم پانی کا ہے۔

سوال:- مرا ہوا جانور کنوئیں میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- جانور اگر باہر مرے اور پھر کنوئیں میں گر جائے تب بھی وہی حکم ہے جو کنوئیں میں گر کر مر جانے کا ہے۔

سوال:- کنواں ناپاک ہو جائے تو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:- کنواں پاک کرنے کے تین طریقے ہیں:

۱- کنوئیں میں آدمی، بکری، کتا یا اور کوئی دَمَوی جانور (جس میں بہتا ہوا خون ہو) ان کے برابر یا ان سے بڑا اگر کر مر جائے، یا مرغی، مرغا، بلی، چوہا، چھپکلی یا کوئی اور جانور جس میں بہتا ہوا خون ہو، کنوئیں میں مر کر پھول جائے، یا پھٹ جائے، یا چھپکلی، چوہے کی دم کٹ کر کنوئیں میں گر جائے، یا کنوئیں میں نجاست یا کوئی ناپاک چیز گر جائے تو ان صورتوں میں کنوئیں کا کل پانی نکالا جائے۔

۲- چوہا، چھچھوندر، چڑیا وغیرہ کوئی جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے تو بیس ڈول پانی نکالنا ضروری ہے اور تیس ڈول نکالنا بہتر ہے۔

۳- کبوتر، مرغی، بلی گر کر مر جائے تو چالیس سے ساٹھ ڈول نکالنا چاہیے۔

سوال:- جوتا یا گیند کنوئیں میں گر جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر جوتے، گیند پر نجاست لگی ہونا یقینی طور پر معلوم ہو تو کنواں ناپاک ہو گیا کل پانی نکالا جائے گا اور اگر کچھ پتہ نہ ہو تو بیس ڈول پانی نکال دیا جائے کنواں پاک ہو جائے گا۔ محض نجس کا خیال کافی نہیں۔

سوال:- پانی کا جانور کنوئیں میں مر جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- پانی کا جانور یعنی وہ جانور جو پانی میں پیدا ہوتا ہے اگر کنوئیں میں مر جائے یا مرا ہوا گر جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا، اور جس کی پیدائش پانی کی نہ ہو مگر پانی میں رہتا

ہو جیسے بط، اس کے مرجانے سے پانی نجس ہو جائے گا۔

سوال:- کنواں کب پاک مانا جائے گا؟

جواب:- ناپاک کنوئیں سے جتنا پانی نکالنے کا حکم ہے جب نکال لیا گیا تو کنواں پاک ہو گیا اور وہ ڈول رسی جس سے پانی نکالا ہے یا کنوئیں کی دیواریں، سب پاک ہو گئیں، دھونے کی ضرورت نہیں۔

سوال:- اگر تھوڑا تھوڑا پانی کنوئیں سے نکالیں تو پاک ہو گا یا نہیں؟

جواب:- کنوئیں سے جتنا پانی نکالنا ہے اس میں اختیار ہے کہ ایک دم سے اتنا نکالیں یا تھوڑا تھوڑا کر کے، دونوں صورت میں کنواں پاک ہو جائے گا۔

سوال:- ڈول سے کتنا بڑا ڈول مراد ہے؟

جواب:- جس کنوئیں میں جتنا بڑا ڈول پڑا ہو اسی کا اعتبار ہے اس کے چھوٹے بڑے ہونے کا کچھ لحاظ نہیں۔

سوال:- کنوئیں سے مرا ہوا جانور نکالا اور معلوم نہیں کہ کب گرا تو اب کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر وقت معلوم نہیں تو جس وقت دیکھا گیا اسی وقت سے کنواں نجس قرار پائے گا اس سے پہلے نہیں اور اس کے گرنے، مرنے کا وقت معلوم ہے تو اسی وقت سے پانی نجس ہے اس کے بعد اگر کسی نے اس سے وضو یا غسل کیا تو نہ وہ وضو ہوا نہ غسل، اور اس سے جتنی نمازیں پڑھیں وہ نمازیں نہ ہوئیں۔

سوال:- جس کنوئیں میں پانی ٹوٹتا ہی نہیں وہ کس طرح پاک ہو گا؟

جواب:- جو کنواں ایسا ہو کہ اس کا پانی ٹوٹتا ہی نہیں چاہے کتنا ہی نکالیں اور اس کا کل پانی نکالنا ضروری ہو تو ایسی حالت میں حکم یہ ہے کہ یہ معلوم کر لیں کہ اس میں کتنا پانی ہے وہ سب نکال لیا جائے۔ نکالتے وقت جتنا زیادہ ہوتا گیا اس کا کچھ لحاظ نہیں۔

سبق نمبر ۱۸

استنجے کا بیان

سوال:- استنجا کسے کہتے ہیں؟

جواب:- پاخانہ پیشاب کرنے کے بعد بدن پر جو ناپاکی لگی رہتی ہے اسے پانی یا ڈھیلے وغیرہ سے پاک کرنے کو استنجا کہتے ہیں۔

سوال:- پیشاب کے بعد استنجا کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:- پیشاب کرنے کے بعد مٹی کے پاک ڈھیلے سے پیشاب کو خشک کرلے اور پھر پانی سے دھوڈالے۔

سوال:- پاخانہ کے بعد استنجے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:- پاخانہ کے بعد مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے پاخانے کی مقام کو صاف کرے اور پھر آہستہ آہستہ پانی ڈال کر انگلیوں کے پیٹ سے دھوڈالے یہاں تک کہ چکنائی جاتی رہے۔

سوال:- کیا ڈھیلوں کے بعد پانی سے طہارت ضروری ہے؟

جواب:- اگر پاخانہ یا پیشاب کے مقام کے آس پاس نجاست نہ لگی ہو تو پانی سے طہارت کرنا مستحب یعنی اچھی بات ہے اور اگر نجاست ادھر اُدھر لگ گئی اور ایک درم سے کم یا برابر لگی ہے تو پانی سے طہارت کرلینا سنت ہے، اور اگر وہ جگہ درم سے زیادہ سَن جائے تو دھونا فرض ہے مگر ڈھیلا لینا اب بھی سنت ہے۔

سوال:- استنجا کن چیزوں سے جائز ہے؟

جواب:- ڈھیلے، کنکر، پتھر اور پھٹے ہوئے کپڑے سے استنجا کرنا بلا کراہت جائز ہے بشرطے کہ یہ سب پاک ہوں۔

سوال:- کن چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے؟

جواب:- ہڈی اور کھانے اور گوبر، لید پکی اینٹ، ٹھیکری، کوئلہ اور جانور کے چارے سے اور ایسی چیز سے جس کی کچھ قیمت ہو اگرچہ ایک آدھ پیسہ ہی سہی۔ ان چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔ کاغذ سے بھی استنجا کرنا منع ہے۔

سوال:- کس صورت میں استنجا مکروہ ہے؟

جواب:- قبلہ کی طرف منھ یا پیٹھ کر کے استنجا کرنا یا ایسی جگہ استنجا کرنا کہ لوگوں کی نظریں آتے جاتے اس کی شرم گاہ پر پڑنے کا احتمال کو یہ مکروہ ہے۔

سوال:- استنجا کس ہاتھ سے کرنا چاہیے؟

جواب:- بائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا چاہیے، دائیں ہاتھ سے مکروہ ہے۔

سوال:- کن جگہوں میں پیشاب پاخانہ مکروہ ہے؟

جواب:- کنوئیں یا حوض یا چشمے کے کنارے، مسجد اور عید گاہ کے پہلو میں قبرستان یا راستہ میں، پانی میں اگرچہ بہتا ہو، پھل دار درخت کے نیچے یا سایہ میں، جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں یا جس جگہ مویشی بندھتے ہوں یا اس کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا چوہے کے بل اور کسی سوراخ میں پیشاب پاخانہ مکروہ ہے۔ یوں ہی جس جگہ غسل یا وضو کیا جاتا ہو یا سخت زمین پر جس سے چھینٹیں اڑ کر آئیں، مکروہ اور منع ہے۔

سوال:- پاخانہ پیشاب کرتے وقت کیا کیا باتیں مکروہ ہیں؟

جواب:- کھڑے ہو کر یا لیٹ کر یا ننگے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ یوں ہی ننگے سر پیشاب پاخانہ کو جانا یا کلام کرنا قبلہ کی طرف منھ یا پیٹھ کرنا یوں ہی چاند سورج کی طرف منھ یا پیٹھ کرنا یا ہوا کے رخ پیشاب کرنا مکروہ وممنوع ہے۔

سوال:- پیشاب پاخانہ کے آداب کیا ہیں؟

جواب:- ۱- جب تک بیٹھنے کے قریب نہ ہو کپڑا بدن سے نہ ہٹائے اور نہ حاجت سے زیادہ بدن کھولے -۲- دونوں پاؤں کشادہ کر کے بائیں پاؤں پر زور دے کر

بیٹھے-۳- اپنی شرم گاہ کی طرف نظر نہ کرے اور نہ اس نجاست کو دیکھے جو بدن سے نکلی ہے-۴- دیر تک نہ بیٹھے-۵- نہ تھوکے نہ ناک صاف کرے بلکہ شرم کے ساتھ سر جھکائے رہے-۶- جب فارغ ہو جائے تو ڈھیلوں سے صاف کر کے کھڑا ہو جائے اور سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے بدن چھپالے-۷- پھر کسی دوسری جگہ بیٹھ کر طہارت کر لے۔

سبق نمبر ۱۹

پیارے نبی کے پیاری باتیں

رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(۱) داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور داہنے ہاتھ سے پیو، اور داہنے ہاتھ سے لو اور داہنے ہاتھ سے دو؛ کیوں کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا اور لیتا دیتا ہے۔

(۲) تین انگلیوں سے کھاؤ؛ کیوں کہ یہ سنت ہے اور پانچوں انگلیوں سے نہ کھاؤ کہ یہ اعراب (گنواروں) کا طریقہ ہے۔

(۳) کھانے کو ٹھنڈا کر لیا کرو کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہے۔

(۴) کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ منہ دھونا محتاجی کو دور کرتا ہے۔

(۵) پانی کو چوس کر پیو (غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیو) یہ خوشگوار اور زود ہضم (جلدی ہضم ہونے والا) ہے اور بیماری سے بچاتا ہے۔

(۶) ٹخنوں سے نیچے تہ بند (وغیرہ) کا جو حصہ ہے وہ آگ میں ہے۔

(۷) سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لیے حلال ہے اور مردوں پر حرام۔

(۸) اس مرد پر لعنت ہو جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت ہو جو مرد والے کپڑے پہنے۔

(۹) جس کو پہچانتے ہو یا نہیں پہچانتے ہو سب کو سلام کرو۔

(۱۰) جب دو مسلمان مصافحہ کریں اور اللہ کی حمد کریں اور استغفار کریں تو دونوں کی بخشش ہو جائے گی۔

(۱۱) جمائی شیطان کی طرف سے ہو تو جس کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے دفع کرے جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

(۱۲) جب کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ والا ''يَرْحَمُكَ اللهُ'' کہے، پھر چھینکنے والا اس کے جواب میں کہے: ''يَهْدِيْكُمُ اللهُ وَ يُصْلِحُ بَالَكُمْ'' (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے کام بنائے)

(۱۳) جھوٹ سے منہ کالا ہوتا ہے اور چغلی سے قبر کا عذاب ہے۔

(۱۴) آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے کہ جو چیز کارآمد نہ ہو اس میں نہ پڑے۔

(۱۵) اچھی بات کہنا خاموشی سے بہتر ہے اور بری بات بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔

(۱۶) حسد ایمان کو ایسا بگاڑتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو بگاڑتا ہے۔

(۱۷) مومن کے لیے یہ حلال نہیں کہ مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے۔

(۱۸) پروردگار کی خوشی باپ کی خوشی میں ہے اور اس کی ناخوشی باپ کی ناخوشی میں ہے۔

(۱۹) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

(۲۰) جہاں کہیں رہو خدا سے ڈرتے رہو اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرو۔ یہ نیکی اسے مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔

(۲۱) ایمان میں سب سے زیادہ کامل وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔

سبق نمبر ۲۰

اچھی اچھی باتیں

① جب پاخانہ پیشاب کو جائے تو مستحب ہے کہ پاخانہ سے باہر یہ دعا پڑھے:

أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

ترجمہ: (الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں پلیدی اور شیطانوں سے) پھر بایاں قدم پہلے داخل کرے۔

② اور نکلتے وقت پہلے داہنا پاؤں باہر نکالے اور نکل کر یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰى وَعَافَانِي.

ترجمہ: (حمد ہے اللہ کے لیے جس نے اذیت وتکلیف کی چیز مجھ سے دور کی اور مجھے عافیت دی)

③ اور طہارت خانے میں یہ دعا پڑھ کر جائے:

بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ عَلٰى دِيْنِ الْإِسْلَامِ أَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنْ الْمُتَطَهِّرِ ينَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ.

ترجمہ: (اللہ کے نام سے جو بہت بڑا ہے اور اسی کی حمد ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ میں دین اسلام پر ہوں اے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں سے کر دے جنھیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غم کریں گے)

④ طہارت خانے سے باہر آکر یہ دعا پڑھے:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى جَعَلَ الْمَاءِ طَهُورًا وَالْإِسْلَامَ نُورًا وَقَائداً وَّ دَلِيْلاً إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى جَنَّاتِ النَّعِيْمِ اللّٰهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِيْ وطَهِّرْ قَلْبِيْ وَ مَحِّصْ ذُنُوْبِيْ

ترجمہ: (حمد ہے اللہ کے لیے جس نے پانی کو پاک کرنے والا بنایا اور اسلام کو نور اور

خدا تک پہنچانے والا اور جنت کا راستہ بتانے والا کیا۔ الٰہی تو میری شرم گاہ کو محفوظ رکھ اور میرے دل کو پاک اور میرے گناہ دور کر)

تَمَّتْ

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْم۔

العبد **محمد خلیل خاں القادری البرکاتی المارہروی** عفی عنہ
مدرّس مدرسہ احسن البرکات ۔ حیدرآباد۔ سندھ ۔ پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہمارا اسلام

حصہ سوم

مرتبہ

خلیل العلما **مفتی محمد خلیل خاں برکاتی مارہروی** علیہ الرحمہ
سابق استاذ مدرسہ احسن البرکات - حیدرآباد - پاکستان

باہتمام

مجلس برکات - الجامعۃ الاشرفیہ - مبارک پور

اشاعت: ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء

فہرست اسباق

(حصہ سوم)

❀❀❀❀

پہلا باب
اسلامی عقیدے

سبق نمبر ا
حمد باری

یا رب تو ہے سب کا مولا سب سے اعلیٰ سب سے اولیٰ
تیری ثنا ہو کس کی زباں سے لائے بشر یہ بات کہاں سے
تیری اک اک بات نرالی بات نرالی، ذات نرالی
تو ہی دے اور تو ہی دلائے تیرے دیے سے عالم پائے
تو ہی اول، تو ہی آخر تو ہی باطن، تو ہی ظاہر
تجھ سے بھاگ کے جانا کیسا کوئی اور ٹھکانا کیسا!
کوئی ترا کیا بھید بتائے تو وہ نہیں جو فہم میں آئے
تجھ پہ ذرہ ذرہ ظاہر نیت ظاہر، ارادہ ظاہر
کوئی نہ تھا جب بھی تھا تو ہی تھا تو ہی تو ہوگا تو ہی
تیرے در سے جو بھاگ کے جائیں ہر پھر تیرے ہی در پر آئیں
آٹھ پہر ہے لنگر جاری
سب ہیں تیرے در کے بھکاری

(حضرت حسنؔ رضا بریلوی)

سبق نمبر ۲

توحید

سوال:- اسلام کے بنیادی عقائد کتنے ہیں؟

جواب:- اسلام کے بنیادی عقیدے تین ہیں: (۱) توحید (۲) رسالت اور (۳) معاد یعنی قیامت، باقی اعتقادی باتیں انھیں کے اندر آجاتی ہیں۔

سوال:- توحید کے کیا معنی ہیں؟

جواب:- دل سے تصدیق (ماننا) اور زبان سے اس امر کا اقرار کرنا کہ ہماری اور تمام عالم کی پیدا کرنے والی ایک ذات ہے اور وہ اللہ رب العزت ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں نہ صفات میں، نہ حکومت میں نہ عبادت میں۔

سوال:- اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے پر کیا دلیل ہے؟

جواب:- اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ اس کی ہستی کا یقین ہر شخص کی فطرت میں داخل ہے۔ خصوصا مصیبتوں میں، بیماریوں میں، موت کے قریب، اکثر یہ فطرت اصلیہ ظاہر ہوجاتی ہے اور بڑے بڑے منکرین بھی خدا ہی کی طرف رجوع کرنے لگتے ہیں اور ان کی زبانوں پر بھی بے ساختہ خدا کا نام آہی جاتا ہے۔

سوال:- دنیا کی کن چیزوں سے خدا کی ہستی کا پتہ چلتا ہے؟

جواب:- تھوڑی سی عقل والا انسان بھی دنیا کی تمام چیزوں پر نظر کر کے یقین کرلے گا کہ بے شک یہ آسمان وزمین، ستارے اور سیارے، انسان وحیوان اور تمام مخلوق کسی نہ کسی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئے ہیں۔ آخر کوئی ہستی تو ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور جس طرح چاہتا ہے ان میں تصرف کرتا ہے۔ جب ہم کوئی تخت یا کرسی وغیرہ بنی ہوئی چیزوں کو دیکھتے ہیں تو فورا سمجھ لیتے ہیں کہ ان کو کسی نہ کسی کاریگر نے بنایا ہے۔ اگر چہ ہم نے اپنی آنکھ سے بناتے نہ دیکھا۔ ایک عرب کے بدو نے خوب کہا کہ اونٹ کی مینگنی دیکھ کر اونٹ کا یقین ہوجاتا

ہے اور نقش قدم دیکھ کر چلنے والے کا ثبوت ملتا ہے تو پھر ان برجوں والے آسمان اور کشادہ راستہ والی زمین دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے صانع عالم ہونے کا یقین کیوں کر نہ ہوا گا؟۔ فی الواقع آسمان وزمین کی پیدائش، رات دن کا اختلاف، ستاروں کا خاص نظام، ان کی مخصوص گردش، اس بات کی کھلی ہوئی دلیلیں ہیں کہ ان کا کوئی پیدا کرنے والا ضرور ہے، جو بڑی زبردست قوت وقدرت والا اور بہت بڑا حکیم اور بااختیار ہے جس کے قبضۂ قدرت سے یہ چیزیں نکل نہیں سکتیں۔

سوال:- توحید کے ثبوت میں کون سی دلیل ہے؟

جواب:- خداوند تعالیٰ کی وحدانیت کے ثبوت ایک تو عقلی ہیں یعنی انسانی عقل بشرطے کہ عقل صحیح ہو خدائے تعالیٰ کے ایک ہونے کا یقین رکھتی ہے اور اسی لیے دنیا کے بڑے بڑے حکما اور فلسفی خدائے تعالیٰ کی توحید کے قائل ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جن کو قرآن کریم نے بتایا ہے۔

سوال:- توحید الٰہی پر قرآنی دلیل کیا ہے؟

جواب:- قرآن کریم کی متعدد آیات کریمہ خدائے تعالیٰ کی وحدانیت کا سبق دیتی ہیں، مثلاً:

(۱) وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ.

(اور تمھارا خدا ایک ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں، بے انتہا کرم کرنے والا، بار بار رحم فرمانے والا۔)

(۲) شَهِدَ اللهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُوْلُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ

(اللہ کی گواہی ہے کہ بجز اس کے کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور اہل علم بھی اس کے گواہ ہیں اور وہ عدل سے انتظام رکھنے والا ہے۔)

(۳) لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا

(اگر زمین وآسمان میں اللہ کے سوا اور بھی خدا ہوتے تو یہ دونوں برباد ہو جاتے)

(٤) إِذًا لَذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ سُبْحَانَ اللهِ عَمَّا يَصِفُونَ

(بالفرض اگر کئی خدا ہوتے) تب تو ہر ایک خدا اپنی مخلوق کو لے کر چل دیتا۔ اور ہر ایک خدا دوسرے پر چڑھ دوڑتا۔ پاک ہے اللہ اس سے جو یہ کہتے ہیں۔)

سوال:- توحید کے کتنے مرتبے ہیں؟

جواب:- توحید کے چار مرتبے ہیں:

① اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو واجب الوجود نہ سمجھنا۔

② تمام روحانی اور مادی عالم کا خالق سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہ جاننا۔

③ آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں میں تمام تدبیر اور تصرف کو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے ساتھ مخصوص سمجھنا۔

④ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مستحق عبادت نہ سمجھنا۔

سوال:- واجب الوجود کے کیا معنی ہیں؟

جواب:- واجب الوجود ایسی ذات کو کہتے ہیں جس کا وجود ضروری اور عدم محال ہے۔ یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، جس کو کبھی فنا نہیں، کسی نے اس کو پیدا نہیں کیا بلکہ اسی نے سب کو پیدا کیا ہے جو خود اپنے آپ سے موجود ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

سوال:- قدیم کسے کہتے ہیں؟

جواب:- قدیم وہ جو ہمیشہ سے ہے اور ازل کے بھی یہی معنی ہیں۔

سوال:- باقی کے معنے کیاں ہے؟

جواب:- باقی وہ جو ہمیشہ رہے گا اور اسی کو ابدی بھی کہتے ہیں اور یہ تمام صفات صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے لیے ثابت ہیں۔

سوال:- خدائے تعالیٰ کی ذات کے سوا اور کیا چیزیں قدیم ہیں؟

جواب:- جس طرح اس کی ذات قدیم، ازلی ابدی ہے اس کی صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں اور ذات وصفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں۔ جو عالم میں سے کسی چیز کو قدیم مانے یا اس کے حادث ہونے میں شک کرے وہ کافر ومشرک ہے جیسے آریہ، کہ وہ روح اور مادہ کو قدیم جانتے ہیں یقینا مشرک ہیں۔

سوال:- حادث کسے کہتے ہیں؟

جواب:- جو پہلے نہ ہو اور پھر کسی کے پیدا کرنے سے ہو، وہ حادث ہے۔ اسی کو ممکن بھی کہتے ہیں۔

سوال:- اللہ تعالیٰ کا ذاتی اور صفاتی نام کیا ہے؟

جواب:- خدائے تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ ہے اس کو اسم ذات بھی کہتے ہیں اور لفظ ''اللہ'' کے سوا اور نام جو اس کی کسی صفت کو ظاہر کرے اسے صفاتی نام یا اسمائے صفات کہتے ہیں۔

سوال:- خدائے تعالیٰ کے کتنے نام ہیں؟

جواب:- اس کے بے شمار نام ہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام جس کسی نے یاد کر لیے وہ جنتی ہوا۔

سوال:- ان ناموں کے علاوہ اور نام خدا کے لیے بولے جا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا نام مقرر کرنا جو قرآن وحدیث میں نہ آیا ہو جائز نہیں جیسے کہ خدا کو سخی یا رفیق کہنا، اسی طرح دوسری قوموں میں جو اس کے نام مقرر ہیں اور خراب معنی رکھتے ہیں یہ بھی اس کے لیے مقرر کرنا ناجائز ہے، جیسے کہ خدا کو رام یا پرماتما کہنا۔

سوال:- خدا کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- اللہ تعالیٰ کے بعض نام جو مخلوق پر بولے جاتے ہیں ان کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے جیسے علی، رشید، کبیر، کیوں کہ بندوں کے ناموں میں وہ معنی مراد نہیں ہوتے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں مگر ایسے ناموں کو بگاڑنا سخت منع ہے۔

سبق نمبر ۳

ملائکہ

سوال:- ملائکہ کے کیا معنی ہیں؟

جواب:- ملائکہ جمع ہے مَلک کی اور مَلک فرشتے ہو کہتے ہیں۔

سوال:- فرشتے کون ہیں؟

جواب:- فرشتے اجسام نوری ہیں جو خدائے تعالیٰ کے احکام کے پورے پورے مطیع وفرماں بردار ہیں۔اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں۔

سوال:- کیا فرشتوں کی کوئی خاص صورت ہوتی ہے؟

جواب:- نہیں! فرشتوں کی کوئی خاص صورت نہیں،صورت اور بدن ان کے حق میں ایسا ہے کہ جیسے ہمارے لیے ہمارا لباس،اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں اختیار کرلیں۔ہاں! قرآن شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے بازوں ہیں،اس پر ہمیں ایمان رکھنا چاہیے۔

سوال:- ملائکہ میں کون سب سے افضل ومقرب ہے؟

جواب:- حضرت جبرئیل،حضرت میکائیل،حضرت اسرافیل،حضرت عزرائیل علیہم السلام تمام ملائکہ سے افضل ومقرب ہیں۔

سوال:- ان چاروں فرشتوں کے بعد کس کا مرتبہ ہے؟

جواب:- ان چاروں کے بعد حاملان عرش کا مرتبہ ہے، پھر عرش معلیٰ کے طواف کرنے والوں کا، پھر ملائکۂ کرسی کا،ان کے بعد ساتوں آسمانوں کے ملائکہ کا درجہ بدرجہ مرتبہ ہے۔ان کے بعد وہ فرشتے ہیں جو ابر و ہوا پر مامور ہیں بادل چلاتے ہیں اور پانی لاتے ہیں۔ ان کے بعد ان فرشتوں کا مرتبہ ہے جو پہاڑوں اور دریاؤں پر مؤکل ہیں اور ان کے بعد اور دوسرے فرشتے ہیں۔

سوال:- بشر افضل ہے یا فرشتے؟

جواب:- عامۂ بشر افضل ہے عامۂ ملائک سے اور فرشتوں میں جو رسول ہیں وہ عام بشر سے افضل ہیں اور بشر کے رسول افضل ہیں فرشتوں کے رسول سے۔

سوال:- جنّ کس کو کہتے ہیں؟

جواب:- جنّ ایک قسم کی مخلوق ہے جو آگ سے پیدا کی گئی ہے۔ یہ قوم انسان کی طرح ذی عقل اور ارواح واجسام (روح وجسم) والی ہے۔ ان میں توالد وتناسل بھی ہوتا ہے (یعنی ان کی نسل چلتی ہے) اور کھاتے پیتے، جیتے مرتے بھی ہیں۔ ان کی عمریں بہت ہوتی ہیں۔

سوال:- جنّوں کی صورت کیسی ہوتی ہے؟

جواب:- جنّوں میں بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں کسی کسی کے پر بھی ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں اور بعضے سانپوں اور کتوں کی شکل میں گشت لگاتے پھرتے ہیں اور بعضے انسانوں کی طرح رہتے سہتے ہیں، لیکن اکثر ان کی رہائش گاہ، بیابان یا ویران مکان اور جنگل اور پہاڑ ہیں۔

سوال:- ابلیس کون ہے؟

جواب:- شریر جنّوں کو شیطان کہتے ہیں۔ ان تمام شیطانوں کا سرکردہ ابلیس ہے یہ بہت بڑا عابد وزاہد تھا یہاں تک کہ گروہ ملائکہ میں اس کا شمار ہوتا تھا مگر جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو اس نے غرور میں آکر سجدہ کرنے سے انکار کردیا جس کی وجہ سے وہ راندۂ بارگاہ الٰہی ہوا اور ہمیشہ کے لیے مردود کیا گیا۔ اس کی ذریت (اولاد) بھی ہے اور وہ بھی اس کی طرح مردود، یہ سب شیطان ہیں اور انسان کو بہکانا ان کا کام ہے۔

سبق نمبر ۴

کتب سماوی

سوال:- کتبِ سماوی کسے کہتے ہیں؟

جواب:- کتب سماوی کا مطلب ہے آسمانی کتابیں، یعنی وہ صحیفے اور کتابیں جو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی رہنمائی کے لیے اپنے نبیوں پر اتاریں۔ یہ سب کلام اللہ ہیں اور حق، ان میں جو کچھ ارشاد ہوا، سب پر ایمان ضروری ہے۔

سوال:- ان کتابوں میں سب سے افضل کون سی کتاب ہے؟

جواب:- چار کتابیں بہت مشہور ہیں: توریت، انجیل، زبور اور قرآن کریم۔ ان میں قرآن کریم سب سے افضل کتاب ہے۔

سوال:- یہ چار کتابیں کس زبان میں نازل ہوئیں؟

جواب:- تورات اور زبور عبرانی زبان میں، انجیل سریانی زبان میں اور قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا۔

سوال:- جب یہ کتابیں سب کلام اللہ ہیں تو قرآن کریم کے افضل ہونے کے کیا معنی ہوئے؟

جواب:- کلام الٰہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے لیے اس میں ثواب زیادہ ہے۔

سوال:- تورات وانجیل وغیرہ دوسری کتابوں پر ہم عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- نہیں، اس لیے کہ اول تو یہود ونصاریٰ نے ان میں تحریفیں کر دیں یعنی اپنی خواہش سے گھٹا بڑھا دیا اس لیے یہ کتابیں جیسی نازل ہوئی تھیں ویسی ملتی ہی نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیے لہٰذا ہم اگر یہ فرض بھی کر لیں کہ صحیح تورات وانجیل اس وقت بھی موجود ہیں تو بھی ان کتابوں کی

ضرورت باقی نہیں رہتی۔قرآن کریم میں وہ سب کچھ ہے جس کی حاجت بنی آدم کو ہوتی ہے۔

سوال:- منسوخ ہونے کا مطلب کیا ہے؟

جواب:- نسخ کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت کے لیے ہوتے ہیں مگر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کے لیے ہے۔ جب یہ میعاد پوری ہوجاتی ہے تو دوسرا حکم نازل ہوجاتا ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اٹھا دیا گیا اور در حقیقت دیکھا جائے تو اس کے وقت کا ختم ہونا بتایا گیا، پہلے حکم کو منسوخ اور دوسرے کو ناسخ کہتے ہیں۔

سوال:- اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو حکم منسوخ کیا گیا وہ باطل نہیں ہوتا اور جو اسے باطل کہے وہ کون ہے؟

جواب:- منسوخ کے معنی بعض لوگ باطل ہونا کہتے ہیں۔ یہ بہت سخت بات ہے، احکام خداوندی سب حق ہیں، وہاں باطل کی رسائی کہاں۔

سوال:- جس ترتیب پر آج قرآن کریم موجود ہے کیا ایسا ہی نازل ہوا تھا؟

جواب:- نزول وحی کے وقت یہ ترتیب نہ تھی جو آج ہے۔قرآن مجید تیئیس (۲۳) برس کی مدت میں تھوڑا تھوڑا حسب حاجت نازل ہوا۔جس حکم کی حاجت ہوتی اسی کے مطابق سورت یا کوئی آیت نازل ہوجاتی۔

سوال:- پھر قرآن کریم کی ترتیب کس طرح عمل میں آئی؟

جواب:- قرآن عظیم متفرق آیتیں ہوکر اترا۔کسی سورت کی کچھ آیتیں اتریں پھر دوسری سورت کی آئتیں آتیں، پھر پہلی سورت کی آیتیں ناز ہوئیں، جبرئیل علیہ السلام ان کا مقام بھی بتا دیتے اور حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر بار ارشاد فرماتے کہ یہ آیات فلاں سورت کی ہیں، فلاں آیت کے بعد، فلاں آیت سے پہلے رکھی جائیں۔اسی طرح قرآن عظیم کی سورتیں اپنی اپنی آیتوں کے ساتھ جمع ہوجاتیں اور خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی ترتیب سے اسے نمازوں، تلاوتوں میں پڑھتے۔ پھر حضور سے سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یاد کر لیتے۔غرض قرآن عظیم کی ترتیب اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل علیہ السلام کے بیان

کے مطابق اورلوح محفوظ کی ترتیب کے موافق خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں واقع ہوئی تھی۔

سوال:- مکی سورتوں اور مدنی سورتوں کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- وہ سورتیں جو مکہ معظّمہ میں اور اس کے اطراف میں نازل ہوئیں ان کو مکی کہتے ہیں اور جو مدینہ منورہ اور اس کے قرب وجوار میں نازل ہوئیں ان کو مدنی کہتے ہیں۔

سوال:- مکی اور مدنی سورتوں کے مضمون میں کیا فرق ہے؟

جواب:- باعتبار مضامین کے مکی اور مدنی سورتوں میں یہ فرق پایا جاتا ہے کہ مکی سورتوں میں عموماً اصولی عقائد یعنی توحید و رسالت اور حشر و نشر کا بیان ہے اور مَدَنی سورتوں میں اعمال کا ذکر ہے مثلاً وہ احکام جن سے اخلاق درست ہوں اور مخلوق کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا طریقہ معلوم ہو مَدَنی سورتوں میں بیان کیے گئے ہیں۔

سبق نمبر ۵

انبیا و مرسلین علیہم السلام

سوال:- وہ کیا باتیں ہیں جو کسی نبی میں نہیں ہوتیں؟

جواب:- وہ چھ باتیں ہیں: ولدالزنا ہونا، بدصورتی، بے عقلی، بزدلی، پست ہمتی، نامردی۔

سوال:- نبی سے گناہ کبیرہ سرزد ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب:- نبی کی فطرت بہت ہی سلیم ہوتی ہے اور سلامت روی اس کا ایک ذاتی خاصہ ہوتا ہے اسی لیے جو باتیں خدا کو ناپسند ہوتی ہیں ان سے نبی کو نفرت ہوتی ہے اور اگر کوئی موقع پیغمبر کو ایسا پیش آتا ہے جو عام لوگوں کی لغزش کا مقام ہوتا ہے تو وہاں خدائی قدرت کسی نہ کسی صورت میں ظاہر ہو کر کے اسے بچا لیتی ہے لہذا پیغمبر سے گناہِ کبیرہ کا صادر ہونا ناممکن و محال ہے بلکہ ایسے افعال بھی ان سے سرزد نہیں ہوتے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں یا

جو خلق کے لیے باعث نفرت ہوں۔

سوال:- نبی سے گناہِ صغیرہ صادر ہونا ممکن ہے یا نہیں؟

جواب:- نبی کے قصد وارادہ سے گناہ صغیرہ کا صادر ہونا بھی ممکن نہیں ہے خواہ قبل نبوت ہو یا بعد نبوت۔ ہاں بھول چوک سے کوئی ایسا امر صادر ہو جائے تو اور بات ہے کہ آخر بشر ہیں مگر تبلیغی امور میں یہ بھی ممکن نہیں۔

سوال:- انبیاء کرام کی لغزش کا ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- انبیاے کرام علیہم السلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں ان کا ذکر تلاوت قرآن اور قراءت حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے۔ اللہ عز وجل ان کا مالک ہے اور وہ اس کے پیارے بندے۔ مولا کو شایاں ہے کہ وہ اپنے محبوب بندوں کو جس عبارت سے اور جس طرح چاہے تعبیر فرمائے اور یہ اپنے رب کے لیے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں۔ دوسرا ان کلمات کو سند نہیں بنا سکتا ورنہ مردود بارگاہ ہوگا۔ بلاتشبیہ یوں خیال کرو کہ کسی باپ نے اپنے بیٹے کو کسی غلطی پر تنبیہ کرنے کے لیے نالائق کہہ دیا تو باپ کو اختیار تھا، اب کوئی دوسرا ان الفاظ کو سند بنا کر یہی الفاظ کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اور اگر کہے گا تو سخت گستاخ سمجھا جائے گا۔

جب یہاں یہ حالت ہے تو اللہ عز وجل کی رِیس کر کے انبیا علیہم السلام کی شان میں ایسے الفاظ بکنے والا کیوں کر بارگاہ الٰہی سے مردود اور سخت عذابِ جہنم کا مستحق نہ ہوگا۔ ایسی جگہ سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کا حسن ادب عطا فرمائے۔

سوال:- نبی سے نبوت کا زوال جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- ہرگز نہیں! کوئی بھی بنی کسی وقت میں نبوت کے منصب سے معزول نہیں ہوتا۔ یہ منصبِ عظیم محض خدا کا عطیہ ہے اور وہ اسی کو دیتا ہے جسے اس کے قابل پاتا ہے تو جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جانے کافر ہے اس لیے کہ اس سے خدا کی ذات پر بٹہ لگتا ہے۔

سوال:- کون کون سے نبی زندہ ہیں؟

جواب:- یوں تو ہر نبی زندہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ وہ انبیاے کرام کے جسموں کو خراب کرے۔'' تو اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں

روزی دیے جاتے ہیں۔ان پر ایک آن کو قرآنی وعدہ کی تصدیق کے لیے موت طاری ہوتی ہے۔اس کے بعد پھر ان کو حقیقی دنیاوی زندگی عطا ہوتی ہے مگر چار نبی ایسے زندہ ہیں کہ ابھی انھوں نے موت کا ذائقہ چکھا بھی نہیں ہے۔ ان چاروں میں سے دو آسمانوں پر ہیں اور دو زمین پر ہیں۔حضر خصر اور الیاس علیہما السلام زمین پر ہیں اور حضرت ادریس و حضرت عیسیٰ علیہما السلام آسمان پر ہیں پھر ان پر بھی موت طاری ہوگی۔

سبق نمبر ۶

خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سوال:- خاتم النبیین کے کیا معنی ہیں؟

جواب:- خاتم النبیین یا ختم المرسلین کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت ختم کر دیا۔حضور کے زمانہ میں یا بعد میں کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ آپ کی ذات پاک پر نبوت کا خاتمہ ہوگیا۔

سوال:- ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت عام ہے یا خاص؟

جواب:- حضور کی نبوت و رسالت سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانہ سے روز قیامت تک تمام مخلوقات کو عام ہے۔علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت تمام جنّ و انسان اور فرشتوں کو شامل ہے کہ تمام حیوانات، جمادات، نباتات آپ کی رسالت کے دائرۂ میں داخل ہیں تو جس طرح انسان کے ذمہ حضور کی اطاعت فرض ہے یونہی ہر مخلوق پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرماں برداری ضروری ہے اور یہ سب حضور کی امت ہیں۔

سوال:- کیا انبیا و مرسلین بھی حضور کی امت ہیں؟

جواب:- جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باشاہ زمین و آسمان ہیں اور خدا کی ساری مخلوق کے لیے نبی و رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں تو تمام نبیوں اور رسولوں کے بھی آپ رسول ہوئے اور جب حضور ان کے رسول ہوئے تو یہ حضرات آپ ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے امتی ٹھہرے۔

سوال:- اللہ تعالیٰ نے حضور کو کتنے قسم کے اوصاف دیے؟

جواب:- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعض خصائص یہ ہیں:

۱- سب سے پہلے جن کو نبوت ملی وہ آپ ہیں۔

۲- قیامت کے روز جو سب سے پہلے قبر سے اٹھے گا وہ آپ ہی ہوں گے۔

۳- قیامت کا دروازہ جو سب سے پہلے کھولے گا وہ آپ ہی ہوں گے۔

۴- شفاعت کی اجازت سب سے پہلے آپ ہی کو دی جائے گی۔

۵- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا جس کو لواء الحمد کہتے ہیں، تمام مومنین حضرت آدم سے آخر تک سب اسی کے نیچے ہوں گے۔

۶- حضور ہی کے لیے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری۔

۷- حضور ہی کے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا۔

۸- حضور ہی پیشوائے مرسلین اور خاتم النبیین ہیں۔

۹- روز محشر حضور اقدس آگے ہوں گے اور ساری مخلوق پیچھے پیچھے۔

۱۰- پل صراط سے سب سے پہلے حضور اپنی امت کو لے کر گزر فرمائیں گے۔

۱۱- اور انبیا کسی ایک قوم کی طرف بھیجے گئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔

۱۲- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل مقام محمود عطا فرمائے گا کہ تمام اولین و آخرین (اگلے پچھلے) حضور کی حمد و ستائش کریں گے۔

۱۳- آپ کو جسم کے ساتھ معراج ہوئی۔

۱۴- اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا وعدہ لیا۔

۱۵- آپ کو حبیب اللہ کا خطاب ملا۔ تمام جہان اللہ کی رضا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کی رضا کا طالب ہے۔ سبحان اللہ!

اس کے علاوہ حضور کے خصائص اور بھی ہیں جن کا بیان سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے۔

سوال:- حضور عرب کے کس خاندان سے ہیں؟

جواب:- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاندان قریش سے ہیں۔ یہ خاندان عرب میں ہمیشہ سے ممتاز اور معزز چلا آتا تھا۔ عرب کے تمام قبیلے اور خاندان اس خاندان کو اپنا سردار مانتے تھے اسی خاندان قریش کی ایک شاخ بنی ہاشم تھی جو قریش کی دوسری تمام شاخوں سے زیادہ عزت رکھتی تھی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ بنایا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ بنایا۔ جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں دنیا کے مشرق و مغرب میں پھرا مگر بنی ہاشم سے افضل کوئی خاندان نہیں دیکھا۔ حضور کو ہاشمی اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ آپ بنی ہاشم میں سے ہیں۔

سوال:- ہاشم کون تھے جن کی اولاد بنی ہاشم کہلاتی ہے؟

جواب:- حضور کے پردادا کا نام ہاشم ہے۔ اور یہ عبد مناف کے بیٹے ہیں۔ ہاشم کا اصلی نام عمرو تھا۔ یہ نہایت مہمان نواز تھے۔ ان کا دسترخوان ہر وقت بچھا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ قحط کے زمانہ میں یہ ملک شام سے خشک روٹیاں خرید کر مکہ میں لائے اور روٹیوں کا چورہ کر کے اونٹ کے شوربے میں ڈال کر لوگوں کو پیٹ بھر کھلایا۔ اس دن سے ان کو ہاشم (روٹیوں کا چورہ کرنے والا) کہنے لگے۔ ہاشم کی پیشانی میں نور محمدی چمکتا تھا۔ اسی لیے لوگ ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔

سوال:- حضرت عبد المطلب کون تھے؟

جواب:- حضرت عبد المطلب حضور کے دادا تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ان کی پیشانی میں چمکتا تھا اور ان کے جسم سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی۔ جب قریش کو کوئی حادثہ پیش آتا تو ان کے وسیلہ سے دعا مانگتے اور وہ دعا قبول ہوتی تھی۔ آپ نے ایک مرتبہ دعا مانگی تھی کہ اگر میں اپنے سامنے دس بیٹوں کو جوان دیکھ لوں تو ان میں سے ایک کو خدا کی راہ میں قربان کروں گا۔ جب مراد بر آئی تو نذر پوری کرنے کے لیے آپ دسوں بیٹوں کو لے کر

خانہ کعبہ میں آئے اور یہ تجویز پایا کہ ان دسوں کے نام پر قرعہ ڈالا جائے جس کے نام قرعہ نکلے اسی کو قربان کر دیا جائے۔ اتفاق سے عبداللہ کا نام نکلا جو ہمارے حضور کے والد اور عبد المطلب کو سب بیٹوں سے پیارے تھے۔ لیکن قریش کو آپ کا قربان ہونا پسند نہ آیا، آخر کار عبداللہ اور دس اونٹوں پر قرعہ ڈالا گیا مگر قرعہ عبداللہ ہی کے نام پر نکلا۔ پھر دس اونٹ اور بڑھائے گئے مگر نتیجہ وہی نکلا۔ آخر کار بڑھاتے بڑھاتے سو اونٹوں پر نکلا۔ چناں چہ عبد المطلب نے سو اونٹ قربان کیے اور عبداللہ بچ گئے۔ اسی واسطے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''أَنَا ابْنُ الذَّبِيْحَيْنِ'' میں دو ذبیح (اسماعیل اور عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

سوال:- اہل عرب حضور کو کیسا سمجھتے تھے؟

جواب:- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگرچہ اپنی نبوت کو ظاہر نہ کیا تھا لیکن آپ کی دیانت وامانت پر تمام اہل مکہ کو اعتبار تھا اور ہر ایک آپ کے پاکیزہ اخلاق اور پاک زندگی کا مدح خواں تھا۔ لوگوں میں آپ امین کے نام سے مشہور تھے۔

خانۂ کعبہ کی تعمیر کے وقت جب حجر اسود رکھنے کا وقت آیا تو قبیلوں میں سخت جھگڑا پیدا ہوا۔ ہر ایک قبیلہ چاہتا تھا کہ ہم ہی حجر اسود کو اٹھا کر اس کی جگہ نصب کریں۔ آخر کار چار دن کی کش مکش کے بعد یہ طے ہوا کہ کل صبح جو شخص اس مسجد میں داخل ہو اس پر فیصلہ چھوڑا جائے ۔ دوسرے روز سب سے پہلے داخل ہونے والے ہمارے آقاے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ دیکھتے ہی سب پکار اٹھے۔ ''یہ امین ہیں، ہم ان پر راضی ہے۔'' چنانچہ آپ نے ایک چادر بچھا کر اس میں حجر اسود رکھا۔ پھر فرمایا کہ ہر طرف والے ایک ایک سردار انتخاب کر لیں اور وہ چاروں سردار چادر کے چاروں کونے تھام کر اوپر اٹھائیں اس طرح جب وہ چادر اوپر پہنچ گئی تو حضرت نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود اٹھا کر دیوار میں نصب کر دیا۔ اور وہ سب خوش ہو گئے۔ اس وقت عمر مبارک پینتیس سال تھی۔

اللّٰهُم صِلِّ وسلم و بارك عليه وعلىٰ اٰله أبدا۔

سبق نمبر ۷

نعت شریف

سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی ﷺ
سب سے بالا ووالا ہمارا نبی ﷺ

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی ﷺ
دونوں عالم کا دولھا ہمارا نبی ﷺ

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکیں حسن والا ہمارا نبی ﷺ

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
اِن کا ان کا تمھارا ہمارا نبی ﷺ

کون دیتا ہے دینے کو منھ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ

لا مکاں تک اجالا ہے جس کا، وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

سارے اچھوں سے اچھا سمجھیے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی ﷺ

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

سبق نمبر ۸

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سوال:- صحابی کسے کہتے ہیں؟

جواب:- جس نے ایمان کی حالت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اور ایمان پر اس کی وفات ہوئی ہو اسے صحابی کہتے ہیں۔ انھیں میں مہاجرین وانصار ہیں۔

سوال:- صحابہ میں مہاجرین کون سے صحابہ کہلاتے ہیں؟

جواب:- جو صحابہ مکہ معظّمہ سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت

میں اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے ان کو مہاجرین صحابہ کہا جاتا ہے۔

سوال:- صحابہ میں انصار کون سے صحابہ ہیں؟

جواب:- مدینہ منورہ کے وہ صحابہ کرام جنھوں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مہاجرین کرام کی مدد و نصرت کی وہ انصار کہلاتے ہیں۔

سوال:- صحابۂ کرام کے متعلق ہمارا کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

جواب:- تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔ ان کا جب بھی ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ تمام صحابہ کرام جنتی ہیں۔ وہ جہنم کی بھنک نہ سنیں گے۔ اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے۔ قیامت کی سب سے بڑی گھبراہت انھیں غمگین نہ کرے گی۔ فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے تو صحابۂ کرام میں سے کسی کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے خلاف ہے اور کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔ ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی یا کسی کے ساتھ بدعقیدگی، گمراہی ہے اور ایسا شخص جہنم کا مستحق ہے۔

سوال:- تمام صحابۂ کرام میں افضل کون سے صحابہ ہیں؟

جواب:- انبیا و مرسلین کے بعد خدا کی ساری مخلوق سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد آپ کے خلیفہ ہوئے۔

سوال:- خلیفہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قائم مقام جو مسلمانوں کے تمام دینی اور دنیاوی کاموں کو شریعت مطہرہ کے موافق انجام دے اور جائز کام میں اس کی فرماں برداری مسلمانوں پر فرض ہو اسے خلیفہ رسول کہا جاتا ہے۔

سوال:- حضور کے بعد سب سے پہلا خلیفہ کون ہوا؟

جواب:- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تمام مسلمانوں کے اتفاق سے خلیفۂ

برحق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ہوئے۔ اسی لیے یہ خلیفہ اول کہلاتے ہیں۔ ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم دوسرے خلیفہ ہوئے، ان کی شہادت کے بعد حضرت عثمان غنی تیسرے خلیفہ ہوئے، ان کے بعد حضرت مولا علی مشکل کشا چوتھے خلیفہ ہوئے۔ پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن خلیفہ ہوئے۔ ان حضرات کو خلفاے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں کہ انھوں نے حضور کی سچی نیابت (قائم مقامی) کا پورا حق ادا فرما دیا، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

سوال:- خلفاے راشدین کے بعد افضل کون ہے؟

جواب:- خلفاے اربعہ (چار خلیفہ) کے بعد حضرت ابوطلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن زید اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو فضیلت حاصل ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

سوال:- عشرۂ مبشرہ کون سے صحابہ ہیں؟

جواب:- اوپر والے چھ صحابہ اور چار خلفا مل کر دس تن ہوئے۔ یہ دسوں عشرۂ مبشرہ کہلاتے ہیں یعنی وہ دس اصحاب جن کو بہشتی ہونے کی خبر دنیا میں دی گئی لہذا یہ دسوں اصحاب قطعی جنتی ہیں۔

سوال:- ان کے سوا اور کون قطعی جنتی ہے؟

جواب:- ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور بی بی فاطمہ زہرا اور ان کے دونوں صاحبزادے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور حضور کے دو چچا حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور وہ صحابہ کرام جو میدان بدر میں پہنچے اور وہ جنھوں نے بیعت رضوان کی (یعنی اصحاب بدر و اصحاب بیعت الرضوان) کے حق میں بھی جنت کی بشارتیں ہیں۔ اور یہ سب قطعی جنتی ہیں۔

سوال:- حضرت امیر معاویہ کون ہیں؟

جواب:- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صحابی ہے اور شاہان اسلام میں پہلے بادشاہ، امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی۔خود سیدنا امام حسن نے خلافت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ان کی یا ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان یا والدہ ماجدہ حضرت ہندہ کی شان میں گستاخی کرنا سخت بے ادبی اور حضور کو ایذا دینا ہے اس لیے کہ یہ سب صحابی ہیں۔

سوال:- خلافت راشدہ کب تک رہی؟

جواب:- خلافت راشدہ تیس برس تک رہی جیسا کہ خود حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان مبارک تھا۔ یہ خلافت راشدہ امام حسن کے چھ مہینہ پر ختم ہو گئی۔ پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، خلافت راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے جن کی خلافت، خلافت راشدہ ہو گی۔

سوال:- تابعین کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟

جواب:- حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت مرحومہ کے وہ مسلمان جو صحابۂ کرام کی صحبت میں رہے انھیں تابعین کہا جاتا ہے۔ اور وہ مسلمان جو ان تابعین کی صحبت میں رہے وہ تبع تابعین کہلاتے ہیں۔ امت محمدیہ میں صحابۂ کرام کے بعد تمام امت سے تابعین افضل و بہتر ہیں اور ان کے بعد تبع تابعین کا مرتبہ ہے۔

سبق نمبر ۹

اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سوال:- اہل بیت میں کون کون سے حضرات داخل ہیں؟

جواب:- حضور کے اہل بیت حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے نسب اور قرابت کے وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ اہل بیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات (آپ کی بیبیاں ہم مسلمانوں کی مقدس مائیں) اور حضرت خاتون جنت فاطمہ زہراء حضرت مولیٰ علی مشکل کشا اور حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب داخل ہیں۔

سوال:- ازواج مطہرات کا کیا مرتبہ ہے؟

جواب:- قرآن عظیم سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بیبیاں مرتبہ میں سب سے زیادہ ہیں اوران کا اجر سب سے بڑھ کر ہے۔دنیا جہاں کی عورتوں میں کوئی ان کی ہمسر اور ہم مرتبہ نہیں، اگراوروں کوایک نیکی پر دس گنا ثواب ملے گا تو انھیں بیس گنا کیوں کہ ان کے عمل میں دو جہتیں ہیں ایک اللہ تعالیٰ بندگی وطاعت اور دوسرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا جوئی واطاعت،لہٰذا انھیں اوروں سے دونا ثواب ملے گا۔

سوال:- پنجتن پاک کن حضرات کوکہا جاتا ہے؟

جواب:- پنج تن پاک سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مولا علی اور حضرت بی بی فاطمہ زہرا (حضور کی صاحبزادی) اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوتے ہیں۔

سوال:- اہل بیت کرام کے فضائل کیا ہیں؟

جواب:- اہل بیت کرام کے فضائل بہت ہیں۔ان حضرات کی شان میں جوآیتیں اورحدیثیں وارد ہوئیں ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا کہ:

(۱) اہل بیت کرام سے اللہ تعالیٰ نے رجس وناپا کی کو دور مرما دیا اور انھیں خوب پاک کیا اور جو چیزان کے مرتبہ کے لائق نہیں اس سے ان کے پروردگار نے انھیں محفوظ رکھا۔

(۲) اہل بیت رسول پر دوزخ کی آگ حرام کی۔

(۳) صدقہ ان پر حرام کیا گیا کہ صدقہ دینے والوں کا میل ہے۔

(۴) اول گروہ جس کی حضور شفاعت فرمائیں گے حضور کے اہل بیت ہیں۔

(۵) اہل بیت کی محبت فرائض دین سے ہے اور جو شخص ان سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔

(۶) اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے کہ جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس سے کترایا ہلاک وبرباد ہوا۔

(۷) اہل بیت کرام اللہ کی وہ مضبوط رسی ہیں جسے مضبوطی سے تھامنے کا ہمیں حکم ملا۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمادیا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں جب تک تم انھیں نہ چھوڑو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب اللہ (قرآن کریم)، ایک میری آل۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ اپنے نبی کی محبت اور اہل بیت کی محبت اور قرآن پاک کی قراءت۔

غرض اہل بیت کرام کے فضائل بے شمار ہیں۔

سوال:- حضرت بی بی فاطمہ کے فضائل کیا ہیں؟

جواب:- حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے ساتھ محبت کرنے والوں کو دوزخ سے خلاصی عطا فرمائی۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہ پاک دامن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اور ان کی اولاد پر دوزخ کو حرام فرمایا۔

ایک حدیث میں ہے کہ فاطمہ میرا جز ہیں جو انھیں ناگوار، وہ مجھے ناگوار اور جو انھیں پسندیدہ وہ مجھے پسند، ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا: اے فاطمہ! تمھارے غضب سے غضب الٰہی ہوتا ہے اور تمھاری رضا سے اللہ راضی۔

ایک اور حدیث میں حضور پر نور نے فرمایا: اے فاطمہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم ایمان والی عورتوں کی سرادر ہو۔

ایک اور حدیث میں حضور نے فرمایا: مجھے اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ پیاری فاطمہ ہیں۔

سوال:- حضرت امام حسن اور امام حسین کے کیا فضائل ہیں؟

جواب:- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

(۱) حسن و حسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

(۲) جس نے ان دونوں (حضرت حسن اور امام حسین) سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی۔

(۳) حسین وحسن جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

(۴) جس شخص نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں کے والد اور والدہ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

الغرض اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہم اہل سنت و جماعت کے مقتدا ہیں جو ان سے محبت نہ رکھے وہ بارگاہ الٰہی سے مردود وملعون ہے اور حضرات حسنین یقیناً اعلیٰ درجہ کے شہیدوں میں ہیں۔ان میں سے کسی کی شہادت کا انکار کرنے والا گمراہ بددین ہے۔

سوال:- صحابۂ کرام کی محبت کے بغیر اہل بیت کی محبت کام آئے گی یا نہیں؟

جواب:- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آل اور اصحاب سے محبت اور ان دونوں کے ادب وتعظیم کو لازم جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے تو جس طرح اہل بیت کرام کی محبت کے بغیر بھی آدمی مسلمان نہیں رہ سکتا اسی طرح صحابۂ کرام کی محبت کے بغیر بھی ایمان قائم نہیں رہ سکتا۔ دل میں ان دونوں کی محبت وعقیدت کو جگہ دینا فرائض دین سے ہے، اور دونوں کی تعظیم وتکریم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر میں داخل ہے۔ اہل بیت کرام اس امت کے لیے اگر کشتی کے مانند ہیں تو صحابہ کرام ستاروں کی مانند ہیں اور ستاروں کی رہ نمائی حاصل کیے بغیر چلنے والی کشتیاں ساحل مراد تک پہنچنے سے پہلے ہی طوفان کی نذر ہو جاتی ہیں۔حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت مولا علی کی محبت اور ابوبکر وعمر کا بغض کسی مسلمان کے دل میں جمع نہیں ہوسکتا۔

سوال:- یزید کون تھا؟

جواب:- یزید بنی امیہ میں وہ بدنصیب شخص ہے جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے اور جس پر رہتی دنیا تک دنیائے اسلام ملامت کرتی رہے گی اور تا قیامت اس کا نام حقارت ونفرت سے لیا جائے گا۔ یہ بدباطن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پیدا ہوا نہایت موٹا، بدنما، بداخلاق، شرابی، بدرکار، ظالم وگستاخ تھا اس کی بیہودگیاں ایسی ہیں جن سے بدمعاشوں کو بھی شرم آئے۔سود وغیرہ کو اس بے دین نے علانیہ رواج دیا اور مدینہ طیبہ ومکہ مکرمہ کی بے حرمتی کرائی۔

سوال:- اہل بیت کے ائمہ دوازدہ (بارہ امام) کون ہیں؟

جواب:- ائمۂ اہل بیت میں سب سے اول امام حضرت مولا علی ہیں، پھر حضرت امام حسن، پھر حضرت امام حسین، پھر حضرت امام زین العابدین، پھر حضرت امام باقر، پھر حضرت امام جعفر صادق، پھر حضرت اما موسی کاظم، پھر حضرت امام علی موسی رضا، پھر حضرت محمد تقی، پھر حضرت امام نقی، پھر حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اور پھر حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے۔

سبق نمبر ۱۰

اولیاء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

سوال:- ولی کسے کہتے ہیں؟

جواب:- اللہ تعالیٰ کے وہ خاص ایمان والے مسلمان بندے جو اللہ و رسول کی محبت میں اپنی خواہشوں کو فنا کر دیتے ہیں اور ہمیشہ خدا اور رسول کی اطاعت و فرماں برداری میں مصروف رہتے ہیں، اولیا اللہ کہلاتے ہیں۔

سوال:- ولایت کیسے حاصل ہوتی ہے؟

جواب:- ولایت خدا کا مقرب و مقبول بندہ ہونا محض اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے کہ مولا عز وجل اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے۔ ہاں عبادت و ریاضت کبھی کبھی اس کا ذریعہ بن جاتی ہے اور بعضوں کو ابتداءً بھی مل جاتی ہے۔

سوال:- کیا بے علم آدمی بھی ولی ہوسکتا ہے؟

جواب:- نہیں، ولایت بے علم کو نہیں ملتی، ولی کے لیے علم ضروری ہے خواہ بطور ظاہر وہ علم حاصل کرے یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیش تر اللہ تعالیٰ اس کا سینہ کھول دے اور وہ عالم ہوجائے۔ علم کے بغیر آدمی ولی نہیں ہوسکتا۔

سوال:- بے شرع آدمی کو ولی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- جب تک عقل سلامت ہے کوئی ولی کیسے ہی بڑے مرتبہ کا ہو، احکام شریعت کی پابندی سے آزاد نہیں ہوسکتا اور جو اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھے ہرگز ولی نہیں ہوسکتا تو جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ گمراہ ہے۔ ہاں آدمی مجذوب ہوجائے اور اس کی عقل زائل ہوجائے تو اس سے شریعت کا قلم اٹھ جاتا ہے مگر یہ بھی سمجھ لو کہ جو اس قسم کا ہوگا، وہ شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔

سوال:- اولیاء اللہ کی خصوصیات کیا ہیں؟

جواب:- اولیاء اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے جانشین ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بہت بڑی طاقت دی ہے۔ ان سے عجیب وغریب کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مخلوق کی حاجتیں پوری کرتا ہے۔ ان کی دعاؤں سے خلق خدا فائدہ اٹھاتی ہے ان کی محبت دین ودنیا کی سعادت اور خداے تعالیٰ رضا کا سبب ہے۔ ان کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لیے سعادت اور باعث برکت ہے، ان کے عرسوں کی شرکت سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

سوال:- اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب:- اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جسے استمداد اور استعانت کہتے ہیں بلا شبہ جائز ہے۔ یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں چاہے وہ کسی بھی جائز لفظ کے ساتھ ہو، ان کو دور و نزدیک سے پکارنا سلف صالحین کا طریقہ ہے۔

سوال:- اولیاء اللہ کی نذر و نیاز جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- اولیاء اللہ کو جو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اسے براہ ادب نذر و نیاز کہتے ہیں جیسے بادشاہ کو نذریں دی جاتی ہیں۔ اور ایصال ثواب یعنی خیر خیرات، تلاوت قرآن شریف، ذکر الٰہی، قراءت درود شریف وغیرہا یقینا جائز بلکہ مستحب ہے۔ صحیح احادیث سے یہ امور ثابت ہیں اسی لیے قدیم سے یہ فاتحہ مسلمانوں میں رائج ہے اور ان میں خصوصا گیارہوں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔ گیارہوں شریف حضور غوث پاک کی نیاز کو کہتے ہیں۔

سوال:- جولوگ اولیاء اللہ کی نذرو نیاز سے روکتے ہیں وہ کیسے ہیں؟

جواب:- ہم بتا چکے ہیں کہ نذرو نیاز کا طریقہ احادیث سے ثابت ہے تو جو اس سے منع کرے وہ احادیث کا مقابلہ کرتا ہے، اور ایسا شخص ضرور گمراہ ہے۔

سوال:- اولیاء اللہ کے مزارات پر چادر چڑھانا کیسا ہے؟

جواب:- بزرگان دین، اولیا و صالحین کے مزارات طیبہ پر غلاف ڈالنا جائز ہے جب کہ یہ مقصود ہو کہ صاحب مزار کی وقعت عوام کی نظروں میں پیدا ہو، ان کا ادب کریں اور ان سے برکات حاصل کریں۔

سبق نمبر ۱۱

معجزے اور کرامتیں

سوال:- معجزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:- وہ عجیب و غریب کام جو عادتاً ناممکن ہیں، اگر نبوت کا دعوی کرنے والے سے اس کی تائید میں ظاہر ہوں تو ان کو معجزہ کہتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا (لاٹھی) کا سانپ ہو جانا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو جلا دینا اور ہمارے حضور کے معجزے تو بہت ہیں، ان میں سے معراج شریف بہت مشہور معجزہ ہے۔

سوال:- کوئی جھوٹا نبوت کا دعویٰ کر کے معجزہ دکھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- معجزہ نبی کے دعوئ نبوت میں سچے ہونے کی ایک دلیل ہے جس کے ذریعہ سے معاندوں کی گردنیں جھک جاتی ہیں اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں۔ معجزات دیکھ کر آدمی کا دل نبی کی سچائی کا یقین کر لیتا ہے اور عقل والے ایمان لے آتے ہیں، تو جو شخص نبی نہ ہو وہ نبوت کا دعویٰ کر کے کوئی معجزہ اپنے دعویٰ کے مطابق ظاہر نہیں کر سکتا۔ ورنہ سچے جھوٹے میں فرق نہ رہے گا۔

سوال:- کرامت کسے کہتے ہیں؟

جواب:- اولیاء اللہ سے جو بات خلاف عادت صادر ہو اسے کرامت کہتے ہیں۔ کرامت اولیا حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔

سوال:- اولیاء اللہ سے کس قسم کی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں؟

جواب:- نبی کے اس معجزے کے سوا جس کی ممانعت دوسروں کے لیے ثابت ہو چکی ہے۔اولیاء اللہ سے تمام کرامتیں ظاہر ہوسکتی ہیں مثلاً آن کی آن میں مشرق سے مغرب پہنچ جانا، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، دور دراز کے حالات ان پر ظاہر ہو جانا، مردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا وغیرہ۔لیکن قرآن مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا کسی ولی سے ہرگز ممکن نہیں۔ اولیاء اللہ کی کرامتیں درحقیقت ان انبیا کے معجزے ہیں جن کے وہ امتی ہیں۔

سوال:- جس ولی سے کرامت ظاہر نہ ہو وہ ولی ہے یا نہیں؟

جواب:- اولیاء اللہ سے اکثر کرامات ظاہر ہوتی ہیں لیکن کرامات کا ظاہر نہ ہونا کسی کے ولی یا بزرگ نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے، یہ حضرات تو اپنی ولایت اور کرامت کو چھپاتے ہیں، ہاں جب حکم الٰہی پاتے ہیں تو کرامت ظاہر کرتے ہیں اور اولیاء اللہ کی یہ کرامتیں ان کی وفات کے بعد بھی ظاہر ہوتی ہیں جسے ہر آنکھ والا دیکھتا ہے اور مانتا ہے۔

ایک رباعی

برسائے وہ آزادروی نے جھالے
ہر راہ میں بہہ رہے ہیں ندی نالے
اسلام کے بیڑے کو سہارا دینا
اے ڈوبتوں کے پار لگانے والے

(حضرت حسن بریلوی)

باب دوم ـــــ اسلامی عبادات

سبق نمبر ۱۲

وضو کے بقیہ مسائل

سوال:- بے وضو نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:- حرام وسخت گناہ کی بات ہے بلکہ جان بوجھ کر بے طہارت نماز ادا کرنے والے کو علما کفر لکھتے ہیں اور کیوں نہ ہو اس بے وضو یا بے غسل نماز ادا کرنے والے نے عبادت کی بے ادبی کی اور توہین کی، اور یہ کفر ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔

سوال:- اعضاے وضو کتنی مرتبہ دھوئے جاتے ہیں؟

جواب:- حدیث شریف میں ہے جو ایک ایک بار وضو کرے (یعنی ہر عضو کو ایک ایک بار دھوئے) تو یہ ضروری بات (فرض) ہے، اور جو دو دو بار کرے اس کو دونا ثواب ہے، اور جو تین تین بار دھوئے تو یہ میرا اور اگلے نبیوں کا وضو ہے یعنی سنت ہے۔

سوال:- مسواک کرنا کیسا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:- وضو میں مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ اس نماز سے ستر حصے افضل ہے جو بے مسواک کے پڑھی گئی۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ جو شخص مسواک کا عادی ہو مرتے وقت اسے کلمہ پڑھنا نصیب ہوگا۔ پیلو یا نیم وغیرہ کڑوی لکڑی سے مسواک کرنا چاہیے اور داہنے ہاتھ سے کم از کم تین مرتبہ دائیں بائیں، اوپر نیچے کے دانتوں میں مسواک کرے، اور ہر مرتبہ مسواک کو دھولے۔ مسواک چھنگلی کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو۔ فارغ ہونے کے بعد مسواک دھو کر کھڑی کر دے۔ اور ریشہ کی جانب اوپر ہو۔ مسواک

سے منہ کی صفائی اور خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

سوال:- زخم سے بار بار خون پونچھا جائے تو وضو رہتا ہے یا نہیں؟

جواب:- زخم سے خون وغیرہ نکلتا رہا اور یہ بار بار پونچھتا رہا کہ بہنے کی نوبت نہ آئی، تو غور کرے کہ اگر نہ پونچھتا تو بہہ جاتا یا نہیں۔ اگر بہہ جاتا تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔ یوں ہی اگر مٹی یا راکھ ڈال ڈال کر سکھاتا رہا اس کا بھی وہی حکم ہے۔

سوال:- اگر تھوڑی تھوڑی قے کئی مرتبہ ہوئی تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر تھوڑی تھوڑی قے چند بار آئی کہ اس کا مجموعہ منہ بھر ہے تو اگر ایک ہی متلی سے ہے وضو توڑ دے گی اور اگر متلی جاتی رہی پھر نئے سرے سے متلی شروع ہوئی اور قے آئی کہ اگر دونوں مرتبہ کی جمع کی جائے تو منہ بھر ہو جائے تو اس سے وضو نہیں جاتا پھر بھی اگر ایک ہی بیٹھک میں ہے تو وضو کر لینا بہتر ہے۔

سوال:- منہ سے خون نکلے تو وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب:- منہ سے خون نکلا، اگر تھوک پر غالب ہے تو وضو توڑ دے گا ورنہ نہیں اور تھوک کا رنگ اگر سرخ ہو جائے تو خون غالب سمجھا جائے اور اگر زرد ہو تو خون غالب نہیں۔

سوال:- بدن پر خون ظاہر ہوا اور بہے نہیں تو کیا حکم ہے؟

جواب:- خون یا پیپ وغیرہ اگر صرف چمکا، یا ابھرا، بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا جیسے سوئی کی نوک یا چاقو کا کنارہ لگ جاتا ہے اور خون ابھر آتا ہے یوں ہی خلال کیا یا مسواک کیا یا انگلی سے دانت مانجھا یا دانت سے کوئی چیز کاٹی، اس پر خون کا اثر پایا، یا ناک میں انگلی ڈالی اس پر خون کی سرخی آ گئی مگر وہ خون بہنے کے قابل نہیں تھا، یا ناک صاف کی اس میں سے جما ہوا خون نکلا تو ان سب صورتوں میں وضو نہ ٹوٹا۔

سوال:- وہ کون سی نیند ہے جس سے وضو نہیں ٹوٹتا؟

جواب:- اس طرح سونا کہ دونوں سرین خوب نہ جمے ہوں، یا اس طرح سونا کہ اس میں غفلت نہ آئے ناقض وضو نہیں مثلاً کھڑے کھڑے یا رکوع کی صورت پر یا مردوں کی سجدۂ مسنونہ کی شکل پر سو گیا، تو ان صورتوں میں وضو نہ جائے گا۔

سوال:- انبیاے کرام کا وضو سونے سے ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب:- انبیاء علیہم السلام کا سونا ناقض وضو نہیں۔ ان کی آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتے ہیں۔ نیند کے علاوہ اور دوسرے نواقض وضو (وضو توڑنے والی چیزوں) سے ان کا وضو جاتا رہتا ہے۔ اس لیے نہیں کہ وہ چیزیں نجس ہیں بلکہ اس لیے کہ ان کی شان بڑی عظمت والی ہے۔

سوال:- نماز میں ہنسی آجائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر ہنسی اتنی آواز سے ہو کہ اس کے پاس والے سنیں (جسے قہقہہ کہتے ہیں) اور جاگتے میں رکوع سجدے والی نماز میں ہو تو وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور نماز بھی فاسد ہو جائے گی اور نماز کے اندر سوتے میں یا نماز جنازہ یا سجدۂ تلاوت میں قہقہہ لگا یا تو وضو نہیں جائے گا وہ نماز یا سجدہ فاسد ہے۔

اور اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ خود اس نے سنا، پاس والوں نے نہ سنا تو وضو نہیں جائے گا نماز جاتی رہے گی اور اگر مسکرایا کہ دانت نکلے اور آواز بالکل نہیں نکلی تو اس سے نہ نماز جائے نہ وضو ٹوٹے۔

سوال:- پھنسی سے کپڑے پر دھبہ پڑ جائے تو پاک ہے یا ناپاک؟

جواب:- خارش یا پھڑیوں میں جب کہ بہنے والی رطوبت خون، پیپ وغیرہ نہ ہو بلکہ صرف چپک ہو تو کپڑا اس سے بار بار چھو کر اگر چہ کتنا ہی سَن جائے، پاک ہے مگر دھو ڈالنا بہتر ہے۔

سوال:- شک سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب:- جو باوضو تھا اب اسے شک ہے کہ وضو ٹوٹ گیا تو وضو کرنے کی اسے ضرورت نہیں، ہاں کر لینا بہتر ہے اور اگر وسوسہ ہے تو اسے ہرگز نہ مانے یہ شیطان لعین کا دھوکا ہے۔

سبق نمبر ۱۳

غسل کے بقیہ مسائل

سوال:- جُنُب اور جنابت کسے کہتے ہیں؟

جواب:- جس شخص پر نہانا فرض ہے اسے جنب کہتے اور جن اسباب کی وجہ سے نہانا فرض ہوتا ہے انھیں جنابت کہتے ہیں۔

سوال:- جُنُب اگر نہانے میں دیر لگائے تو گنہ گار ہوگا یا نہیں؟

جواب:- جس پر غسل فرض ہے اسے چاہیے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے حدیث میں ہے جس گھر میں جنب ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ اور اگر اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا آخر وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے اب تاخیر کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

سوال:- جس پر کئی غسل فرض ہوں اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب:- جس پر چند غسل فرض ہوں سب کی نیت سے ایک غسل کر لے سب ادا ہو جائیں گے اور سب کا ثواب ملے گا۔

سوال:- غسل کتنی طرح کا ہوتا ہے؟

جواب:- غسل تین طرح کا ہوتا ہے: ایک فرض، دوسرا سنت، تیسرا مستحب۔

سوال:- غسل کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے؟

جواب:- غسل فرض کرنے والی چیزیں کئی ہیں جن کا حال تمھیں دوسری کتابوں سے معلوم ہوگا۔

سوال:- مسلمان میت کو غسل دینا مسلمانوں پر فرض ہے یا سنت؟

جواب:- مسلمان میت کو غسل دینا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔ اگر ایک نے نہلا دیا سب کے سر سے اتر گیا اور اگر کسی نے نہ نہلایا تو سب گنہگار ہوئے۔

سوال:- کون کون سے غسل سنت ہیں؟

جواب:- غسل سنت پانچ ہیں: جمعہ کی نماز کے لیے، عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی نماز کے لیے، حج یا عمرہ کے لیے۔

سوال:- غسل مستحب کتنے ہیں اور کون کون سے؟

جواب:- غسل مستحب بہت سے ہیں جن میں سے چند غسل یہ ہیں:

(۱) شعبان کی پندرہویں رات کو جسے شب برات کہتے ہیں۔

(۲) عرفہ کی رات میں یعنی آٹھویں ذی الحجہ گزار کر جو رات آتی ہے۔

(۳) سورج یا چاند گرہن کی نماز کے لیے۔

(۴) مجلس میلاد شریف اور ایسے ہی دیگر مجالس خیر میں شرکت کے لیے۔

(۵) گناہ سے توبہ کرنے کے لیے۔

(۶) نیا کپڑا پہننے کے لیے۔

(۷) مکہ معظّمہ یا مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لیے۔

(۸) خوب تاریکی یا سخت آندھی کے لیے۔

(۹) سفر سے واپس آنے کے بعد

(۱۰) جب بدن پر نجاست لگی ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس جگہ ہے۔ ان سب کے لیے غسل مستحب ہے۔

سوال:- جس پر غسل فرض ہے اس پر کیا کیا چیزیں حرام ہیں؟

جواب:- جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا، قرآن مجید چھونا، یا بے چھوئے دیکھ کر زبانی پڑھنا یا کسی آیت یا آیت کا تعویذ لکھنا، یا ایسا تعویذ چھونا جس میں آیت الکرسی ہے حرام ہے۔ ہاں اگر قرآن مجید جزودان میں ہو تو جزودان پر ہاتھ لگانے یا رومال وغیرہ کسی علاحدہ کپڑے سے پکڑنے میں حرج نہیں۔

سوال:- بے وضو آدمی قرآن مجید چھو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- بے وضو کو قرآن مجید یا اس کی کسی آیت کو چھونا حرام ہے۔ ہاں بے چھوئے زبانی دیکھ کر پڑھے تو کوئی حرج نہیں اور روپیہ یا برتن یا گلاس پر آیت یا سورت لکھی

ہوتو اس کا چھونا بھی بے وضو اور جنب کو حرام ہے۔

سوال:- بے وضو اور جنب درود شریف اور دعا پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- جس پر وضو یا غسل فرض ہے درود شریف اور دعاوں کے پڑھنے میں انھیں حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کر کے پڑھیں۔

سبق نمبر ۱۴

ناپاکی دور کرنے کا طریقہ

سوال:- ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کے کتنے طریقے ہیں؟

جواب:- جو چیزیں کسی نجاست کے لگنے سے ناپاک ہو جائیں ان کے پاک کرنے کے مختلف طریقے ہیں:

(۱) دھونے سے، پانی اور ہر بہنے والی چیز سے جس سے نجاست دور ہو جائے دھو کر نجس چیز کو پاک کر سکتے ہیں۔

(۲) پونچھنے سے۔ مثلاً لوہے کی چیز جیسے چھری، چاقو وغیرہ جس میں نہ زنگ ہو، نہ نقش ونگار نجس ہو جائے تو اچھی طرح پونچھ ڈالنے سے پاک ہو جائے گی، نجاست خواہ دَلدار ہو یا پتلی یوں ہی ہر قسم کی دھات کی چیزیں پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہیں ہاں اگر نقشی ہوں یا لوہے میں زنگ ہو تو دھونا ضروری ہے۔

(۳) کھرچنے یا رگڑنے سے۔ مثلا موزے یا جوتے میں دَلدار نجاست لگی جیسے پاخانہ، گوبر تو کھرچنے اور رگڑنے سے پاک ہو جائیں گے۔

(۴) خشک ہو جانے سے۔ مثلا ناپاک زمین ہوا سے یا آگ سے سوکھ جائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتا رہے تو پاک ہو جائے گی، اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں مگر اس سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔

(۵) پگھلنے سے۔ مثلا رانگ سیسہ پگھلانے سے پاک ہو جاتا ہے۔

(۶) آگ میں جلانے سے۔ مثلاً ناپاک مٹی سے برتن بنائے تو جب تک کچے ہیں ناپاک ہیں، اور آگ میں پکا لیے گئے تو پاک ہو گئے۔

(۷) ذات بدل جانے سے۔ مثلاً شراب سرکہ ہو جائے تو اب پاک ہے یا نجس جانور نمک کی کان میں گر کر نمک ہو جائے تو وہ نمک پاک و حلال ہے۔

سوال:- جو چیز نچوڑنے کے قابل نہ ہو اس کو کس طرح پاک کریں؟

جواب:- جو نچوڑنے کے قابل نہیں ہے جیسے چٹائی، دری، جوتا وغیرہ اس کو دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ یوں ہی دو مرتبہ اور دھوئیں، تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا بند ہو گیا وہ چیز پاک ہو گئی۔ اسی طرح ریشمی کپڑا جو اپنی نازکی کے سبب نچوڑنے کے قابل نہیں اسے بھی یوں ہی پاک کیا جائے گا۔

سوال:- تانبے، پیتل وغیرہ دھاتوں اور چینی کے برتنوں کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:- چینی کے برتن یا لوہے، تانبے، پیتل وغیرہ دھاتوں کی ایسی چیزیں جن میں نجاست جذب نہیں ہوتی انھیں فقط تین بار دھو لینا کافی ہے۔ اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اسے اتنی دیر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے، ہاں ناپاک برتن کو مٹی سے مانجھ لینا بہتر ہے۔

سوال:- کپڑے کا کوئی حصہ ناپاک ہو گیا اور یہ یاد نہیں کہ وہ کون سی جگہ ہے تو کپڑا کس طرح پاک کیا جائے؟

جواب:- اس صورت میں بہتر تو یہی ہے کہ پورا ہی دھو ڈالیں۔ مثلاً معلوم ہے کہ کرتے کی آستین یا کلی نجس ہو گئی مگر یہ نہیں معلوم کہ کون سا حصہ ہے، تو پوری کلی یا پوری آستین دھونا ہی بہتر ہے اور اگر اندازے سے سوچ کر اس کا کوئی حصہ دھو لے جب بھی کپڑا پاک ہو جائے گا۔

سوال:- تیل یا گھی وغیرہ اگر ناپاک ہو جائے تو کس طرح پاک کریں؟

جواب:- بہتی ہوئی عام چیزیں گھی، تیل وغیرہ کے پاک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اتنا ہی پانی ڈال کر خوب ہلائیں پھر اوپر سے تیل گھی اتار لیں اور پانی پھینک دیں، یوں ہی تین بار کریں وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

سبق نمبر ۱۵

تیمم کا بیان

سوال:- تیمم کسے کہتے ہیں؟

جواب:- نجاست حکمیہ سے پاکی حاصل کرنے کی نیت سے ہاتھ اور منہ پر مخصوص طریقہ سے پاک مٹی سے مسح کرنے کو تیمم کہتے ہیں۔

سوال:- تیمم کرنا کس شخص کو جائز ہے؟

جواب:- جس کا وضو نہ ہو یا نہانے کی ضرورت ہو اور وہ پانی پر قدرت نہ پائے اس شخص کو وضو اور غسل کی جگہ تیمم کرنا چاہیے۔

سوال:- پانی پر قدرت نہ پانے کی کتنی صورتیں ہیں؟

جواب:- پانی پر قدرت نہ پانے یعنی استعمال نہ کر سکنے کی کئی صورتیں ہیں:

(۱) ایسی بیماری کہ وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے یا دیر میں اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو۔

(۲) وہاں چاروں طرف ایک ایک میل تک پانی کا پتہ نہیں۔

(۳) اتنی سردی ہو کہ نہانے سے مر جائے یا بیمار ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو۔

(۴) دشمن کا خوف کہ اگر اس نے دیکھ لیا تو مار ڈالے گا یا مال چھین لے گا یا اس طرف سانپ یا کوئی درندہ ہے کہ پھاڑ کھائے گا یا وہاں جانے سے آبرو جانے کا خوف ہے۔

(۵) جنگل میں ڈول رسی نہیں کہ پانی بھرے۔

(۶) پیاس کا خوف، یعنی اس کے پاس پانی ہے مگر وضو یا غسل کرے تو یہ خود یا دوسرا مسلمان یا اس کا جانور پیاسا رہ جائے گا اور وہ راہ ایسی ہے کہ دور تک پانی کا پتہ نہیں۔

(۷) پانی مول ملتا ہے مگر بہت مہنگا ملتا ہے یا اس کے پاس حاجت سے زیادہ دام نہیں۔

(۸) یہ گمان کہ پانی تلاش کرنے میں قافلہ نظروں سے غائب ہو جائے گا یا ریل چھوٹ جائے گی۔

(۹) یہ گمان کہ وضو یا غسل کرنے میں عید کی نماز جاتی رہے گی۔

(۱۰) ولی کے علاوہ کسی اور کو یہ خوف ہو کہ نماز جنازہ فوت ہو جائے گی یعنی یہ کہ چاروں تکبیریں جاتی رہیں گی تو ان تمام صورتوں میں تیمم کرنا جائز ہے۔

سوال:- بیماری بڑھنے کے صحیح اندیشہ کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- آدمی نے خود آزمایا ہو کہ جب وضو یا غسل کرتا ہے تو بیماری بڑھتی ہے یا یوں کہ کسی مسلمان اچھے لائق حکیم نے جو ظاہراً فاسق نہ ہو کہہ دیا ہو کہ پانی نقصان کرے گا تو تیمم کرنا جائز ہے اور محض خیال ہی خیال بیماری بڑھنے کا ہو یا کسی کافر فاسق معمولی طبیب نے کہہ دیا ہو تو تیمم جائز نہیں ہے۔

سوال:- تیمم میں کتنے فرض ہیں؟

جواب:- تیمم میں تین فرض ہیں:

(۱) نیت، تو اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیت نہ کی تو تیمم نہ ہوگا۔

(۲) سارے منہ پر ہاتھ پھیرنا، اس طرح کہ کوئی حصہ باقی نہ رہ جائے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔

(۳) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا۔ اس میں یہ بھی خیال رہے کہ ذرہ برابر جگہ باقی نہ رہے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔

سوال:- تیمم میں سنتیں کتنی ہیں؟

جواب:- بسم اللہ کہنا، دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارنا، انگلیاں کھلی ہوئی رکھنا، ہاتھوں کو جھاڑ لینا، زمین پر ہاتھ مار کر لوٹ دینا، پہلے منہ، پھر ہاتھ کا مسح کرنا، دونوں کا مسح پے درپے ہونا، پہلے دائیں ہاتھ پھر بائیں کا مسح کرنا، ڈاڑھی کا خلال کرنا، اور غبار پہنچ گیا ہو تو انگلیوں کا خلال کرنا اور اگر غبار نہ پہنچا ہو تو خلال فرض ہے۔

سوال:- تیمم کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:- تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ کر کے کسی ایسی چیز پر جو زمین کی قسم سے ہو مار کر لوٹ لیں اور زیادہ گرد لگ جائے تو جھاڑ لیں، اور اس سے سارے منھ کا مسح کریں پھر دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کا ناخنوں سمیت مسح کریں۔

سوال:- ہاتھوں پر مسح کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:- اس کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور انگلیوں کے سرے سے کہنی تک لے جائے اور پھر وہاں سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے داہنے کے پیٹ کو مَس کرتا گٹے تک لائے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے داہنے انگوٹھے کی پشت کا مسح کرے یوں ہی داہنے ہاتھ سے بائیں کا مسح کرے۔

سوال:- کن چیزوں پر تیمم جائز ہے؟

جواب:- تیمم اسی چیز پر ہوسکتا ہے جو زمین کی جنس سے ہو۔ اور جو چیز جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ نرم ہوتی ہے وہ جنس زمین سے ہے، اس سے تیمم جائز ہے جیسے ریتا، چونا، سرمہ ہڑتال، گندھک، مردہ سنگ، گیرو، پتھر اور وہ نمک جو کان سے نکلتا ہے اور زمرد، عقیق وغیرہ جواہرات۔

سوال:- کن چیزوں سے تیمم جائز نہیں؟

جواب:- جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہو جاتی ہو جیسے لکڑی، گھاس وغیرہ، یا پگھل جاتی ہو، یا نرم ہو جاتی ہو جیسے چاندی، سونا، تانبا، پیتل، لوہا، وغیرہ دھاتیں، اس سے تیمم جائز نہیں۔

سوال:- لکڑی پر غبار ہو تو اس سے تیمم جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- لکڑی، گھاس، شیشہ، سونا، چاندی، لوہا وغیرہ دھاتیں اور گیہوں، جَو وغیرہ پر جب کہ اتنا غبار ہو کہ ہاتھ مارنے سے ہاتھ میں لگ جاتا ہو تو اس غبار سے تیمم جائز ہے۔

سوال:- وضو اور غسل کے تیمم میں کیا فرق ہے؟

جواب:- وضو اور غسل دونوں کا تیمم ایک ہی طرح ہے۔

سوال:- نماز پڑھنا کون سے تیمم سے جائز ہے؟

جواب:- نماز اس تیمم سے جائز ہوگی جو پاک ہونے کی نیت اور کسی ایسی عبادت مقصودہ کے لیے کیا گیا ہو جو بلا طہارت جائز نہ ہو تو اگر مسجد میں جانے یا نکلنے، یا قرآن مجید چھونے یا اذان و اقامت (یہ سب عبادت مقصودہ نہیں) یا زیارت قبور یا دفن میت یا بے وضو نے قرآن مجید پڑھنے (ان سب کے لیے طہارت شرط نہیں) کے لیے تیمم کیا ہو تو اس سے نماز جائز نہیں بلکہ جس کے لیے کیا گیا اس کے سوا کوئی عبادت جائز نہیں اور دوسرے کو تیمم کا طریقہ بتانے کے لیے جو تیمم کیا اس سے بھی نماز جائز نہیں۔

سوال:- نماز جنازہ یا سجدۂ تلاوت کی نیت سے تیمم کیا تو اس سے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- نماز جنازہ یا نماز عیدین کے لیے تیمم اگر اس وجہ سے کیا کہ بیمار تھا یا پانی موجود نہ تھا تو اس سے فرض نماز اور دیگر عبادتیں سب جائز ہیں اور سجدۂ تلاوت کے تیمم سے بھی نماز جائز ہے۔

سوال:- پانی تلاش کیے بغیر تیمم سے نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب:- یہاں دو صورتیں ہیں:

(۱) اگر یہ گمان ہے کہ ایک میل کے اندر پانی ہوگا تو تلاش کر لینا ضروری ہے، بلا تلاش کیے تیمم جائز نہیں۔

(۲) اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ میل کے اندر پانی نہیں ہے تو تلاش کرنا ضروری نہیں۔ ہاں! اگر کوئی وہاں تھا مگر اس نے اس سے پانی کے متعلق کچھ نہیں پوچھا اور بعد کو معلوم ہوا کہ پانی قریب ہے تو نماز دوبارہ پڑھے۔

سوال:- ایک تیمم سے کئی وقت کی نمازیں ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- ہاں ہمارے نزدیک تیمم، وضو اور غسل کے قائم مقام ہے تو جس طرح ایک وضو اور غسل سے کئی وقتوں کی نماز فرض اور نفل ادا کر سکتے ہیں اسی طرح تیمم سے بھی کر سکتے ہیں۔

سوال:- ایک مٹی سے کئی آدمی یا ایک ہی شخص کئی مرتبہ تیمم کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- جس جگہ سے ایک نے تیمم کیا، دوسرا بھی کرسکتا ہے یوں ہی ایک جگہ سے ایک آدمی کئی مرتبہ تیمم کرسکتا ہے۔مٹی پانی کے حکم میں نہیں۔

سوال:- تیمم کن کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب:- جن چیزوں سے وضوٹوٹتا ہے یا غسل فرض ہوجاتا ہے ان سے تیمم بھی جاتا رہتا ہے اور علاوہ ان کے پانی پر قادر ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے مثلاً مریض نے غسل کا تیمم کیا تھا اور اب تندرست ہوگیا کہ غسل سے ضرر نہ پہنچے گا تو تیمم جاتا رہا۔

سوال:- تیمم کی مدت کیا ہے؟

جواب:- جب تک پانی میسر نہ آئے یا عذر جاتا نہ رہے اس وقت تک تیمم جائز ہے۔اگر اسی حالت میں برسوں گذر جائیں تو بھی کچھ مضایقہ نہیں۔

سوال:- ٹھنڈا پانی اگر نقصان پہنچائے اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو ایسے وقت میں تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- بیماری میں اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہے اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے غسل و وضو ضروری ہے، تیمم جائز نہیں۔ہاں اگر ایسی جگہ ہو کہ گرم پانی نہ مل سکے تو تیمم کرے۔یوں ہی اگر ٹھنڈے وقت میں وضو یا غسل نقصان کرتا ہے اور اگر گرم وقت میں نہیں تو ٹھنڈے وقت تیمم کرے۔پھر جب گرم وقت آئے تو آئندہ نماز کے لیے وضو کرلینا چاہیے اور اگر سر پر پانی ڈالنا نقصان کرتا ہے تو گلے سے نہائے اور پورے سر کا مسح کرے۔

سوال:- زم زم شریف ہوتے ہوئے تیمم کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر ساتھ میں زم زم شریف ہے جو لوگوں کے لیے تبرک اور بیمار کو پلانے کے لیے لے جارہا ہے اور اتنا ہے کہ وضو ہوجائے گا تو تیمم جائز نہیں۔

سبق نمبر ۱۶

نماز کی شرطوں کا بیان

سوال:- صحت نماز کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب:- صحت نماز کی چھ شرطیں ہیں:

۱:۔ نجاست حکمیہ اور حقیقیہ سے نمازی کے بدن کا پاک ہونا، ۲:۔ نجاست حقیقیہ سے نمازی کے کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا، ۳:۔ سترِ عورت، ۴:۔ استقبال قبلہ، ۵:۔ وقت، ۶:۔ نیت۔

سوال:- کس قدر نجاست سے کپڑوں کا پاک ہونا ضروری ہے؟

جواب:- شرطِ نماز اس قدر نجاست سے پاک ہونا ہے کہ بغیر پاک کیے نماز ہوگی ہی نہیں۔ نجاست غلیظہ درہم سے زیادہ اور خفیفہ کپڑے یا بدن کے اس حصہ کی چوتھائی سے زیادہ جس میں لگی ہو اس کا نام نجاست قدر مانع ہے۔

سوال:- نماز کے لیے کتنی جگہ کا پاک ہونا شرط ہے؟

جواب:- جس جگہ نماز پڑھے اس کے پاک ہونے سے مراد یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے کے دونوں قدموں اور سجدہ کرنے کی حالت میں دونوں گھٹنوں اور ہاتھوں اور سجدہ کی جگہ پاک ہو۔

سوال:- نجس جگہ پر کوئی کپڑا اچھا کر نماز پڑھی تو ہوگی یا نہیں؟

جواب:- کپڑا اگر دبیز (موٹا) ہے اور اسے نجاست کی جگہ پر بچھا کر نماز پڑھی اور اس نجاست کی رنگت یا بو محسوس نہ ہو تو نماز ہو جائے گی اور اگر نجس جگہ پر اتنا باریک کپڑا اچھا کر نماز پڑھی کہ اس کے نیچے کی چیز جھلکتی ہو تو نماز نہ ہوگی۔

سوال:- دو تہ کا کپڑا ہو اور ایک تہ نجس ہو جائے تو اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- اگر دونوں تہ ملا کر سی دیا ہو تو دوسری تہ پر بھی نماز جائز نہیں اور اگر سلے نہ ہوں تو نماز جائز ہے۔

سوال:- لکڑی کے نجس تختے پر نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب:- لکڑی کا تختہ اگر ایک طرف سے نجس ہو گیا تو اگر اتنا موٹا ہے کہ موٹائی میں چر سکے تو لوٹ کر اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

سوال:- گوبر سے لیسی ہوئی زمین پر نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- جو زمین گوبر سے لیسی گئی اگر چہ سوکھ گئی ہو اس پر نماز جائز نہیں ہاں اگر وہ سوکھ گئی اور اس پر کوئی موٹا کپڑا اچھا لیا تو اس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

سبق نمبر ۱۷

سترِ عورت کا بیان

سوال:- سترِ عورت کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- سترِ عورت کے معنی ہیں بدن کا وہ حصہ چھپانا جس کا چھپانا فرض ہے۔

سوال:- مرد و عورت کے بدن کا وہ کون سا حصہ ہے جسے عورت کہتے ہیں اور اس کا چھپانا فرض ہے؟

جواب:- مرد کے لیے ناف کے نیچے سے گھٹنوں سے نیچے تک ہے۔ ناف اس میں داخل نہیں اور گھٹنے داخل۔ ہیں اور آزاد عورتوں کے لیے سارا بدن عورت ہے سوا منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے، سر کے لٹکتے ہوئے بال اور عورت کی گردن اور کلائیاں بھی عورت ہیں اور ان کا چھپانا بھی فرض ہے، اور عورت کا چہرہ اگر چہ عورت نہیں مگر اسے غیروں کے سامنے کھولنا منع ہے۔

سوال:- اگر ستر کا کوئی حصہ کھل جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب:- جب اعضا کا ستر فرض ہے ان میں کوئی عضو چوتھائی عضو کھل گیا اور فوراً چھپالیا جب بھی ہوگئی اور اگر تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار کھلا رہا یا جان بوجھ کر کھولا، اگر چہ فوراً چھپالیا تو نماز جاتی رہی۔

سوال:- اگر کوئی شخص اندھیرے میں ہو اور ننگا نماز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر اندھیرے مکان میں نماز پڑھی اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس اتنا پاک کپڑا موجود ہے کہ ستر کا کام دے اور ننگے پڑھی تو نماز نہ ہوگی۔ آدمی اندھیرے میں ہو یا اجالے میں نماز میں تو ستر بالاجماع فرض ہے۔

سوال:- کیا نماز کے علاوہ تنہائی میں بھی ستر واجب ہے۔

جواب:- ستر ہر حال میں فرض ہے خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے بلا کسی صحیح غرض کے تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں۔

سوال:- اگر کسی کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو کیا کرے؟

جواب:- ایسا شخص اگر ٹاٹ، بچھونے وغیرہ یا گھاس یا پتوں سے ستر عورت کر سکتا ہے تو یہی کرے، نماز ننگا نہ پڑھے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو نماز بیٹھ کر پڑھے، دن ہو یا رات، گھر میں ہو یا میدان میں، لیکن اس حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا اور رکوع سجود کے لیے اشارہ کرنا اس کے لیے بہتر ہے، خواہ ویسے بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں یا پاؤں پھیلا کر اور عورت غلیظہ پر ہاتھ رکھ کر۔ پیشاب پاخانہ کے مقام کو عورت غلیظہ کہتے ہیں۔

سوال:- برہنہ آدمی ریشمی کپڑا استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر کسی کے پاس ستر کے لیے جائز کپڑا نہ ہو اور ریشمی کپڑا ہے تو فرض ہے کہ اسی سے ستر عورت کرے اور اسی میں نماز پڑھے، البتہ اگر کپڑا ہوتے ہوئے مرد کو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے اور اس میں نماز مکروہ تحریمی۔

سوال:- باریک کپڑا ستر عورت کے کام آ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہو ستر عورت کے لیے کافی نہیں۔ اس سے نماز پڑھی تو نہ ہوگی اور ایسا باریک کپڑا پہننا جس سے ستر عورت نہ ہو سکے علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔ بعض لوگ باریک ساڑھیاں اور تہ بند وغیرہ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے ان کی نمازیں نہیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح جس دوپٹے سے بالوں کی سیاہی چمکے اسے اوڑھ کر عورت کی نماز نہیں ہو سکتی۔

سبق نمبر ۱۸

استقبال قبلہ

سوال:- استقبال قبلہ سے کیا مراد ہے؟

جواب:- نماز میں قبلہ یعنی کعبہ کے طرف منھ کرنے کو استقبال قبلہ کہتے ہیں۔ خانۂ کعبہ ایک متبرک مکان ہے جو عرب ملک کے مشہور شہر مکہ معظّمہ میں واقع ہے، حاجی لوگ یہیں حج کرتے ہیں۔

سوال:- قبلہ کو پہچاننے کی کیا کیا علامتیں ہیں؟

جواب:- شہروں اور بستیوں میں مسجدیں، آبادی سے باہر مسلمانوں کی قبریں کہ قبروں کا سرہانہ شمال ہی کی طرف ہوتا ہے اور جنگلوں، دریاؤں میں چاند، سورج، ستارے، کہ ہندوستان کے اکثر شہروں میں قطب تارہ نماز کے داہنے شانے پر ہوتا ہے تو قبلہ سامنے ہوا، یا پھر لوگوں سے دریافت کرے۔

سوال:- جسے قبلہ کی شناخت نہ ہو سکے وہ نماز میں کدھر منھ کرے؟

جواب:- اگر کسی شخص کو کسی جگہ قبلہ کی شناخت نہ ہو یعنی وہاں مسجدیں، محرابیں ہیں نہ چاند، سورج، ستارے نکلتے ہیں۔ یا ہیں مگر اس کو اتنا علم نہیں کہ ان سے معلوم کر سکے، نہ کوئی مسلمان ہے جو بتادے تو ایسے کے لیے حکم ہے کہ تحری کرے یعنی دل میں سوچے اٹکل دوڑائے جدھر کو قبلہ ہونا اس کے دل پر جم جائے ادھر ہی منھ کرے اور نماز پڑھ لے، اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔

سوال:- ایسا شخص بے تحری کیے نماز پڑھ لے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب:- جس شخص کو قبلہ کی شناخت نہ وہ اگر بے تحری کسی طرف منھ کر کے نماز پڑھے گا نماز نہ ہوگی۔ اگر چہ واقع میں اس نے قبلہ ہی کی طرف منھ کیا ہو۔

سوال:- جو شخص قبلہ کی طرف منھ کرنے سے عاجز ہو مثلاً مریض ہو اور اس میں اتنی

طاقت نہیں کہ قبلہ کو رخ کر سکے اور وہاں کوئی ایسا بھی نہیں جو ادھر منھ کر دے تو ایسا شخص جس رخ منھ کر کے نماز پڑھ لے نماز ہو جائے گی۔

سبق نمبر ۱۹

وقت کا بیان

سوال:- نماز کے لیے وقت شرط ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- نماز کے لیے جو اوقات مقرر ہیں نماز کا انھیں محدود وقتوں میں ادا کرنا فرض ہے۔ اگر اس سے پہلے پڑھ لی تو نماز ہوگی ہی نہیں اور وقت گزار کر پڑھے گا تو قضا کہلائے گی اور یہ گنہ گار ہوگا۔

سوال:- نماز کتنے وقت کی فرض ہے؟

جواب:- ہر رات دن میں ہر مسلمان عاقل، بالغ، مرد و عورت پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشا۔

سوال:- فجر کی نماز کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے؟

جواب:- فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور آفتاب کی کرن چمکنے تک رہتا ہے۔ ان شہروں میں یہ وقت کم سے کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتس منٹ ہے نہ اس سے کم ہوگا نہ زیادہ۔

سوال:- فجر کا مستحب وقت کیا ہے؟

جواب:- فجر میں تاخیر مستحب ہے یعنی اسفار جب خوب اجالا ہو اور زمین روشن ہو جائے ایسے وقت میں نماز شروع کرے کہ سنت کے موافق چالیس سے ساٹھ آیات پڑھ سکے۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد اتنا وقت باقی بچے کہ اگر نماز دوبارہ پڑھنی پڑے تو دوبارہ سنت کے موافق پڑھی جا سکے۔

سوال:- صبح صادق کیا ہے؟

جواب:- صبح صادق ایک روشنی ہے جو مشرق کی جانب آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے اور زمین پر اجالا ہو جاتا ہے اور اس سے پہلے بیچ آسمان پر ایک سفیدی ستون کی طرح ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے سارا افق سیاہ ہوتا ہے اور صبح صادق کے وقت یہ دارز سپیدی غائب ہو جاتی ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں۔

سوال:- نماز ظہر کا وقت کیا ہے؟

جواب:- ظہر کی نماز کا وقت زوال یعنی سورج ڈھلنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور ٹھیک دوپہر کے وقت جو سایہ ہو اس کے علاوہ جب ہر چیز کا سایہ اس چیز سے دو مثل (دوگنا) ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

سوال:- ظہر کا وقت مستحب کیا ہے؟

جواب:- جاڑوں کی ظہر میں جلدی مستحب ہے اور گرمی کے دنوں میں تاخیر مستحب ہے یعنی جب گرمی کی تیزی کم ہو جائے، خواہ تنہا پڑھے یا جماعت کے ساتھ لیکن بہتر یہ ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل میں پڑھے، ہاں! گرمیوں میں ظہر کی جماعت اول وقت میں ہوتی ہو تو مستحب وقت کے لیے جماعت کا چھوڑ دینا جائز نہیں۔

سوال:- عصر کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے؟

جواب:- جب ہر چیز کا سایہ (سوا سایۂ اصلی کے) دو مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو کر عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ ان شہروں میں وقت کا اثر کم از کم ایک گھنٹہ پینتیس منٹ اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے چھ منٹ ہے۔

سوال:- عصر کا مستحب وقت کیا ہے؟

جواب:- عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر (دیر کر کے پڑھنا) مستحب ہے مگر اتنی دیر نہ کریں کہ آفتاب بہت نیچا اور زرد ہو جائے اور اس پر بے تکلف نگاہ ٹھہرنے لگے، ورنہ نماز مکروہ ہو جائے گی اور سورج پر یہ زردی اس وقت آجاتی ہے جب غروب میں بیس منٹ باقی رہتے ہیں، تو اسی قدر وقت کراہت ہے۔

سوال:- مغرب کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے؟

جواب:- وقتِ مغرب غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے اور یہ وقت ان شہروں میں کم سے کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ ہوتا ہے۔یعنی ہر روز کے صبح اور مغرب کے وقت کے برابر ہوتے ہیں۔

سوال:- شفق کسے کہتے ہیں؟

جواب:- امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک شفق اس سفیدی کا نام ہے جو مغرب میں سرخی ڈوبنے کے بعد صبحِ صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔

سوال:- مغرب کا وقت مستحب کیا ہے؟

جواب:- اگر بادل نہ ہوں تو مغرب میں ہمیشہ اول میں نماز پڑھنا مستحب ہے اور بلا عذر دیر کر کے نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ اور ابر کے دن تاخیر مستحب ہے۔

سوال:- عشا کا وقت کیا ہے؟

جواب:- سفید شفق کے غروب ہو جانے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے اور صبح صادق ہونے سے پہلے تک رہتا ہے۔

سوال:- عشا کا وقت مستحب کیا ہے؟

جواب:- عشا میں تہائی رات تک دیر کرنا مستحب ہے اور آدھی رات تک مباح ہے، اور اتنی دیر کرنا کے رات ڈھل گئی، مکروہ ہے۔

سوال:- نماز وتر کا وقت کنون سا ہے؟

جواب:- عشا و وتر کا وقت ایک ہے مگر ان میں باہم ترتیب فرض ہے کہ عشا سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں، اور جو شخص جاگنے پر اعتماد رکھتا ہے اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وتر پچھلی رات میں پڑھے ورنہ بعد عشا سونے سے پہلے پڑھ لے۔

سوال:- وہ کون سے اوقات ہیں جن میں کوئی نماز جائز نہیں؟

جواب:- وہ تین وقت ہیں: طلوع آفتاب کا وقت، غروب آفتاب کا وقت اور نصف النہار یعنی سورج کے قائم ہونے سے زوال تک کا وقت۔طلوع وغروب کی مقدار ۲۰

منٹ ہے اور نصف النہار چالیس پینتالیس منٹ کا وقفہ ہے۔ ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں، نہ فرض، نہ واجب نہ نفل، نہ ادا، نہ قضا اور نہ سجدۂ تلاوت، نہ سجدۂ سہو۔

سوال:- وہ کون سے اوقات ہیں جن میں نفل نماز جائز نہیں؟

جواب:- بارہ وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے:

۱- طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک سوا دو رکعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔

۲- جب اپنے مذہب کی جماعت کے لیے اقامت ہو۔

۳- نماز عصر کے بعد۔

۴- غروب آفتاب سے فرض مغرب تک۔

۵- جب امام اپنی جگہ سے خطبۂ جمعہ کے لیے کھڑا ہو۔

۶- عین خطبہ کے وقت۔

۷- نماز عید سے پہلے۔

۸- نماز عید کے بعد جبکہ عید گاہ یا مسجد میں پڑھے۔ گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔

۹- عرفات میں ظہر وعصر کے درمیان۔

۱۰- مزدلفہ میں مغرب وعشا کے درمیان۔

۱۱- جب کہ فرض کا وقت تنگ ہو، یہاں تک کہ سنت فجر وظہر بھی مکروہ ہے۔

۱۲- جس بات سے دل بٹے اور دفع کر سکتا ہو اسے دفع کیے بغیر ہر نماز مکروہ ہے مثلاً زور کا پیشاب پاخانہ لگتے وقت۔

سبق نمبر ۲۰

نیت کا بیان

سوال:- نیت کسے کہتے ہیں؟

جواب:- نیت دل کے پکے ارادے کو کہتے ہیں۔ محض جاننا نیت نہیں جب تک کہ ارادہ نہ کرے۔

سوال:- نیت کا زبان سے کہنا کیسا ہے؟

جواب:- زبان سے کہہ لینا مستحب ہے اگر چہ کسی زبان میں ہو۔لیکن اگر دل میں مثلاً ظہر کا ارادہ کیا اور لفظ عصر نکلا تو ظہر کی نماز ہوگئی۔

سوال:- نیت میں کیا کیا باتیں ضروری ہیں؟

جواب:- فرض نماز میں اس خاص نماز کا ارادہ کرنا جو پڑھنا چاہتا ہے مثلاً ظہر یا عصر کی نیت کرے۔ یوں ہی اگر فرض قضا ہو جائیں تو ان میں بھی دن اور نماز کا متعین کرنا ضروری ہے، مثلا فلاں دن کی فلاں نماز ادا کرتا ہوں اور اگر امام کے پیچھے نماز ادا کرتا ہو تو اقتدا کی نیت بھی ضروری ہے کہ پیچھے اس امام کے۔

سوال:- نفل اور سنت کی نیت کس طرح کرے۔

جواب:- ان نمازوں میں اتنی ہی نیت کافی ہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں۔مگر بہتر یہ ہے کہ سنتوں میں سنت کی نیت کرے۔

سوال:- کسی نماز کی پوری نیت زبان سے کس طرح کی جائے؟

جواب:- مثلا آج فجر کے دوفرض پڑھتا ہے تو نیت یوں کرے:

''نیت کی میں نے دو رکعت آج کے فرض نماز فجر کی ، واسطے اللہ تعالیٰ کے، منھ میرا قبلہ شریف کی طرف۔

اس کے بعد تکبیر تحریمہ کہے اور ہاتھ باندھ لے۔ اور اگر مقتدی ہے تو اتنا لفظ اور کہہ لے'' پیچھے اس امام کے''۔

سوال:- سنت کی نیت کس طرح کرے؟

جواب:- مثلاً ظہر کی چار سنتیں پڑھتا ہے تو نیت یوں کرے:

''نیت کی میں نے چار رکعت نمازِ سنت واسطے اللہ تعالیٰ کے، سنتِ رسول اللہ، وقت ظہر کا، منھ میرا کعبہ شریف کی طرف''۔

سوال:- نمازِ واجب کی نیت کس طرح کرے؟

جواب:- نماز واجب میں واجب کی نیت کرے اور اسے معین بھی کردے مثلاً نماز

عیدالفطر یا نماز عیدالاضحیٰ یا وتر۔

سوال:- نماز میں تعداد رکعات کی نیت ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:- نیت میں تعداد رکعات کا ذکر ضروری نہیں، البتہ افضل ہے۔

سبق نمبر ۲۱

ارکانِ نماز کا بیان

سوال:- ارکانِ نماز کسے کہتے ہیں؟

جواب:- ارکان جمع ہے رکن کی اور رکن کے معنی ہیں فرض، تو ارکان نماز فرائض نماز کا دوسرا نام ہے۔ یعنی نماز کے وہ اعمال جو نماز کے اندر داخل ہیں اور ان میں سے اگر ایک بھی رہ جائے تو نماز نہ ہوگی۔

سوال:- فرائضِ نماز کتنے ہیں؟

جواب:- نماز میں سات چیزیں فرض ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قراءت (۴) رکوع

(۵) سجود (۶) قعدۂ اخیرہ (۷) خروج بِصُنعِہٖ۔ یعنی نمازی کا اپنے کسی فعل کے ساتھ نماز سے خارج ہونا۔

سوال:- تکبیر تحریمہ کو شرط بھی کہتے ہیں اور فرض بھی، یہ کیوں کر ہے؟

جواب:- تکبیر تحریمہ اور نماز کے ارکان میں چوں کہ کوئی فاصلہ نہیں اور یہ نماز کے ساتھ ایسی ملی ہوئی ہے جیسے دروازہ گھر سے۔ اس لیے تکبیر تحریمہ کو ارکان نماز سے شمار کر لیتے ہیں ورنہ در حقیقت ہے یہ شرط ہی۔

سوال:- تکبیر تحریمہ سے کیا مراد ہے؟

جواب:- نماز ادا کرنے کے لیے نیت باندھتے وقت جو اللہ اکبر کہتے ہیں۔ اس تکبیر تحریمہ سے نماز شروع ہوتی ہے اور جو باتیں نماز کے منافی (یعنی خلاف) ہیں، وہ حرام وہ

جاتی ہیں، اس لیے اسے تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔

سوال:- تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہنا فرض ہیں یا بیٹھ کر بھی کہہ سکتا ہے؟

جواب:- فرض، وتر، عیدین اور سنت فجر جن میں قیام فرض ہے، ان میں تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہنا فرض ہے، تو اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہا پھر کھڑا ہو گیا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی اور نفل نماز کے لیے بیٹھ کر کہہ سکتا ہے۔

سوال:- تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے امام کے ساتھ رکوع میں مل جانے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب:- امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمہ کہتا ہوا رکوع میں گیا۔ یعنی تکبیر اس وقت ختم کی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے تو نماز نہ ہوگی، ہاں اللہ اکبر کھڑے ہو کر کہا پھر رکوع میں چلا گیا تو نماز ہو جائے گی، اگرچہ ہاتھ نہ باندھے ہوں۔

سوال:- قیام سے کیا مراد ہے؟

جواب:- قیام کھڑے ہونے کو کہتے ہیں: کمی کی جانب اس کی حد یہ ہے کہ ہاتھ پھیلائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو۔

سوال:- قیام کس قدر اور کس نماز میں فرض ہے؟

جواب:- فرض اور واجب نمازوں اور سنت فجر میں قیام فرض ہے، اور جتنی دیر تک قراءت فرض ہے، اتنی ہی دیر تک قیام فرض ہے، اور جتنی دیر تک قراءت واجب ہے، اتنی ہی دیر تک قیام واجب ہے اور جب تک قراءت سنت ہے قیام بھی سنت ہے۔

سوال:- اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو کیا کرے؟

جواب:- لاٹھی یا دیوار یا خادم پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو یہی کرے۔ اور اگر کچھ دیر کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو یہی کرے اور پھر بیٹھ جائے۔ اور اگر کھڑا ہونے کی بالکل طاقت نہیں مثلاً، بیمار یا زخمی ہے یا کھڑے ہونے سے مرض بڑھتا ہے یا ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہے تو بیٹھ کر پڑھے۔ ہاں! نفل نماز میں قیام فرض نہیں ہے۔

سوال:- کشتی یا ریل میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- کشتی میں چکر آنے کا گمان غالب ہو اور کنارے پر اتر نہ سکتا ہو تو بیٹھ کر اس میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن چلتی گاڑی میں بیٹھ کر فرض و واجب اور سنتِ فرض ادا نہیں کر سکتا۔ گاڑی جب اسٹیشن پر ٹھہرے اس وقت کھڑے ہو کر یہ نمازیں ادا کرے، اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے۔ پھر جب موقع ملے اس نماز کو دہرا لے۔

سوال:- قراءت کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- قراءت قران شریف پڑھنے کو کہتے ہیں۔ قراءت میں یہ لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کیے جائیں تاکہ ہر حرف دوسرے سے ممتاز ہو جائے اور آہستہ آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضروری ہے کہ خود اپنی آواز سن سکے ورنہ نماز نہ ہوگی۔

سوال:- نماز میں قراءت کا کیا حکم ہے؟

جواب:- ایک آیت پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر و سنت اور نفل کی ہر رکعت میں امام و منفرد (تنہا) پر فرض ہے، اور مقتدی کو کسی نماز میں قراءت جائز نہیں اس کے لیے امام کی قراءت ہی کافی ہے اور سورۂ فاتحہ پڑھنا، اور فرض کی دو پہلی رکعتوں میں، اور نفل و وتر کی ہر رکعت میں ایک چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک یا دو آیتیں تین چھوٹی کے برابر پڑھنا واجب ہے۔

سوال:- سورۂ فاتحہ پڑھنا کیا ہر نماز کی ہر رکعت میں واجب ہے؟

جواب:- فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ واجب ہے خواہ وہ نماز فرض و واجب ہو، یا سنت و نفل۔ اور فرض کی تیسری چوتھی رکعت میں اختیار ہے مگر افضل یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھ لے اور سبحان اللہ کہنا بھی جائز ہے اور چپ رہا تو بھی نماز ہو جائے گی، مگر ایسا کرے نہیں۔

سوال:- ہر مسلمان کو کم از کم کتنا قرآن حفظ ہونا چاہیے؟

جواب:- ایک آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور سورۂ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے، اور بقدر ضرورت دینی مسائل کا جاننا بھی ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

سوال:- قراءت کس کس نماز میں زور سے واجب ہے؟

جواب:- فجر کی نماز فرض میں اور مغرب وعشا کے فرضوں کی دو پہلی رکعتوں میں اور جمعہ وعیدین اور تراویح اور رمضان کے وتر کہ جماعت سے پڑھے جاتے ہیں، ان سب میں امام پر جہر یعنی زور سے پڑھنا واجب ہے۔ جہر میں کم از کم اتنی آواز درکار ہے کہ دوسرے لوگ یعنی وہ جو صف اول میں ہیں سن سکیں۔

سوال:- قراءت کن نمازوں میں آہستہ ہونی چاہیے؟

جواب:- مغرب کی تیسری اور عشا کی تیسری چوتھی اور ظہر وعصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ یوں ہی دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ اور رات کو نوافل اگر تنہا پڑھے تو اختیار ہے اور آہستہ پڑھنے کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ خود سن سکے اگر اتنی آواز بھی نہ ہو تو نماز نہ ہوگی۔

سوال:- جن نمازوں میں زور سے قراءت کی جاتی ہے انھیں کیا کہتے ہیں؟

جواب:- انھیں جہری نماز کہتے ہیں اور جن میں آہستہ قراءت کی جاتی ہے انھیں سری نماز کہتے ہیں۔

سوال:- منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والا جہری نمازوں میں قراءت زور سے کریگا یا نہیں؟

جواب:- جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے لیکن بہتر ہے کہ جہر کرے، ہاں اگر قضا پڑھے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

ایک تمنا

دردِ دل کر مجھے عطا یا رب — دے مرے درد کی دوا یا رب
لاج رکھ لے گناہ گاروں کی — نام رحمن ہے تیرا یا رب
عیب میرے نہ کھول محشر میں — نام ستار ہے تیرا یا رب
مجھے ایسے عمل کی دے توفیق — کہ ہو راضی تری رضا یا رب

ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ
اس برے کو بھی کر بھلا یا رب

سوال:- رکوع کی ادنیٰ مقدار کیا ہے؟

جواب:- جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں۔ یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے اور پورا یہ کہ پیٹھ سیدھی بچھادے۔

سوال:- رکوع کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب:- رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھے۔ یہاں تک کہ پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو وہ ٹھہر جائے اور سر پیٹھ کے برابر ہو، نہ اونچا نہ جھکا ہوا، اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑ لے اور انگلیاں خوب کھلی رکھے اور ہاتھ پسلیوں سے جدا۔

سوال:- کوزہ پشت (کبڑا) جس کی کمر جھک جاتی ہے وہ کس طرح رکوع کرے؟

جواب:- کوزہ پشت جس کا کُب رکوع کی حد تک جھک جائے وہ رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے اس کا رکوع ہو جائے گا۔ یوں ہی اگر بڑھاپے کی وجہ سے کمر اس قدر جھک جائے کہ رکوع کی شکل ہو جائے اس کے لیے بھی سر سے اشارہ کر دینا کافی ہے۔

سوال:- سجدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:- پیشانی زمین پر جمانے کو سجدہ کہتے ہیں اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر لگنا سجدہ میں شرط ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگانا واجب اور دسوں کا قبلہ رو ہونا یعنی دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا سنت ہے۔

سوال:- ایک رکعت میں ایک ہی سجدہ فرض ہے یا دوسرا بھی؟

جواب:- ہر رکعت میں دوبار سجدہ کرنا فرض ہے۔

سوال:- صرف ناک یا پیشانی پر سجدہ کرنے سے سجدہ ادا ہوگا یا نہیں؟

جواب:- اگر کوئی عذر ہو اور اس سبب سے پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا تو صرف ناک پر سجدہ کر لے۔ پھر بھی ناک کی نوک زمین پر لگانا کافی نہیں بلکہ ناک کی ہڈی زمین پر لگنا ضروری ہے، اور اگر کوئی عذر نہیں اور صرف پیشانی پر سجدہ کیا تو نماز مکروہ ہوئی اور اگر بلا عذر صرف ناک پر سجدہ کیا تو نماز ہوگی ہی نہیں۔

سوال:- اگر کسی کی پیشانی اور ناک دونوں پر زخم ہو تو وہ کس طرح سجدہ کرے؟

جواب:- ایسا شخص سجدے کے لیے اشارہ کرے اس کی نماز ہوجائے گی۔

سوال:- دونوں سجدوں میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

جواب:- پہلے سجدے سے فارغ ہو کر اطمینان کے ساتھ بیٹھے پھر دوسرا سجدہ کرے، دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا واجب ہے۔

سوال:- نرم چیز پر سجدہ کرنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب:- کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روئی، قالین وغیرہ پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دبی کہ اب دبانے سے نہ دبے گی تو نماز جائز ہے ورنہ نہیں۔ یوں ہی اگر ناک ہڈی تک نہ دبی تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی اس کا لوٹانا ضروری ہے۔

سوال:- آدمی خود نیچے ہو اور سجدہ اونچی جگہ کرے تو نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- ایسی جگہ سجدہ کیا جو قدم کی بہ نسبت بارہ اُنگل سے زیادہ اونچی ہے تو سجدہ نہ ہوا اور نماز نہ ہوئی ورنہ سجدہ بھی ہوجائے گا نماز بھی۔

سوال:- قعدۂ اخیرہ کتنی دیر تک فرض ہے؟

جواب:- نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا کہ پوری التحیات یعنی "وَرَسُوْلِهٖ" تک پڑھ لی جائے، فرض ہے۔

سوال:- خروج بصُنعہ کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- قعدۂ اخیرہ کے بعد نمازی کے اپنے کسی ایسے فعل سے جو نماز کے مخالف ہو، نماز سے بالقصد خارج ہونے یا نکلنے کو خروج بصنعہ کہتے ہیں مگر اس میں دوبار "السلام" کہنا واجب ہے ورنہ نماز دہرانی پڑے گی۔

سبق نمبر ۲۲

نماز کے واجبات اور سُنن و مُستحَبّات

سوال:- واجباتِ نماز سے کیا مراد ہے؟

جواب:- واجبات جمع ہے واجب کی، اور واجبات نماز ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کا

ادا کرنا نماز میں ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کوئی چیز بھولے سے چُھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی، اور بھولے سے چھوٹ جانے سے سجدۂ سہو نہ کیا یا جان بوجھ کر کسی واجب کو چھوڑ دیا تو نماز کا دہرانا واجب ہوتا ہے۔

سوال:- واجباتِ نماز کتنے ہیں؟

جواب:- واجباتِ نماز ۲۶ ہیں۔

۱-تکبیر تحریمہ میں لفظ ''اللہ اکبر'' کہنا۔

۲-الحمد شریف پڑھنا۔

۳-فرض نماز کی پہلی دو رکعت میں اور واجب وسنت ونفل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک چھوٹی سورت یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔

۴-فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں کو قراءت کے لیے مقرر کرنا۔

۵-الحمد شریف کا سورت سے پہلے ہونا۔

۶-قراءت سے فارغ ہوتے ہی رکوع کرنا۔

۷-ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ کرنا۔

۸- تعدیلِ ارکان، یعنی رکوع، سجود، قومہ اور قعود اور جلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا۔

۹-قومہ، یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔

۱۰-جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔

۱۱-قعدۂ اولیٰ یعنی تین اور چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہُّد کی مقدار بیٹھنا، اگرچہ نماز نفل ہو۔

۱۲-دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا۔

۱۳-لفظِ ''السَّلام'' دو بار کہنا۔

۱۴-وِتر میں دُعائے قنوت پڑھنا اور تکبیر قنوت کہنا۔

۱۵-عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی ہر چھ تکبیریں کہنا اور ان میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع

اوراس تکبیر کے لیے لفظ ''اللہ اکبر'' ہونا بھی واجب ہے۔

۱۶-ہر جہری نماز (فجر، مغرب، عشا، جمعہ، عیدین، تراویح اور وتر رمضان) میں امام کو آواز سے قراءت کرنا اور غیر جہری نمازوں (ظہر، عصر وغیرہ) میں امام کو آہستہ پڑھنا۔

۱۷-امام جب قراءت کرے بلند آواز سے ہو خواہ آہستہ اس وقت مقتدی کا چپ رہنا۔

۱۸-قراءت کے سوا تمام واجبات میں امام کی پیروی کرنا۔

۱۹-آیتِ سجدہ پڑھی ہو تو سجدۂ تلاوت کرنا۔

۲۰-نماز میں سہو ہُوا ہو تو سجدۂ سہو کرنا۔

۲۱-ہر واجب وفرض کا اس کی جگہ پر ہونا۔

۲۲-رکوع کا ہر رکعت میں ایک ہی بار ہونا۔

۲۳-سجود کا ہر رکعت میں دو ہی بار ہونا۔

۲۴-فرض، وِتر اور سنتِ مؤکدہ میں قعدۂ اولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ بڑھانا۔

۲۵-دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا اور چار رکعت والی نماز میں تیسری پر قعدہ نہ ہونا۔

۲۶-دو فرض، یا دو واجب، یا واجب وفرض کے درمیان تین تسبیح کی مقدار وقفہ نہ ہونا۔

سوال:-سُنَنِ نماز سے کیا مراد ہے؟

جواب:-سنن جمع ہے سُنّت کی اور نماز کی سُنتیں وہ چیزیں ہیں جو رسُول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ان کی تاکید فرض اور واجب کے برابر نہیں اسی لیے نماز میں اگر کوئی سنت چھوٹ جائے تو نماز ہو جاتی ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا مگر جان بوجھ کر کسی سنت کو چھوڑ دینا بہت بُری بات ہے اور کسی سنت کی توہین سخت گناہ بلکہ کفر ہے۔

سوال:-نماز میں کتنی سُنتیں ہیں؟

جواب:-نماز میں تیس سُنتیں ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اُٹھانا۔

(۲) ہاتھوں کی اُنگلیاں اپنے حال پر کشادہ۔

(۳) اور قبلہ رُخ رکھنا۔

(۴) بوقت تکبیر سر نہ جھکانا۔

(۵) تکبیر سے پہلے ہاتھ کا اُٹھانا یوں ہی تکبیر قنوت اور تکبیرات عیدین میں کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہے اور ان کے علاوہ کسی جگہ نماز میں ہاتھ اٹھانا سنّت نہیں ہے۔

(۶) امام کا بقدر حاجت بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، اور سلام اور دوسری تکبیریں کہنا۔

(۷) بعد تکبیر فوراً ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لینا۔

(۸) ثنا، یعنی سُبحٰنَکَ اللّٰھُمَّ پڑھنا۔

(۹) تعوّذ، یعنی اَعُوْذُ باللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا۔

(۱۰) سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا۔

(۱۱) ان سب کا آہستہ ہونا۔

(۱۲) فرض کی پچھلی دو رکعتوں میں صرف اَلْحَمْد شریف پڑھنا۔

(۱۳) رکوع کو جاتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔

(۱۴) رکوع میں کم از کم تین بار تسبیح یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِیْمُ پڑھنا۔

(۱۵) رکوع میں گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا اور انگلیوں کو خوب کھلی رکھنا۔

(۱۶) رکوع سے اُٹھنے میں امام کے لیے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اور مقتدی کے لیے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا، اور منفرد کے لیے تسمیع وتحمید دونوں کہنا۔

(۱۷) رکوع میں سر اور پیٹھ کو ایک سیدھ میں رکھنا۔

(۱۸) سجدہ کے لیے اور سجدہ سے اُٹھنے کے لیے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔

(۱۹) سجدہ میں جاتے وقت زمین پر پہلے گھٹنے رکھنا، پھر ہاتھ، پھر ناک، اور پھر پیشانی، اور جب سجدہ سے اُٹھے تو پہلے پیشانی اُٹھائے، پھر ناک، پھر ہاتھ، پھر گھٹنے۔

(۲۰) سجدہ میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی کہنا۔

(۲۱) سجدہ اس طرح کرنا کہ بازو کروٹوں سے جُدا ہوں اور پیٹ رانوں سے اور کلائیاں زمین سے مگر جب صف میں ہو تو بازو کروٹوں سے جُدا نہ ہوں گے۔

(۲۲) دونوں سجدوں کے درمیان مثل تشہد کے بیٹھنا یعنی بایاں قدم بچھانا اور داہنا کھڑا رکھنا اور ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا۔

(۲۳) سجدوں میں ہاتھوں کی اُنگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونا اور دونوں پاؤں کی دسوں اُنگلیوں کا قبلہ رو ہونا اور یہ جب ہی ہوگا کہ اُنگلیوں کے پیٹ زمین پر لگے ہوں۔

(۲۴) دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا اور داہنا قدم کھڑا رکھنا کہ اس کی انگلیاں قبلہ رُخ رہیں اور ہاتھ کی اُنگلیوں کو ان کی حالت پر چھوڑنا، یوں کہ ان کے کنارے گھٹنوں کے پاس رہیں۔

(۲۵) کلمۂ شہادت پر اشارہ کرنا، یوں کہ چھنگلی اور اس کے پاس والی کو بند کر لے، انگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی کا حلقہ باندھے اور لا پر کلمہ کی اُنگلی اُٹھائے اور اِلّا پر رکھ دے اور سب اُنگلیاں سیدھی کر لے۔

(۲۶) بعد تشہد دوسرے قعدہ میں درود شریف پڑھنا اور نوافل کے قعدۂ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھنا مسنون ہے۔

(۲۷) درود شریف کے بعد اپنے اور اپنے والدین اور مسلمان اُستادوں اور عام مسلمانوں کے لیے دُعا کرنا۔

(۲۸) پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیرنا۔

(۲۹) السلام علیکم و رحمۃ اللہ دو بار کہنا۔

(۳۰) ہر طرف کے سلام میں اس طرف کے مقتدیوں اور کراماً کاتبین اور ان فرشتوں کی نیت کرنا جو اس کی حفاظت پر مقرر ہیں۔

سوال:- نماز کے مستحبات کیا کیا ہیں؟

جواب:- وہ باتیں جن کے بجالانے سے نماز میں حسن وخوبی آجاتی ہے مستحباتِ نماز کہلاتی ہیں مثلاً:

(۱) قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ پر نظر رکھنا، اور رکوع میں قدموں کی پیٹھ پر، اور قعدہ اور جلسہ میں اپنی گود کی طرف، اور سجدہ میں ناک کی طرف، اور سلام کے وقت اپنے

کاندھوں پر نظر رکھنا۔

(۲) جماہی آئے تو منہ بند کیے رہنا، اور نہ رُکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبائے، اور اس سے بھی نہ رُکے تو قیام کی حالت میں داہنے ہاتھ کی پشت سے منہ ڈھانک لے اور باقی حالتوں میں بائیں کی پشت سے۔ اور جماہی روکنے کا مجرّب طریقہ یہ ہے کہ دل میں خیال کرے کہ انبیا علیہم السلام کو جماہی نہیں آتی تھی۔

(۳) کھانسی کو اپنی طاقت بھر نہ آنے دینا (۴) مرد کے لیے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے سے باہر نکالنا۔

(۵) جب تکبیر کہنے والا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو امام و مقتدی سب کا کھڑا ہو جانا۔ اور آج کل جو اکثر جگہ یہ رواج پڑ گیا ہے کہ اقامت کے وقت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں بلکہ جب تک امام مصلّی پر کھڑا نہ ہو اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی یہ خلافِ سنّت ہے۔

(۶) دونوں پنجوں کے درمیان قیام میں چار انگل کا فاصلہ ہونا (۷) مقتدی کا امام کے ساتھ نماز شروع کرنا۔

سوال:- عورت کے لیے نماز میں کیا کیا باتیں سنت ہیں؟

جواب:- نماز میں دس (۱۰) باتیں عورت کے لیے سُنّت ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ میں مونڈھوں تک ہاتھ اُٹھانا۔

(۲) تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے کے اندر رکھنا۔

(۳) قیام میں بائیں ہتھیلی سینے پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اس کی پشت پر داہنی ہتھیلی رکھنا۔

(۴) رکوع میں گھٹنوں پر صرف ہاتھ رکھنا اور اُنگلیاں کشادہ نہ کرنا۔

(۵) رکوع میں صرف اس قدر جھکنا کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

(۶) پاؤں جھکے ہوئے رکھنا، مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کرنا۔

(۷) سجدہ سمٹ کر کرنا یعنی بازو کروٹوں سے ملا دے اور پیٹ ران سے اور ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے۔

(۸) سجدے میں اپنے دونوں ہاتھ بچھا دینا۔

(۹) قعدہ میں دونوں پاؤں داہنی جانب نکال کر بائیں سرین پر بیٹھنا۔
(۱۰) قعدہ اور جلسہ میں ہاتھ کی اُنگلیاں ملی ہوئی رکھنا۔

سبق نمبر ۲۳

نماز پڑھنے کا مسنون طریقہ

نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ کر کے کھڑا ہو اور دونوں ہاتھ کانوں تک لے جائے کہ انگوٹھے کان کی لو سے چھو جائیں اور اُنگلیاں نہ ملی ہوئی رکھے نہ خوب کھولے ہوئے بلکہ اپنی حالت پر ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ کو ہوں، نیت کر کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے، یوں کہ داہنی ہتھیلی کی گدّی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین اُنگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھنگلی کلائی کے اغل بغل، اور ثنا پڑھے پھر تعوّذ، پھر تسمیہ کہے پھر الحمد پڑھے اور ختم پر آمین آہستہ کہے۔ اس کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھے یا ایک آیت کہ تین کے برابر ہو۔ اب اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے اس طرح کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوئی ہوں، نہ یوں کہ سب انگلیاں ایک طرف ہوں، اور نہ یوں کہ چار انگلیاں ایک طرف اور ایک طرف فقط انگوٹھا ہو، اور پیٹھ بچھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو اُونچا نیچا نہ ہو اور کم سے کم تین بار سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْعَظِيْم کہے پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور منفرد ہو تو اس کے بعد اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْد کہے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدہ میں جائے، یوں کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے نہ یوں کہ صرف پیشانی چھو جائے اور ناک کی نوک لگ جائے بلکہ پیشانی اور ناک کی ہڈی جمائے اور بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جُدا رکھے اور دونوں پاؤں کی سب اُنگلیوں کے پیٹ قبلہ رُو جمے ہوں اور ہتھیلیاں بچھی ہوں اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور کم از کم تین بار سُبْحٰنَ رَبِّيَ

الْاَعْلٰی کہے، پھر سر اُٹھائے ، پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کرکے اس کی اُنگلیاں قبلہ رُخ کرے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کو ہوں۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدے کو جائے اور اُسی طرح سجدہ کرے پھر سَر اُٹھائے، پھر ہاتھ کو گھٹنوں پر رکھ کر پنجوں کے بَل کھڑا ہو جائے۔ اب دوسری رکعت میں صرف بِسْمِ اللّٰہُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر قراءت شروع کرے پھر اسی طرح رکوع اور سجدہ کرکے داہنا قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور پوری التحیات عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ تک پڑھے اور اس میں کوئی حرف کم و بیش نہ کرے اور جب کلمۂ "لا" کے قریب پہنچے تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی اُنگلی اور انگوٹھے ل کا حلقہ بنائے اور چھنگلی اور اُس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دے اور لفظِ "لا" پر کلمہ کی اُنگلی اُٹھائے مگر اس کو جنبش نہ دے اور کلمۂ اِلَّا پر گرا دے اور سب اُنگلیاں فوراً سیدھی کر لے۔

اب اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہوں تو اُٹھ کھڑا ہو اور اسی طرح پڑھے مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا ضروری نہیں۔ اب پچھلا قعدہ جس کے بعد نماز ختم کرے گا اس میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھے پھر کوئی دعاے ماثورہ پڑھے مثلاً

اَللّٰھُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَ إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدَكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْم

یہ وہ دُعا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو تعلیم فرمائی تھی۔ یا یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارط اور اس کو بغیر اَللّٰھُمَّ کے نہ پڑھے پھر داہنے شانے کی طرف مُنہ کرکے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ کہے پھر بائیں طرف۔

یہ طریقہ کہ مذکور ہوا، امام یا تنہا مرد کے پڑھنے کا ہے مقتدی کے لیے اس کی بعض باتیں جائز نہیں۔ مثلاً امام کے پیچھے فاتحہ یا کوئی اور سورت پڑھنا۔ اور سلام کے بعد سنت یہ ہے کہ امام دائیں یا بائیں طرف مڑ جائے اور داہنی طرف افضل ہے اور مقتدیوں کی طرف

منہ کر کے بھی بیٹھ سکتا ہے جب کہ کوئی مقتدی اس کے سامنے نماز میں نہ ہو، اور منفرد اگر وہیں دُعا مانگے تو جائز ہے اور ظہر، مغرب وعشا کے بعد مختصر دعاؤں پر اکتفا کر کے سنّت پڑھے۔ زیادہ طویل دُعاؤں میں مشغول نہ ہو کہ سنتوں میں تاخیر مکروہ ہے اور سُنتیں وہیں نہ پڑھے بلکہ دائیں بائیں آگے پیچھے ہٹ کر پڑھے اور فجر وعصر کے بعد اختیار ہے جس قدر پڑھنا چاہے پڑھے مگر امام کو مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

سبق نمبر ۲۴

پیارے نبی کی پیاری باتیں

رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

۱-تم میں سے اس وقت تک کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اُسے اُس کے ماں، باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے پیارا نہ ہوں۔

۲- جو کسی سے اللہ کے لیے محبت رکھے، اللہ کے لیے دشمنی رکھے، اور اللہ کے لیے دے اور اللہ کے لیے منع کرے اُس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔

۳-آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اسے یہ دیکھنا چاہیے کہ کس سے دوستی کرتا ہے آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے اُسے محبّت ہے۔

۴- اچھا ساتھی وُہ ہے کہ جب تو خدا کی یاد کرے وہ تیری مدد کرے اور جب تُو بھولے تو وہ یاد دلائے۔

۵-خدا کی قسم! وہ شخص مومن نہیں جس کے پڑوسی اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہوں۔

۶-مسلمانوں میں سب سے بہتر وہ گھر ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اُس کے ساتھ احسان کیا جاتا ہو، اور مسلمانوں میں سب سے بُرا گھر وُہ ہے جس میں یتیم ہو اور اُس کے ساتھ بُرائی کی جاتی ہو۔

۷-ظالم بادشاہ کے پاس حق بات بولنا بہترین جہاد ہے۔

۸- جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور وہ لوگ بدلنے پر قادر ہوں پھر نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سب پر عذاب بھیجے۔

۹- بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر ویسا ہی حق ہے جیسا باپ کا حق اولاد پر ہے۔

۱۰- تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والیں ہیں، نجات دینے والی چیزیں یہ ہیں:

پوشیدہ[۱] اور ظاہر میں اللہ سے ڈرنا۔ خوشی اور ناخوشی[۲] میں حق بات بولنا، مال داری[۳] اور احتیاج کی حالت میں درمیانی چال چلنا۔

ہلاک کرنے والی چیزیں یہ ہیں:

خواہش[۱] نفسانی کی پیروی کرنا، بخل[۲] کی اطاعت اور اپنے[۳] نفس کے ساتھ گھمنڈ کرنا یہ سب میں سخت ہے۔

فضائل درود شریف

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

۱- جو مجھ پر ایک بار درود شریف بھیجے اللہ عزّ وجل اس پر دس درودیں نازل فرمائے گا اور اس کی دس خطائیں بخش دے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔

۲- پورا بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود شریف نہ بھیجے۔

۳- جو شخص اپنی زندگی میں مجھ پر کثرت سے درود شریف بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی موت کے بعد تمام مخلوق کو حکم دیتا ہے کہ اس کے لیے استغفار کریں۔

۴- قیامت کے دن مجھ سے سب میں زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہے۔

۵- مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو کہ وہ تمھارے لیے، فلاح ونجات کا ذریعہ ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

سبق نمبر ۲۵

اچھّی اچھّی دُعائیں

وضو کی دُعائیں

۱-کلّی کرتے وقت۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَ شُکْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ.

(اے اللہ! تو میری مدد کر، میں تیرا ذکر و شکر کروں اور تیری اچھی عبادت کروں)

۲-ناک میں پانی ڈالتے وقت۔

اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِيْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَ لَا تُرِحْنِيْ رَائِحَةَ النَّارِ.

(اے اللہ تو مجھ کو جنّت کی خوشبو سونگھا اور جہنّم کی بُو سے بچا)

۳-مُنہ دھوتے وقت۔

اَللّٰھُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ.

(اے اللہ! تو میرا منہ اُجالا کر جس دن کچھ منہ سفید ہوں گے اور کچھ سیاہ)

۴-داہنا ہاتھ دھوتے وقت:

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا .

(اے اللہ! تو میرا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دینا اور مجھ سے آسان حساب کرنا۔)

۵-بایاں ہاتھ دھوتے وقت:

اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ.

(اے اللہ! تُو میرا نامۂ اعمال نہ بائیں ہاتھ میں دے اور نہ پیٹھ کے پیچھے سے)

۶-سر کا مسح کرتے وقت:

اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِيْ تَحْتَ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ.

(اے اللہ! تُو مجھے اپنے عرش کے سایہ میں رکھ جس دن تیرے عرش کے سایہ کے سوا

کہیں سایہ نہ ہوگا۔)

۷-کانوں کا مَسح کرتے وقت:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ.

(اے اللہ! تو مجھے ان لوگوں میں کردے جو بات سنتے ہیں اور اچھی بات پر عمل کرتے ہیں)

۸-گردن کا مسح کرتے وقت: اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ.

(اے اللہ! تو میری گردن آگ سے آزاد کردے)

۹-داہنا قدم دھوتے وقت:

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيْ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ.

(اے اللہ! میرا قدم پُل صراط پر ثابت رکھ جس دن اس پر قدم پھسلیں گے)

۱۰-بایاں پاؤں دھوتے وقت:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا وَّ سَعْيِيْ مَشْكُوْرًا وَّ تِجَارَتِيْ لَنْ تَبُوْرَ.

(اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میری کوشش بارآور کر میری تجارت ہلاک نہ ہو)

۱۱-وضو سے فارغ ہوتے ہی:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَ اجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

(اے اللہ! تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں کردے)

۱۲-کھڑے ہوکر اور آسمان کی طرف منہ کرکے: سُبْحٰنَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ.

(تُو پاک ہے اے اللہ! اور میں تیری حمد کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سِوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے مُعافی چاہتا اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں)

العبد **محمد خلیل خان القادری البرکاتی المارہروی** عفی عنہ

استاذ مدرسہ احسن البرکات۔حیدرآباد۔سندھ۔پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہمارا اسلام

حصہ چہارم

مرتبہ

خلیل العلما مفتی محمد خلیل خاں برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ
سابق استاذ مدرسہ احسن البرکات - حیدرآباد - پاکستان

——ooo باہتمام ooo——

مجلس برکات - الجامعۃ الاشرفیہ - مبارک پور

اشاعت: ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء

فہرست اسباق

(حصہ چہارم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بابِ اوّل — اِسلامی عقیدے

سبق نمبر ۱

حمدِ باری تعالیٰ

دردِ دل کر عطا مجھے یا رب — دے مرے درد کی دوا یا رب
لاج رکھ لے گناہ گاروں کی — نام رحمٰن ہے ترا یا رب
تو نے میرے ذلیل ہاتھوں میں — دامنِ مصطفیٰ دیا یا رب
تو نے دی مجھ کو نعمتِ اسلام — پھر جماعت میں لے لیا یا رب
دے کے لیتے نہیں کریم کبھی — جو دیا جس کو دے دیا یا رب
مجھے ایسے عمل کی دے توفیق — کہ ہو راضی تری رضا یا رب
ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ — اِس بُرے کو بھی کر بھلا یا رب
میں نے بنتی ہوئی بگاڑی بات — بات بگڑی ہوئی بنا یا رب
مجھے دونوں جہاں کے غم سے بچا — شاد رکھ شاد دائما یا رب
اس نکمّے سے کام لے ایسے — یہ نکمّا ہو کام کا یا رب

کر دے فضل و نِعَم سے مالا مال
ہو مع الخیر خاتمہ یا رب

(حضرت حسؔن بریلوی)

سبق نمبر (۲)

ذات وصفات الٰہی

سوال:- سارے عالم کا خالق و مُربّی اور مدبّر و مالک کون ہے؟

جواب:- وہ ایک اللہ ہے، وہی ہر شے کا خالق ہے، ذوات ہوں خواہ افعال سب اسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ ساری کائنات کا نظام تربیت اسی کے ہاتھ میں ہے، وہی ساری مخلوق کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف نشو نما دیتا اور اُسے مرتبۂ کمال تک پہنچاتا ہے، مُربّی کے یہی معنی ہیں۔ وہی مدبّر ہے کہ دنیا کے قیامت تک ہونے والے کاموں کو اپنے حکم وامر اور اپنے قضا وقدر سے تدبیر فرماتا ہے۔ زمین وآسمان اللہ ہی کی مِلک ہیں، ہم سب عبدِ محض ہیں اور تمام تر اسی کی مِلک، ہم خود بھی اور ہماری ہر چیز بھی اس کی مملوک ہیں۔ زمین وآسمان کے یہ سارے کارخانے جو دنیا کے ہر طلسم سے بڑھ کر حیرت انگیز اور انسانی سائنس کے ہر شعبے سے عجیب تر ہیں، بجائے خود اس کی دلیل ہیں کہ نہ یہ اپنے آپ وجود میں آسکتے ہیں نہ باقی رہ سکتے ہیں جب تک کوئی قادرِ مطلق ہستی ان کی صانع وخالق اور مُربّی ومُدبّر نہ ہو اور وہ نہیں مگر ایک اللہ واحدِ قہار جل جلالُہ وعزّ شانُہ۔

سوال:- اللہ کے معنی کیا ہیں؟

جواب:- اللہ خدا کے لیے اسمِ ذات ہے جو واجب الوجود ہے اور ہر کمال وخوبی کا جامع اور ہر اس چیز سے جس میں عیب ونقص ہے، پاک ہے تمام صفاتِ کمالیہ اس میں موجود ہیں۔

سوال:- صفاتِ کمالیہ کے کیا معنی ہیں؟

جواب:- خدائے تعالیٰ واجب الوجود ہے، اس کی ذات تمام کمالات اور خوبیوں سے آراستہ اور ہر قسم کے عیوب ونقائص اور کمزوریوں سے پاک ہے تو اس کمال ذاتی کے لیے جن جن صفات سے اس کی ذات کا متصف ہونا ضروری ہے، ان صفات کو صفات کمالیہ کہتے ہیں۔

سوال:-صفات کمالیہ کتنی ہیں؟

جواب:-اللہ تعالی کی ذات میں بہت سی صفتیں ہیں جن میں اہم صفتیں نَو ہیں۔ باقی صفات انہی نوصفتوں میں سے کسی نہ کسی کے تحت آجاتی ہیں اور وہ نَو صفتیں یہ ہیں:

۱-حیات، ۲-قدرت، ۳-ارادہ ومشیت، ۴-علم، ۵-سمع، ۶-بصر، ۷-کلام، ۸-تکوین وتخلیق، ۹-رزّاقیت۔

سوال:-حیات کے کیا معنیٰ ہیں؟

جواب:-وہ حیّ ہے یعنی خود زندہ ہے اور تمام چیزوں کو زندگی بخشنے والا، پھر جب چاہتا ہے ان کو فنا کردیتا ہے۔

سوال:-صفتِ قدرت کے کیا معنی ہیں؟

جواب:-اللہ تعالیٰ قدیر ہے اسے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے، کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں، جو چاہے وہ کرے، معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم، فقیر کو بادشاہ اور بادشاہ کو فقیر کردے جس چیز میں جو خاصیّت یا اثر چاہے پیدا کردے اور جب چاہے وہ اثر نکال لے اور دوسرا خاصّہ اور تاثیر پیدا کردے۔

سوال:-کیا اللہ تعالیٰ جھوٹ پر بھی قادر ہے؟

جواب:-اللہ تعالیٰ ہر اس چیز سے جس میں عیب ونقصان ہے، پاک ہے، یعنی عیب و نقصان کا اس میں پایا جانا محال ہے، مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہا عیوب اس پر محال ہیں۔ اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے محال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے۔ اور کذب (جھوٹ) تو ایسا گندہ، ناپاک عیب ہے جس سے تھوڑی ظاہری عزّت والا بھی بچنا چاہتا ہے بلکہ بھنگی، چمار بھی اپنی طرف اس کی نسبت سے شرماتا ہے۔ اگر وہ اللہ جَلّ جلالُہ کے لیے ممکن ہوا تو وہ بھی عیبی، ناقص، گندی نجاست سے آلودہ ہو سکے گا، تو کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کرسکتا ہے؟ مسلمان تو مسلمان معمولی سمجھ والا یہودی اور نصرانی بھی ایسی بات اپنے رَب کی نسبت گوارا نہ کرے گا اور جو خدا کی طرف اس کی نسبت کرے وہ یہودیوں اور نصرانیوں سے بدتر ہے۔

سوال:-ارادہ ومشیت کے کیا معنی ہے؟

جواب:-اللہ تعالیٰ مُرید ہے یعنی اس میں ارادہ کی صفت پائی جاتی ہے، اس کی مشیت وارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔تمام چیزوں کواپنے ارادے سے پیدا فرماتا ہے اور ان میں اپنے ارادے ہی سے تصرّف فرماتا ہے، یہ نہیں کہ بے اِرادہ اس سے فعل صادر ہو جاتے ہوں۔اللہ تعالیٰ کے ازلی ارادہ کے ماتحت ہی ہر چیز کا ظہور ہوتا ہے۔اس پر کوئی چیز واجب وضروری نہیں کہ جس کے کرنے پر مجبور ہو، مالک علی الاطلاق ہے جو چاہے کرے جو چاہے حکم دے۔

سوال:-صفتِ علم کے کیا معنی ہیں؟

جواب:-اللہ تعالیٰ علیم ہے یعنی اس کوصفتِ علم حاصل ہے اس کا عِلم ہر شے کومحیط ہے، ہر چیز کی اس کوخبر ہے، جو کچھ ہورہا ہے یا ہو چکا یا آئندہ ہونے والا ہے، پوری تفصیل کے ساتھ ان سب کوازل میں جانتا تھا، اب جانتا ہےاور ابد تک جانے گا۔اشیا بدلتی ہیں اس کاعلم نہیں بدلتا، ایک ذرہ بھی اس سے پوشیدہ نہیں، اس کے علم کی کوئی انتہانہیں، وہ غیب و شہادت سب کو یکساں جانتا ہے۔علم ذاتی اس کا خاصہ ہے۔

سوال:-صفتِ سمع وبصر سے کیا مُراد ہے؟

جواب:-اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر ہے یعنی اس میں صفتِ سماعت وصفتِ بصارت ہے۔ ہر پست سے پست آواز تک کوسنتا ہےاور ہر باریک سے باریک کو کہ خوردبین سے محسوس نہ ہو، وہ دیکھتا ہے بلکہ اس کا دیکھنا اور سُننا انھیں چیزوں پر منحصر نہیں، وہ ہر موجود کو دیکھتا ہے اور ہر موجود کوسنتا ہے۔سمع کے معنی سننا اور بصر کے معنی دیکھنا ہے۔

سوال:-صفتِ کلام سے کیا مراد ہے؟

جواب:-اللہ تعالیٰ متکلّم ہے یعنی اس کو کلام کرنے کی صفت حاصل ہے،جس چیز کو چاہتا ہے خبر دیتا ہے، انبیا سے جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے۔اورجس طرح وہ بے کان کے سنتا ہے اور بے آنکھ کے دیکھتا ہے، اسی طرح وہ بغیر زبان کے بولتا ہے کہ یہ سب اجسام ہیں اور اجسام سے وہ پاک۔اس کا کلام آواز سے پاک ہے اور مثل دیگر صفات کے اس کا کلام بھی

قدیم ہے۔تمام آسمانی کتابیں اور یہ قرآنِ عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے اور مصاحف میں لکھتے ہیں، اسی کا کلامِ قدیم بلاصوت ہے اور یہ ہمارا پڑھنا، لکھنا، سننا اور حفظ کرنا حادث ہے، اور جو ہم نے پڑھا، لکھا اور سُنا اور جو ہم نے حفظ کیا وہ قدیم ہے۔

سوال:- یہ سات صفات جو اوپر گزرے انھیں کیا کہتے ہیں؟

جواب:- حیات، قدرت، سمع، بصر، علم، ارادہ اور کلام، اللہ تعالیٰ کے صفاتِ ذاتیہ کہلاتے ہیں۔

سوال:- تکوین وتخلیق سے کیا مراد ہے؟

جواب:- تکوین وتخلیق سارے جہان کو پیدا کرنے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ سارے جہان کا خالق ہے یعنی تمام عالم اسی کا پیدا کیا ہوا ہے اور آئندہ بھی ہر چیز وہی پیدا کرے گا۔ چھوٹے سے چھوٹا ذرّہ اور عالم کا مادہ (آگ، پانی، ہوا، خاک جنھیں اربع عناصر کہتے ہیں) سب اسی کی مخلوق ہے۔ چیزوں کے پیدا کرنے میں وہ کسی آلہ کا محتاج نہیں، نہ اُس کو کسی مدد کی ضرورت ہے۔جس چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کو کُنْ (ہوجا) کہہ کر پیدا کردیتا ہے۔انسانوں کے کام اور عمل بھی سب اس کے مخلوق ہیں، ذوات ہوں خواہ افعال سب اسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔

مارنا، جِلانا، صحت دینا، بیمار ڈالنا، غنی کرنا، فقیر کرنا وغیرہا صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنھیں صفاتِ اضافیہ اور صفاتِ فعلیہ بھی کہتے ہیں ان سب کو صفاتِ تکوین کی تفصیل سمجھنا چاہیے۔

سوال:- صفتِ رزّاقیت سے کیا مُراد ہے؟

جواب:- اللہ تعالیٰ رزّاق ہے وہی تمام ذی روح کو رزق دینے والا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی مخلوق کو وہی روزی دیتا ہے، وہی ہر چیز کی پرورش کرتا ہے۔ وہی ساری کائنات کی تربیت فرماتا اور ہر چیز کو آہستہ آہستہ بتدریج اس کے کمال مقدار تک پہنچاتا ہے وہ رب العالمین ہے۔ یعنی تمام عالم کا پرورش کرنے والا حقیقۃً روزی پہنچانے والا وہی ہے۔ ملائکہ وغیرہم وسیلے اور واسطے ہیں۔

سوال:- صفاتِ سلبیہ کس کو کہتے ہیں؟

جواب:- صفاتِ سلبیہ وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی ذات مبرّا اور پاک ہے۔ مثلاً وہ جاہل نہیں، بے اختیار و بے کس نہیں، کسی بات سے معذور و عاجز نہیں، اندھا نہیں، بہرا نہیں، گونگا نہیں، ظالم نہیں، مجسم یعنی جسم والا نہیں، زمانی و مکانی، جہت و مکان و زمان و حرکت و سکون و شکل و صورت اور تمام حوادث سے پاک ہے۔ کھانے پینے اور تمام حوائج بشری (انسانی حاجتوں) اور ہر قسم کے تغیّر و تبدل، حدوث و احتیاج سے پاک ہے۔ نہ وہ کسی چیز میں حلول کیے ہوئے ہے کہ کسی چیز میں سما جائے، نہ اس میں کوئی چیز حلول کیے ہوئے ہے کہ اس میں پیوست ہو جائے، یوں ہی وہ ذات کسی کے ساتھ متحد بھی نہیں جیسے کہ برف پانی میں گھل کر ایک ہو جاتا ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے، نہ کسی کا بیٹا، نہ اس کے لیے بی بی ہے، نہ اس کا کوئی ہمسر و برابر۔

سوال:- خدائے تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے یا نہیں؟

جواب:- دنیا کی زندگی میں اللہ عزّ وجلّ کا دیدار نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے اور آخرت میں ہر سُنّی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع ہے جس سے اہل جنّت کی آنکھیں روشن ہوں گی اور دیدارِ الٰہی سے بڑھ کر انھیں کوئی نعمت و دولت پیاری نہ ہو گی۔ رہا قلبی دیدار یا خواب میں تو یہ دیگر انبیا علیہم السلام بلکہ اولیا کے لیے بھی حاصل ہے۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں سو (۱۰۰) بار زیارت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ یہ دولت ہمیں بھی میسّر فرمائے۔ آمین!

سوال:- کیا اللہ تعالیٰ کو اپنے افعال میں کسی غرض یا سبب کی احتیاج ہوتی ہے؟

جواب:- اللہ تعالیٰ کے ہر فعل میں کثیر حکمتیں اور مصلحتیں ہیں جن کی تفصیل وہی خوب جانتا ہے، خواہ ہم کو معلوم ہوں یا نہ ہوں اور اس کے فعل کے لیے کوئی غرض نہیں کہ غرض اس فائدے کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے، اور نہ اس کے افعال علّت و سبب کے محتاج ہیں، اس نے اپنی حکمتِ بالغہ کے مطابق ایک چیز کو دوسری چیز کے لیے سبب بنا دیا ہے۔ آنکھ دیکھتی ہے، کان سُنتا ہے، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بُجھا تا ہے، وہ چاہے تو آنکھ

سُنے، کان دیکھے، پانی جلائے، آگ پیاس بجھائے، نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں، دن کو پہاڑ نہ سُوجھے، کروڑ آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے۔

کِس قہر کی آگ تھی جس میں ابراہیم علیہ السلام کو کافروں نے ڈالا، کوئی پاس بھی نہ جا سکتا تھا، اُسے ارشاد ہوا، اے آگ! ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیم پر، اور وہ آگ گلزار بن گئی۔

سبق نمبر ۳

عقائد متعلّقہ نبوّت

سوال:- پیغمبروں کے بھیجنے میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت ہے؟

جواب:- انبیاو مرسلین کے مبعوث فرمانے (بھیجنے) میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت اور اپنے بندوں پر بڑی رحمت ہے۔ اس نے اپنے ان رسولوں کے ذریعہ سے اپنی رضا مندی اور ناراضی کے کاموں سے آگاہ کر دیا، اس لیے کہ جب ہم لوگ باوجود ہم جنس ہونے کے کسی دوسرے شخص کی صحیح رائے بغیر اس کے ظاہر کیے ہوئے نہیں معلوم کر سکتے اور یہ نہیں جانتے کہ یہ کس چیز سے خوش اور راضی ہے اور کس چیز سے ناخوش و ناراض ہے تو اللہ تعالیٰ کی مرضی و نامرضی کو بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کیوں کر جان سکتے تھے، نہ کسی کو عذاب وثواب کی اِطلاع ہو سکتی تھی، نہ عالمِ آخرت کی باتیں معلوم ہو سکتی تھیں، نہ عبادت کا صحیح طریقہ معلوم ہو سکتا تھا، نہ عبادت کے ارکان وشرائط اور آداب کا پتہ لگ سکتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات تک رسائی تو خیال میں بھی نہیں آ سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت ورہنمائی کے لیے انسانوں میں سے کچھ برگزیدہ انسان ایسے پیدا کیے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں۔ یہ برگزیدہ بندے اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں تاکہ پیغمبروں کے بعد پھر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی حجت باقی نہ رہے ان کی اطاعت کرنے والا مقبول، اور مخالف مردود ہے۔

سوال:- تنہا عقل انسان کی رہنمائی کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر اللہ تعالیٰ ہمیں تنہا ہماری عقلوں پر چھوڑ دیتا تو ہم کبھی پورے طور سے سعادت ونجات کا راستہ نہیں معلوم کر سکتے تھے۔ دنیا کے عُقلا کا حال ہم دیکھ رہے ہیں کہ مادیات ومشاہدات (رات دن مشاہدے اور تجربے میں آنے والی چیزوں) میں بھی ایک بات پر متفق نہیں ہیں بلکہ ایک ہی شخص کبھی کچھ اور کبھی کچھ رائے قائم کر لیتا ہے تو روحانیت اور عالمِ غیب وعالم آخرت کے بارے میں وہ کیوں کر صحیح بات معلوم کر سکتے تھے، لہذا ماننا پڑے گا کہ بغیر واسطۂ پیغمبر تنہا عقلِ انسانی سعادت ونجات کا کما حقہ راستہ معلوم نہیں کر سکتی۔

سوال:- انبیا سب بشر تھے، اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب:- اللہ تعالیٰ کی یہ بھی بڑی حکمت اور رحمت ہے کہ وہ اپنا نبی ورسول بنی نوعِ بشر سے منتخب فرماتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے یا کسی دوسری مخلوق میں سے ہمارے لیے رسول بھیجتا تو وہ ہماری عادات وخصائل سے واقف نہ ہوتا، نہ اس کو ہم پر وہ شفقت ہوتی جو ایک ہم جنس کو دوسرے ہم جنس سے ہوتی ہے، دوسرے اس کی طرف ہمارا میلان طبعی نہ ہوتا نہ اُس کی باتوں میں ہم اس کی پیروی کر سکتے اور نہ ہماری کمزوریوں کا اُسے احساس ہوتا۔

سوال:- وحی کسے کہتے ہیں؟

جواب:- وحی کے لغوی معنیٰ ہیں ''کسی بات کا دل میں آہستہ ڈالنا'' اور شریعت میں وحی کے معنیٰ ہیں وہ کلامِ الٰہی جو پیغمبروں پر مخلوق کی ہدایت ورہنمائی کے لیے نازل ہوا، سنّتِ الٰہی اس طرح جاری ہے کہ خداوندِ عالم اپنی مخلوق سے دوبدو گفتگو نہیں کرتا، لیکن مخلوق کی ہدایت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک احکاماتِ الٰہی ان تک کسی ذریعہ سے نہ پہنچ جائیں، لہذا اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں پر وحی نازل فرمائی اور ان کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو نیک وبد سے آگاہ کر دیا۔

وحی کا لفظ قرآن شریف میں لغوی اور شرعی دونوں معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

سوال:- نزولِ وحی کے کتنے طریقے ہیں؟

جواب:- انبیا علیہم السلام پر وحی کے چار طریقے ہیں۔

۱-کسی غیبی آواز کا سنائی دینا۔

۲-کسی بات کا دل میں خود بخود پیدا ہو جانا۔

۳-صحیح اور سچے خوابوں کا دیکھنا چناں چہ نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جاتی ہے وہ بھی وحی ہے، اس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔

۴-کسی فرشتہ کا انسانی شکل میں ہو کر آنا اور پیغامِ الٰہی پہنچانا۔

سوال:-الہام کے کیا معنیٰ ہیں؟

جواب:-ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات القا ہوتی ہے اس کو الہام کہتے ہیں۔

سوال:-وحیِ شیطانی کسے کہتے ہیں؟

جواب:- شیطان اپنے رفیقوں یعنی کاہن، ساحر اور دوسرے کافروں اور فاسقوں کے دل میں کوئی بات ڈال دیتا ہے اسے لغوی معنی کے اعتبار سے وحی شیطانی کہتے ہیں۔ یہ لوگ ایک دوسرے کو فریب دہی اور ملمّع سازی کی چکنی چپڑی باتیں سکھاتے ہیں تا کہ انھیں سن کر لوگ ان کی طرف مائل ہو جائیں اور ان کو پسند کرنے لگیں اور پھر کبھی بُرے کاموں اور کفر وفسق کی دَلدل سے نہ نکلنے پائیں لیکن جو خدا کے نیک بندے ہیں وہ ان کے اغوا میں نہیں آتے بلکہ لاحول بھیج کر دوسرے نیک کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔

سوال:-اللہ تعالیٰ نے کل کتنے انبیا مبعوث فرمائے؟

جواب:- انبیا علیہم السلام کی کوئی تعداد مقرر کرنا جائز نہیں کہ خبریں اس باب میں مختلف ہیں اور تعداد معین پر ایمان رکھنے میں نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا غیر نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں، لہذا اجمالاً یہ اعتقاد چاہیے کہ ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

سوال:-کیا ہر ملک اور ہر قوم میں کوئی نہ کوئی نبی گزرا ہے؟

جواب:-قرآنِ کریم سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر اُمّت میں اور ہر ملک میں ایک رسول ہوا جو اُنھیں دینِ حق کی دعوت دیتا اور خدا کی بندگی وطاعت کا حکم دیتا اور ایمان کی طرف

بلاتا تاکہ خدا کی حجت تمام ہو اور کافروں اور منکروں کو کوئی عذر نہ رہے، اب یہ احکام پہنچانے والا خواہ نبی ہو یا نبی کا قائم مقام عالمِ دین جو نبی کی طرف سے خلقِ خدا کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلائے۔

سوال:- رام اور کرشن کو جنھیں ہندو مانتے ہیں نبی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- اللہ و رسُول نے جنھیں تفصیلاً نبی بتایا اور قرآن و حدیث میں ان کا تذکرہ آیا ان پر تفصیلاً نام بنام ایمان لائے اور باقی تمام انبیا پر ہم اجمالاً ایمان لائے ہیں۔ خدا و رسُول نے ہم پر یہ لازم نہیں کیا کہ ہر رسُول کو ہم جانیں، یا نہ جانیں تو خواہی نخواہی اندھے کی لاٹھی سے ٹٹولیں کہ شاید یہ ہو، شاید یہ ہو، کاہے کے لیے ٹٹولنا، ہزاروں اُمتوں کا ہمیں نام و مقام تک معلوم نہیں، نہ قطعی طور پر انبیا کی صحیح تعداد معلوم ہے کہ کتنے پیغمبر دنیا میں آئے اور قرآن عظیم یا حدیث کریم میں رام و کرشن کا ذکر تک نہیں بلکہ اُن کے وجود پر بھی ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں کہ یہ واقعی کچھ اشخاص تھے یا محض ہندوؤں کے تراشیدہ خیالات ہیں، اور ہندوؤں کی کتابوں میں جہاں ان کا ذکر آتا ہے، وہیں ان کے فسق و فجور، بداعمالیوں اور بداخلاقیوں کا پتہ چلتا ہے۔ اب اگر ہندوؤں کی کتابیں درست مانی جائیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ رام و کرشن فاسق و فاجر اور بدکردار بھی تھے اور جو ایسا ہو وہ ہرگز نبی نہیں ہوسکتا کہ انبیاے کرام معصوم ہوتے ہیں۔ ان کی تربیت و نگرانی اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے، ان سے گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا۔

غرض یہ کہ سواے ان نبیوں کے جن کے نام قرآن و حدیث میں مذکور ہیں، کسی شخص کے متعلق تعین سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ نبی یا رسول تھے۔

سوال:- انبیاے کرام کو غیب کا علم ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب:- بے شک اللہ عزّ و جل نے انبیا علیہم السلام کو غیب کا علم عطا فرمایا۔ زمین و آسمان کا ہر ذرّہ ہر نبی کے پیش نظر ہے مگر یہ علمِ غیب کہ ان کو ہے، اللہ کے دینے سے ہے، لہٰذا ان کا علم عطائی ہوا۔ نبی کے معنیٰ ہیں غیب کی خبر دینے والا، انبیا علیہم السلام غیب کی خبریں دینے کے لیے آتے ہی ہیں کہ جنّت و نار و حشر و نشر و عذاب و ثواب غیب نہیں تو اور کیا ہیں۔ ان کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں، جن تک عقل و حواس کی رسائی نہیں اور اسی کا نام غیب ہے۔ اولیا کو بھی علمِ غیب عطائی ہوتا ہے مگر بواسطۂ انبیا۔

سبق نمبر (۴)

سرورِ کائنات (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

سوال:- خدا کی ساری مخلوق میں سے سب سے افضل کون ہے؟

جواب:- ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقاتِ الٰہی میں سب سے افضل و بالا اور بہتر واعلیٰ ہیں کہ اوروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے حضور میں وہ سب جمع کردیے گئے اور ان کے علاوہ حضور کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں، بلکہ اوروں کو جو کچھ ملا حضور کے طفیل میں بلکہ حضور کے دستِ اقدس سے ملا۔ محال ہے کہ کوئی حضور کا مثل ہو، جو کسی صفتِ خاصہ میں کسی کو حضور کا مثل بتائے، گمراہ ہے یا کافر۔

سوال:- حضور کے فضائل وکمالات کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب:- ۱- حضور کو اللہ عزّ وجل نے مرتبۂ محبوبیتِ کبریٰ سے سرفراز فرمایا، انھیں اپنا محبوبِ خاص وحبیب بنایا کہ تمام خلق رضائے الٰہی کی خواہش مند ہے اور اللہ عزّ وجل مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کا طالب ہے۔ ؎

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲- تمام مخلوق اوّلین وآخرین حضور کی نیاز مند ہے یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ۔

۳- قیامت کے دن شفاعتِ کبریٰ کا مرتبہ حضور کے خصائص سے ہے۔

۴- حضور کی محبت مدارِ ایمان ہے بلکہ ایمان اسی محبت ہی کا نام ہے۔

۵- حضور کی اطاعت وفرماں برداری عین طاعتِ الٰہی ہے، طاعتِ الٰہی بے طاعتِ حضور ناممکن ہے۔

۶- حضور کی تعظیم جزوِ ایمان ورکنِ ایمان ہے، اور فعلِ تعظیم، ایمان کے بعد ہر فرض سے مقدم ہے۔

عمل سے علی کے یہ ثابت ہوا ہے
کہ اصلِ عبادت تری بندگی ہے

۷-حضور کی تعظیم و توقیر جس طرح اس وقت تھی کہ حضور اس عالم میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے اب بھی اسی طرح فرض اعظم ہے۔

۸-حضور کے کسی قول و فعل و عمل و حالت کو جو بہ نظرِ حقارت دیکھے یا دیدہ و دانستہ کسی سنت کی توہین کرے وہ کافر ہے۔

۹-حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ عزّ وجلّ کے نائب مطلق ہیں۔تمام جہان حضور کے ماتحت ہے، جو چاہیں کریں اور جو چاہیں حکم دیں، تمام جہاں میں اُن کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، سارا عالم ان کا محکوم ہے۔

۱۰-جنّت و نار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دے دی گئیں، رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔

۱۱-احکامِ شریعت حضور کے قبضہ میں کر دیے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں، جو چاہیں حلال فرمادیں اور جو فرض چاہیں معاف کر دیں۔

۱۲-سب سے پہلے مرتبۂ نبوت حضور کو ملا۔روزِ میثاق اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا سے حضور پر ایمان لانے اور حضور کی نصرت کرنے کا عہد لیا اور اسی شرط پر یہ منصبِ اعظم ان کو دیا گیا۔

۱۳-حضور نبی الانبیا ہیں اور تمام انبیا حضور کے اُمتی، سب نے اپنے عہد میں حضور کا نائب ہو کر کام کیا۔

۱۴-اللہ عزّ وجل نے حضور کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور کے نور سے تمام عالم کو منوّر فرمایا باایں معنیٰ حضور ہر جگہ تشریف فرما ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ و اَصْحَابِہٖ اَبَدًا.

سوال:-حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کیا تھے؟

جواب:- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مبارک احوال و واقعات ہر ملک اور ہر طبقہ کے فرد اور جماعتوں کے لیے بہترین نمونہ اور مثال ہیں اور ان واقعات کے ضمن میں اس

نبی عربی (فَدَاہُ أَبِيْ وَأُمِّيْ) کے اخلاق و عادات اور خصائل وصفات کی چمک ایسی نمایاں ہے جیسے ریت میں کُندن، یہاں مختصر طور پر ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خندہ رو، ملنسار، اکثر خاموش رہنے والے، بکثرت ذکرِ خدا کرنے والے، لغویات سے دُور، بیہودہ پن سے نفور (بیزار) رہتے تھے۔ زبان مبارک پر کبھی کوئی گندی بات یا گالی نہیں آتی تھی اور نہ کسی پر لعنت کیا کرتے تھے۔ مساکین سے محبّت فرمایا کرتے، غربا میں رہ کر خوش ہوتے، کسی فقیر کو اس کی تنگ دستی کی وجہ سے حقیر نہ جانا کرتے اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کی وجہ سے بُرا نہ جانتے، غلام وآقا، حبشی وترکی میں ذرا فرق نہ کرتے، جنگی قیدیوں کی خبر گیری مہمانوں کی طرح کرتے، جانی دشمنوں سے بکشادہ پیشانی ملتے، مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے، جو کوئی مِل جاتا اُسے پہلے سلام کرتے اور مصافحہ کے لیے خود ہاتھ بڑھاتے، کسی کی بات قطع نہ فرماتے، اگر نماز نفل میں ہوتے اور کوئی شخص پاس آ بیٹھتا تو نماز کو مختصر کر دیتے اور اس کی ضرورت پوری کرنے کے بعد پھر نماز میں مشغول ہو جاتے، اپنی جان پر تکلیف اُٹھا لیتے مگر دوسرے شخص کو از راہ حیا کام کرنے کو نہ فرماتے، زمین پر بِلا کسی مسند و فرش کے تشریف رکھتے، گھر کا کام کاج بِلا تکلّف کرتے، اپنے کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے، گھر میں صفائی کر لیتے، بکری دوہ لیتے، خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے، خادم کو اُس کے کام کاج میں مدد دیتے، بازار سے چیز خود جا کر خرید لاتے، جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا جاتا اُسے بہ رغبت کھا لیتے۔

کنبہ والوں اور خادموں پر بہت مہربان تھے۔ ہر ایک پر رحم فرمایا کرتے، کسی سے کچھ طمع نہ رکھتے، سر مبارک کو جھکائے رکھتے، جو شخص ایک بارگی آپ کے سامنے آ جاتا وہ ہیبت زدہ ہو جاتا اور جو کوئی پاس آ بیٹھتا وہ فدائی بن جاتا۔

آپ سب سے زیادہ بہادر و شجاع اور سب سے زیادہ سخی تھے، جب کسی چیز کا سوال کیا جاتا فوراً عطا فرما دیتے۔ سب سے زیادہ حلیم و بُردبار تھے اور سب سے زیادہ حیادار۔ آپ کی نگاہ کسی کے چہرے پر ٹھہرتی نہ تھی، آپ ذاتی معاملات میں کسی سے انتقام نہ لیتے تھے اور نہ غصہ ہوتے تھے، ہاں! جب خدائی احکام کی خلاف ورزی ہوتی تو غضب کے آثار

چہرے پر نمایاں ہوتے تھے اور پھر کوئی آپ کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا تھا۔

کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور بے کار باتوں سے پرہیز کرتے تھے، خوشبو کو پسند اور بدبو سے نفرت فرماتے تھے، اہل کمال کی عزت بڑھاتے تھے، کبھی کبھی ہنسی اور خوش طبعی کی باتیں فرماتے تھے۔ لیکن اس وقت بھی وقار کے خلاف کبھی نہ بولتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کا خلق قرآنِ مجید تھا یعنی جس چیز کو قرآن پسند نہ کرتا تھا آپ بھی اُسے پسند نہ فرماتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ أَصْحَابِہٖ اَبَدًا۔

سوال:- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کتنے معجزات ظاہر ہوئے؟

جواب:- جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات لا انتہا اور بے شمار ہیں یوں ہی آپ کے معجزات جو صحیح روایات سے ثابت ہیں ان کا شمار بہت زیادہ ہے اور ہر ایک نبی کے معجزات سے ان کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ اور کیفیت کے لحاظ سے بھی تمام انبیاے سابقین سے افضل ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت میں تمام انبیا و مرسلین کی شان نظر آتی ہے، اس لیے آپ کے معجزات میں وہ تمام معجزات آجاتے ہیں جو ان برگزیدہ ہستیوں سے ان کے زمانے میں ظاہر ہوئے۔

ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹانا، اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، اُنگلیوں سے پانی جاری ہونا، تھوڑے سے طعام کا کثیر جماعت کے لیے کافی ہو جانا، دودھ کی معمولی مقدار سے کثیر افراد کا سیراب ہونا۔ کنکروں کا تسبیح پڑھنا، لکڑی کے ستون میں ایسی صفت پیدا ہو جانا جو خاص انسانی صفت ہے یعنی نہ صرف تھرتھرانا اور رونا بلکہ فراق محبوب کا اس میں احساس پیدا ہونا اور اس پر اس کا رونا، درختوں اور پتھروں کا آپ کو سلام کرنا، درختوں کو بُلانا اور ان کا آپ کے حکم پر چل کر آنا، درندوں اور موذی جانوروں کا آپ کا نام سُن کر رام ہو جانا اور ہزاروں پیش گوئیوں کا آفتاب کی طرح صادق ہونا وغیرہ وغیرہ ہزاروں معجزات ہیں جو نہ صرف آیات و صحیح احادیث سے ثابت ہیں بلکہ بہت سے غیر مسلم بھی اس کا اقرار کرتے ہیں اور ان کی کتابوں میں بھی ان کا ذکر پایا جاتا ہے۔

نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں سے آپ کا یہ بھی ایک عظیم الشان معجزہ ہے کہ آپ نے دلوں کو بدل دیا اور روحوں کو پاکیزہ بنا دیا۔ جو لوگ آپ کے جانی دشمن تھے جاں نثار دوست بن گئے۔

پھر ایک فرق اور بھی ہے۔ پہلے انبیاے کرام کے معجزات جو حسّی اور مادی تھے وہ صرف ان کی مقدّس ہستیوں تک محدود تھے اور حضورِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ قرآنِ کریم آج بھی ہر مسلمان کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے مقابلے میں دنیا کی ساری قوتیں اور جنّ و انسان عاجز ہیں، قرآن کریم زندہ، دائمی اور ابدی معجزہ ہے۔ (فَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ وَ سَلَّمَ وَ بَارَكَ عَلَيْهِ قَدْرَ جَاهِهٖ وَ جَلَالِهٖ وَ عَلىٰ اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.)

سوال:۔ حضور کے رحمۃ للعالمین ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب:۔ رحمت کے معنیٰ ہیں پیار، ترس، ہمدردی، غمگساری، محبّت اور خبر گیری کے، اور لفظِ عالم کا استعمال خدا کی ساری مخلوق کے لیے ہوتا ہے، عالمین اس کی جمع ہے۔ رب العالمین نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین فرما کر یہ ظاہر کر دیا کہ جس طرح پروردگار کی الوہیت عام ہے اور اس کی ربوبیت سے کوئی ایک چیز بھی مستثنیٰ نہیں رہ سکتی اسی طرح کوئی چیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر گیری اور فیضانِ محبت اور ہمدردی سے مستثنیٰ نہیں۔

علماے کرام فرماتے ہیں کہ ہر نعمت تھوڑی ہو یا بہت، چھوٹی ہو یا بڑی، جسمانی ہو یا روحانی، دینی ہو یا دنیوی، ظاہری ہو یا باطنی، روزِ اوّل سے اب تک اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت اور آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، فرماں بردار یا نافرمان، مَلک یا انسان، جنّ یا حیوان بلکہ تمام ماسوی اللہ میں جسے جو نعمت ملی یا ملتی ہے یا ملے گی ان ہی کے ہاتھ پر بٹی اور بٹتی ہے اور بٹے گی۔ یہی اللہ کے خلیفۂ اعظم ہیں، یہی ولیِّ نعمتِ عالم ہیں، وہ خود ارشاد فرماتے ہیں: إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَ اللّٰهُ مُعْطِيْ ''دینے والا تو اللہ ہے اور تقسیم کرنے والا میں ہوں''۔

غرض خدائی نعمتوں کی تقسیم اُنھیں کے مبارک ہاتھوں سے ہوتی ہے، اور بارگاہِ الٰہی سے جسے جو ملتا ہے انھیں کے واسطے سے ملتا ہے۔ یہی معنیٰ ہیں رحمۃ للعالمین کے۔

سوال:-حضور کے علمِ شریف کے متعلق اہلِ سُنّت کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب:-تمام اہلِ سُنّت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے تمام کمالات میں جملہ انبیا و مرسلین سے افضل و اعلیٰ ہیں اسی طرح آپ کمالاتِ علمی میں بھی سب سے فائق ہیں۔قرآنِ کریم کی بہت سی آیات اور احادیثِ کثیرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور علومِ غیب کے دروازے آپ پر کھولے۔حضور پر ہر چیز روشن فرمادی اور آپ نے سب کچھ پہچان لیا، جو کچھ آسمان اور زمین پر ہے سب حضور کے علم میں آگیا۔آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر قیامِ قیامت تک تمام مخلوق سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم پر پیش کی گئی اور حضور نے گزشتہ و آئندہ ساری مخلوق کو پہچان لیا۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جتنا ہم میں سے کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے اور اُمّت کا ہر حال، ان کی ہر نیت، ان کے ہر ارادے اور ان کے دلوں کے خطرے سب حضور پر روشن ہیں۔

وہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزّ وجل نے میرے سامنے دنیا اُٹھالی ہے، تو میں اُسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔اور جو کچھ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا پورا علم نہیں بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے۔حضور کے علوم کی حقیقت خود وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک مولیٰ جلّ جلالہُ۔

یہاں یہ بات ہمیشہ کے لیے ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ علمِ غیب ذاتی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیا و اولیا کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے عطا ہوتا ہے، بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کسی چیز کا علم کسی کو نہیں۔اور یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل اور صدہا آیات و احادیث کے خلاف ہے۔اپنے پسندیدہ رسولوں کو علمِ غیب دیے جانے کی خبر خود اللہ تعالیٰ نے سورۂ جنّ میں دی ہے۔اور بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے گا اور کہاں مرے گا، ان امور کی خبریں بھی بکثرت انبیا و اولیا نے دی ہیں اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔

سبق نمبر (۵)

نعت شریف

نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی آمد آمد

وہ اُٹھی دیکھ لو گردِ سواری — عیاں ہونے لگے انوارِ باری
نقیبوں کی صدائیں آرہی ہیں — کسی کی جان کو تڑپا رہی ہیں
مؤدّب ہاتھ باندھے آگے آگے — چلے آتے ہیں کہتے آگے آگے
فدا جن کے شَرَف پر سب نبی ہیں — یہی ہیں وہ یہی ہیں وہ یہی ہیں
یہی والی ہیں سارے بےکسوں کے — یہی فریادرس ہیں بے بسوں کے
اسیروں کے یہی عقدہ کُشا ہیں — غریبوں کے یہی حاجت روا ہیں
یہی مظلوم کی سُنتے ہیں فریاد — یہی کرتے ہیں ہر ناشاد کو شاد،
انھی کی ذات ہے سب کا سہارا — انھی کے در سے ہے سب کا گزارا
انھی کو یاد سب کرتے ہیں غم میں — یہی دُکھ درد کھو دیتے ہیں دم میں
کسے قدرت نہیں معلوم ان کی — مچی ہے دو جہاں میں دھوم ان کی
اُنھیں پر دونوں عالم مَر رہے ہیں — اُنھیں پر جان صدقے کر رہے ہیں
یہی ہیں جو عطا فرمائیں دولت — کریں خود جَو کی روٹی پر قناعت

فزوں رتبہ ہے صبح و شام اُن کا
محمّد ﷺ مصطفٰے ہے نام اُن کا

(حضرت حسن بریلوی)

سبق نمبر ٦

خلفاے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

سوال:- خلفاے راشدین کن حضرات کو کہا جاتا ہے؟

جواب:- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفۂ برحق وامامِ مطلق حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق ہوئے، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت مولا علی مرتضیٰ، پھر چھ ماہ کے لیے حضرت امام حسنِ مجتبیٰ - رضی اللہ تعالیٰ عنہم - خلیفہ ہوئے۔ ان حضرات کو خلفاے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کہتے ہیں۔

سوال:- خلافتِ راشدہ کتنی مدّت تک رہی۔

جواب:- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ مبارکہ پر خلافتِ راشدہ تیس سال تک رہی کہ سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی، پھر امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت سیّدنا امامِ مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، خلافت راشدہ ہوگی۔

سوال:- خلفائے راشدین میں سب سے افضل کون ہے؟

جواب:- انبیاو مرسلین کے بعد تمام مخلوقات سے افضل حضرت صدّیق اکبر ہیں، پھر فاروق اعظم، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت مولا علی - رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

سوال:- جو شخص مولیٰ علی کو اُن سب سے افضل کہے وہ کون ہے؟

جواب:- جو شخص حضرت مولیٰ علی کرَّم اللہ تعالیٰ وجہہ کو حضرت سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل بتائے وہ گمراہ، بدمذہب اور جماعتِ اہل سنت سے خارج ہے۔ خود مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے ابوبکر و عمر سے افضل بتائے وہ میرے اور تمام اصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منکر ہوگا اور جو مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہے گا میں اُسے دردناک کوڑے لگاؤں گا، بے

شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

سوال:- جو شخص صدّیق اکبر و فاروقِ اعظم اور عثمانِ غنی رضی اللہ عنہم کو خلیفہ نہ مانے وہ کون ہے؟

جواب:- خلفاے ثلاثہ یعنی ابوبکر صدیق وعمر فاروق وعثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافتوں پر تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اتفاق و اجماع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اُمتِ مسلمہ ان حضرات کو حضور کا خلیفہ تسلیم کرتی چلی آئی ہے، خود مولیٰ علی اور امامِ حسن و امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور اُن کے فضائل بیان فرمائے تو جو شخص ان کی خلافتوں کو تسلیم نہ کرے یا ان کی خلافت کو خلافتِ غاصبہ کہے وہ گمراہ، بد دین ہے بلکہ صدّیقِ اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت تو دلائلِ قطعیّہ سے ثابت ہے تو ان کی خلافت کا منکر اور انھیں خلیفۂ رسول اللہ تسلیم نہ کرنے والا دائرۂ اسلام ہی سے خارج ہے۔

سوال:- صحابہ میں شیخین اور ختنین کون سے صحابہ ہیں؟

جواب:- خلیفۂ اوّل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخین، اور خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفۂ چہارم حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ختنین کہتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عمر فاروقِ اعظم کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا اور انھیں شرفِ زوجیت سے مشرف کیا اور یہی وہ شرف ہے جس نے حضرت ابوبکر صدّیق اور حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شیخ (بزرگوار) بنایا۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے از راہِ عنایت اپنی صاحبزادی حضرتِ رقیہ و حضرتِ اُمّ کلثوم کو حضرت عثمانِ غنی کے نکاح میں اور حضرتِ بی بی فاطمہ زہرا کو حضرت مولا علی کے نکاح میں دیا۔ اس نسبت سے یہ دونوں حضرات ختنین کہلاتے ہیں۔ ختن کے معنیٰ داماد ہیں اور شیخ بمعنی

خسر، لیکن شیخین کو حضور کا خُسر اور ختنین کو حضور کا داماد کہنا سخت ممنوع اور خلافِ تعظیم ہے۔ اس کا لحاظ بہت ضروری ہے۔ بعض علما اُسے کفر تک بتاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ!

سوال:- خلفاے راشدین کے مختصر حالات کیا ہیں؟

جواب:-(۱) خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آپ کا اسم گرامی عبد اللہ اور لقب صدیق و عتیق ہے، حضورِ انور رسید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ سے دو سال چند ماہ بعد مکّہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ اپنی قوم کے بہت بڑے دولت منداور صاحب مروّت تھے۔ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ اپنے اسلام لانے کے وقت سے دمِ آخر تک حضور کی صحبت سے فیض یاب رہے اور بِلا اجازت حضور سے کہیں جُدا نہ ہوئے۔ حضور کے ساتھ ہجرت کی اور اپنے اہل وعیال کو خدا اور رسول کی محبت میں چھوڑ دیا۔ اسلام لانے کے بعد اپنا سب کچھ اسلام کی حمایت میں خرچ کر دیا۔

آپ کی شان میں بہت آیتیں اور بکثرت حدیثیں وارد ہیں جن سے آپ کے فضائلِ جلیلہ معلوم ہوتے ہیں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ابوبکر کی محبّت اور اُن کا شکر میری تمام اُمّت پر واجب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب مسئلۂ خلافت درپیش ہوا تو باتفاق راے آپ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ آپ کا زمانۂ خلافت سب مسلمانوں کے لیے ظلِّ رحمت ثابت ہوا۔ ۷/ جمادی الآخرہ ۱۳ھ روز دوشنبہ کو آپ نے غسل فرمایا، دن سرد تھا، بخار آ گیا، آخر کار ۱۵/ روز کی علالت کے بعد ۲۲/ جمادی الآخرہ شبِ سہ شنبہ کو ۶۳ سال کی عمر میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ نے دو سال اور سات ماہ کے قریب خلافت کے فرائض انجام دیے۔

(۲) خلیفۂ دوم حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اِسم گرامی عمر، کنیت ابوحفص اور لقب فاروق ہے۔ آپ عامِ فیل کے تیرہ برس بعد پیدا ہوئے۔ آپ اشرافِ قریش سے ہیں۔ نبوت کے چھٹے سال ۲۷/ برس کی عمر میں

مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اسلام لانے کے بعد آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مسلمانوں کو ہمراہ لے کر اعلان وشوکت کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ کے مسلمان ہونے سے اسلام کی قوّت وشوکت بڑھی، مسلمان نہایت مسرور ہوئے اور کافروں پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، انھیں بہت صدمہ تھا۔

آپ کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ آسمان کا ہر فرشتہ حضرتِ عمر کی توقیر کرتا ہے اور زمین کا ہر شیطان ان کے خوف سے لرزتا ہے۔ حضرتِ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں اس سے بَری و بیزار ہوں جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر بدی کے ساتھ کرے۔

صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیماری میں حضرت مولیٰ علی اور دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مشورے سے آپ کو اپنے بعد خلافت کے لیے نامزد فرمایا۔ ماہِ جمادی الآخرہ میں آپ نے امورِ خلافت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا اور دس (۱۰) سال چند ماہ امورِ خلافت کو انجام دیا۔ اس دس سالہ خلافت کے ایام میں دنیا عدل وداد سے بھر گئی۔ اسلام کی برکات سے عالم فیض یاب ہوا۔ فتوحات بکثرت ہوئیں اور ہر طرف اسلام کا چرچا ہونے لگا۔ ذی الحجہ ۲۳ھ میں آپ ابولؤلؤ مجوسی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور روضۂ انور میں پہلوے صدّیق میں مدفون ہوئے آپ کی عمر شریف ۶۳ سال تھی۔

(۳) خلیفۂ سوم حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اسمِ گرامی عثمان بن عفان ہے۔ آپ کی ولادت عام فیل سے چھٹے سال ہوئی۔ آپ کو اسلام کی دعوت حضرت صدّیق اکبر نے دی۔ آپ کے نکاح میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرتِ رقیہ اور پھر حضرتِ اُمِّ کلثوم آئیں۔ آپ کے سوا دنیا میں کوئی اور شخص نظر نہیں آتا جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو صاحبزادیاں آئی ہوں۔ اسی لیے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔

آپ بہت حسین وخُوب رُو تھے۔ آپ کے فضائل میں بکثرت احادیث وارد ہیں جن سے آپ کی شان اور بارگاہِ رسالت میں آپ کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ روزِ اسلام

سے روزِ وفات تک کوئی جمعہ ایسا نہ گزرا کہ آپ نے کوئی غلام آزاد نہ کیا ہو۔

امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم نے اپنے آخر عہد میں ایک جماعت مقرر فرمادی تھی اور خلیفہ کا انتخاب شوریٰ پر چھوڑا تھا۔ کثرتِ رائے آپ کے حق میں ہوئی اور آپ بہ اتفاقِ مسلمین خلیفہ ہوئے اور حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن سے تین روز بعد آپ کے دستِ حق پر بیعت کی گئی۔ ۱۲/سال امورِ خلافت انجام فرما کر ۳۵ھ میں شہادت پائی۔ آپ کی عمر ۸۲ سال کی ہوئی۔

(۴) خلیفۂ چہارم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

آپ کا نامِ نامی علی، کنیت ابوالحسن، ابوتراب ہے۔ آپ نوعمروں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح آپ نے کبھی بُت پرستی نہیں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی خاتونِ جنّت کے ساتھ آپ کا عقدِ نکاح ہوا۔ آپ کی ہیبت و دبدبہ سے آج بھی جواں مرداں شیر دل کانپ جاتے ہیں۔ کروڑوں اولیائے کرام آپ کے چشمۂ علم وفضل سے سیراب ہوکر دوسروں کی رشد وہدایت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ سادات کرام اور اولادِ رسول علیہ السلام کا سلسلہ پروردگارِ عالم نے آپ سے جاری فرمایا۔ آپ کے فضائل بہت زیادہ ہیں۔ آپ کے حق میں بہت سی آیتیں نازل ہوئیں۔ حدیث میں ہے کہ آپ کا دیکھنا عبادت ہے۔

امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دوسرے روز مدینہ طیبہ میں تمام صحابہ نے جو وہاں موجود تھے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ ۳۶ھ میں جنگِ جَمل کا واقعہ پیش آیا، اور صفر ۳۷ھ میں جنگِ صفّین ہوئی جو ایک صلح پر ختم ہوئی۔ اس وقت خارجیوں نے سرکشی کی اور آپ نے ان کا قلع قمع فرمایا۔ ابن ملجم خارجی نے جمعہ مبارکہ ۱۷/ رمضان المبارک ۴۰ھ میں آپ کو شہید کردیا۔ آپ نے تقریباً ۶۳/سال کی عمر پائی اور چار سال ۹ ماہ امورِ خلافت کو سرانجام دیا۔

سبق نمبر ۷

اِیمان وکُفر

سوال:- ایمان کسے کہتے ہیں؟

جواب:- سچے دل سے اُن تمام باتوں کی تصدیق کرنا جوضروریاتِ دین سے ہیں، اُسے ایمان کہتے ہیں یا یوں سمجھو کہ جو کچھ حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ربّ کے پاس سے لائے، خواہ وہ حکم ہو یا خبر، ان سب کو حق جاننا اور سچّے دل سے ماننا ایمان کہلاتا ہے اور جو شخص ایمان لائے اُسے مومن ومسلمان کہتے ہیں۔

سوال:-مومن کَے قسم کے ہیں؟

جواب:-مومن دو قسم کے ہیں۔ایک مومن صالح، دوسرا مومن فاسق، مومن صالح یا مومن مطیع وہ مسلمان ہے جو دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار کے ساتھ ساتھ احکامِ شریعت کا پابند بھی ہو، خدا اور رسول کی اطاعت کرتا ہو، شرع کے امر و نہی کا خلاف نہ کرتا ہو اور مومن فاسق وہ ہے جو احکامِ شریعت کی تصدیق اور اقرار تو کرتا ہے مگر اس کا عمل ان احکام کے برخلاف ہو جیسے وُہ مسلمان جو نماز، روزہ کو فرض تو جانتے ہیں مگر ادا نہیں کرتے۔

سوال:- فاسق فی العقیدہ کِسے کہتے ہیں؟

جواب:- فاسق فی العقیدہ وہ شخص ہے جو دعویٰ اسلام کے ساتھ ساتھ مذہب اہل سنت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے۔ اسی کو بد دین، گمراہ، بد مذہب اور ضالّ بھی کہتے ہیں۔

سوال:- اعمالِ بدن ایمان میں داخل ہیں یا نہیں؟

جواب:- اصل ایمان صرف تصدیقِ قلبی کا نام ہے۔ اعمالِ بدن اصلاً ایمان کا جزو نہیں البتہ کمالِ ایمان کی شرط ضرور ہیں، ہاں! بعض اعمال جو قطعاً ایمان کے منافی ہوں ان کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا، جیسے بُت یا چاند، سورج وغیرہ کو سجدہ کرنا، یا کسی نبی کی یا قرآن

کریم کی یا کعبۂ معظّمہ کی توہین کرنا اور کسی سنت کو ہلکا بتانا، یہ باتیں یقیناً کفر ہیں۔ یوں ہی بعض اعمال کفر کی علامت ہیں جیسے زنّار باندھنا، سر پر چٹیا رکھنا، قشقہ لگانا، جس شخص سے یہ افعال صادر ہوں اُسے از سرِ نو اسلام لانے اور اُس کے بعد اپنی عورت سے دوبارہ نکاح کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

سوال:- ایمان گھٹتا اور بڑھتا بھی ہے یا نہیں؟

جواب:- ایمان قابل زیادتی ونقصان نہیں وہ بڑھے نہ گھٹے، اس لیے کہ کمی بیشی اُس میں ہوتی ہے جو مقدار یعنی لمبائی، چوڑائی، موٹائی یا گنتی رکھتا ہو، اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق نام ہے دل کی ایک کیفیت کا جسے یقین کہا جاتا ہے۔ البتہ ایمان میں شدت و ضعف کی گنجائش ہے یعنی کمالِ ایمان میں کمی بیشی ہوسکتی ہے چناں چہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تنہا ایمان اس امت کے تمام افراد کے مجموعی ایمانوں پر غالب ہے۔

سوال:- اسلام اور ایمان میں کیا فرق ہے؟

جواب:- اطاعت اور فرماں برداری، اسلام کے لغوی معنی ہیں اور شرعی معنیٰ میں اسلام اور ایمان ایک ہیں ان میں کوئی فرق نہیں، جو مومن ہے وہ مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے وہ مومن ہے۔ البتہ محض زبانی اقرار جس کے ساتھ قلبی تصدیق نہ ہو معتبر نہیں اس سے آدمی مومن نہیں ہوتا۔

سوال:- مسلمان ہونے کے لیے کیا شرط ہے؟

جواب:- اقرارِ لسانی یعنی زبان سے اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرنا تاکہ دوسرے لوگ اُسے مسلمان سمجھیں اور مسلمان اس کے ساتھ اہلِ اسلام کا سا سلوک کریں مسلمان ہونے کے لیے شرط ہے، نیز یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے جو ضروریاتِ دین سے ہو اگر چہ باقی باتوں کا اقرار کرتا ہو اگر چہ وہ یہ کہے کہ صرف زبان سے انکار ہے دل میں انکار نہیں، کہ بغیر شرعی مجبوری کے کلمۂ کفر وہی شخص اپنی زبان پر لائے گا جس کے دل میں ایمان کی اتنی ہی وقعت ہے کہ جب چاہا انکار کر دیا اور ایمان تو ایسی تصدیق

ہے جس کے خلاف کی اصلاً گنجائش نہیں۔

سوال:- کفر اور شرک کسے کہتے ہیں؟

جواب:- نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ اپنے رَب کے پاس سے لائے، اُن میں سے کسی ایک بات کو بھی نہ ماننا کفر ہے اور شرک کے معنیٰ ہیں خدا کے سوا کسی اور کو واجب الوجود یا مستحقِ عبادت جاننا یعنی خدا کی خدائی میں دوسرے کو شریک کرنا اور یہ کفر کی سب سے بدتر قسم ہے۔ اس کے سوا کوئی بات اگر چہ کیسی ہی شدید کفر ہو حقیقۃً شرک نہیں اور کبھی شرک بول کر مطلق کفر مراد لیا جاتا ہے۔ یہ جو قرآنِ عظیم نے فرمایا کہ شرک نہ بخشا جائے گا وہ اس معنیٰ پر ہے یعنی اصلاً کسی کفر کی مغفرت نہ ہوگی۔ کفر کرنے والے کو کافر اور شرک کرنے والے کو مشرک کہا جاتا ہے۔

سوال:- کافر کَے قسم کے ہوتے ہیں؟

جواب:- کافر دو قسم کے ہوتے ہیں اصلی اور مرتد۔

کافر اصلی وہ کہ شروع سے کافر اور کلمۂ اسلام کا منکر ہے خواہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو یا بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں منکر ہو۔

اور مرتد وہ کہ کلمہ گو ہو کر کُفر کرے خواہ یوں کہ پہلے مسلمان تھا پھر علانیہ اسلام سے پھر گیا، کلمۂ اسلام کا منکر ہو گیا یا یُوں کہ کلمۂ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر خدا اور رسُول کی توہین کرتا یا ضروریاتِ دین میں سے کسی سے انکار کرتا ہے۔

سوال:- جو کافر علانیہ کفر کرتے ہیں ان کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:- علی الاعلان کلمۂ اسلام کے منکر چار قسم کے ہیں:

اول: دہریہ کہ خدا ہی کا منکر ہے، زمانہ کو قدیم خیال کرتا ہے، مخلوق کو خود بخود پیدا ہونے والا کہتا ہے اور قیامت کا قائل نہیں۔ انھیں میں زندیق اور ملحد ہیں کہ دین کا مذاق اُڑاتے اور ضروریاتِ دین بلکہ تعلیماتِ اسلام کو مضحکہ خیز سمجھتے ہیں اگر چہ وجود باری کے منکر نہ ہوں۔

دوم: مشرک کہ اللہ عزّ وجل کے سوا اور کو بھی معبود یا واجب الوجود مانتا ہے۔ جیسے

ہندو بت پرست کہ بتوں کو اپنا معبود جانتے ہیں۔ اور آریہ کہ رُوح اور مادہ کو واجب الوجود یعنی قدیم وغیر مخلوق جانتے ہیں۔ یہ دونوں مشرک ہیں اور آریوں کو موحّد سمجھنا سخت باطل ہے۔

سوم: **مجوسی**، آتش پرست کہ آگ کی پوجا کرتے ہیں۔

چہارم: **کتابی** (اہلِ کتاب) یہودی، اور نصرانی جو دوسری آسمانی کتابوں کے نزول کا اقرار، قرآنِ کریم کا انکار کرتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں رکھتے۔

سوال:- منافق کون ہوتا ہے؟

جواب:- منافق وہ کافر ہے کہ زبان سے دعویٔ اسلام کرتا ہے اور وہ دل میں اسلام کا منکر ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں کچھ لوگ اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے اس لیے کہ ان کے کفر باطنی کو خدا اور رسُول نے واضح کیا اور فرما دیا کہ یہ منافق ہے، اب اس زمانہ میں کسی خاص شخص کی نسبت یقین کے ساتھ منافق نہیں کہا جا سکتا، البتہ نفاق کی ایک شاخ اس زمانے میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بد مذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، اور دیکھا جاتا ہے کہ دعویٔ اسلام کے ساتھ ضروریاتِ دین کا انکار بھی ہے۔ کافروں میں سب سے بدتر منافق یہی ہیں اور ان کی صحبت ہزاروں کافروں کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتے ہیں۔

سوال:- کافر کی بخشش اور نجات کے لیے دُعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- جو کسی کافر کے لیے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دُعا کرے یا کسی مُردہ مرتد کو مرحوم یا مغفور یا کسی مردہ ہندو کو بیکُنٹھ باشی (جنتی) کہے وُہ خود کافر ہے۔

سوال:- کافر کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان پر یا معاذ اللہ کفر پر ہوا تا وقتے کہ اس کے خاتمہ کا حال دلیلِ شرعی سے ثابت نہ ہو، مگر اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہواُس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر

بنا دیتا ہے تو جب کوئی کافر اپنے کفر سے توبہ کیے بغیر مر گیا تو ہم کو خدا اور رسول کا حکم یہی ہے کہ اسے کافر ہی جانیں، اس کی زندگی اور موت کے بعد تمام وہی معاملات اس کے ساتھ کریں جو کافروں کے لیے ہیں اور خاتمہ کا حال علمِ الٰہی پر چھوڑ دیں، جس طرح جو ظاہراً مسلمان ہو اور اس سے کوئی قول وفعل خلافِ ایمان ثابت نہ ہوا ہو تو فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی مانیں اگر چہ ہمیں اس کے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں۔ شریعت کا مدار ظاہر پر ہے اور روزِ قیامت ثواب یا عذاب کی بنیاد خاتمہ پر ہے۔

سوال:-اس اُمّت میں گمراہ فرقے کتنے ہیں؟

جواب:- حدیث میں ہے کہ یہ اُمّت تہتر فرقے ہو جائے گی۔ ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب جہنمی، صحابہ نے عرض کی وہ ناجی (جنتی) فرقہ کون ہے، یارسول اللہ! فرمایا: وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں، یعنی سنت کے پیرو۔

دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا: وہ جماعت ہے، یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سوادِ اعظم فرمایا۔ اور فرمایا: جو اس سے الگ ہوا جہنم میں الگ ہوا۔ اسی وجہ سے اس ناجی فرقے کا نام اہل سنت وجماعت ہوا۔

سوال:-ضروریاتِ دین میں کیا کیا باتیں ہیں؟

جواب:-ضروریاتِ دین وہ مسائل دین ہیں جن کو ہر خاص وعام جانتے ہوں کہ انھیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب کے پاس سے لائے جیسے اللہ عزّ وجل کی وحدانیت، انبیا کی نبوت، جنّت ونار، حشر ونشر وغیرہا، مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ یا مثلاً یہ اعتقاد کہ سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں، یا یہ کہ قرآنِ کریم میں کسی حرف یا نقطہ کی کمی بیشی محال ہے، اگر چہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے۔

سبق نمبر ۸

بدعت اور گناہِ کبیرہ وصغیرہ

سوال:- بدعت کسے کہتے ہیں؟

جواب:- بدعت اس نئی چیز کو کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دین میں نکلی ہو، پھر اس کی دو قسمیں ہیں، ایک بدعت ضلالت جس کو بدعتِ سیّئہ بھی کہتے ہیں اور دوسری بدعتِ محمودہ جس کو بدعت حسنہ بھی کہتے ہیں۔

سوال:- بدعتِ سیّئہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:- بدعتِ سیّئہ وہ نو پید بات ہے جو کتاب (قرآن) اور سنت (حدیث) اور اجماعِ اُمّت کے مخالف ہو، یا یوں کہنا چاہیے کہ جو نو پید بات کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی برائی شرع سے ثابت ہے تو وہ بری اور بدعتِ سیّئہ ہے اور یہ مکروہ یا حرام ہے۔

سوال:- بدعتِ حسنہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:- جو نا پید بات یا نئی چیز کتاب اللہ اور حدیث رسُول اللہ اور اجماعِ اُمّت کے مخالف نہ ہو وہ بدعتِ محمودہ یا بدعتِ حسنہ کہلاتی ہے یا یوں سمجھو کہ جو نئی بات کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے۔ تو وہ اچھی بات اور بدعتِ حسنہ ہے اور یہ بدعت مستحب بلکہ سنت، واجب تک ہوتی ہے۔

سوال:- صحابہ یا تابعین کے بعد جو بات نَو پید ہو وہ بدعتِ سیّئہ ہے یا نہیں؟

جواب:- کسی نو پید بات کا بدعتِ سیّئہ یا حسنہ ہونا کسی زمانہ پر موقوف نہیں ہے بلکہ کتاب اور سنّت اور اجماع اُمّت کی موافقت یا مخالفت پر ہے تو جس امر کی اصل، شرع شریف سے ثابت ہو کہ کتاب وسنت اور اجماع کے مخالف نہ ہو وہ ہرگز بدعتِ سیّئہ نہیں خواہ کسی زمانے میں ہو، خود صحابۂ کرام اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں یہ رائج رہا ہے کہ اپنے زمانے کی بعض نَو پید چیزوں کو منع کرتے اور بعض کو جائز رکھتے۔

حضرت امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی نسبت فرماتے ہیں: "نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ" یہ اچھی بدعت ہے حالاں کہ تراویح سُنّتِ مؤکّدہ ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو نماز میں بسم اللہ بآواز پڑھتے سُن کر فرمایا: "یا بُنَيَّ مُحْدَثٌ، اِيَّاكَ وَ الحَدَثَ" اے میرے بیٹے! یہ نَو پید بات ہے نئی باتوں سے بچ، تو معلوم ہوا کہ اُن کے نزدیک بھی اپنے زمانے میں ہونے یا نہ ہونے پر مدار نہ تھا بلکہ نفسِ فعل کو دیکھتے اگر اس میں کوئی شرعی خرابی نہ ہوتی تو اجازت دیتے ورنہ منع فرمادیتے اور اُنھیں بُرا کہتے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنّت نکالنے والا فرمایا تو قیامت تک نئی نئی باتیں پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور یہ کہ جو نئی بات نکالے گا، ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اُسے ملے گا، چاہے وہ عبادت ہو یا کوئی ادب کی بات یا کچھ اور ہو، مگر یہ بات نہیں کہ جس زمانے کے جاہل جو بات چاہیں اپنی طرف سے نکال لیں اور وہ بدعتِ حسنہ ہو جائے۔ یہ گفتگو علماے دین اور پابندِ شرع مسلمین کے بارے میں ہے کہ یہ جو امر ایجاد کرلیں اور اُسے جائز و مستحب کہیں وہ بے شک جائز و مستحب ہے، چاہے کبھی واقع ہو تو اس نیک بات کا کرنے والا سُنّی ہی کہلائے گا نہ کہ بدعتی۔

سوال:- گناہ کسے کہتے ہیں اور وہ کَے قسم کے ہوتے ہیں؟

جواب:- خدا اور رسول کی نافرمانی یعنی احکامِ شریعت پر عمل نہ کرنا گناہ اور معصیت ہے۔ گناہ کرنے والا گناہ گار یا عاصی کہلاتا ہے۔ گناہ آدمی کو خدا سے دُور کرتا اور اسے ثواب سے محروم اور عذاب کا مستحق بناتا ہے، گناہ کی دو قسمیں ہیں، صغیرہ اور کبیرہ۔

سوال:- گناہِ صغیرہ کون سا گناہ ہے؟

جواب:- گناہ صغیرہ وہ گناہ ہے جس پر شریعت میں کوئی وعید نہیں آئی یعنی اس کی کوئی خاص سزا بیان نہیں کی گئی ہے۔ آدمی کوئی نیکی، عبادت، صدقہ، اطاعت والدین وغیرہ کرتا ہے تو اس کی برکت سے یہ گناہ زائل ہو جاتا ہے۔ جیسے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو بندہ

وضوے کامل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔غرض یہ گناہ بلا توبہ بھی معاف ہوجاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس پر اصرار نہ ہو کہ گناہِ صغیرہ اصرار سے گناہِ کبیرہ بن جاتا ہے اور بلا توبہ کیے اس کے معافی نہیں ہوتی۔

سوال:- گناہِ کبیرہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:- گناہِ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر وعید آئی یعنی وعدۂ عذاب دیا گیا۔کبیرہ سے آدمی خالص توبہ واستغفار کیے بغیر پاک نہیں ہوتا۔

سوال:- کبیرہ گناہ کون کون سے ہیں؟

جواب:-قرآن وحدیث میں جن کبیرہ گناہوں کا ذکر آیا ہے ان میں سے کچھ یہ ہیں: ناحق خون کرنا، چوری کرنا، یتیم کا مال ناحق کھانا، ماں باپ کو ایذا دینا، سُود کھانا، شراب پینا، جھوٹی گواہی دینا، نماز نہ پڑھنا، روزۂ ماہِ رمضان نہ رکھنا، زکاۃ نہ دینا، جھوٹی قسم کھانا، ناپ تول میں کمی بیشی کرنا، مسلمانوں سے ناحق لڑائی کرنا، رشوت لینا یا دینا، حکام کے رُوبرو چغلی کھانا، کسی مسلمان کی غیبت کرنا، قرآن شریف پڑھ کر بُھول جانا، علماے دین کی بے عزّتی کرنا، خدا کی مغفرت سے نا اُمید ہونا، خدا کے عذاب سے بے خوف ہونا، فضول خرچی کرنا، کھیل تماشہ میں اپنا پیسہ اور وقت برباد کرنا، داڑھی منڈوانا، خودکشی کرنا۔

سوال:- گناہِ کبیرہ کرنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟

جواب:- گناہِ کبیرہ کا مرتکب مسلمان ہے اور جنّت میں جائے گا، خواہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اُس کی مغفرت فرمادے یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بعد اسے بخش دے یا اپنے کیے کی کچھ سزا پا کر بخشا جائے بہرحال وہ جنّت میں جائے گا اور اس کے بعد کبھی جنّت سے نہ نکلے گا۔

سوال:- گناہِ کبیرہ کی معافی کی صورت کیا ہے؟

جواب:- گناہ کی دو صورتیں ہیں: ایک بندے کا وہ گناہ جو خالص اس کے اور اس کے پروردگار کے معاملہ میں ہو کہ کوئی فرض نماز چھوڑ دی، کسی دن کا روزہ ترک کردیا۔اس قسم کے گناہوں میں اتنا ہی کافی ہے کہ آدمی سچّے دل سے توبہ کرے یعنی جو کر چکا اُس پر نادم ہو،

بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑا کراس کی معافی چاہے اور آئندہ کے لیے اس گناہ سے باز رہنے کا عزم بالجزم قطعی پختہ اِرادہ کرلے، مولیٰ تعالیٰ کریم ہے چاہے تو اُسے معاف کردے اور درگزر فرمائے۔ دوسرے قسم کے وہ گناہ ہیں جو بندوں کے باہمی معاملات میں ہوں کہ آدمی کسی کے دین، آبرو، جان، مال، جسم یا صرف قلب کو آزار و تکلیف پہنچائے جیسے کسی کو گالی دی، مارا، بُرا کہا، غیبت کی یا کسی کا مال چرایا، چھینا، لُوٹا، رشوت، سُود، جوئے میں لیا۔ ایسی صورت میں جب تک بندہ معاف نہ کرے معاف نہیں ہوتا۔ یہ معاملہ حقوق العباد (بندوں کے حقوق) کا ہے اور اگر چہ اللہ تعالیٰ ہمارا، ہمارے جان و مال وحقوق سب کا مالک ہے جسے چاہے ہمارے حقوق چھوڑ دے مگر اس کی عدالت کا قانون یہی ہے کہ اس نے ہمارے حقوق کا اختیار ہمارے ہاتھ میں رکھا ہے۔ بغیر ہمارے بخشے معاف ہو جانے کی شکل نہ رکھی لہٰذا اس قسم کے گناہوں میں جن کا تعلق بندوں سے ہے، توبہ مقبول ہونے کے لیے اس کا معاف کرانا ضروری ہے کہ جب تک صاحبِ حق معاف نہ کرے گا، معافی نہ ملے گی اور پہلی صورت میں فرائض وواجبات کی قضا بھی لازم ہے جب کہ ان کی قضا ہو۔

سوال:- توبہ کسے کہتے ہیں اور توبہ کس طرح کی جاتی ہے؟

جواب:- توبہ کی اصل، رجوع الی اللہ ہے یعنی خدا کی فرماں برداری و اطاعت کی طرف پلٹنا۔ اس کے تین رکن ہیں: ایک گناہ کا اعتراف، دوسرے گناہ پر ندامت، تیسرے گناہ سے باز رہنے کا قطعی ارادہ، اور اگر گناہ قابلِ تلافی ہو تو اس کی تلافی بھی لازم ہے۔ مثلاً بے نمازی کی توبہ کے لیے پچھلی نمازوں کی قضا پڑھنا بھی ضروری ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کریم ہے اس کے کرم کے دروازے ہر وقت بندوں کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔ توبہ میں جس قدر ممکن ہو جلدی کرنی چاہیے۔ توبہ میں آج کل کرنا مسلمان کی شان نہیں۔ کیا خبر موت اسے مہلت دے یا نہ دے، پَل کی خبر نہیں، کل کس نے دیکھی ہے اور بہتر ہے کہ جب اپنے لیے دعائے مغفرت یا کوئی بھی دُعا کرے تو سب اہلِ اسلام کو اس میں شریک کرلے کہ اگر یہ خود قابلِ عطا نہیں تو کسی بندے کا طفیلی ہو کر مراد کو پہنچ جائے گا۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے استغفار کرے بنی آدم کے جتنے بچے پیدا ہوں، سب

اس کے لیے استغفار کریں، یہاں تک کہ وفات پائے۔

اور اولیا وعلما کی مجلسوں میں دعاے مغفرت کرنا بہت بہتر ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بد بخت اور محروم نہیں رہتا، یوں ہی اولیاے کرام کے مزارات پر حاضر ہو کر یا ان کے وسیلہ سے استغفار کرنا قبولیتِ دُعا کا باعث ہے کہ ان کے قرب و جوار پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہاں جو دُعائیں مانگی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ روا فرماتا ہے بالخصوص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاجت برآری کا ذریعۂ اعلیٰ ہیں۔ آیتِ کریمہ ''وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا'' الاٰیۃ اس پر دلیل کافی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر طرح معاف کر سکتا ہے، مگر ارشاد ہوتا ہے کہ اگر جب کوئی اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور رسُول اُن کی بخشش چاہے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ اور بعد وفات قبرِ انور پر حاجت کے لیے جانا بھی صحابۂ کرام کے عمل سے ثابت اور حکمِ مذکور میں داخل ہے۔

اور مقبولانِ بارگاہ کے وسیلے سے دُعا بحق فلاں یا بجاہِ فلاں کہہ کر مانگنا جائز بلکہ آدم علیہ السلام کی سُنّت ہے کہ آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاہ ومرتبت کے طفیل میں مغفرت چاہی اور حق تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمائی۔

سبق نمبر ۹

تقلید کا بیان

سوال:- تقلید کسے کہتے ہیں؟

جواب:- تقلید کے شرعی معنیٰ ہیں کسی کے قول وفعل کو اپنے لیے حجت بنا کر دلیل شرعی پر نظر کیے بغیر مان لینا یہ سمجھ کر کہ وہ اہلِ تحقیق سے ہے اور اس کی بات شرعاً محقق اور قابلِ اعتماد ہے۔ جیسا کہ ہم مسائلِ شرعیہ میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول وفعل اپنے لیے دلیل سمجھتے ہیں اور دلائلِ شرعیہ میں نظر نہیں کرتے خواہ وہ قرآن وحدیث یا اجماعِ اُمّت

کو دیکھ کر مسئلہ بیان فرمائیں یا اپنے قیاس سے حکم دیں۔ تقلید کرنا واجب ہے اور تقلید کرنے والے کو مُقلِّد کہتے ہیں۔ جیسے ہم لوگ حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ کے مقلد ہیں۔

سوال:- تقلید کن مسائل میں کی جاتی ہے؟

جواب:- شرعی مسائل تین طرح کے ہوتے ہیں:

۱- عقائد جن کا سمجھ لینا اور قلب میں راسخ و محفوظ کر لینا ضروری ہے اور چوں کہ یہ اصول دین ہیں اس لیے ان میں کوئی ترمیم و تنسیخ کمی بیشی بھی نہیں۔

۲- وہ احکام جو قرآن و حدیث سے صراحۃً ثابت ہیں کسی مجتہد کے اجتہاد یا قیاس کو اُن کے ثبوت میں کوئی دخل نہیں مثلاً پنج وقتہ نماز اور روزۂ ماہِ رمضان، حج، زکوٰۃ وغیرہ فرائض اور ایسے ہی دیگر احکام۔

۳- وہ احکام جو قرآن و حدیث میں اجتہاد سے حاصل کیے جائیں اُن میں سے اصول عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں، یوں ہی جو احکام قرآن و حدیث سے صراحۃً ثابت ہیں ان میں کسی کی تقلید روا نہیں یعنی ہم جو ان مسائل کو مانتے ہیں وہ اس لیے نہیں کہ امامِ اعظم نے فرمایا ہے بلکہ اس لیے مانتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں ان کا صراحۃً ذکر آیا ہے۔ اور تیسری قسم کے مسائل جو قرآن و حدیث و اجماع اُمّت سے اجتہاد کر کے نکالے جائیں ان میں غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے اور مجتہد کے لیے تقلید منع۔

سوال:- مجتہد کون ہوتا ہے؟

جواب:- مجتہد وہ بالغ اور صحیح العقل مسلمان ہے جس میں اس قدر علمی لیاقت اور قابلیت ہو کہ قرآنی اشارات و کنایات کو سمجھ سکے اور کلام کے مقصد کو پہچان سکے۔ ناسخ و منسوخ کا پورا علم رکھتا ہو، علم صرف و نحو و بلاغت وغیرہ میں اس کو پوری مہارت حاصل ہو، احکام کی تمام آیتوں اور احادیث پر اس کی نظر ہو، تمام مسائل جزئیہ کو قرآن و حدیث سے اخذ کر کے ہر ہر مسئلہ کا ماخذ اور اُس کی دلیل کو اچھی طرح جانتا ہو کہ یہ مسئلہ اس آیت یا فلاں حدیث سے ماخوذ ہے۔ اس کے علاوہ وہ ذکی اور خوش فہم ہو۔

سوال:- فقہ کسے کہتے ہیں اور فقیہ کون ہے؟

جواب:- وہ مسائلِ جزئیہ عملیہ اور احکام شرعیہ جو قرآن وحدیث میں جا بجا پھیلے ہوئے تھے، ائمۂ مجتہدین نے لوگوں کی آسانی کے لیے جس موقع سے اور جس طرح مفہوم ہوتے تھے ان کو اسی عنوان سے اخذ کیا، اسی طرح جو مسائل اجماعِ اُمّت اور قیاس سے ثابت ہوئے ان سب کو لے کر ہر قسم کے مسائل کو جُدا جُدا بابوں اور فصلوں میں کر کے اس مجموعہ کا نام فقہ رکھ دیا تو ان مسائل میں عمل کرنا بعینہٖ قرآن وحدیث اور اجماعِ اُمّت پر عمل کرنا ہے اور اس علم فقہ میں مہارت رکھنے والے علما کو فقیہ یا فقہا کہا جاتا ہے۔

سوال:- مذہب کسے کہتے ہیں؟

جواب:- دین کے فروعی مسائل اور احکامِ جزئیہ میں کسی امام مجتہد کا وہ آئین یا دستور العمل جو اُنھوں نے قرآن وحدیث اور اجماعِ اُمّت سے اخذ کیا، اُسے مذہب کہتے ہیں، یوں سمجھ لو کہ دین اصل ہے اور مذہب اس کی شاخ۔

سوال:- اس وقت دنیاے اسلام میں کتنے مذہب پائے جاتے ہیں؟

جواب:- حدیث شریف کے ارشاد کے مطابق دُنیا وآخرت میں نجات پانے والا مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سوادِ اعظم فرمایا، اہلِ سنت وجماعت کا ہے اور یہ ناجی گروہ اہل سنت وجماعت آج چار مذہب حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی میں جمع ہو گیا ہے۔ تبع تابعین کے زمانہ سے آج تک ساری اُمّتِ مرحومہ کا عمل یہی رہا ہے کہ جو خود مجتہد نہ ہو وہ کسی مجتہد کی تقلید کرے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرین فن جو علم وفن میں یکتاے روزگار گزرے اور چوٹی کے علما، فضلا، محدّثین، مفسرین حدیث وقرآن کے علم میں مہارت رکھنے والے اپنی اپنی تحقیقات کو چھوڑ کر ان ہی چار اماموں میں سے کسی امام کی تقلید پر مجبور ہوئے اور مقلّد کہلائے۔

امام بخاری، امام مسلم اور دوسرے ائمۂ حدیث جن کی احادیث کی کتابیں آج تمام دنیاے اسلام میں مانی جاتی ہیں تمام عمر تقلید ہی کرتے رہے۔ اسی طرح مشائخ میں سے حضرت غوثِ اعظم اور خواجہ غریب نواز وغیرہ جیسی بزرگ ہستیاں مقلد ہی گزریں۔ غرض کہ ان چار مذہبوں کے سوا کسی کی تقلید جائز نہیں اگرچہ وہ صحابہ کے قول اور صحیح حدیث اور آیت

کے موافق ہو۔ جو اُن چار مذہبوں سے باہر ہے وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا، بدمذہب اور بدعتی ہے کہ وہ تمام مسلمانوں سے الگ ایک راہ نکالتا ہے اور حدیث میں ہے جو مسلمانوں کے بڑے گروہ سے الگ ہوا وہ جہنم میں الگ ہوا۔

سوال:- جو شخص ان چاروں مذہبوں پر عمل کرنے کا دعویٰ کرے وہ کیسا ہے؟

جواب:- جو شخص ان چاروں مذہبوں میں سے کسی بھی ایک کا معتقد ہوا اور نہ اُس کا تابع، وہ براہِ فریب عوام بے چاروں کو بے قیدی کی طرف بُلاتا ہے۔ اس کا تو مطلب یہ نکلا کہ ائمۂ اہلِ سُنّت کے سب مذہبوں میں کچھ کچھ باتیں خلافِ دینِ محمّدی ہیں لہذا ان میں سے تنہا ایک پر عمل ناجائز وحرام ہے، لہٰذا ہر ایک کے دینی مسائل چُن لیے جائیں اور بے دینی کے چھوڑ دیے جائیں۔ اور اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ تمام سردارانِ اُمّت اور پیشوایانِ ملّت گناہ گار اور حرام کے مرتکب ٹھہریں کہ وہ اپنی ساری عمر ایک ہی امام کی تقلید کرتے رہے اور اپنے پیرووں کو بھی تقلید کی تلقین کرتے رہے اور جو ایسی بات کہے جس سے ساری اُمّت کا گمراہ ہونا لازم آئے وہ خود گمراہ، بددین اور دینِ اسلام کے دائرہ سے خارج ہونے والوں میں ہے۔

یہ تو وہی بات ہوئی کہ جسے دربارِ شاہی تک چار سیدھے راستے معلوم ہوئے رعایا کو دیکھا کہ ان کا ہر گروہ ایک راستہ پر ہولیا اور اسی پر چلا جاتا ہے، مگر ان حضرات نے اسے بیجا حرکت سمجھا کہ جب چاروں راستے یکساں ہیں تو وجہ کیا کہ ایک ہی کو اختیار کر لیجیے۔ پُکارتا رہا صاحبو! ہر شخص چاروں راہ پر چلے مگر کسی نے نہ سُنی، ناچار آپ ہی تانا تننا شروع کیا۔ کوس بھر اس راستے پر چلا، پھر اُسے چھوڑا اور دوسرے راستے پر دوڑا، پھر اس سے منہ موڑا اور تیسرے راستے کو پکڑا، پھر اس سے بھاگ کر چوتھے کو ہولیا اور تیلی کے بیل کی طرح یُوں ہی چکر لگاتا رہا۔ اب ہر شخص فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ شخص مجنون ودیوانہ ہے یا صحیح الحواس وفرزانہ۔

غرض ہر مسلمان پر فرض ولازم ہے کہ وہ اپنے امام کے مذہب کا پابند ہو کر رہے۔ اگر اس کے مذہب سے عدول کرے گا تو خدائے تعالیٰ کے یہاں اُس کا کوئی عذر نہ سُنا جائے گا بلکہ وہ جہنّم کا مستحق ٹھہرے گا، ہاں! یہ ضرور ہے کہ ان چاروں مذہبوں کے اماموں کو امامِ اہلِ

سنت جانے، سب کی جناب میں عقیدت رکھے، سب کے مقلدوں کو راہِ راست پر مانے اور یقین رکھے کہ جیسے ائمہٗ اربعہ کا قول ضلالت و گمراہی نہیں ہوسکتا ایسے ہی کسی مجتہد کا مذہب بدعت نہیں ٹھہر سکتا۔ اور جو اُسے بدعت کہے وہ علمائے کرام کے نزدیک خود بدعتی ہے، بددین اور عذابِ دوزخ کا مستحق ہے۔

سوال:- اہلِ سنت میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کون ہیں؟

جواب:- ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اصولِ عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں، ہاں! بعض فروعی عقائد میں تقلید ہوسکتی ہے اسی بنا پر خود اہلِ سنت میں دو گروہ ہیں: ماتریدیہ کہ حضرت امام ابومنصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تابع ہیں۔ اور اشاعرہ کہ حضرت امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تابع ہیں اور یہ دونوں جماعتیں اہلِ سنت ہی کی ہیں اور دونوں حق پر ہیں آپس میں صرف بعض فروع کا اختلاف ہے۔ ان کا اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے کہ دونوں اہلِ حق ہیں کوئی کسی کو گمراہ یا بدمذہب بلکہ فاسق وفاجر بھی نہیں ✕✕ سکتا۔

سوال:- قرآن وحدیث میں جس تقلید کی بُرائی آئی ہے وہ کون سی ہے؟

جواب:- بعض لوگ اپنے دادا کی ایجاد کی ہوئی شادی وغمی کی ان رسموں کی پابندی کرتے ہیں جو خلافِ شریعت ہیں اور کہتے ہیں کہ چوں کہ ہمارے باپ دادا ایسا کرتے تھے ہم بھی ایسا کریں گے چاہے یہ کام جائز ہو یا ناجائز۔ قرآن وحدیث میں ایسی ہی تقلید کی مذمت (بُرائی) بیان کی گئی ہے اور ایسی ہی تقلید سے روکا گیا ہے۔ ان آیتوں اور حدیثوں کی رُو سے تقلیدِ ائمہ کو حرام یا شرک کہنا محض بے دینی ہے، بھلا ایسا کون سا مسلمان ہوگا جو قرآن وحدیث کو چھوڑ کر خدا و رسُول کے احکام کے خلاف اماموں کے قول وفعل پر چلنے میں اپنی نجات سمجھے۔ سارے ہی مقلّد مسائلِ جزئیہ میں اماموں کی تحقیق کے موافق قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں اِسی وجہ سے مقلّد کہلاتے ہیں۔

سوال:- چاروں مذاہب کے اماموں کے نام اور لقب کیا ہیں؟

جواب:- چار امام یہ ہیں:

۱۔ حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا لقب ابوحنیفہ ہے۔ شہر کوفہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ کے بانی ہیں۔ آپ کے اجتہادی مسائل تقریباً بارہ سو سال سے تمام اسلامی ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور چوں کہ آپ کا مذہب اصولِ سلطنت سے بہت مناسبت رکھتا ہے، اس لیے بڑی بڑی عظیم اسلامی سلطنتوں میں آپ ہی کے مسائل قانون سلطنت تھے اور آج بھی ہیں۔ اسلامی دُنیا کا بیش تر حصّہ آپ ہی کے مذہب کا پیرو ہے۔ تمام ائمہ میں یہ خصوصیّت اور شرف صرف آپ کو حاصل ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ کی ملاقات ہوئی۔

بغداد شریف میں ۱۵۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ مقبولیت کا عالم یہ تھا کہ پہلی بار نمازِ جنازہ میں کم وبیش پچاس ہزار کا مجمع تھا۔ اس پر آنے والوں کا سلسلہ قائم تھا۔ یہاں تک کہ چھ بار نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ مزار شریف بغداد شریف میں مشہور اور متبرک مقامات سے ہے۔ آپ کے شاگردوں کے شاگردوں میں امام بخاری اور دوسرے بڑے بڑے محدثین کرام ہیں۔ آپ کے مقلِد حنفی کہلاتے ہیں۔

۲-حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا لقب شافعی ہے۔ امامِ اعظم ابوحنیفہ کا سالِ وفات اور حضرت امامِ شافعی کا سالِ ولادت ایک ہے یعنی آپ ۱۵۰ھ میں بمقام عسقلان پیدا ہوئے۔ آپ کا لقب ابو عبداللہ ہے۔ آپ ہاشمی قریشی مُطّلبی ہیں۔ علمِ فقہ، اصول حدیث اور دیگر علوم وفنون میں کوئی اور آپ کا ہم پایہ نہ تھا۔ زہد وتقویٰ وسخاوت اور حُسنِ سیرت میں آپ یکتائے روزگار تھے۔ ۵۴ سال کی عمر شریف میں ۲۰۴ھ میں انتقال فرمایا۔ مزار شریف قرانہ (مصر) میں ہے۔ آپ کے مقلد شافعی کہلاتے ہیں۔

۳-حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مدینہ منورہ میں ۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ فقہ وحدیث میں تمام اہلِ حجاز آپ کو امام تسلیم کرتے تھے۔ حضرتِ امام شافعی آپ ہی کے شاگردانِ رشید سے ہیں۔ آپ کے چشمۂ علم سے بڑے بڑے ائمہ ومجتہدین سیراب ہوئے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کو کمالِ عشق تھا۔ حضور کی محبّت میں ساری زندگی مدینہ شریف

ہی میں گزاری۔ مدینہ طیّبہ ہی میں ۱۷۹ھ میں انتقال فرمایا۔ یہیں مزار شریف ہے۔ عمر شریف ۸۴ سال کی ہوئی۔ آپ کے مقلِّد مالکی کہلاتے ہیں۔

۴۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بغداد شریف میں ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ وہیں آپ نے پرورش پائی، آپ کے فضائل و واقعات زبان زدِ خواص و عوام ہیں۔ خلیفہ مامون رشید کے زمانے میں جب خلقِ قرآن کا فتنہ اُٹھا تو آپ نے کلمۂ حق کا حق ادا کیا، ہزار مصائب جھیلے لیکن دین پر آنچ نہ آنے دی۔ بغداد شریف ہی میں آپ نے ۲۴۱ھ میں وفات پائی عمر شریف ۷۷ سال تھی۔ آپ کے مقلّد حنبلی کہلاتے ہیں۔

سبق نمبر ۱۰

اصطلاحاتِ احکامِ شرعیّہ

سوال:۔ اصطلاح شرعی کا کیا مطلب ہے؟

جواب:۔ کسی لفظ کے وہ مخصوص معنیٰ جو شریعت میں مراد لیے جاتے ہیں، اُنھیں اصطلاحِ شرعی کہتے ہیں۔

سوال:۔ احکامِ شرعیہ کتنے ہیں؟

جواب:۔ حکمِ شرعی دو قسم پر ہے: ایک امر اور دوسرا نہی۔ پہلی قسم کے احکام کو ماموات اور دوسری قسم کے احکام کو منہیات یا ممنوعات کہا جاتا ہے۔ پھر امر اور نہی کے اعتبار سے احکامِ شرعیہ گیارہ ہیں، پانچ جانب فعل (امر) میں یعنی وہ جن سے کسی فعل کی طلب ثابت ہوتی ہے، ان میں سب سے اہم و مقدم فرض ہے، پھر واجب، پھر سنّتِ مؤکّدہ، پھر سنت غیر مؤکّدہ، پھر مستحب۔

اور پانچ احکام جانبِ ترک (نہی) میں ہیں یعنی وہ جن سے کسی فعل کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اس میں کم تر درجے کا خلافِ اولیٰ ہے، اس سے اُوپر مکروہ تنزیہی ہے۔ اس سے

اُوپر اساءت، اس سے اُوپر مکروہ تحریمی اوران سب سے اُوپر حرام، یہ سب دس احکام ہوئے اور گیارھواں سب سے بیچ میں مباحِ خالِص ہے۔

سوال:-فرض کی کتنی قسمیں ہیں اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے؟

جواب:- فرض کی دو قسمیں ہیں: (۱) فرض اعتقادی (۲) اور فرض عملی، فرض اعتقادی وہ حکم شرعی جو دلیل قطعی سے ثابت ہو یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہہ نہ ہو، اس کا انکار کرنے والا ائمہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور اگر اس کی فرضیت دین اسلام کا عام خاص پر روشن واضح مسئلہ ہو جب تو اُس کے منکر کے کفر پر اجماع قطعی ہے ایسا کہ جو اس منکر کے کفر پر شک کرے خود کافر ہے، بہرحال جو کسی فرض اعتقادی کو بلا عذر صحیح شرعی ایک بار بھی چھوڑے وہ فاسق گناہ کبیرہ کا مرتکب اور عذابِ جہنم کا مستحق ہے۔ جیسے نماز، رکوع، سجود۔

فرض عملی وہ حکم شرعی ہے جس کا ثبوت تو ایسا قطعی نہ ہو، مگر نظرِ مجتہد میں دلائلِ شرعیہ کے بموجب یقین ہے کہ بے اس کے کیے آدمی بَری الذمہ نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر وہ کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت بے اس کے باطل وکالعدم (معدوم) ہوگی، اس کا بے وجہ انکار فسق وگمراہی ہے۔ ہاں! اگر کوئی مجتہد دلیل شرعی سے اس کا انکار کرے تو کر سکتا ہے جیسے ائمۂ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے نہیں۔ مثلاً حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح وضو میں فرض ہے اور شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا، مگر اس فرض عملی میں ہر شخص اسی امام کی پیروی کرے جس کا مقلّد ہے۔ اپنے امام کے خلاف بلاضرورت شرعی دوسرے کی پیروی جائز نہیں۔

سوال:-فرض عملی کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:-فرض عملی کی دو قسمیں ہیں: (۱) فرض عین (۲) فرض کفایہ۔

فرض عین وہ فرض ہے جس کا ادا کرنا ہر عاقل بالغ پر ضروری ہو جیسے نماز پنج گانہ۔ اور فرض کفایہ اس فرض کو کہتے ہیں جس کو دو ایک مسلمان ادا کرلیں، تو سب مسلمانوں کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا اور ایک آدمی بھی ادا نہ کرے تو سب گناہ گار ہوں جیسے غسل میّت

اور نماز جنازہ۔

سوال:- واجب کے قسم پر ہے؟

جواب:- فرض کی طرح واجب بھی دو قسم پر ہے: (۱) واجب اعتقادی (۲) واجب عملی۔

واجب اعتقادی وہ شرعی حکم ہے جس کی ضرورت دلیلِ ظنی سے ثابت ہو۔ فرض عملی اور واجب عملی اسی کی دو قسمیں ہیں، اور واجب عملی وہ حکم شرعی (یا واجب اعتقادی) کہ بے اس کے کیے بھی بری الذمہ ہونے کا احتمال ہے مگر غالب گمان اس کی ضرورت پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا بجالانا درکار ہو تو عبادت بے اس کے ناقص رہے مگر ادا ہو جائے اور کسی واجب کا ایک بار بھی قصداً چھوڑنا گناہِ صغیرہ ہے اور چند بار ترک کرنا گناہِ کبیرہ۔

سوال:- سنّت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:- سُنّت دو قسم پر ہے: ایک سُنّت مؤکّدہ جسے سنّت ہدی (سنن الہدی) بھی کہتے ہیں۔ دوسری سنت غیر مؤکّدہ جس کو سنّتِ زائدہ (سنن الزوائد) بھی کہتے ہیں اور کبھی اسے مستحب اور مندوب بھی کہتے ہیں۔

سوال:- سنتِ مؤکدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:- سنتِ مؤکّدہ وہ حکمِ شرعی ہے جس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو، البتہ اس خیال سے کہ کہیں اُمّت پر فرض نہ ہو جائے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یعنی نہ کیا ہو یا وہ کہ اس کے کرنے کی شریعت میں تاکید آئی۔

سوال:- سُنّتِ مؤکّدہ کا کیا حکم ہے؟

جواب:- سنّتِ مؤکدہ کا کرنے والا ثواب پائے گا اور جو شخص بلا عذر شرعی ایک بار بھی ترک کرے وہ ملامت کا مستحق ہے اور ترک کی عادت کرے تو فاسق، عذابِ جہنّم کا مستحق اور گناہ گار ہے اگر چہ اس کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے اور ایسے شخص کی گواہی نامقبول، اور بعض علمائے سلف نے فرمایا کہ اس کا ترک قریب حرام کے ہے اور اس کا تارک مستحق ہے کہ -معاذ اللہ- شفاعت سے محروم ہو جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا: جو میری سُنّت کو ترک کرے گا، اُسے میری شفاعت نہ ملے گی۔

سوال:-سنت غیر مؤکدہ کسے کہتے ہیں؟ — اوراس کا کیا حکم ہے؟

جواب:-سنتِ غیر مؤکدہ وہ حکم شرعی جس پر شریعت میں تاکید نہیں آئی، مگر اس کا ترک کرنا بھی شریعت کو پسند نہیں لیکن نہ اس حد تک کہ اس پر عذاب تجویز کرے، اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ بطور عادت ہو باعثِ عتاب نہیں۔

سوال:-مستحب کسے کہتے ہیں؟

جواب:-مستحب وہ حکم شرعی جس کا بجالانا نظرِ شرع میں پسند ہے، خواہ خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے کیا ہو، یا اس کی طرف رغبت دلائی، یا علماے کرام نے اُسے پسند فرمایا اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر کچھ الزام نہیں۔

سوال:-شریعت نے جن کاموں کی ممانعت کی وہ کتنی قسم پر ہیں؟

جواب:-ممنوعاتِ شرعیہ پانچ قسم پر ہیں۔ حرام قطعی، مکروہ تحریمی، اساءت، مکروہ تنزیہی، خلافِ اولیٰ۔

سوال:-حرام قطعی کسے کہتے ہیں؟

جواب:-حرام قطعی وہ ممنوع شرعی ہے جس کی ممانعت دلیلِ قطعی سے ثابت ہو، یہ فرض کا مقابل ہے۔ اس کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہ کبیرہ وفسق ہے اور بچنا فرض وثواب۔

سوال:-مکروہ تحریمی کسے کہتے ہیں؟

جواب:-مکروہ تحریمی وہ ممنوع شرعی ہے جس کی ممانعت دلیلِ قطعی سے ثابت ہو، یہ واجب کا مقابل ہے۔ اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے، اگرچہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کو کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔

سوال:-مکروہ تحریمی کو حرام کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:-حرام اور مکروہ تحریمی میں جو فرق ہے وہ باعتبار عقیدے کے ہے کہ حرام قطعی کی حرمت کا انکار کرنے والا کافر ہے مکروہ تحریمی کی ممانعت کا منکر کافر نہیں۔ اور بچنا

جس طرح حرام سے فرض ہے یوں ہی تحریمی سے باز رہنا لازم ہے اس بنا پر مکروہ تحریمی کو حرام کہہ سکتے ہیں بلکہ ائمہ متقدّمین حرام کو بھی مکروہ کہہ دیتے ہیں۔

سوال:- اساءت کسے کہتے ہیں؟

جواب:- اساءت وہ ممنوع شرعی ہے جس کی ممانعت کی دلیل حرام اور مکروہ تحریمی جیسی تو نہیں مگر اس کا کرنا ہے بُرا۔ ایک آدھ بار کرنے والا مستحق عتاب ہے اور عادتاً اس کا مرتکب عذاب کا مستحق ہے۔ یہ سنتِ مؤکّدہ کے مقابل ہے۔

سوال:- مکروہ تنزیہی کسے کہتے ہیں؟

جواب:- مکروہ تنزیہی وہ ممنوع شرعی ہے جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں، مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے۔ اس کا ترک کرنے والا فضیلت وثواب پائے گا اور کرنے والے پر نہ عذاب ہے نہ عتاب، یہ سنتِ غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔

سوال:- خلافِ اولیٰ کسے کہتے ہیں؟

جواب:- خلافِ اولیٰ وہ ممنوع شرعی ہے جس کا نہ کرنا بہتر تھا، کیا تو کچھ مضایقہ و عتاب نہیں، جو نہ کرے گا فضیلت پائے گا، یہ مستحب کا مقابل ہے۔

سوال:- مباح کسے کہتے ہیں؟

سوال:- مباح اس کام کو کہتے ہیں جس کے لیے نہ کوئی حکم ہے نہ ممانعت، لہذا اس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہے، کرو تو ثواب نہیں، نہ کرو تو کچھ عذاب نہیں جیسے لذیذ غذا، عمدہ لباس جب کہ بطورِ اسراف نہ ہو۔

سوال:- کسی امر مباح پر دلیل شرعی کی حاجت ہے یا نہیں؟

جواب:- کسی امر کو جائز ومباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کہ ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہونا یہی اس کے جائز ہونے کی دلیل کافی ہے۔ اگر اس فعل میں کوئی بُرائی ہوتی تو شریعت مطہرہ ضرور اس سے آگاہ فرماتی اور اس سے باز رہنے کا کوئی نہ کوئی حکم شریعت میں وارد ہو جاتا۔

سوال:- احتیاطاً کسی امر مباح کو حرام یا بدعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- اب کہ قرآنِ کریم اُتر چکا، دین کامل ہو گیا اور کوئی نیا حکم آنے کو نہ رہا تو جتنی باتوں کا شریعت نے نہ حکم دیا نہ منع کیا، ان کی معافی مقرر ہو چکی، خدا اور رسول نے از راہِ عنایت ہی اُنھیں ہم پر چھوڑ دیا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں: جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جو کچھ حرام فرمایا وہ حرام ہے اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ اور خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''جو کچھ رسول تمھیں عطا فرمائیں وہ لو (یعنی اس پر عمل کرو) اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو''۔ تو معلوم ہوا کہ خدا اور رسُول نے جس بات کا حکم نہ دیا، نہ منع کیا وہ نہ واجب ہے نہ گناہ بلکہ معافی میں ہے۔ اب جو شخص کسی فعل کو ناجائز یا حرام یا مکروہ ہی کہے، اس پر واجب ہے کہ دو باتوں میں سے ایک بات کا ثبوت دے یا تو یہ کہ فی نفسہ اس کام میں شر (برائی) ہے یا یہ کہ شرع مطہرہ نے اُسے منع فرمایا ہے اور قرآن و حدیث یا اجماع اُمت کی رُو سے یہ فعل ممنوع ہے۔ اور احتیاط یہ نہیں کہ کسی چیز کو بلا دلیل شرعی حرام یا مکروہ کہہ کر مسلمانوں پر تنگی کر دی جائے، بلکہ جس چیز کو خدا اور رسول منع نہ فرمائیں اور شرعاً اس کی ممانعت ثابت نہ ہو اُسے منع کرنا خود صاحبِ شرع بننا اور نئی شریعت گڑھنا ہے، اس سے ہر مسلمان کو پرہیز کرنا چاہیے بلکہ جس امر مباح کو بنظر تعظیم و محبت کیا جاتا ہے تو وہ مستحب و مستحسن اور دربارِ الٰہی میں محبوب و مقبول ہو جاتا ہے جیسے محفلِ میلا د شریف کرنا اور ولادتِ شریفہ کے ذکر کے وقت کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام پڑھنا کہ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر خوشی اور حضور کی تعظیم کا اظہار ہے۔ اسی لیے اہل سنت و جماعت کا اس پر اتفاق اور اجماع ہے کہ یہ قیام مستحب و مستحسن ہے۔

سوال:- سنت کو نفل کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- نفل اس عمل مشروع و جائز کو کہتے ہیں جو فرض و واجب نہ ہو لہذا نفل عام ہے کہ سنت پر بھی اس لفظ کا اطلاق آیا ہے اور اس کے غیر کو بھی نفل کہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ فقہاے کرام فقہ کی کتابوں میں باب النوافل میں سنن کا ذکر بھی کرتے ہیں کہ نفل ان کو بھی شامل ہوتے ہیں، البتہ اگر سنتوں کے لیے کوئی خاص بات ہوتی ہے تو اس کو الگ بیان کر دیا جاتا ہے۔

سوال:- جن دلیلوں سے یہ شرعی احکام ثابت ہوتے ہیں وہ کتنی ہیں؟

جواب:- شریعت کے دلائل چار ہیں، قرآن، حدیث، اجماعِ اُمّت اور قیاس۔

سوال:- قیاس کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- قیاس کے شرعی معنیٰ ہیں کسی فرعی مسئلہ کو اصل مسئلہ سے علّت اور حکم میں ملا دینا۔ یعنی ایک مسئلہ ایسا درپیش آ گیا جس کا ثبوت قرآن وحدیث میں نہیں ملتا تو اس کی مثل کوئی وہ مسئلہ لیا جو قرآن وحدیث میں ہے اور اس کے حکم کی علّت معلوم کر کے یہ کہا کہ چوں کہ وہ علّت یہاں بھی ہے لہذا اس کا حکم بھی وہی ہوگا، اسی کا نام قیاس ہے۔ تو قیاس اصل میں حکمِ شریعت کا مظہر یعنی ظاہر کرنے والا ہے خود مستقل حکم نہیں یعنی قرآن وحدیث میں یہ حکم تو تھا مگر ظاہر نہ تھا، قیاس نے اُسے ظاہر کر دیا۔ البتہ قیاس میں شرط یہ ہے کہ قیاس کرنے والا مجتہد ہو، ہر کس و ناکس کا خیال معتبر نہیں۔ قیاس کا ثبوت قرآن وحدیث اور افعالِ صحابہ سے ہے، اِسی لیے اس کا مطلقاً انکار کفر ہے۔

باب دوم — اِسلامی عبادات

سبق نمبر (۱۱)

طہارت کے بقیہ مسائل

موزوں پر مسح کا بیان

سوال:- موزوں پر مسح جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- جو شخص موزے پہنے ہوئے ہو وہ اگر وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح کرے تو جائز ہے اور بہتر پاؤں دھونا ہے بشرطے کہ مسح جائز سمجھے، اس کے جواز میں بکثرت حدیثیں آئی ہیں جو قریب قریب تواتر کے ہیں۔ اسی لیے علمائے کرام فرماتے ہیں جو اس کو جائز نہ جانے گمراہ ہے بلکہ اس کے کافر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہل سنت و جماعت کی علامت دریافت کی گئی تو آپ نے کوفہ کی اس وقت کی حالت کے مدِّ نظر ارشاد فرمایا: تَفْضِيْلُ الشَّيْخَيْنِ وَ حُبُّ الْخَتَنَيْنِ وَ مَسْحُ الْخُفَّيْنِ یعنی تین باتیں اہلِ سنّت کی علامات سے ہیں۔

حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق اور امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تمام صحابہ سے بزرگ جاننا، اور امیر المومنین عثمان غنی و امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبّت رکھنا، اور موزوں پر مسح کرنا۔

سوال:- مسح کی شرطیں کیا ہیں؟

جواب:- مسح کرنے کے لیے چند شرطیں ہیں:

① موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں۔

④ پاؤں سے چپٹا ہو کہ اس کو پہن کر آسانی کے ساتھ خوب چل پھر سکیں۔

③ چمڑے کا ہو یا صرف تلا چمڑے کا اور باقی کسی اور دبیز چیز کا جیسے کرمچ وغیرہ۔

④ وضو کر کے پہنا ہو، خواہ پورا وضو کر کے پہنے یا صرف پاؤں دھو کر پہنے بعد میں وضو پورا کر لیا۔

⑤ نہ حالتِ جنابت (ناپاکی کی حالت میں جب کہ غسل فرض ہوتا ہے) میں پہنا نہ بعد پہننے کے جنب ہوا ہو۔

⑥ مدّت کے اندر ہو۔

⑦ کوئی موزہ پاؤں کی تین چھوٹی اُنگلیوں کے برابر نہ پھٹا ہو یعنی چلنے میں تین انگل بدن ظاہر نہ ہوتا ہو اور ٹخنے سے اوپر کتنا ہی پھٹا ہو اس کا اعتبار نہیں۔

سوال:- مسح میں فرض کتنے ہیں؟

جواب:- مسح میں فرض دو ہیں۔ (۱) ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر ہونا (۲) موزے کی پیٹھ پر ہونا۔

سوال:- مسح میں کتنی باتیں سنّت ہیں؟

جواب:- پوری تین اُنگلیوں کے پیٹ سے مسح کرنا اور پنڈلی تک کھینچنا اور مسح کرتے وقت اُنگلیاں کھلی رکھنا سنت ہے۔

سوال:- مسح کی مدّت کیا ہے؟

جواب:- مسح کی مدت مقیم کے لیے ایک دن رات ہے اور مسافر کے واسطے تین دن تین راتیں، موزے پہننے کے بعد پہلی مرتبہ جو حدث ہوا یعنی وضو ٹوٹا اس وقت سے اس کا شمار ہے، مثلاً صبح کے وقت موزہ پہنا اور ظہر کے وقت پہلی بار حدث ہوا تو مقیم دوسرے دن کی ظہر تک مسح کرے اور مسافر چوتھے دن کی ظہر تک۔

سوال:- مسح کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب:- مسح کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی تین انگلیاں داہنے پاؤں کی پشت کے سرے پر اور بائیں ہاتھ کی اُنگلیاں بائیں پاؤں کی پشت کے سرے پر رکھ کر پنڈلی

کی طرف کم سے کم بقدر تین اُنگلیوں کے کھینچ لے جائے اور سنت یہ ہے کہ پنڈلی تک پہنچائے۔اُنگلیوں کا تر ہونا ضروری ہے۔

سوال:- مسح کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے؟

جواب:- جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے، ان سے مسح بھی جاتا رہتا ہے۔اس کے علاوہ مدت پوری ہو جانے، موزہ اُتار دینے یا اتارنے کی نیت سے موزہ سے ایڑی نکال لینے اور ایک پاؤں آدھے سے زیادہ موزہ سے باہر ہو جانے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے۔یوں ہی اگر کسی طرح سے موزے میں پانی چلا گیا اور آدھے سے زیادہ پاؤں دھل گیا تو مسح جاتا رہا۔

سوال:- کسی زخم پر پٹی بندھی ہو تو اس پر مسح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- کسی زخم یا پھوڑے کی جگہ پٹی باندھی ہو کہ اس کو کھول کر پانی بہانے سے، یا اس جگہ مسح کرنے سے، یا کھولنے سے ضرر ہو، یا کھولنے والا باندھنے والا نہ ہو تو اس پٹی پر مسح کرنا جائز ہے اور اگر پٹی کھول کر پانی بہانے میں ضرر نہ ہو تو دھونا ضروری ہے، یا خود عضو پر مسح کر سکتے ہوں تو پٹی پر مسح کرنا جائز نہیں اور زخم کے گرد اگرد پانی بہانا ضرر نہ کرتا ہو تو دھونا ضروری ہے ورنہ اس پر مسح کر لیں، اور اگر اس پر بھی مسح نہ کر سکتے ہوں تو پٹی پر مسح کر لیں اور پوری پٹی پر مسح کر لیں تو بہتر اور اکثر پر ضروری ہے۔

سوال:- ہڈی ٹوٹ جائے اور اس پر تختی وغیرہ بندھی ہو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- ہڈی کے ٹوٹ جانے سے جو تختی وغیرہ باندھی گئی ہو اُس کا بھی یہی حکم ہے جو اُوپر بیان ہوا۔

سوال:- تختی یا پٹی کُھل جائے تو مسح رہے گا یا ٹوٹ جائے گا؟

جواب:- تختی یا پٹی کھل جائے اور ہنوز باندھنے کی حاجت ہو تو پھر دوبارہ مسح نہیں کیا جائے گا، وہی پہلا مسح کافی ہے اور اگر پھر باندھنے کی ضرورت نہ ہو تو مسح ٹوٹ گیا۔اب اس جگہ کو دھو سکیں تو دھو لیں ورنہ مسح کر لیں۔

سبق نمبر (۱۱)

قراءت کے بقیہ مسائل

سوال:- کیا کسی نماز میں قراءت کی کوئی خاص مقدار آئی ہے؟

جواب:- چھوٹی آیت جس میں دو یا دو سے زیادہ کلمات ہوں، پڑھ لینے سے فرض ادا ہو جائے گا اور پوری سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ ایک چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک دو آیتیں تین چھوٹی آیتوں کے برابر پڑھ لینے سے قراءت کی مقدار واجب ادا ہو جاتی ہے۔ نماز خواہ فرض ہو یا نفل اور قراءت کی اس سے زائد مقدار کسی نماز میں لازم نہیں، البتہ مسنون ہے۔

سوال:- فرض نمازوں میں کتنی کتنی قراءت مسنون ہیں؟

جواب:- سفر میں اگر امن وقرار ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر وظہر میں سورۂ بروج یا اس کی مثل سورتیں پڑھے، اور عصر وعشا میں اس سے چھوٹی، اور مغرب میں قِصَار مُفصّل کی چھوٹی سورتیں اور جلدی ہو تو ہر نماز میں جو چاہے پڑھے۔

اور حَضَر یعنی حالتِ اقامت میں جب کہ وقت تنگ نہ ہو تو سنّت یہ ہے کہ فجر وظہر میں طِوَالِ مفصّل پڑھے، اور عصر وعشا میں اوساط مفصّل، اور مغرب میں قِصار مفصّل اور ان سب صورتوں میں امام ومنفرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

سوال:- طوالِ مفصل، اوساط مفصل اور قصار مفصل کسے کہتے ہیں؟

جواب:- سورۂ حجرات (پارہ حٰمٓ ۲۶) سے آخر تک قرآن مجید کی سورتوں کو مفصل کہتے ہیں، اس کے یہ تین حصّے ہیں، سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک طوال مفصل، اور سورۂ بروج سے سورۂ لَمْ یَکُنْ تک اوساط مفصل، اور لَمْ یَکُنْ سے آخر تک قصار مفصّل۔

سوال:- کسی ضرورت سے قراءت مسنونہ چھوڑ دیں تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اضطراری حالت میں مثلاً وقت جاتے رہنے کا خوف ہو یا دشمن یا چور کا

اندیشہ ہوتو قراءتِ مسنونہ ترک کردینے میں کوئی مضایقہ نہیں بلکہ بقدرِحال پڑھے خواہ سفر میں ہو یا حضر میں یہاں تک کہ اگر واجبات کی رعایت نہیں کرسکتا تو اس کی بھی اجازت ہے، مثلاً فجر کا وقت اتنا تنگ ہے کہ صرف ایک ایک آیت پڑھ سکتا ہے تو یہی کرے مگر بلندیِ آفتاب کے بعد نماز کا اعادہ کرلے یا مثلاً سنتِ فجر میں جماعت جانے کا خوف ہوتو صرف واجبات ادا کرے، ثنا وتعوّذ کو ترک کرے اور رکوع وسجود میں ایک بار تسبیح پڑھے۔

سوال: -قراءتِ مسنونہ پر زیادتی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: -اگر مقتدیوں پر شاق نہ ہوتو قراءتِ مسنونہ پر قدرے زیادتی کی جاسکتی ہے لیکن اگر ان پر گراں گزرے تو قراءتِ مسنون پر زیادت نہ کرے بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی اوروں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرے کہ ان میں بیمار، کمزور اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب اپنی پڑھے تو جس قدر چاہے طول دے۔

سوال: -قراءت ہر رکعت کی برابر ہونی چاہیے یا کم وبیش؟

جواب: -فجر کی پہلی رکعت کو بہ نسبت دوسری کے دراز کرنا مسنون ہے اور اس کی مقدار یہ رکھی گئی ہے کہ پہلی میں دو تہائی اور دوسری میں ایک تہائی اور بہتر یہ ہے کہ اور نمازوں میں پہلی رکعت کی قراءت دوسری سے قدرے زیادہ ہو، یہی حکم جمعہ وعیدین کا بھی ہے۔ اور سنن ونوافل میں دونوں رکعتوں میں برابر کی سورتیں پڑھے۔

سوال: -دوسری رکعت میں پہلی سے زیادہ قراءت کرنے کا کیا حکم ہے؟

سوال: -دوسری رکعت کی قراءت پہلی سے طویل کرنا مکروہ ہے۔ جب کہ سورتوں کی آیتیں برابر کی ہوں اور یہ زیادتی بقدر تین آیت ہو، اور اگر سورتوں کی آیتیں چھوٹی بڑی ہوں تو آیتوں کی تعداد کا اعتبار نہیں بلکہ حروف وکلمات کا اعتبار ہے۔ اگر کلمات وحروف میں بہت تفاوت ہے تو کراہت ہے اگرچہ آیتیں گنتی میں برابر ہوں ورنہ نہیں، مثلاً پہلی میں اَلَمْ نَشْرَح پڑھی اور دوسری میں لَمْ یَکُنْ تو کراہت ہے، اگرچہ دونوں میں آٹھ آیتیں ہیں۔

سوال: -نماز میں کسی سورت کو ہمیشہ کے لیے مقرر کرلینا کیسا ہے؟

جواب: -سورتوں کا معین کرلینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے مکروہ

ہے مگر جو سورتیں احادیث میں وارد ہیں ان کو کبھی کبھی تبرّ گا پڑھ لینا مستحب ہے مگر ہمیشہ نہ پڑھے کہ کوئی واجب گمان کرلے۔

سوال:- فجر کی سنتوں اور وتر میں قراءتِ مسنون کیا ہے؟

جواب:- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں اکثر قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھتے تھے۔ اور وتر میں پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَی اور کبھی اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ دوسری میں قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھتے یوں ہی جمعہ وعیدین کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتٰكَ پڑھنا سُنّت ہے اور یہ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے جو اُوپر مذکور ہوا (یعنی سوال نمبر ۱۱۷ میں)

سوال:- ترتیب کے خلاف قرآن مجید پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:- خلاف ترتیب قرآن شریف پڑھنا کہ دوسری رکعت میں پہلی والی سے اُوپر کی سورت پڑھے یہ مکروہ تحریمی ہے مثلاً پہلی میں قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ہاں! اگر بھول کر دوسری رکعت میں اُوپر کی سورت شروع کردی پھر یاد آیا تو جو شروع ہو چکا ہے اُسی کو پورا کرے۔ اگرچہ ابھی ایک ہی حرف پڑھا ہو۔

سوال:- نماز میں ایک ہی سورت کو مکرّر پڑھ لینا کیسا ہے؟

جواب:- دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے جب کہ کوئی مجبوری نہ ہو اور مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں مثلاً دوسری میں بِلا قصد وہی پہلی سورت شروع کردی یا دوسری سورت یاد نہیں آتی یا پہلی رکعت میں پوری قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی تو اب دوسری میں بھی یہی پڑھے اور نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کو مکرر پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی سورت کو بار بار پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔

سوال:- درمیان سے سورت چھوڑنے کا حکم کیا ہے؟

جواب:- پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری ایک چھوٹی سورت درمیان سے چھوڑ کر پڑھی تو مکروہ ہے اور اگر وہ درمیان کی سورت پہلی سورت سے بڑی ہے تو ہرج

نہیں جیسے وَالتِّیْنِ کے بعد اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ پڑھنے میں ہرج نہیں۔ جیسے اِذَا جَآءَ کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنا چاہیے۔

سوال:- تلاوتِ قرآن کریم کے فضائل (خوبیاں) کیا ہیں؟

جواب:- قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کے بہت سے فضائل ہیں۔ اجمالی طور پر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس پر اسلام اور احکامِ اسلام کا مدار ہے۔ اس کی تلاوت کرنا، اس میں تدبر اور غور و فکر کرنا آدمی کو خدا تک پہنچاتا ہے۔ جس طرح یہ مقدس کتاب تمام علوم کی جامع ہے اسی طرح اس کا ایک ایک کلمہ اور ایک ایک حرف بے نہایت برکات کا سرچشمہ ہے۔

اس کے فضائل میں سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

۱- قرآن کریم کی تلاوت کرو وہ روزِ قیامت اپنے رفیقوں کی شفاعت کرے گا۔

۲- جس شخص نے قرآنِ کریم کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے نیکی ہے دس نیکیوں کے برابر۔

۳- اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص کو قرآن اور میرا ذکر ایسا مشغول کرے کہ وہ مجھ سے مانگنے اور سوال کرنے کی فرصت بھی نہ پائے میں اُس کو مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں۔

۴- جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے وہ اہلِ آسمان کے لیے ایسی زینت ہوتا ہے جیسے ستارے زمین والوں کے لیے۔

۵- اپنے مکانوں کو نماز اور قرآنِ کریم کی تلاوت سے منوّر کرو۔

۶- میری اُمت کی بہترین عبادت قرآن کریم کی تلاوت ہے۔

۷- تم میں بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔

سوال:- تلاوت میں خاص کر کس بات کا دھیان رکھنا چاہیے؟

جواب:- قرآنِ کریم کو سمجھ کر پڑھنا، اس کے معنی پر نظر رکھنا مقصودِ اعظم ہے اس سے قلب میں نورانیت حاصل ہوتی ہے اور معنیٰ پر نظر رکھنے سے مراد یہ ہے کہ جو پڑھتا ہے

اس کے معنیٰ سمجھے اور امر و نہی پر غور کرے اور دل میں اس کے ماننے اور اطاعت کرنے کا اعتماد جمائے اور گزرے ہوئے زمانے میں جو تقصیر ہوئی اس سے استغفار کرے اور جب آیتِ رحمت آئے تو خوش ہو اور اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرے اور جب آیتِ عذاب آئے تو ڈرے اور اس سے پناہ مانگے۔ دل حاضر کرے اور خشوع کے ساتھ پڑھے یہاں تک کہ رقت آئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوں۔

قراءت کے درمیان ہنسنا، بے فائدہ عبث حرکات کرنا اور لہو کی طرف نظر کرنا اور قرآنِ کریم کی تلاوت کو کسی سے بات کرنے کے لیے قطع کرنا مکروہ ہے اور قرآنِ کریم کو ذریعۂ معاش بنانا ممنوع ہے۔

سوال:- چلتے پھرتے اور لیٹ کر تلاوت جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- قرآن کریم زبانی لیٹ کر پڑھنے میں حرج نہیں جب کہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ کھلا ہو، یوں چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے جب کہ دل نہ بٹے، ورنہ مکروہ ہے۔

سبق نمبر (۱۲)

امامت کا بیان

سوال:- امامت کے کیا معنیٰ ہیں؟

جواب:- امامت سرداری کو کہتے ہیں اور امام قوم کے سردار اور پیشوا کو کہتے ہیں، امامتِ نماز کے معنیٰ ہیں ''مقتدی کی نماز کا امام کی نماز سے چند شرطوں کے ساتھ وابستہ ہونا'' حدیث میں آیا ہے کہ امام ضامن ہوتا ہے یعنی نماز میں امام کے سر بڑی ذمہ داری ہے مقتدیوں کی نمازوں کا صحیح و فاسد ہونا سب اسی کے سر ہے۔ ذرا کسی کو مولوی صورت دیکھ کر امامت کے لیے بڑھا دینا نادانی اور احکام شرع سے لاپروائی ہے، شریعت مطہرہ نے امامت کے لیے کچھ شرطیں بھی رکھی ہیں جن کا ہر امام میں پایا جانا ضروری ہے۔

سوال:- شرائطِ امامت کیا ہیں؟

جواب:- مرد اگر معذور نہ ہو تو اس کے امام کے لیے چھ شرطیں ہیں:

(۱) امام مسلمان ہو (۲) بالغ ہو یعنی اگر کوئی اور علامتِ بلوغ اس میں نہ پائی جائے تو پندرہ برس کامل کی عمر رکھتا ہو۔ (۳) عاقل ہو (۴) مرد ہو، (۵) اتنی قراءت جانتا ہو کہ جس سے نماز صحیح ہو جائے (۶) عذر سے محفوظ ہو یعنی اسے کوئی مرض ایسا نہ ہو جس سے معذور کا حکم دیا جاتا ہے۔

سوال:- کن لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے؟

جواب:- غلام، دہقانی، نابینا، ولد الزنا، خوب صورت اَمرَد (وہ نو عمر جس کے داڑھی مونچھ نہ ہو) کوڑھی، برص والا جس سے لوگ کراہت و نفرت کرتے ہوں اور سفیہ یعنی بےوقوف کہ خرید و فروخت میں دھوکے کھاتا ہو۔ اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے کہ پڑھنی خلافِ اولیٰ ہے اور پڑھ لیں تو حرج نہیں، بلکہ اگر حاضرین میں یہی لوگ سب سے زائد مسائل نماز و طہارت کا علم رکھتے ہوں اور اس جماعت میں اور کوئی اُن سے بہتر نہ ہو تو یہی مستحق امامت ہیں اور کوئی کراہت نہیں۔ اور نابینا کی امامت میں تو بہت خفیف کراہت ہے۔

سوال:- کن لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے؟

جواب:- وہ بد مذہب جن کی بد مذہبی حدّ کفر تک نہ پہنچی ہو اور فاسق مُعلِن جو کبیرہ گناہ بالاعلان کرتے ہیں، جیسے شرابی، جواری، زنا کار، سودخوار، چغل خور، داڑھی منڈانے یا خشخاشی رکھنے والا، یا کترواکر حدِّ شرع سے کم کرنے والا، یا ناچ رنگ دیکھنے والا، یا مولیٰ علی کو شیخین سے افضل بتانے والا، یا کسی صحابی مثلاً امیر معاویہ و ابو موسیٰ اشعری کو بُرا کہنے والا، ان میں سے کسی کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ جتنی پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب ہے مگر جہاں جمعہ و عیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی یا فاسق مُعلِن ہے اور دوسرا امام نہ مل سکتا ہو وہاں ان کے پیچھے جمعہ و عیدین پڑھ لی جائیں۔

سوال:- کن لوگوں کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی؟

جواب:- جو قراءت غلط پڑھتا ہو جس سے معنیٰ فاسد ہوں یا وضو یا غسل صحیح نہ کرتا ہو

یا ضرورتِ دین سے کسی چیز کا منکر ہو یعنی وہ بد مذہب جس کی بد مذہبی کفر کی حد تک پہنچ چکی ہو اور وہ جو شفاعت یا دیدارِ الٰہی یا عذابِ قبر یا کراماً کاتبین کا انکار کرتا ہے ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ نہ ان کی نماز نماز ہے نہ اُن کے پیچھے نماز نماز ہے حتی کہ جمعہ وعیدین میں بھی ان کی اقتدا درست نہیں۔

سوال:- اقتدا کی شرطیں کتنی ہیں؟

جواب:- اقتدا یعنی کسی امام کی نماز کے ساتھ اپنی نماز وابستہ کر دینا، اس کی تیرہ شرطیں ہیں، وہ یہ ہیں:

① مقتدی کو اقتدا کی نیت۔

② نیت اقتدا کا تحریمہ کے ساتھ ہونا یا تحریمہ پر مقدم ہونا، بشرطے کہ اس صورت میں نیت وتحریمہ کے درمیان کوئی فعل اجنبی جو منافی نماز ہے نہ پایا جائے۔

③ امام و مقتدی دونوں کا ایک مکان میں ہونا۔

④ دونوں کی نماز ایک ہو یا امام کی نماز مقتدی کی نماز کو متضمن ہو۔

⑤ امام کی نماز کا مقتدی کے مذہب میں صحیح ہونا۔

⑥ امام و مقتدی دونوں کا اُسے صحیح سمجھنا۔

⑦ عورت کا نماز میں مرد کے برابر نہ ہونا (اس کی صورتیں مخصوص ہیں)۔

⑧ مقتدی کا امام سے مقدم نہ ہونا۔

⑨ امام کے انتقالات کا علم ہونا یعنی امام کے ایک رکن سے دوسرے رکن میں جانے کو جاننا خواہ دیکھ کر یا کسی اور طرح۔

⑩ مقتدی کو امام کا مقیم یا مسافر معلوم ہونا اگر چہ بعد نماز۔

⑪ ارکانِ نماز کی ادا میں شریک ہونا۔

⑫ ارکان کی بجا آوری میں مقتدی کا امام کی مانند یا کم ہونا۔

⑬ اور شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا۔

سوال:- تراویح میں نابالغ کو امام بنانا درست ہے یا نہیں؟

جواب:- نابالغ لڑکے کی اقتدا مرد بالغ کسی نماز میں نہیں کرسکتا یہاں تک کہ نماز جنازہ وتراویح ونوافل میں، یہی صحیح ہے۔ ہاں! نابالغ دوسرے نابالغوں کی امامت کرسکتا ہے جب کہ سمجھ دار ہو۔

سوال:- امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

جواب:- سب سے زیادہ مستحق امامت وہ شخص ہے جو نماز وطہارت کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو بشرطے کہ اتنا قرآن شریف یاد ہو کہ بطور مسنون پڑھے اور صحیح پڑھتا ہو اور مذہب کی کچھ خرابی نہ رکھتا ہو اور فواحش یعنی بے حیائیوں اور ایسے کاموں سے بچتا ہو، جو مروت کے خلاف ہیں۔

اس کے بعد وہ شخص جو قراءت کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اس کے موافق ادا کرتا ہو اس کے بعد وہ جو زیادہ پرہیز گار ہو یعنی حرام تو حرام شبہات سے بھی بچتا ہو۔ اس کے بعد زیادہ عمر والا، اس کے بعد وہ جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں۔ اس کے بعد تہجد گزار اور چند شخص برابر کے ہوں تو ان میں جو شرعی ترجیح رکھتا ہو وہ زیادہ حق دار ہے یا پھر ان میں سے جماعت جس کو منتخب کرلے۔

ہاں! اگر کسی جگہ امام معین ہو تو وہی امامت کا حق دار ہے اگرچہ حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم اور زیادہ تجوید والا ہو یعنی جب کہ امام معین میں شرائط امامت پائی جاتی ہوں ورنہ وہ امامت کا اہل ہی نہیں بہتر ہونا درکنار۔

سوال:- جس سے لوگ ناراض ہوں اُس کی امامت کا حکم کیا ہے؟

جواب:- جس شخص کی امامت سے لوگ کسی شرعی وجہ سے ناراض ہوں تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ناراضی کسی شرعی وجہ سے نہ ہو تو کراہت نہیں بلکہ اگر وہی احق ہو تو اسی کو امام ہونا چاہیے۔

سوال:- معذور معذور کا اور اُمّی اُمّی کا امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- معذور (یعنی ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کرسکا) اپنے مثل یا اپنے سے زائد عذر والے کی

امامت کرسکتا ہے، کم عذر والے کی امامت نہیں کرسکتا۔ اور اگر امام ومقتدی دونوں کو دو قسم کے عذر ہوں مثلاً ایک کو ریاح کا مرض ہے دوسرے کو نکسیر کا تو ایک دوسرے کی امامت نہیں کرسکتا۔ اور اُمّی (یعنی جس کو کوئی آیت یاد نہیں یا آیتیں یاد ہیں مگر حروف صحیح ادا نہیں کرسکتا جس کی وجہ سے معنیٰ فاسد ہوجاتے ہیں) اُمّی کا امام ہوسکتا ہے، قاری کا نہیں، اور یہاں قاری سے مُراد وہ شخص ہے کہ بقدر فرض قرآن صحیح پڑھ سکتا ہو بلکہ اگر اُمّی نے اُمّی اور قاری کی امامت کی تو کسی کی نماز نہ ہوئی، اگرچہ قاری درمیان نماز میں شریک ہوا ہو۔

سوال:- مقتدی کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:- امام کی اقتدا کرنے والے کو مقتدی کہتے ہیں اور اس کی چار قسمیں ہیں:

۱ **مُدرِک** یعنی وہ جس نے اوّل رکعت سے تشہُّد تک امام کے ساتھ نماز پڑھی۔

۲ **لاحق** یعنی وہ کہ امام کے ساتھ پہلی رکعت میں شریک ہوا مگر اقتدا کے بعد اس کی کُل رکعتیں یا بعض فوت ہوگئیں، خواہ عذر سے خواہ بِلا عذر۔

۳ **مسبوق** یعنی وہ کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔

۴ **لاحق مسبوق** یعنی وہ کہ جسے کچھ رکعتیں شروع کی امام کے ساتھ نہ ملیں، پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہوگیا۔

سوال:- لاحق کا کیا حکم ہے؟

جواب:- لاحق مُدرک کے حکم میں ہے کہ جب اپنی فوت شدہ نماز پڑھے گا تو اُس میں نہ قراءت کرے گا نہ سہو سے سجدۂ سہو کرے گا اور اپنی فوت شدہ کو یعنی جہاں سے باقی ہے وہاں سے پہلے پڑھے گا۔ یہ نہ ہوگا کہ امام کے ساتھ پڑھے۔ جب امام فارغ ہوجائے تو اپنی پڑھے اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ امام کے ساتھ ہولیا پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ پڑھی تو نماز ہوگئی مگر گناہ گار رہوا۔

سوال:- مسبوق کا کیا حکم ہے؟

جواب:- مسبوق پہلے امام کے ساتھ ہولے پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ نماز پڑھے اور اپنی فوت شدہ کی ادا میں یہ منفرد کے حکم میں ہے کہ جو رکعت جاتی

رہی تھی اس میں قراءت کرے اور کسی وجہ سے پہلے ثنا نہ پڑھی تھی تو اب پڑھے اور قراءت سے پہلے أَعُوْذُ بِاللّٰه اور بسم اللہ پڑھے اور فوت شدہ میں سہو ہو تو سہو کرے اور تشہد کے حق میں یہ رکعت، اوّل رکعت قرار نہ دی جائے گی بلکہ دوسری، تیسری، چوتھی جو شمار میں آئے، مثلاً چار رکعت والی نماز میں اسے ایک ملی تو حقِ قراءت میں یہ جو اب پڑھتا ہے پہلی ہے اور حقِ تشہد میں دوسری، لہٰذا ایک رکعت فاتحہ اور سورت کے ساتھ پڑھ کر قعدہ کرے اور اس کے بعد والی میں بھی فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس میں نہ بیٹھے پھر اس کے بعد والی میں فاتحہ پڑھ کر رکوع کر دے اور تشہد وغیرہ پڑھ کر نماز ختم کر دے اور مسبوق کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی فوراً کھڑا نہ ہو جائے بلکہ اتنی دیر صبر کرے کہ معلوم ہو جائے کہ امام کو سجدۂ سہو تو نہیں کرنا ہے۔

سوال:- مسبوق اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- مسبوق نے یہ گمان کر کے کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے قصداً سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر بھول کر سلام پھیرا تو اگر امام کے بعد پھیرا تو سجدۂ سہو لازم ہے، اپنی نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کرے اور اگر بالکل ساتھ ساتھ پھیرا تو پھر سجدۂ سہو نہیں کھڑا ہو جائے اور اپنی نماز پوری کر لے۔

سوال:- مسبوق کھڑا ہو گیا، اب امام نے سجدۂ سہو کیا تو مسبوق کیا کرے؟

جواب:- اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کھڑا ہو، اب امام نے سجدۂ سہو کیا تو جب تک مسبوق نے اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے اور پھر اپنی پڑھے، اور پہلے جو افعال کر چکا تھا اس کا شمار نہ ہوگا اور اگر نہ لوٹا اور اپنی پڑھ لی تو آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو نہ لوٹے، لوٹے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

سبق نمبر ۱۴

جماعت کا بیان

سوال:- پنج وقتہ فرض نمازوں میں جماعت سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:- ہر عاقل، بالغ مرد پر جسے مسجد تک جانے میں مشقت نہ ہو جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے، بلا عذر شرعی ایک بار بھی چھوڑنے والا فاسق ہے جس کی گواہی نامقبول ،اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ اگر پڑوسی رہے تو وہ بھی گنہ گار ہوئے۔

سوال:- جمعہ وعیدین اور تراویح و وِتر میں جماعت کیسی ہے؟

جواب:- جمعہ وعیدین میں جماعت شرط ہے، اور تراویح میں سنت کفایہ کہ محلہ کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب نے بُرا کیا اور کچھ لوگوں نے قائم کر لی تو باقیوں کے سر سے جماعت ساقط ہوگئی اور رمضان کے وِتر میں مستحب ہے اور سورج گہن میں سنت ہے۔

سوال:- عورتوں پر نماز با جماعت واجب ہے یا نہیں؟

جواب:- عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں، دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین، خواہ وہ جوان ہوں یا بوڑھیاں، یوں ہی عورتوں کو وعظ کی مجالس میں بھی جانا جائز نہیں۔[1]

سوال:- وہ کیا باتیں ہیں جن کی وجہ سے جماعت کی حاضری معاف ہے؟

جواب:- (۱) سخت بارش اور سخت کیچڑ کا حائل ہونا (۲) سخت سردی، (۳) سخت تاریکی، (۴) آندھی (۵) مال (۶) یا کھانے کے تلف ہونے کا اندیشہ، (۷) قرض خواہ کا خوف جب کہ آدمی تنگ دست ہو (۸) ظالم کا خوف (۹) پاخانہ (۱۰) پیشاب (۱۱) اور ریاح کی شدید حاجت (۱۲) کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش (۱۳) قافلے کے چلے

---

[1] لیکن اب جب کہ عورتیں بازاروں وغیرہ میں گھومتی پھرتی ہیں بعض علما نے اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ ۱۲ منہ عفي عنہ۔

جانے کا اندیشہ (۱۵) مریض کی تیمارداری کہ اس کو تکلیف ہوگی اور گھبرائے گا، یہ سب ترکِ جماعت کے لیے عذر ہیں۔

سوال:- وہ لوگ کون ہیں جنھیں جماعت میں نہ آنے کی اجازت ہے؟

جواب:- (۱) مریض جسے مسجد تک جانے میں مشقت ہو (۲) اپاہج (۳) جس کا پاؤں کٹ گیا ہو (۴) جس پر فالج گرا ہو (۵) اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہو (۶) نابینا، اگرچہ اس کو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچانے والا موجود ہو (۷) اور نابالغ کے ذمہ جماعت کی حاضری لازم نہیں ہے۔

سوال:- جماعت سے نماز پڑھنے میں کیا کیا خوبیاں اور فائدے ہیں؟

جواب:- حدیث شریف میں ہے کہ نماز باجماعت تنہا نماز سے ستائیس درجے بڑھ کر ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جو اللہ کے لیے چالیس دن باجماعت نماز پڑھے اور تکبیرِ اولیٰ پائے۔ اس کے لیے دو آزادیاں لکھ دی جائیں گی، ایک دوزخ سے، ایک نفاق سے۔

ان عظیم فائدوں کے علاوہ جماعت میں اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں مثلاً مسلمانوں میں اتحاد و یک جہتی، ناواقفوں کا مسائل علمی سے واقف ہونا، ہمسایوں اور اہلِ محلہ کی حالت سے آگاہ رہنا، عبادت گزاروں کے فیض و برکت اور ملاقات سے بہرہ وَر ہونا، ان کے طفیل اپنی نماز کا قبول ہونا، حاجت مندوں اور غریبوں کا حال معلوم ہونا، دوسروں کو دیکھ کر عبادت کا ذوق وشوق اور خدا کی طرف رغبت پیدا ہونا، دنیا کی آلودگیوں اور بکھیڑوں سے اتنی دیر تک محفوظ رہنا وغیرہ۔

سوال:- جماعت میں کس طرح کھڑا ہونا چاہیے؟

جواب:- مقتدی صف بنا کر مِل کر کھڑے ہوں کہ بیچ میں کشادگی نہ رہ جائے اور سب کے مونڈھے برابر ہوں۔ اور اکیلا مقتدی امام کی برابر دہنی جانب اس طرح کھڑا ہو کہ اس کا قدم امام سے آگے نہ ہو، بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اور صفوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے مردوں کی صف ہو، پھر بچوں کی، اور اگر بچّہ تنہا ہو تو مردوں کی صف میں داخل ہو جائے اور امام کو چاہیے کہ مقتدیوں کے آگے وسط میں کھڑا ہو۔ اگر دائیں یا بائیں جانب کھڑا

ہوا تو خلاف سنّت کیا، اور امام کے پیچھے مقابلہ میں وہ شخص کھڑا ہو جو جماعت میں سب سے افضل ہے۔

سوال:- پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے پیچھے کھڑا ہونا کیسا ہے؟

جواب:- صف میں جگہ ہوتے ہوئے مقتدی کو صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے، اور جب کہ پہلی صف میں جگہ ہو اور پچھلی صف بھر گئی ہو تو اس کو چیر کر جائے اور خالی جگہ میں کھڑا ہو، اس کے لیے حدیث میں فرمایا کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی مگر یہ حکم وہاں ہے جہاں فتنہ وفساد کا احتمال نہ ہو۔

سوال:- وہ کون سی ایسی چیزیں ہیں کہ اگر امام نہ کرے تو مقتدی بھی نہ کرے۔

جواب:- پانچ چیزیں وہ ہیں کہ امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی نہ کرے اور امام کا ساتھ دے۔ ① عیدین کی تکبیریں ② قعدۂ اولیٰ ③ سجدۂ تلاوت، ④ سجدۂ سہو ⑤ قنوت جب کہ رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ ورنہ قنوت پڑھ رکوع کرے۔ اور امام نے اگر قعدۂ اولیٰ نہ کیا اور ابھی سیدھا کھڑا نہ ہوا ہو تو مقتدی ابھی نہ اُٹھے بلکہ اُسے بتائے تاکہ وہ واپس آئے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو نہ بتائے کہ نماز جاتی رہے گی بلکہ خود بھی کھڑا ہو جائے۔

سوال:- وہ کیا کیا چیزیں ہیں کہ اگر امام کرے تو مقتدی نہ کرے؟

جواب:- چار چیزیں وہ ہیں کہ اگر امام کرے تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دے:

① نماز میں کوئی رکن زائد ادا کرے یعنی دو رکوع یا دو سے زائد سجدہ کرے۔

② یا عیدین کی تکبیرات سولہ سے زائد کہے۔

③ یا نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہے۔

④ یا قعدۂ اخیرہ کے بعد پانچویں رکعت کے لیے بھُول کر کھڑا ہو جائے، پھر اس صورت میں اگر پانچویں کے سجدے سے پہلے لوٹ آیا مقتدی اس کا ساتھ دے اور اس کے ساتھ سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کیا تو سب کی نماز فاسد ہو گئی۔

سوال:- وہ کیا چیزیں ہیں کہ اگر امام ترک کر دے تو مقتدی بجالائے؟

جواب:- ① تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھانا

② ثنا پڑھنا (جب کہ امام فاتحہ میں ہو اور آہستہ پڑھتا ہو)
③ تکبیرات انتقال
④ یعنی رکوع سجود کے وقت کی تکبیریں، رکوع و سجود کی تسبیحات
⑤ تسمیع یعنی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہنا
⑥ تشہد پڑھنا
⑦ سلام پھیرنا
⑧ تکبیرات تشریق، یہ وہ چیزیں ہیں کہ اگر امام نہ کرے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے بلکہ بجالائے۔

سوال:- فرض نماز تنہا ادا کرنے میں اگر جماعت قائم ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب:- تنہا فرض نماز ابھی شروع ہی کی تھی یا فجر یا مغرب کی نماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ وہیں جماعت شروع ہو گئی تو فوراً نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے البتہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو اب ان دو نمازوں یعنی فجر و مغرب میں توڑنے کی اجازت نہیں نماز پوری کر لے اور چار رکعت والی نماز میں واجب ہے کہ ایک اور پڑھے اور توڑ دے، اور وہ پڑھ لی ہیں تو تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے کہ یہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں، البتہ اگر تین پڑھ لی ہیں تو واجب ہے کہ نہ توڑے ورنہ گناہ گار ہوگا بلکہ پوری کر کر کے نفل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جماعت کا ثواب پالے گا مگر عصر میں شامل نہیں ہو سکتا کہ عصر کے بعد نفل جائز نہیں۔

سوال:- سنت و نفل پڑھتے وقت اگر جماعت شروع ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- نفل شروع کر لیے تھے تو قطع نہ کرے بلکہ دو رکعت پوری کرے اور تیسری پڑھتا ہو تو چار پوری کر لے اور جمعہ اور ظہر کی سنّتیں پڑھنے میں خطبہ یا جماعت شروع ہوئی، تو چار پوری کر لے۔

سوال:- حاجت کے وقت نماز توڑنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:- نماز توڑنا بغیر عذر ہو تو حرام ہے، اور ضرورتاً نماز توڑنے کے لیے بیٹھنے کی حاجت نہیں، کھڑا کھڑا ایک طرف سلام پھیر کر توڑ دے۔

سبق نمبر ۱۵

مفسداتِ نماز کا بیان

سوال:- مفسداتِ نماز کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- مفسداتِ نماز وہ چیزیں ہیں کہ اگر دورانِ نماز پائی جائیں تو ان کے باعث نماز فاسد ہوجاتی ہے یعنی ٹوٹ جاتی ہے اور اسے دوبارہ صحیح طور پر ادا کرنا ذمہ پر باقی رہتا ہے۔

سوال:- نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں کتنی قسم کی ہیں؟

جواب:- مفسداتِ نماز دو قسم کی ہیں (۱) اقوال (۲) افعال۔

سوال:- وہ کون سے اقوال ہیں جن سے نماز فاسد ہوجاتی ہے؟

جواب:- ① کلام کرنا خواہ قصداً ہو یا سہواً، سوتے میں ہو یا بیداری میں، اپنی خوشی سے کلام کیا ہو یا کسی مجبوری کے باعث، تھوڑا ہو یا بہت

② کسی کو سلام کرنا

③ زبان سے سلام کا جواب دینا

④ چھینک کا جواب دینا یعنی کسی کو چھینک آنے پر یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہنا

⑤ خوشی کی خبر سُن کر جواب میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا

⑥ کوئی چیز تعجب خیز دیکھ کر بقصدِ جواب سُبحانَ اللّٰہِ یا لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا

⑦ بُری خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنا

⑧ الفاظِ قرآن سے کسی کو جواب دینا یا اُسے مخاطب کرنا

⑨ اللہ عزّ وجلّ کا نام سن کر جَلَّ جَلَالُہ کہنا

⑩ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام سُن کر درود شریف پڑھنا

⑪ امام کی قراءت سن کر صَدَقَ اللّٰہُ و صَدَقَ رَسُوْلُہ کہنا جب کہ تینوں

صورتوں میں بقصدِ جواب ہو

⑫ اذان کا جواب دینا

⑬ شیطان کا نام سُن کر اس پر لعنت کرنا

⑭ چاند دیکھ کر رَبِّی وَ رَبُّكَ اللہ کہنا

⑮ بخار وغیرہ کی وجہ سے کچھ کچھ قرآن پڑھ کر دم کرنا

⑯ قرآن کریم کی کوئی عبارت بہ نیت شعر پڑھنا

⑰ درد یا مصیبت کی وجہ سے آہ، اوہ، اُف وغیرہ الفاظ کہنا

⑱ نماز میں مصحف شریف سے دیکھ کر قرآن پڑھنا

⑲ صرف توریت و انجیل کو نماز میں پڑھنا

⑳ نمازی کا اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ دینا

㉑ اپنے مقتدی کے سوا امام کا دوسرے کا لقمہ لینا

㉒ نماز میں ایسی چیز کی دُعا کرنا جس کا بندوں سے سوال کیا جا سکتا ہے

㉓ قرآن مجید یا

㉔ اذکارِ نماز مثلاً تسمیع، تحمید، تشہد میں ایسی غلطی کرنا جس سے معنیٰ بگڑتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

سوال:- وہ افعال کون کون سے ہیں جو نماز کو فاسد کر دیتے ہیں؟

جواب: ① عمل کثیر یعنی جس کام کے کرنے والے کو دُور سے دیکھ کر گمانِ غالب ہو کہ وہ نماز میں نہیں

② کُرتا یا پاجامہ پہننا یا تہ بند باندھنا

③ ناپاک جگہ پر کسی حائل کے بغیر سجدہ کرنا

④ ہاتھ یا گھٹنے سجدے میں ناپاک جگہ پر رکھنا

⑤ ستر کھولے ہوئے

⑥ یا بقدر مانع نجاست کے ساتھ پورا رکن ادا کرنا

⑦ اس حالت میں تین تسبیح کا وقت گزر جانا

⑧ یا امام کے آگے بڑھ جانا

⑨ نماز کے اندر کھانا پینا قصداً ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا بہت، یہاں تک کہ اگر تل بغیر چبائے نگل گیا یا کوئی قطرہ اس کے منہ میں گرا اور اُس نے نگل لیا تو نماز جاتی رہی

⑩ سینہ کو قبلہ سے پھیرنا یعنی اتنا پھیرے کہ سینہ خاص جہت کعبہ سے پینتالیس درجے ہٹ جائے

⑪ بقدر دو صفوں کے یعنی تین قدم بلا ضرورت ایک بار چلنا یا ہٹنا

⑫ ایک نماز سے دوسری کی طرف تکبیر کہہ کر منتقل ہونا مثلاً ظہر پڑھ رہا تھا اور عصر یا نفل کی نیت سے اللہ أکبر کہا تو ظہر کی نماز جاتی رہی

⑬ تین کلمے اس طرح لکھنا کہ حروف ظاہر ہوں

⑭ ایک رکن میں تین بار کھجانا

⑮ یا پے در پے تین بال اکھاڑنا

⑯ درد اور مصیبت میں آواز سے رونا۔

⑰ جنون یا بے ہوشی کا طاری ہونا

⑱ بالغ آدمی کا نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا کہ آس پاس والے سُنیں جب کہ جاگتے میں اور رکوع وسجود والی نماز میں ہو بلکہ اس صورت میں وضو بھی ٹوٹ جائے گا

⑲ تکبیرات انتقال میں اللہ اکبر کے الف کو دراز کرنا یعنی آللہ یا آ کبر کہنا یا اکبر میں ب کے بعد الف بڑھا دینا یعنی اَکْبَار کہنا اور تحریمہ میں ایسا ہوا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی، وغیرہ وغیرہ۔

سوال:- مریض کی زبان سے بے اختیار آہ نکل جائے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب:- مریض کی زبان سے بے اختیار آہ، اوہ نکلی تو نماز فاسد نہ ہوگی، یوں ہی چھینک، کھانسی، جمائی، ڈکار میں جتنے حروف مجبورانہ نکلتے ہیں، معاف ہیں، یوں ہی جنّت و دوزخ کی یاد میں یہ الفاظ کہے تو نماز فاسد نہ ہوئی۔

سوال:- کھنکارنے سے نماز کس وقت فاسد ہوتی ہے؟

جواب:- کھنکارنے میں جب دو حرف پیدا ہوں جیسے اُح، تو نماز فاسد ہوجائے گی جب کہ نہ کوئی عذر ہو نہ غرضِ صحیح، تو اگر عذر سے ہو مثلاً طبیعت کا تقاضا ہے یا کسی صحیح غرض کے لیے ہو مثلاً آواز صاف کرنے کے لیے یا امام سے غلطی ہوگئی ہے اس لیے کھنکارتا ہے کہ درست کرلے یا اس لیے کھنکارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہوجائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

سوال:-لقمہ دینا تراویح کے سوا اور نمازوں میں بھی درست ہے یا نہیں شی؟

جواب:- تراویح اور غیر تراویح کی سب نمازوں میں اپنے امام کو لقمہ دینا اور امام کا اپنے مقتدی سے لقمہ لینا درست ہے مگر امام کے رُکتے ہی فوراً لقمہ دینا مکروہ ہے، تھوڑا توقف چاہیے کہ شاید امام خود نکال لے، یوں ہی امام کو مکروہ ہے کہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور کرے یعنی بار بار پڑھے یا خاموش کھڑا رہے۔ یہ نہ چاہیے بلکہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہوجائے یا دوسری آیت شروع کردے بشرطے کہ اس کا وصل مفسد نماز نہ ہو اور اگر بقدر حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع کردے۔

سوال:-نمازی کے آگے گزرنے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب:-نمازی کے آگے سے کسی کا گزرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا خواہ گزرنے والا مرد ہو یا عورت یا کتّا، مگر نمازی کے آگے سے گزرنا بہت سخت منع ہے، حدیث شریف میں فرمایا کہ اس میں جو کچھ گناہ ہے اگر گزرنے والا جانتا تو چالیس برس تک کھڑے رہنے کو گزرنے سے بہتر جانتا اور ایک روایت میں ہے کہ زمین میں دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔

سوال:-سُترہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:-نمازی کے آگے کوئی چیز جس سے آڑ ہوجائے اُسے سُترہ کہتے ہیں، سُترہ کے بعد سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں اور سُترہ بقدر ایک ہاتھ کے اُنچا اور اُنگلی کے برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا اور سامنے اگر دیوار یا درخت وغیرہ ہو تو وہی سُترہ ہے۔

سبق نمبر ۱۶

مکروہاتِ نماز کا بیان

سوال:- وہ کیا کیا چیزیں ہیں جن سے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے؟

جواب:- (۱) کپڑے یا ڈاڑھی یا بدن سے کھیلنا (۲) کپڑا اسمیٹنا مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے دامن اُٹھا لینا یا پاجامہ کے پائنچوں کو اُٹھا لینا (۳) کپڑا لٹکانا مثلاً سر، یا مونڈھوں پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں یا کرتے وغیرہ کی آستین میں ہاتھ نہ ڈالے بلکہ پیٹھ کی طرف پھینک دی۔ اور اگر چادر وغیرہ کا ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں (۴) کوئی آستین آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی رکھنا (۵) پاخانہ پیشاب کی شدید حاجت یا غلبۂ ریاح کے وقت نماز پڑھنا (۶) بالوں کا جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا (۷) کنکریاں ہٹانا، ہاں! اگر سنت کے مطابق سجدہ نہ ہوتا ہو تو ایک بار کی اجازت ہے (۸) اُنگلیاں چٹکانا (۹) اُنگلیوں کی قینچی باندھنا یعنی ایک ہاتھ کی اُنگلیاں دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں ڈالنا (۱۰) کمر پر ہاتھ رکھنا (۱۱) اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا (۱۲) نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا (۱۳) تشہد یا سجدوں کے درمیان کتّے کی طرح بیٹھنا یعنی گھٹنوں کو سینے سے لگا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سُرین کے بَل بیٹھنا (۱۴) مرد کا سجدے میں کلائیوں کو بچھانا (۱۵) کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا (۱۶) کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو (۱۷) پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو یعنی سر کھلا رہے (۱۸) ناک اور منہ کو چھپانا (۱۹) بے ضرورت کھنکار نکالنا (۲۰) بالقصد جماہی لینا (۲۱) جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو، اُسے پہن کر نماز پڑھنا (۲۲) ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ نمازی کے سر پر یا سامنے یا دائیں یا بائیں یا پسِ پشت تصویر ہو، ہاں! اگر تصویر کسی پہاڑ، دریا وغیرہ کی ہو تو کچھ حرج نہیں (۲۳) کسی واجب کو ترک کرنا مثلاً رکوع میں پیٹھ سیدھی نہ کرنا اور قومہ اور جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ کو چلا جانا (۲۴) قیام

کے علاوہ اور کسی موقع پر قرآن مجید پڑھنا (۲۵) رکوع میں قراءت ختم کرنا (۲۶) امام سے پہلے مقتدی کا رکوع وسجود میں جانا یا اس سے پہلے سر اُٹھانا (۲۷) صرف پاجامہ یا تہ بند پہن کر نماز پڑھنا جب کہ کُرتا یا چادر موجود ہے اور اگر دوسرا کپڑا نہیں تو معافی ہے (۲۸) امام کو کسی آنے والے کی خاطر نماز کو طول دینا جب کہ اُسے پہچانتا ہو اور اس کی خاطر مدِّ نظر ہو اور اگر نماز پر اُس کی اعانت کے لیے بقدر ایک دو تسبیح کے طول دیا تو کراہت نہیں (۲۹) جلدی میں صف کے پیچھے ہی سے اللہ اکبر کہہ کر صف میں داخل ہونا، (۳۰) غصب کی ہوئی زمین یا پرائے کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا جُتے ہوئے کھیت میں نماز پڑھنا (۳۱) قبر کا نمازی کے سامنے ہونا جب کہ نمازی اور قبر کے درمیان کوئی آڑ نہ ہو۔ اور قبر اگر دائیں، بائیں یا پیچھے ہو تو کوئی کراہت نہیں (۳۲) کفارے کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا بلکہ ان میں جانا بھی ممنوع ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہیں (۳۳) الٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا (۳۴) انگرکھے کے بند نہ باندھنا، (۳۵) اچکن وغیرہ کے بٹن نہ لگانا جب کہ نیچے کرتا وغیرہ نہ ہو اور سینہ کُھلا رہے اور نیچے کُرتا وغیرہ ہے تو مکروہ تنزیہی ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ ہر وہ نماز جو کراہتِ تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ یعنی دوبارہ پڑھنا واجب ہوتا ہے۔

سوال:- وہ کیا کیا چیزیں ہیں جن سے نماز مکروہ تنزیہی ہوتی ہے؟

جواب:- (۱) سجدہ یا رکوع میں بلا ضرورت تین تسبیح سے کم کہنا، ہاں! اگر مقتدی تین تسبیحیں نہ کہنے پایا تھا کہ امام نے سر اُٹھا لیا تو امام کا ساتھ دے (۲) کام کاج کے میلے کچیلے کپڑوں سے نماز پڑھنا جب کہ اس کے پاس اور کپڑے ہوں (۳) سُستی سے ننگے سر نماز پڑھنا اور خشوع وخضوع کے لیے سرِ برہنہ پڑھی تو مستحب ہے مگر بہتر یہ ہے کہ تنہائی میں ایسا کرے تا کہ ناواقف مسلمان اُسے اس حالت میں نہ دیکھیں اور یہ خود ریا سے محفوظ رہے۔ (۴) پیشانی سے خاک وغیرہ چھڑانا، ہاں! اگر تکلیف دہ ہو یا خیال بٹتا ہو تو حرج نہیں اور نماز کے بعد چھڑا دینا چاہیے تا کہ ریا نہ رہے (۵) نماز میں اُنگلیوں پر آیتوں یا تسبیحات وغیرہ کو گِننا، نماز فرض ہو خواہ نفل (۶) ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا

(۷) نماز میں بغیر عذر چارزانو یعنی پالتی مار کر بیٹھنا (۸) انگڑائی لینا (۹) بالقصد کھانسنا یا کھنکارنا (۱۰) منفرد کو صف میں کھڑا ہونا (۱۱) مقتدی کو صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونا جب کہ صف میں جگہ موجود ہو ورنہ حرج نہیں (۱۲) فرض کی ایک رکعت میں کسی آیت یا سورت کو بار بار پڑھنا (۱۳) سجدے کو جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا ور اُٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اُٹھانا اور اگر عذر ہو تو معافی ہے۔ (۱۴) رکوع میں سر کو پشت سے اونچا یا نیچا کرنا (۱۵) ثنا، تعوّذ، تسمیہ اور آمین زور سے کہنا (۱۶) اذکار نماز کو ان کی جگہ سے ہٹا کر پڑھنا، (۱۷) بغیر عذر دیوار وغیرہ پر ٹیک لگانا (۱۸) رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ نہ رکھنا (۱۹) سجدوں میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا (۲۰) آستین بچھا کر سجدہ کرنا، ہاں! اگر گرمی سے بچنے کے لیے ایسا کیا تو حرج نہیں (۲۱) امام ومقتدی کو آیتِ رحمت پر سوال کرنا۔ اور آیتِ عذاب پر پناہ مانگنا اور منفرد نفل پڑھنے والے کے لیے جائز ہے (۲۲) دائیں بائیں جھومنا اور تراوُح یعنی کبھی ایک پاؤں پر زور دیا کبھی دوسرے پر، یہ سنت ہے۔ (۲۳) اُٹھتے وقت آگے پیچھے پاؤں اٹھانا (۲۴) نماز میں آنکھیں بند رکھنا مگر جب کھلی رہنے میں خشوع وخضوع نہ ہوتا ہو تو بند کرنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے (۲۵) سجدہ وغیرہ میں اُنگلیوں کو قبلہ سے پھیر دینا (۲۶) امام کو تنہا دروں یا محراب میں کھڑا ہونا اور اگر باہر کھڑا ہوا اور سجدہ محراب میں کیا، یا اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر ہوں، یا مسجد ہی تنگ ہو تو کوئی کراہت نہیں (۲۷) پہلی جماعت کے امام کو محراب یعنی وسط مسجد چھوڑ کر دوسری جگہ کھڑا ہونا (۲۸) امام کا تنہا بلند جگہ پر کھڑا ہونا جب کہ بلندی قلیل ہو ورنہ مکروہ تحریمی ہے (۲۹) بلاضرورت امام کا نیچے اور مقتدی کا بلند جگہ پر ہونا (۳۰) مسجد میں اپنے لیے کوئی جگہ خاص کر لینا (۳۱) جلتی آگ نمازی کے آگے ہونا اور شمع یا چراغ میں کراہت نہیں (۳۲) سامنے پاخانہ وغیرہ نجاست کا ہونا (۳۳) ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں نجاست کا گمان ہے (۳۴) مرد کا سجدہ میں ران کو پیٹ سے چپکا دینا (۳۵) ایسی چیز کے سامنے نماز پڑھنا جو دل کو مشغول رکھے۔

سوال:- مسجد کی چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا بلکہ اس پر چڑھنا مکروہ ہے۔ یوں ہی گرمی کی

وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرنا مکروہ ہے۔ ہاں! اگر مسجد میں تنگی ہو اور نمازیوں کی کثرت تو چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ بڑے شہروں میں تنگی کی وجہ سے چھت پر بھی جماعت ہوتی ہے اور مسجد میں تو ہوتی ہی ہے۔

سوال:- پاجامہ ٹخنوں سے نیچے ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب:- اس طرح نماز ادا کرنا مکروہ ہے اور نماز کے علاوہ بھی کپڑا اتنا نیچا کرنا کہ زمین سے لگنے لگے سخت ممنوع ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے تہبند (پاجامہ وغیرہ) کا جو حصّہ ہے وہ آگ میں ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اِترانے کے طور پر کپڑا گھسیٹے گا (جیسا کہ عموماً لوگ پینٹ یا پاجامہ استعمال کرتے ہیں اور اسے داخلِ فیشن سمجھتے ہیں) اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

سوال:- ارکانِ نماز امام سے پہلے ادا کرنے والا کس سزا کا مستحق ہے؟

جواب:- حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص امام سے پہلے (رکوع یا سجدے وغیرہ میں) اپنا سر اُٹھاتا اور جھکاتا ہے اس کی پیشانی کے بال شیطان کے ہاتھ میں ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں: کیا جو شخص امام سے پہلے سر اُٹھاتا ہے اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کا سر کر دے۔ والعیاذ باللہ!

سوال:- نماز توڑنے کی اجازت کِن کِن صورتوں میں ہے؟

جواب:- سانپ وغیرہ کے مارنے کے لیے جب کہ ایذا کا صحیح اندیشہ ہو یا بھاگے ہوئے جانور کو پکڑنے کے لیے یا بکریوں پر بھیڑیے کے حملہ کرنے کے خوف سے یا جب کہ اپنے یا پرائے ایک درم کے نقصان کا خوف ہو مثلاً چور اُچکّا کوئی چیز لے بھاگا تو ان صورتوں میں نماز توڑ دینا جائز ہے، اور پیشاب پاخانہ وغیرہ معلوم ہوا یا کپڑے یا بدن پر اتنی نجاست لگی دیکھی جو نماز میں معاف ہے (مثلاً نجاستِ غلیظہ ایک درم سے کم) تو نماز توڑ دینا مستحب ہے بشرطے کہ جماعت اور وقت فوت نہ ہو، ہاں! پاخانہ پیشاب کی حالت شدید معلوم ہو تو جماعت کے فوت ہو جانے کا بھی خیال نہ کیا جائے گا البتہ وقت فوت ہونے کا لحاظ ہوگا۔

اور اگر کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو، یا آگ سے جل جائے گا،

یا اندھا راہ گیر کنوئیں میں گرا چاہتا ہے تو ان صورتوں میں نماز توڑ دینا واجب ہے جب کہ یہ اس کے بچانے اور مدد کرنے پر قادر ہو۔

سوال:- ماں باپ کے بُلانے پر نماز توڑنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- ماں، باپ، دادا، دادی وغیرہ کے محض بُلانے سے نماز قطع کرنا جائز نہیں البتہ ان کا پُکارنا بھی اگر کسی مصیبت کی وجہ سے ہو جیسے اوپر مذکور ہوا تو توڑ دے۔ یہ حکم فرض نماز کا ہے اور اگر نفل نماز کا ہے اور ان کو معلوم ہو کہ نماز پڑھتا ہے تو ان کے معمولی پکارنے سے نماز نہ توڑے اور اس نماز کا پڑھنا انھیں معلوم نہ ہو اور پُکارا تو توڑ دے اور جواب دے۔

سبق نمبر (۱۷)

احکامِ مسجد کا بیان

سوال:- مسجد کسے کہتے ہیں؟

جواب:- ہر وہ مقام جو نماز پڑھنے کے لیے مخصوص کر لیا جائے اور وہاں با جماعت یعنی اذان و اقامت سے نماز ہوتی ہو مسجد کہلاتا ہے۔ مسجد کے لیے عمارت ضروری نہیں یعنی خالی زمین اگر کوئی شخص مسجد کر دے تو وہ مسجد ہے اور جو جگہ مسجد ہو گئی وہ قیامت تک مسجد ہے۔

سوال:- مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت کیا ہے؟

جواب:- حدیث شریف میں آیا ہے کہ مرد کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ گھر میں اور بازار میں پڑھنے سے پچیس درجے زائد ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ صبح و شام مسجد کو جانا از قسم جہاد فی سبیل اللہ ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی اچّھی طرح وضو کر کے مسجد کے لیے نکلا تو جو قدم چلتا ہے اس سے درجہ بلند ہوتا ہے اور گناہ مٹتا ہے اور قرآنِ کریم سے بھی یہ مضمون ثابت ہے کہ جو قدم نمازی مسجد کی طرف چلنے میں رکھتا ہے اس پر اجر و ثواب لکھا جاتا ہے۔

سوال:۔مسجد کے آداب کیا ہیں؟

جواب:۔مسجد میں ان آداب کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

(۱) جب مسجد میں داخل ہو تو سلام کرو بشرطے کہ جو لوگ وہاں موجود ہیں وہ ذکر و درس میں مشغول نہ ہوں (۲) وقت مکروہ نہ ہو، تو دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرو (۳) ذکر کے سوا آواز بلند نہ کرو (۴) دنیا کی کوئی بات مسجد میں نہ کرو۔ مسجد میں کلام کرنا نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے (۵) لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگو، (۶) جگہ کے متعلق کسی سے جھگڑا نہ کرو (۷) اس طرح نہ بیٹھو، کہ دوسروں کے لیے جگہ میں تنگی ہو (۸) نمازی کے آگے سے نہ گزرو، (۹) انگلیاں مت چٹکاؤ (۱۰) ذکر الٰہی کی کثرت کرو (۱۱) وضو کرنے کے بعد پانی کی ایک چھینٹ فرش پر نہ گرنے دو (۱۲) کھڑے ہو کر تکبیر نہ سنو کہ مکروہ ہے بلکہ اقامت کہنے والا جب حیّ علی الصلاۃ کہے اُس وقت کھڑے ہو (۱۳) مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آواز آہستہ نکلے۔ اسی طرح کھانسی، ڈکار اور جماہی کو ضبط کرنا چاہیے اور نہ ہو تو حتی الامکان آواز دبائی جائے (۱۴) قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے مسجد میں کسی طرف نہ پھیلاؤ کہ خلافِ آدابِ دربار ہے۔ (۱۵) مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا یا فرشِ مسجد پر کوئی شے مثلاً لکڑی، چھتری، پنکھا وغیرہ دور سے چھوڑ دینا یا پھینک دینا، اس کی سخت ممانعت ہے۔

سوال:۔مسجد میں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔مسجد میں کھانا، پینا، سونا، اعتکاف کرنے والے اور پردیسی کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص مسجد میں کھانا یا سونا چاہتا ہے تو وہ بہ نیت اعتکاف مسجد میں داخل ہو اور ذکر کرے یا نماز پڑھے۔ اس کے بعد وہ کام کر سکتا ہے۔ نیتِ اعتکاف یہ ہے: بِسْمِ اللهِ دَخَلْتُ وَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ نَوَيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِكَافِ۔ اور ماہِ رمضان میں روزہ افطار کرنے کے لیے اگر خارجِ مسجد کوئی جگہ ایسی ہو کہ وہاں افطار کریں جب تو مسجد میں افطار نہ کریں، ورنہ داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لیا کریں۔ اب افطار کرنے میں حرج نہیں مگر اس بات کا اب بھی لحاظ کرنا ہوگا کہ مسجد کا فرش یا چٹائیاں خراب نہ ہوں۔

سوال:-مسجد میں سوال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:-آدابِ مسجد کا لحاظ رکھتے ہوئے بھی اپنے لیے مسجد میں بھیک مانگنا منع بلکہ حرام ہے اور مسجد میں مانگنے والے کو دینا بھی منع ہے۔ بلکہ ائمۂ دین نے فرمایا کہ جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ ستّر پیسے راہِ خدا میں اور دے کہ اس پیسے کے گناہ کا کفارہ ہوں۔ ہاں! دوسرے محتاج کے لیے امداد کو کہنا، یا کسی دینی کام کے لیے چندہ کرنا جس میں نہ غل شور ہو، نہ گردن پھلانگنا، نہ کسی کی نماز میں خلل، یہ بلاشبہ جائز بلکہ سنّت سے ثابت ہے اور بے سوال کسی محتاج کو دینا بہت خوب اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ثابت ہے۔

سوال:-بدبُودار چیز کے ساتھ مسجد میں جانے کا کیا حکم ہے؟

جواب:-بدن یا کپڑے یا منہ میں کوئی بدبو ہو تو جب تک دُور اور صاف نہ کرلیں مسجد میں جانا حرام اور نماز میں داخل ہونا منع ہے۔ بدبُودار کثیف حقّہ پینے والوں کو اس کا خیال بہت ضروری ہے اور ان سے زیادہ سگریٹ بیڑی والوں کو اور ان سب سے زیادہ اشد ضرورت تمباکو کھانے والوں کو ہے جن کے منہ میں ان کا جِرم دبا رہتا اور منہ کو بسا دیتا ہے، یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبُو ہو۔ جیسے مٹی کا تیل، کچّا لہسن، پیاز وغیرہ، غرض مسجد کو ہر گھِن اور بدبُو کی چیز سے بچانا واجب ہے اور مسجد میں جوتے رکھے تو اس کو پہلے صاف کرے۔

سوال:-مسجد کی کوئی چیز مسجد کے علاوہ استعمال میں لانا کیسا ہے؟

جواب:-مسجد کی چھوٹی بڑی کوئی چیز بے موقع یا کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کرسکتے، مثلاً لوٹے میں پانی بھر کر لے جانا، اس کی چٹائی یا فرش وغیرہ اپنے گھر یا کسی اور جگہ بچھانا، یا کسی اور مصرف میں لانا، مسجد کے ڈول رسّی سے گھر کے لیے پانی بھرنا، مسجد کے سقایہ یا ٹنکی یا گھڑوں مٹکوں میں بھرا ہُوا پانی گھر لے جانا، یوں ہیں سقایہ کی آگ گھر لے جانا، یا اس سے چلم بھرنا جائز نہیں۔

سوال:-محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے یا مسجد جامع میں؟

جواب:-مسجدِ محلہ میں نماز پڑھنا اگرچہ جماعت قلیل ہو مسجد جامع میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اگرچہ وہاں بڑی جماعت ہو بلکہ اگر مسجد میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے اور

اذان واقامت کہے اور نماز پڑھے تو وہ مسجد جامع کی جماعت سے افضل ہے۔ہاں! اگر مسجدِ محلہ کے امام میں کوئی ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا منع ہے تو یہ مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد کو جائے اور وہ مسجد اختیار کرے جس کا امام شرائطِ امامت کا جامع اور متدیّن (دین دار) متقی ہو۔

سوال:- مسجد میں دوبارہ جماعت قائم کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب:- شارع عام کی مسجد جس میں لوگ جوق در جوق آتے اور نماز پڑھ کر چلے جاتے ہیں یعنی اس کے نمازی مقرر نہ ہوں، ایسی مسجد میں اگرچہ اذان واقامت کے ساتھ جماعتِ ثانیہ قائم کی جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ یہی افضل ہے کہ جو گروہ آئے نئی اذان و اقامت سے جماعت قائم کرے، یہی حکم اسٹیشن اور سرائے کی مسجدوں کا ہے اور مسجد محلہ میں جس کے لیے امام مقرر ہو اور امام محلہ نے اذان واقامت کے ساتھ بطریق مسنون جماعت پڑھ لی ہو تو نئی اذان واقامت کے ساتھ پہلی ہیأت پر دوبارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر پہلی جماعت بغیر اذان ہوئی یا آہستہ اذان ہوئی یا غیروں نے جماعت قائم کی تو پھر دوبارہ جماعت قائم کی جائے اور یہ جماعت جماعتِ ثانیہ نہ ہوگی اور ہیأت بدلنے کے لیے دوسری جماعت کے امام کا محراب سے دائیں یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہونا کافی ہے۔

سبق نمبر ۱۸

وِتر کا بیان

سوال:- نمازِ وِتر واجب ہے یا سُنّت؟

جواب:- وِتر واجب ہے، احادیث میں اس کے پڑھنے کی بڑی تاکید آئی۔ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وِتر حق ہے، جو وِتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں''۔اسے تین بار فرمایا،اور وِتر کی نماز قضا ہوگئی تو قضا پڑھنی واجب ہے اگرچہ کتنا ہی زمانہ ہو گیا ہو،قصداً قضا کی ہو یا بھولے سے قضا ہوگئی اور بلا عذر وِتر نہ پڑھنا سخت گناہ ہے۔

سوال:- نمازِ وتر کی کتنی رکعتیں ہیں اور کس طرح پڑھی جاتی ہیں؟

جواب:- نمازِ وتر تین رکعت ہے اور اس میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے۔ یوں ہی ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورت ملانا واجب ہے۔ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ قعدۂ اولیٰ میں صرف ''التحیات'' پڑھ کر کھڑا ہو، نہ درود پڑھے، نہ سلام پھیرے، اور تیسری رکعت میں قراءت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ أکبر کہے جیسے تکبیر تحریمہ میں کرتے ہیں، پھر ہاتھ باندھ لے اور دُعائے قنوت آہستہ پڑھے، اس میں امام و مقتدی اور منفرد سب کا حکم یکساں ہے اور دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے۔

سوال:- جسے دُعائے قنوت یاد نہ ہو وہ کیا کرے؟

جواب:- جسے دعائے قنوت یاد نہ ہو یا نہ پڑھ سکے وہ یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ یا تین مرتبہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ۔ کہہ لے۔ اور جس سے یہ بھی نہ آئے وہ تین بار یَا رَبِّ کہہ لے۔

سوال:- مسبوق امام کے ساتھ قنوت پڑھے یا بعد میں؟

جواب:- مسبوق امام کے ساتھ قنوت پڑھے بعد کو نہ پڑھے اور اگر امام کے ساتھ تیسری رکعت کے رکوع میں ملا ہے تو بعد کو جو پڑھے گا، اُس میں قنوت نہ کرے؛ کیوں کہ رکوع کی حالت میں شریک ہونے سے جب اس نے پوری رکعت پالی تو قنوت بھی پالی۔ اب دوبارہ قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

سوال:- اگر مقتدی نے پوری دعائے قنوت نہیں پڑھی اور امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی کیا کرے؟

جواب:- اس صورت میں مقتدی امام کا ساتھ دے یعنی امام رکوع میں چلا گیا تو خود بھی رکوع میں چلا جائے، دعائے قنوت ترک کردے۔

سبق نمبر (۱۹)

تراویح کا بیان

سوال:- نماز تراویح سنت ہے یا نفل؟

جواب:- نماز تراویح مرد وعورت سب کے لیے بالا جماع سنّتِ مؤکّدہ ہے۔اس کا ترک جائز نہیں اور تراویح میں جماعت سنّت کفایہ ہے کہ اگر مسجد کے سب لوگ چھوڑ دیں گے تو سب گنہ گار ہوں گے اور اگر مسجد میں تراویح جماعت سے پڑھی جائے اور کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گنہ گار نہیں مگر جو شخص مقتدا ہو کہ اُس کے ہونے سے جماعت بڑی ہوتی ہے اور نہ ہونے سے لوگ کم ہو جاتے ہیں اسے بِلا عذر جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں۔

سوال:- نماز تراویح کا وقت کیا ہے؟

جواب:- تراویح کا وقت فرض عشا کے بعد سے طلوع فجر تک ہے، وِتر سے پہلے بھی ہو سکتی ہے اور بعد بھی، تو اگر کسی کی کچھ رکعتیں باقی رہ گئیں کہ امام وِتر کو کھڑا ہو گیا تو امام کے ساتھ وِتر پڑھ لے، پھر باقی ادا کر لے، جب کہ فرض جماعت سے پڑھے ہوں اور یہ افضل ہے اور اگر تراویح پوری کر کے وتر تنہا پڑھے تو بھی جائز ہے۔

سوال:- تراویح کی کتنی رکعتیں ہیں اور کس طرح پڑھی جاتی ہیں؟

جواب:- جمہور اہلِ اسلام کا مذہب یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں اور یہی احادیث سے ثابت ہے۔فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے تمام اسلامی ممالک میں مسلمان بیس ہی رکعتیں پڑھتے چلے آرہے ہیں۔تراویح کی بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھی جاتی ہیں یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جاتا ہے۔امام ومقتدی ہر دو رکعت پر ثنا پڑھیں اور تشہد کے بعد درود شریف اور دُعا بھی اور ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھیں، اسے ترویحہ کہتے ہیں۔

سوال:- تَرویحہ میں بیٹھ کر کیا کرنا چاہیے؟

جواب:- اس بیٹھنے میں آدمی کو اختیار ہے کہ چپکا بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے یا تلاوت کرے یا درود شریف پڑھے یا چار رکعتیں تنہا پڑھے یا یہ تسبیح پڑھے:

سُبْحٰنَ ذِیْ الْمُلْكِ وَ الْمَلَكُوْتِ سُبْحٰنَ ذِی الْعِزَّةِ وَ الْعَظَمَةِ وَ الْكِبْرِيَآءِ وَ الْجَبَرُوْتِط سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَنَامُ وَ لَا يَمُوْتُط سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَ الرُّوْحِط لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ.

پاک ہے ملک وملکوت والا، پاک ہے عزّت و بزرگی اور بڑائی اور جبروت والا، پاک ہے بادشاہ جو زندہ ہے جو نہ سوتا ہے، نہ اس پر موت طاری ہوتی ہے، پاک مقدّس ہے ہمارا اور فرشتوں اور رُوح کا مالک، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سے ہم مغفرت چاہتے ہیں، تجھ سے جنّت کا سوال کرتے ہیں اور جہنم سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

سوال:- تراویح میں کیا کیا باتیں مکروہ ہیں؟

جواب:- قراءت اور ارکان کی ادا میں جلدی کرنا، تعوّذ، تسمیہ اور تسبیح کا چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ یوں ہی ہر دو رکعت کے بعد دو رکعت پڑھنا اور دس رکعت کے بعد بیٹھنا اور چار رکعت کے بعد نفل جماعت سے پڑھنا یا بِلا عذر تراویح بیٹھ کر پڑھنا بھی مکروہ ہے۔

سوال:- نمازِ تراویح میں قرآن مجید ختم کرنا کیسا ہے؟

جواب:- نمازِ تراویح میں ایک مرتبہ قرآنِ مجید ختم کرنا سنّت مؤکّدہ ہے، اور دو مرتبہ ختم کرنا افضل، اور تین مرتبہ ختم کرنا اس سے افضل ہے۔ لیکن یہ اُس وقت ہے جب کہ مقتدیوں پر دشواری نہ ہو۔ ہاں! ایک بار ختم کرنا لوگوں کی سُستی کی وجہ سے ترک نہ کیا جائے۔ قرآنِ مجید میں کچھ اُوپر چھ ہزار آیتیں ہیں اور مہینہ اگر تیس دن کا ہو تو تراویح کی کل چھ سو رکعتیں ہوئیں، اس حساب سے ہر رکعت میں پڑھنا اور سُننا دشوار نہیں۔

سوال:- اُجرت پر قرآنِ کریم سُننا اور سُنانا کیسا ہے؟

جواب:- حافظ کو اُجرت دے کر قرآنِ کریم سُننا ناجائز ہے، دینے والا اور لینے والا

دونوں گناہ گار ہیں، ہاں! اگر کہہ دے کہ کچھ نہیں دوں گا یا کچھ نہیں لوں گا پھر پڑھے اور حافظ کی خدمت کریں تو اس میں حرج نہیں، اور اگر بلا اُجرت کوئی حافظ نہ ملے تو آنے جانے اور پابندیِ وقت کے عوض اگر کوئی اُجرت ٹھہرالی جائے تو کوئی مضایقہ نہیں۔ پھر بھی جس بندۂ خدا سے ہو سکے یہ کام محض خالصًا لوجہ اللہ انجام دے اور ثوابِ آخرت کا مستحق بنے تو اس سے اچھی بات کیا ہے۔

سوال:- جہاں قرآنِ کریم ختم نہ ہو وہاں تراویح کس طرح پڑھی جائے؟

جواب:- اگر کسی وجہ سے ختم نہ ہو تو سورتوں سے تراویح پڑھیں اور اس کے لیے یہ طریقہ رکھا گیا ہے "اَلَمْ تَرَ كَيْفَ" سے آخر تک دو بارہ تراویح میں پڑھ لیں، اس میں رکعتوں کی بھی بُھول نہیں ہوتی اور یاد کرنے میں دل بھی نہیں بٹتا۔

سوال:- شبینہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب:- شبینہ کہ ایک رات کی تراویح میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے جس طرح آج کل رواج ہے کہ کوئی بیٹھا باتیں کررہا ہے، کچھ لوگ مسجد سے باہر حقہ نوشی کررہے ہیں اور جب جی میں آیا ایک آدھ رکعت میں شامل بھی ہو گئے یہ ناجائز ہے۔ پھر حفاظ کی حالت بالخصوص شبینہ میں عموماً ناگفتہ ہوتی ہے اور اکثر قرآنِ کریم ایسا پڑھتے ہیں کہ يَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ کے سوا کچھ پتہ نہیں چلتا، الفاظ وحروف کھا جایا کرتے ہیں جس سے قطعًا نماز ہی نہیں ہوتی امامت درکنار، اور اس طرح غلط قراءت کا وبال الگ اُن کی گردن پر سوار رہتا ہے۔

سوال:- تراویح میں قرآن کریم کس طرح پڑھنا چاہیے؟

جواب:- فرضوں میں ٹھہر ٹھہر کر قراءت کرے اور تراویح میں متوسط انداز (درمیانہ رفتار) پر، اور رات کے نوافل میں جلد پڑھنے کی اجازت ہے مگر ایسا پڑھے کہ سمجھ میں آسکے یعنی کم از کم مَدّ کا جو درجہ قاریوں نے رکھا ہے اس کو ادا کرے ورنہ حرام ہے اس لیے کہ ترتیل سے قرآن کریم پڑھنے کا حکم ہے اور حروف کو مخارج کے ساتھ حتّی الامکان صحیح ادا کرنا ہر نماز میں فرض ہے اور اس طرح پڑھنا کہ حروف صحیح طرح ادا نہ ہوں اور يَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ کے سوا کسی لفظ کا پتہ نہ چلے حرام اور سخت حرام ہے۔

سوال:-جس نے عشا تنہا پڑھی وہ تراویح اور وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے یانہیں؟

جواب:-اگر عشا تنہا پڑھی ہوتو تراویح جماعت سے ادا کرسکتا ہے مگر وِتر تنہا پڑھے اور اگر وتر کی جماعت میں شریک ہو جائے تو بھی کچھ مضایقہ نہیں جائز ہے اور اگر جماعت سے عشا پڑھی اور تراویح تنہا تو وِتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے بلکہ یہی افضل ہے۔

سوال:-نماز تراویح کی قضا ہے یانہیں؟

جواب:- تراویح اگر فوت ہو جائیں تو ان کی قضا نہیں اور اگر قضا تنہا پڑھ لی تو تراویح نہیں بلکہ نفل مستحب ہیں جیسے عصر وعشا کی سُنتیں۔

سبق نمبر ۲۰

سُنّت ونفل کے مسائل

سوال:-سُنّت مؤکّدہ کتنی ہیں؟

جواب:-سنّتِ مؤکّدہ یہ ہیں: دورکعت نماز فجر سے پہلے، چاررکعت ظہر کے پہلے، دورکعت ظہر کے بعد، دورکعت مغرب کے بعد، دورکعت عشا کے بعد اور چار رکعت جمعہ سے پہلے، چار جمعہ کے بعد، یعنی جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے والے پر چودہ رکعتیں ہیں اور علاوہ جمعہ کے باقی دنوں میں ہر روز بارہ رکعتیں اور افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھے پھر دو رکعت تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہوجائے۔

سوال:-سُنّتِ مؤکّدہ کے فضائل کیا ہیں؟

جواب:-حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جومسلمان بندہ اللہ کے لیے ہر روز فرض کے علاوہ تطوّع (نفل یعنی سنّتِ مؤکدہ) کی بارہ رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا، چار ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد اور دو بعد مغرب اور دو بعد عشا اور دو نمازِ فجر سے پہلے۔

سوال:- ان رکعتوں میں سب سے اہم کون سی رکعتیں ہیں؟

جواب:- سب سنتوں میں قوی تر سنّتِ فجر ہے یہاں تک کہ بعض اس کو واجب کہتے ہیں اس لیے یہ سُنّتیں بلا عذر نہ بیٹھ کر ہو سکتی ہیں، نہ سواری پر، نہ چلتی گاڑی پر، ان کا حکم ان باتوں میں بالکل مثل وتر ہے۔ حدیث میں آیا ''فجر کی سُنّتیں نہ چھوڑو اگر چہ تم پر دشمنوں کے گھوڑے آپڑیں''۔ اور سُنّتِ فجر کے بعد ظہر کی پہلی سُنّتوں کا مرتبہ ہے کہ حدیث میں خاص ان کے بارے میں فرمایا کہ ''جو انھیں ترک کرے گا اُسے میری شفاعت نہ پہنچے گی''۔ ان کے بعد پھر مغرب کی سُنّتیں ہیں۔ حدیث میں ہے: ''جو شخص بعد مغرب کلام کرنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے اس کی نماز عِلیّین میں اُٹھائی جاتی ہے''۔ (علیّین ساتویں آسمان میں عرش کے نیچے ایک مقام ہے جہاں جنّتیوں کے نام درج ہیں اور ان کے اعمال کی سِلیں مرتب کر کے رکھی جاتی ہیں) ان کے بعد ظہر کے بعد کی دو رکعتیں ہیں پھر عشا کے بعد کی۔

سوال:- سنّتیں قضا ہو جائیں تو پڑھی جائیں گی یا نہیں؟

جواب:- فجر کی نماز قضا ہو گئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنّتیں بھی پڑھے، اور اگر فرض پڑھ لیے اور فجر کی سنّت قضا ہو گئی تو اب سنتوں کی قضا نہیں مگر آفتاب بلند ہونے کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔ طلوع سے پیش تر بالاتفاق ممنوع ہے اور علاحدہ فجر کے اور سُنّتیں اگر قضا ہو گئیں تو ان کی قضا نہیں ہے۔ ہاں! ظہر یا جمعہ کے پہلے کی سنّت فوت ہو گئی اور فرض پڑھ لیے تو اگر وقت باقی ہے بعد فرض پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پچھلی سنّتیں پڑھ کر ان کو پڑھے۔

سوال:- جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد نفل پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- جماعت قائم ہو جانے کے بعد کسی نفل مستحب بلکہ سنّتِ مؤکدہ کا بھی شروع کرنا جائز نہیں سوا سنّتِ فجر کے جب کہ یہ جانے کہ سنّت پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی اگر چہ قعدہ ہی میں شرکت ہو گی، تو سنت پڑھ لے مگر صف کے برابر پڑھنا جائز نہیں۔ اور صف کے پیچھے پڑھنا بھی ممنوع ہے بلکہ ایسی جگہ پڑھے کہ اس میں اور صف میں آڑ ہو جائے اور اگر امام کو رکوع میں پایا اور یہ نہیں معلوم کہ پہلی رکعت کا رکوع ہے یا دوسری کا

توسنت ترک کردے اور جماعت میں مل جائے۔

سوال:-سنت وفرض کے درمیان کلام کرنے سے کیا سنّت باطل ہوجاتی ہے؟

جواب:- سنت وفرض کے درمیان کلام کرنے سے سنت باطل تونہیں ہوتی البتہ ثواب کم ہوجاتا ہے۔یہی حکم ہراس کام کا ہے جوتحریمۂ نماز کے منافی ہے اور بلا عذر بعد والی سنّت کی تاخیربھی مکروہ ہے اگرچہ ادا ہوجائے گی۔

سوال:- چار رکعت سُنّتوں کے پہلے قعدہ میں کیا پڑھا جاتا ہے؟

جواب:- چار رکعتی سنّتِ مؤکّدہ کے قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے۔اگر بھول کر درود شریف پڑھ لیا توسجدۂ سہو کرے اوران سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوتو سُبْحٰنَكَ اور أَعُوْذُ بھی نہ پڑھے۔اوران کے علاوہ اور چار رکعت والی سُنّتوں، منّت کی نماز اور نوافل کے قعدۂ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں سُبْحٰنَكَ اور أَعُوْذُ بھی پڑھے۔

سوال:-نفل نماز بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں یانہیں؟

جواب:- کھڑے ہوکر پڑھنے پر قدرت ہوجب بھی بیٹھ کرنفل پڑھ سکتے ہیں،مگر کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے کہ حدیث میں فرمایا: ''بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہوکر پڑھنے والے کی نصف ہے۔'' یعنی نصف ثواب ملتا ہے ہاں! اگرعذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی، وتر کے بعد جودو رکعت نفل پڑھتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے۔

سوال:-نفل بیٹھ کر پڑھے توکس طرح پڑھے؟

جواب:-نفل بیٹھ کر پڑھے تو اس طرح بیٹھے جیسے تشہد میں بیٹھا کرتے ہیں مگر قراءت کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھے رہے جیسے قیام میں باندھتے ہیں اور رکوع میں اتنا جھکے کہ سر گھٹنوں کے مقابل آجائے۔

سبق نمبر ۲۱

پیارے نبی کی پیاری باتیں

حدیث نمبر-(۱): اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں اور تمھارے اموال کی طرف نظر نہیں فرماتا، وہ تمھارے دل اور تمھارے اعمال کی طرف نظر کرتا ہے(۲) انسان جب مرجاتا ہے، اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزیں: (کہ مرنے کے بعد بھی یہ عمل ختم نہیں ہوتے اس کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں) صدقہ جاریہ، اور علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے، اور اولاد صالح جو اُس کے لیے دُعا کرتی رہتی ہے (۳) جس کے دل میں ذرّہ برابر تکبّر ہوگا وہ جنّت میں نہیں جائے گا اور تکبّر نام ہے حق سے سرکشی کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا (۴) اچّھا ہم نشیں وہ ہے کہ اس کے دیکھنے سے تم کو خدا یاد آئے اور اس کی گفتگو سے تمھارے عمل میں زیادتی ہو اور اس کا عمل تمھیں آخرت کی یاد دلائے (۵) اللہ تعالیٰ مہربان ہے، مہربانی کو دوست رکھتا ہے اور مہربانی کرنے پر وہ دیتا ہے کہ سختی پر نہیں دیتا (۶) ایمان و حیا دونوں ساتھی ہیں ایک کو اُٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اُٹھالیا جاتا ہے۔ (۷) تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارا وہ ہے جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے (۸) وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کرے اور اچھی بات کا حکم نہ کرے اور بُری بات سے منع نہ کرے۔ (۹) اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں وہ بہتر ہے جو اپنے ساتھی کا خیر خواہ ہو اور پڑوسیوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہتر ہے جو اپنے پڑوس کا خیر خواہ ہو (۱۰) جس کو یہ پسند ہو کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو اور بُری موت دفع ہو وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور رشتہ داروں سے سلوک کرے (۱۱) جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رَبّ تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرشِ الٰہی جنبش کرنے لگتا ہے۔ (۱۲) جس کسی نے بد مذہب کی تعظیم کی اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد دی (۱۳) جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے کھانا مانگے گا قیامت کے دن اس طرح آئے گا

کہ اس کے چہرہ پر گوشت نہ ہوگا، نری ہڈیاں ہوں گی۔ (۱۴) جو لوگ دیر تک کسی جگہ بیٹھے اور بغیر ذِکرِ الٰہی کیے اور بغیر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود پڑھے وہاں سے متفرق ہو گئے انھوں نے نقصان کیا۔ اگر اللہ چاہے عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔ (۱۵) چند کلمے ہیں کہ جو شخص مجلس سے فارغ ہو کر ان کو تین مرتبہ کہہ لے گا اللہ تعالیٰ اِس کے گناہ مٹا دے گا اور جو شخص مجلس خیر و مجلس ذکر میں ان کو کہے گا، تو اللہ تعالیٰ اس خیر پر مُہر کر دے گا جس طرح کوئی شخص انگوٹھی سے مُہر کرتا ہے وُہ یہ ہیں: سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَ أَتُوْبُ إِلَيْكَط.

اچھی اچھی دُعائیں

پانچوں نمازوں کے بعد

ہر نماز کے بعد تین بار استغفار کرے اور آیت الکرسی اور تینوں "قُل" ایک ایک بار پڑھے اور سُبْحَانَ اللهِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار، اور اللهُ اَكْبَرُ ۳۴ بار اور آخر میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ۔ ایک بار پڑھے، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

استغفار یہ ہے:

أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَ أَتُوْبُ إِلَيْهِ ط۔ اور پیشانی یعنی سَر کے اگلے حصے پر داہنا ہاتھ رکھ کر پڑھے بِسْمِ اللهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُط اَللّٰهُمَّ اذْهَبْ عَنِّيْ الْهَمَّ وَ الْحُزْنَ اور ہاتھ کھینچ کر ماتھے تک لائے، ہر غم و پریشانی سے بچے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَابْنِهٖ وَحِزْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِيْنَ.

العبد **محمد خلیل خان القادری البرکاتی المارہروی** عفی عنہ

استاذ مدرسہ احسن البرکات - حیدر آباد - سندھ - پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ہمارا اسلام

حصہ پنجم

مرتبہ

خلیل العلما مفتی محمد خلیل خاں برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ
سابق استاذ مدرسہ احسن البرکات - حیدر آباد - پاکستان

باہتمام

مجلس برکات - الجامعۃ الاشرفیہ - مبارک پور

اشاعت: ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء

فہرست اسباق

(حصہ پنجم)

❁❁❁❁

باب اول ـــــ اسلامی عقیدے

سبق نمبر ۱

حمد باری تعالیٰ

ہے پاک رتب ※ فکر سے اس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ے ن ※ کام امتیاز کا
غش آ گیا کلیم سے مشتاق دید کو
جلو ※ بھی بے نیاز ے اس بے نیاز کا
لب بند اور دل میں و※ جلوے بھرے وئے
اللہ رے جگر ترے آگا ※ راز کا
افلاک وارض سب ترے فرماں پذیر یں
حاکم ے توج ※ اں کے نشیب وفراز کا
مانند شمع تیری طرف لو لگی ر ※ ے
دے لطف میری جان کو سوز وگداز کا
تو بے حساب بخش ک ※ یں بے شمار جرم
دیتا وں واسط ※ تجھے شا ※ حجاز کا
کیوں کرن ※ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بند ※ بھی وں تو کیسے بڑے کارساز کا

(حضرت حسنؔ بریلوی)

سبق نمبر ۲

تقدیرالٰ⌧ ی کابیان

سوال:- تقدیرالٰہی کیاے؟

جواب:- عالم میں جو کچھ برا بھلا وتا ے اور بندے جو کچھ نیکی یا بدی کے کام کرتے یں، و⌧ سب اللہ عزوجل کے علم ازلی کے مطابق وتا ے، ر بھلائی برائی اس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدرفرمادی ے یعنی جیسا ونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اللہ نے اسے اپنے علم سے جانا اور و⌧ ی لکھ لیا تو و⌧ سب کچھ اللہ کے علم میں ے اور اس کے پاس لکھا وا۔ اسی کا نام تقدیر ے۔

سوال:- کیا تقدیر کے موافق کام کرنے پر آدمی مجبور ے؟

جواب:- اللہ عزوجل نے بندوں کو پیدا فرمایا، انھیں کان، آنکھ، اتھ، پاؤں زبان وغیر⌧ اعطافرمائے اور انھیں کام میں لانے کا طریق⌧ ال⌧ ام فرمایا پھر اعلی درجے کے شریف جو⌧ ر یعنی عقل سے ممتاز فرمایا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتب⌧ بڑھایا۔ پھر لاکھوں باتیں یں جن کا عقل ادراک ن⌧ کرسکتی تھی ل⌧ ذا انبیا بھیج کر، کتابیں اتار کر ذرا ذرا سی بات جتادی اور کسی کو عذر کی کوئی جگ⌧ باقی ن⌧ چھوڑی آدمی جس طرح ن⌧ آپ سے آپ بن سکتا تھا، ن⌧ اپنے لیے کان، اتھ، پاؤں، زبان وغیر⌧ بنا سکتا تھا، یوں ی اپنے لیے طاقت، قوت، اراد⌧ ، اختیار بھی ن⌧ یں بنا سکتا، سب کچھ اسی نے دیا اور اسی نے بنایا۔ انسان کو ایک نوع اختیار دیا ک⌧ ایک کام چا⌧ ے کرے چا⌧ ے ن⌧ کرے تو اس اراد⌧ و اختیار کے پید ونے سے آدمی صاحب اراد⌧ صاحب اختیار ون⌧ ک⌧ مضطر مجبور ناچار آدمی اور پتھر کی حرکت میں فرق کیا ے ی⌧ ی ک⌧ و⌧ ⌧ اراد⌧ و اختیار ن⌧ یں رکھتا اور آدمی میں اللہ تعالیٰ نے ی⌧ صفت پیدا کی ت⌧ ی ⌧ کیسی الٹی مت ے، ک⌧ جس صفت کے پیدا ونے نے انسان کو پتھر سے ممتاز کیا، اسی کی پیدائش کو اپنے پتھر و جانے کا سبب سمجھے اور دیگر جمادات کی طرح اپنے آپ کو بے حس و حرکت اور

مجبور جانے۔

سوال:-آدمی جب مختار ے تو اعمال کی باز پرس کس بنا پر وگی؟

جواب:-ی※ اراد※ اور اختیار جس کا انسان میں پایا جانا روشن اور بدی※ ی امر ے قطعاً یقیناً اللہ عزوجل ی کا پیدا کیا وا ے، اس نے م میں اراد※ واختیار پیدا کیا، اس سے م اس کی عطا کے لائق مختار وصاحب اختیار وئے۔ ی※ اراد※ واختیار ماری اپنی ذات سے ن※ یں تو م "مختار کرد※" وے "خود مختار" ن※ وئے ک※ شتر بے م※ ار بنے پھریں اور بند※ کی ی※ شان بھی ن※ یں ک※ خود مختار وسکے پس ی※ ی اراد※ اور ی※ ی اختیار جو شخص اپنے نفس میں دیکھ※ ا ے، عقل کے ساتھ اس کا پایا جانا ی※ ی دنیا میں شریعت کے احکام کا مدار ے اور اسی بنا پر آخرت میں جزا وسزا اور ثواب وعذاب اور اعمال کی پرسش وحساب ے، جزا وسزا کے لیے جتنے اختیار چا※ ے و※ بند ے کو حاصل ے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثل پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس وحرکت پیدا ن※ یں کیا بلک※ اس کو ایک نوع اختیار دیا ے اور اس کے ساتھ عقل بھی دی ے ک※ بھلے، برے اور نفع، نقصان کو پ※ چان سکے اور ر قسم کے سامان اور اسباب م※ یا فرما دیے یں ک※ جب کوئی کام کرنا چا※ تا ے اسی قسم کے سامان م※ یا وجاتے یں اور اسی بنا پر اس سے مواخذ※ ے۔ اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا، دونوں گمرا※ ی یں۔

سوال:-کسی امر کی تدبیر کرنا تقدیر کے خلاف تو ن※ یں؟

جواب:- دنیا عالم اسباب ے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغ※ سے ایک چیز کو دوسری چیز کے لیے سبب بنا دیا ے اور سنت ال※ ی یوں جاری ے ک※ سبب پایا جائے تو مسبب (یعنی و※ دوسری چیز جس کے لیے ی※ سبب ے) پیدا و اور انھیں اسباب کو عمل میں لانا اور انھیں کسب فعل کا ذریع※ بنانا تدبیر ے تو تدبیر منافی تقدیر ن※ یں بلک※ تقدیر ال※ ی کے موافق ے۔ جس طرح تقدیر کو بھول کر تدبیر پر پھولنا اور اسی پر اعتماد کر بیٹھنا کفار کی خصلت ے۔ یوں※ ی تدبیر کو محض عبث وفضول اور م※ مل بتانا کھلے گمرا※ یا سچے مجنون کا کام ے۔ انبیاے کرام سے زیاد※ تقدیر پر کس کا ایمان وگا پھر و※ بھی میش※ تدبیر فرماتے اور اس کی را※ یں بتاتے ر※ ے۔

حضرت داؤد علی ※ السلام کا زر ※ یں بنانا اور حضرت موسیٰ علی ※ السلام کا دس برس شعیب علی ※ السلام
کی بکریاں اجرت پر چرانا قرآن کریم میں مذکور ے۔

سوال:- تقدیر کا لکھا وابدل سکتا ے یان ※ یں؟

جواب:- اصل کتاب لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ے اور جسے قضاے مبرم حقیقی ک ※ تے
یں، اس کی تبدیلی ناممکن ے و ※ ن ※ یں بدلتا۔ اکابر محبوبان خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ
عرض کرتے یں تو انھیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ے، اور فرشتوں کے صحیفوں اور
لوح محفوظ کے پٹھوں میں جو احکام یں (جنھیں قضاے معلق اور قضاے مبرم غیر حقیقی بھی
ک ※ تے یں) و ※ اللہ عزوجل کے کرم سے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علی ※ وسلم کی شفاعت سے، اپنی یا
اولیاے کرام کی دعاؤں کی برکت سے، والدین کی خدمت اور صل ※ رحم وغیر ※ سے زیادت
وبرکت کی جانب بدل جاتے یں اور گنا ※ وظلم ونافرمانی والدین اور قطع رحم وغیر ※ سے دوسری
جانب تبدیل وجاتے یں مثلاً فرشتوں کے صحیفوں میں زید کی عمر ساٹھ برس تھی اس نے سرکشی
کی بیس برس پ ※ لے ی اس کی موت کا حکم آ گیا، یا نیکی کی بیس برس اور زندگی کا حکم فرمایا گیا ی ※
تقدیر میں تبدیلی وئی، لیکن علم الٰ ※ ی اور لوح محفوظ میں و ※ ی چالیس یا اسّی سال لکھے تھے اور
ان کے مطابق ونا لازم ے۔

سوال:- کسی برائی کے متعلق ی ※ ک ※ نا ک ※ تقدیر میں لکھی تھی کیسا ے؟

جواب:- برا کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کرنا و مشیت الٰ ※ ی کے حوال ※ کرنا ب ※ ت
بری بات ے بلک ※ حکم ی ※ ے ک ※ جو اچھا کام کرے سے من جانب اللہ ک ※ ے اور جو برائی سرزد
اس کو شامت نفس تصور کرے۔

سوال:- تقدیری امور میں بحث کرنا کیسا ے؟

جواب:- تقدیری امور یعنی قضا وقدر کے مسائل عام عقلوں میں ن ※ یں آ سکتے۔ ان
میں زیاد ※ تر غور وفکر کرنا یا انھیں کسی مجلس میں ذریع ※ بحث بنا لینا لاکت ونامرادی کا سبب
ے۔ صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عن ※ ما اس مسئل ※ پر بحث کرنے سے منع فرمائے گئے، ماوشما
کس گنتی میں یں۔ عقید ※ ※ ل سنت یس ی ※ ی ے ک ※ انسان ان ※ پتھر کی طرح مجبور محض ے ن ※

خودمختار بلک※ ان دونوں کے بیچ میں ایک حالت ے۔تقدیر ایک گ※ رے سمندر کی مانند ے، جس کی تھا※ تک کسی کی رسائی ن※ یں ی※ ایک تاریک راست※ ے جس سے گزرنے کی کوئی را※ ن※ یں ی※ اللہ تعالیٰ کا ایک راز ے جس پر انسان کی عقل کو دسترس ن※ یں۔

سبق نمبر ۳

شفاعت کا بیان

سوال:- شفاعت کسے ک※ تے یں؟

جواب:- شفاعت کے معنی یں کسی شخص کا اپنے بڑے کے حضور میں اپنے چھوٹے کے لیے سفارش کرنا۔شفاعت دھمکی اور دباؤ سے کسی بات کے منوانے کو ن※ یں ک※ تے اور ن※ شفاعت ڈر کر اور دب کر مانی جاتی ے۔اتنی بات عام لوگ بھی جانتے یں ک※ دب کر بات ماننا قبول سفارش ن※ یں بلک※ نامرادی و بزدلی اور مجبوری و ناچاری ے اور دباؤ سے کام نکالنے کو دھمکی اور دھونس ک※ تے یں ن※ ک※ شفاعت سفارش۔

سوال:- شفاعت کے بارے میں ا※ ل سنت کا عقید※ کیا ے؟

جواب:- خاصان خدا کی شفاعت حق ے، اس پر اجماع ے اور بکثرت آیات قرآن اس کی شا※ د یں، احادیث کریم※ اس باب میں درج※ ش※ رت بلک※ تواتر معنوی تک پ※ نچی یں۔کتب دینی ※ اس سے الا مال یں۔اس عقید※ کا خلاص※ ی※ ے ک※ اللہ واحد ق※ ار جل جلال※، خالق و مالک دو ش※ نشا※ حقیقی ے۔اس کو کسی سے کسی قسم کا ن※ لالچ ے ن※ ڈر و※ تمام عالم سے غنی ے اور سب اس کے محتاج یں،اسی نے اپنی قدرت کامل※ اور حکمت بالغ※ سے اپنے بندوں میں سے اپنے محبوبوں کو چن لیا اور اپنے تمام محبوبوں کا سردار مدنی تاج دار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علی※ وسلم کو کیا۔و※ بکمال بے نیازی اپنے کرم سے اپنے محبوبان کرام کی ناز برداری فرماتا ے۔اس نے اپنے محبوبوں کی عظمت وجلالت اور شان محبوبیت ظا※ ر فرماتے،ان کی شوکت و وجا※ ت دکھانے کے لیے ان کو اپنے بندوں کا شفیع بنایا،اسی نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ

علی ※وسلم کی امت کے ولیا ے کرام کی ※ مرتب ※ بخشا ک ※ا گر و ※ اللہ تبارک وتعالیٰ پر کسی بات کی قسم کھالیں تو رب کریم جل جلال ※ ان کی قسم کو سچا کر دے۔ (حدیث شریف)

اسی نے مارے مالک وآ قا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی ※ وسلم کو اپنا خلیف ※ اعظم وحبیب اکرم بنایا اور ارشاد فرمایا ک ※: ''اے محبوب! تم کو تمھارا رب ضرور اتنا دے گا ک ※ تم راضی وجاؤ گے''۔ اور اس ارشاد ال ※ ی پر اس نازنین حق محبوب اجمل صلی اللہ تعالیٰ علی ※ وسلم نے اپنے ناز اٹھانے والے رب بے نیاز کی بارگا ※ کریم میں عرض کی ک ※ ''جب تو میں راضی ن ※ وں گا اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ر ※ گیا۔''

اللہ اکبر! کیا شان محبوبیت ے۔ قرآن پاک نے کس ا ※ تمام وشکو ※ کے ساتھ حضور کی شفاعت کا اثبات فرمایا ے۔ کریم بند ※ نواز نے اپنے حبیب سے کیسے کیسے وعدے فرمائے یں۔ اپنی شان کرم سے انھیں راضی رکھنے کا ذم ※ لیا ے اور حبیب علی ※ الصلا ※ والسلام نے شان ناز سے فرمایا ک ※ جب ی ※ کرم ے تو م اپنا ایک امتی بھی دوزخ میں ن ※ چھوڑیں گے۔ فَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى وَسَلَّمَ وَ بَارَكَ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَأَبَداً۔

سوال:- و ※ کون کون یں جن کی شفاعت قبول وگی؟

جواب:- قرآن کریم نے اثبات شفاعت کو دو اصول میں منحصر رکھا ے۔ **اول:** قبل از شفاعت اذنِ ال ※ ی یعنی کسی کی شفاعت میں کلام کرنے سے پ ※ لے اجازتِ خداوندی حاصل ونا۔ **دوم:** شفیع کن ※ ایت صادق و راست باز اور پوری معقول و ٹھیک بات ک ※ نے والا ونا۔ اور احادیث کریم ※ اور کتب عقائد کے مطالع ※ سے معلوم وتا ے ک ※ انبیا و اولیا و علما وش ※ دا و فقرا کی شفاعت مولا ے کریم اپنے کرم سے قبول فرمائے گا بلک ※ حفاظ، حجاج اور ر و ※ شخص جس کو کوئی منصب دینی عنایت وا اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کریں گے، بلک ※ نابالغ بچے جو مر گئے یں اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے۔ ی ※ اں تک ک ※ علما کے پاس آ کر کچھ لوگ عرض کریں گے، م نے آپ کو وضو کے لیے فلاں وقت میں پانی بھر دیا تھا۔ کوئی ک ※ ے گا ک ※ میں نے آپ کو استنجے کے لیے ڈھیلا دیا تھا اور علما ان کی شفاعت کریں گے۔

بلک ※ حدیث شریف میں ے ک ※ مومن جب آتش دوزخ سے خلاصی پائیں تو اپنے ان

بھائیوں کی ر※ائی کے لیے جو آتش دوزخ میں وں گے، اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت وسوال میں مبالغ※ کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے اذن پاکر مسلمانوں کی کثیر تعداکھپ※ چان پ※ چان کر دوزخ سے نکالیں گے۔

سوال:- و※ کون لوگ یں جو طالب شفاعت وں گے؟

جواب:- احادیث کریم※ سے ثابت ے ک※ ر مومن طلب گار شفاعت وگا اور تمام مومنین اولین وآخرین کے دل میں ی※ بات ال※ ام کی جائی گی ک※ و※ طالب شفاعت وں ۔ اور شارحین حدیث نے اس بات کی تصریح فرمائی ے ک※ طالب شفاعت و※ ی لوگ وں گے جو دنیا میں اپنی حاجات میں انبیا علی※ م السلام سے توسل کیا کرتے تھے، انھیں کے دل میں ی※ بات قدرتاً پیدا وگی ک※ جب انبیاے کرام دنیا میں حاجت برآری کا وسیل※ تھے توی※ اں بھی حاجت روائی انھیں کے ذریع※ سے وگی ۔ چناں چ※ تمام ※ ل محشر کے مشور※ سے ی※ بات قرار پائے گی ک※ م سب کو حضرت آدم علی※ السلام کی خدمت میں حاضر ونا چا※ یے چناں چ※ افتاں وخیزاں کس کس شکل سے ان کے پاس حاضر وں گے اور ان کے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے ک※ آپ ماری شفاعت کیجیے اللہ تعالیٰ میں ان مصائب محشر سے نجات دے۔ آپ انھیں حضرت نوح علی※ السلام کی خدمت میں بھیجیں گے۔ نوح علی※ السلام فرمائیں گے، تم ابرا※ یم خلیل اللہ کے پاس جاؤ ※ و※ حضرت موسیٰ علی※ السلام کے پاس بھیجیں گے، موسیٰ علی※ السلام، عیسیٰ علی※ السلام کے پاس بھیجیں گے۔ و※ فرمائیں گے، تم ان کے حضور حاضر و جن کے اتھ پر فتح رکھی گئی ے جو آج بے خوف یں اور تمام اولادِ آدم کے سردار یں، و※ خاتم النبیین یں، وہ آج ماری شفاعت فرمائیں گے، تم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی※ وآل※ وسلم کے پاس جاؤ۔

سوال:- بارگا※ ال※ ی میں سب سے پ※ لے کون شفاعت کرے گا؟

جواب:- مارے حضور پرنور شافع یوم النشور خود ارشاد فرماتے یں ک※: ”أَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ“ میں ی سب سے پ※ لے شفاعت کرنے والا وں اور میری ی شفاعت سب سے پ※ لے قبول وگی ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علی※ وسلم جب تک بابِ شفاعت ن※

کھولیں گے کسی کومجال شفاعت ن※وگی بلک※ حقیقتاً جتنے شفاعت کرنے والے یں، حضور کے دربار میں شفاعت لائیں گے اور اللہ عزوجل کے حضور مخلوقات میں صرف حضور شفیع یں۔

سوال:- حضور کی شفاعت کا آغاز کس طرح وگا؟

جواب:- عیسیٰ علی※ السلام کے فرمانے پر لوگ پھرتے پھراتے، ٹھوکریں کھاتے، د※ائی دیتے بارگا※ بے کس پنا※ حضور صلی اللہ تعالیٰ علی※ وسلم میں حاضر وکر حضور کے ب※ت سے فضائل بیان کر کے جب شفاعت کے لیے عرض کریں گے تو حضور جواب میں ارشاد فرمائیں گے: "أَنَا لَهَا ، أَنَا لَهَا، أَنَا صَاحِبُكُمْ" میں اس کام کے لیے وں، میں اس کام کے لیے وں، میں ی و※وں جسے تم تمام جگ※ ڈھونڈ آئے۔ ی※ فرما کر بارگا※ عزت میں حاضر وں گے اور سجد※ کریں گے، ارشاد وگا: "اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور ک※و تمھاری بات سنی جائے گی، اور مانگو، جو کچھ مانگو گے ملے گا، اور شفاعت کرو تمھاری شفاعت مقبول ے۔"

اللہ اللہ ی※ ے کرم ال※ی کی نازبرداری اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علی※ وسلم کی شان محبوبی ک※ حبیب کا سر سجد※ٔ نیاز میں ے اور ابھی حرف شفاعت زبان اقدس پر ن※یں آیا ک※ رحمت حق نے سبقت کی اور اپنے حبیب کی دل داری و رضاجوئی فرمائی ک※ اے محمد! سر اٹھائیے جو ک※نا ے ک※یے، سنا جائے گا، مانگیے جو آپ مانگیں گے دیا جائے گا۔ غرض پھر شفقت کا سلسل※ شروع وگا۔ ی※اں تک ک※ جس کے دل میں رائی کے دانے سے کم بھی ایمان وگا اس کے لیے بھی شفاعت فرما کر اسے ج※نم سے نکال لیں گے۔ اور اب تمام انبیا اپنی اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے۔

سوال:- حضور صلی اللہ تعالیٰ علی※ وسلم کی شفاعت کتنی طرح کی وگی؟

جواب:- حضور صلی اللہ تعالیٰ علی※ وسلم کی شفاعت کئی قسم پر ے، مثلاً:

(۱) شفاعت کبریٰ (۲) ب※توں کو بلا حساب جنت میں داخل کرائیں گے جن میں چار ارب نوے کروڑ کی تعداد معلوم ے اس سے ب※ت زائد اور یں جو اللہ و رسول کے علم میں یں۔ (۳) ب※ تیرے و※وں گے جو مستحق ج※نم و چکے ان کو ج※نم میں جانے سے بچائیں گے۔ (۴) بعضوں کی شفاعت فرما کر ج※نم سے نکالیں گے۔ (۵) بعضوں کے درجات بلند فرمائیں گے۔ (۶) بعضوں سے تخفیف عذاب فرمائیں گے۔ (۷) جن کے حسنات

(نیکیاں) وسیئات (برائیاں) برابروں گی انھیں ب※شت میں داخل فرمائیں گے۔

سوال:- شفاعت کبریٰ کیا ے؟

جواب:- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علی※ وسلم کی و※ شفاعت جو تمام مخلوق مومن، کافر، فرمابردار، نافرمان، موافق، مخالف اور دوست و دشمن سب کے لیے وگی ک※ و※ انتظار حساب جو سخت جاں گزا وگا جس کے لیے لوگ تمنائیں کریں گے ک※ کاش ج※نم میں پھینک دیئے جاتے اور اس انتظار سے نجات پاتے، اس بلا سے چھٹکارا کفار کو بھی حضور کی بدولت ملے گا جس پر اولین و آخرین، موافقین و مخالفین مومنین و کافرین سب حضور کی حمد کریں گے۔ اس کا نام مقام محمود ے۔ مرتب※ شفاعت کبری حضور کے خصائص سے ے۔

سوال:- جو شخص شفاعت کا انکار کرے و※ کیسا ے؟

جواب:- شفاعت ب※ اجماع امت ثابت ے۔ ب※ کثرت آیات اور بے شمار احادیث اس میں وارد یں، اس کا انکار و※ ی کرے گا جو گمرا※ ے اور قرآن کریم میں جس شفاعت کی نفی کی گئی ے و※ بتوں اور کافروں کی شفاعت ے۔ مسئل※ شفاعت تو کافروں اور ی※ود و نصاری میں بھی تسلیم کیا جاتا تھا لیکن ی※ لوگ ی※ سمجھتے تھے ک※ شفیع کو ※ذاتی قتدار و اختیار حاصل ے ک※ جسے چا※ ے اسے اللہ کے عذاب سے چھڑا سکتا ے بلک※ کفار بت پرست تو ی※ سمجھتے تھے ک※ بارگا※ ال※ ی میں شفیع یں قرآن عظیم نے کافروں ی※ ودیوں و عیسائیوں کے اس عقیدے کو باطل ٹھ※ رایا اور بتایا ک※ ی※ کفار و مشرکین جن لوگوں کو اللہ عزوجل کے سوا پوجتے یں ان میں کوئی شفاعت کا لائق ن※ یں؛ کیوں ک※ شفاعت مقربین کی سکتی ے ن※ ک※ مغضوبین کی ک※ ی※ تو خود عذاب ال※ ی میں گرفتاروں گے۔ تو جو آیتیں بتوں اور کافروں کے حق میں نازل وئیں انبیا، اولیا کو ان کا مصداق ٹھ※ رانا اور اللہ تعالیٰ نے جو حکم کافروں اور بتوں پر صادر فرمایا ے و※ اس کے محبوبوں اور مقربوں پر لگانا اور ی※ ک※ ہ دینا ک※ کوئی کسی کا وکیل و سفارشی ن※ یں قرآن و حدیث کی صریح مخالفت بلک※ خدا و رسول پر ب※ تان اٹھانا و نئی شریعت گھڑنا ے۔ قرآن کریم میں جا بجا بتوں اور کافروں کی شفاعت کے انکار کے ساتھ مومنین و محبین کی شفاعت کا اثبات کیا گیا ے اور مقبولان بارگا※ کا استثنا فرمایا گیا ے۔

سبق نمبر ۴

عالم برزخ کا بیان

سوال:- عالم برزخ کسے ک※ تے یں؟

جواب:- دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ے جسے برزخ ک※ تے یں۔ مرنے کے بعد اور قیامت سے پ※ لے تمام انس وجن کو حسب مراتب اس میں ر※ نا ے اور ی※ عالم اس دنیا سے ب※ ت بڑا ے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو و※ ی نسبت ے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو ے۔ برزخ میں کسی کو آرام ے کسی کو تکلیف۔

سوال:- مرنے کے بعد روح و جسم میں تعلق ر※ تا ے یا ن※ یں؟

جواب:- مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن انسان کے ساتھ باقی ر※ تا ے۔ اگرچ※ روح جسم سے جدا و گئی مگر بدن پر جو گزرے گی روح ضرور اس سے آگا※ و متاثر و گی جس طرح حیاتِ دنیا میں وتی ے بلک※ اس سے زائد۔ دنیا میں پانی ٹھنڈا، سردوا، نرم فرش، لذیذ کھانا سب باتیں جسم پر وارد وتی یں، مگر راحت ولذت روح کو پ※ نچتی ے اور ان کے برعکس بھی جسم ی پر وارد وتے یں مگر کلفت و اذیت روح پاتی ے اور روح کے لیے خاص اپنی راحت والم کے الگ اسباب یں جن سے سرور یا غم پیدا وتا ے۔ بعین※ ی※ ی سب حالتیں برزخ میں یں۔

سوال:- برزخ میں میت پر کیا کیا باتیں گزرتیں یں؟

جواب:- ① ضغط※ قبر یعنی جب مرد※ کو قبر میں دفن کرتے یں اس وقت قبر اس کو دباتی ے۔ اگر و※ مسلمان ے تو اس کا دبانا ایسا وتا ے جیسے ماں پیار سے اپنے بچے کو زور سے چپٹا لیتی ے اور اگر کافر ے تو اس کو اس زور سے دباتی ے ک※ ادھر کی پسلیاں ادھر اور ادھر کی ادھر و جاتی یں۔

② جب دفن کرنے والے دفن کر کے و※ اں سے چلتے یں، و※ ان کے جوتوں کی

آواز سنتا ہے۔ اس وقت اس کے پاس ہیبت ناک صورت والے منکر ونکیر نامی دو فرشتے اپنے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں اور نہایت سختی کے ساتھ کرخت آواز میں اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور ان کے (یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے) بارے میں تو کیا کہتا تھا؛

③ مردہ مسلمان ہے تو جواب دے گا میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے، اور وہ تو رسول اللہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

④ مردہ اگر منافق ہے تو سب سوالوں کے جواب میں کہے گا، افسوس! مجھے تو کچھ معلوم نہیں میں لوگوں کو کہتے سنتا تھا خود بھی کہتا تھا۔

⑤ مسلمان میت کی قبر کشادہ کردی جائے گی اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جائے گا جس سے جنت کی خوشبو آتی رہے۔

⑥ نافرمان مسلمانوں میں ان کی معصیت کے مطابق بعض پر عذاب بھی ہوگا پھر ان کے پیران عظام اور اولیاے کرام کی شفاعت یا محض رحمت سے جب اللہ چاہے گا نجات پائیں گے بعض کے نزدیک مسلمان پر سے قبر کا عذاب جمعہ کی رات آتے ہی اٹھا دیا جاتا ہے۔

⑦ کافر و منافق میت کے لیے آگ کا بچھونا بچھا کر اور آگ کا لباس پہنا کر جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور اس پر فرشتگان عذاب مقرر کر دیے جائیں گے۔ نیز سانپ بچھو سے عذاب پہنچاتے رہیں گے۔

⑧ مسلمان کے اعمال حسنہ مقبول ومحبوب صورت میں آکر انھیں اُنس دیں گے اور کافر و منافق کے برے اعمال کتا یا بھیڑیا، یا اور شکل کے ہوکر اس کو ایذا پہنچائیں گے۔

⑨ مسلمان کی ارواح خواہ قبر پر ہوں، یا چاہ زمزم شریف میں، یا آسمان وزمین کے درمیان، یا آسمانوں پر، یا آسمانوں سے بلند، یا زیر عرش قندیلوں میں، یا اعلیٰ علیین میں خواہ کہیں ہوں ان کی راہ کشادہ کردی جاتی ہے۔ جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی ہیں آپس میں ملتی ہیں اور اپنے اقارب کا حال ایک دوسرے سے دریافت کرتی ہیں اور جو کوئی قبر پر آئے اسے دیکھتی پہچانتی اور اس کی بات سنتی ہیں۔

⑩ کافروں کی خبیث روحیں مرگھٹ وغیرہ میں قید رہتی یں، کہ یں آنے جانے کا انھیں ختیار نہ یں مگر وہ بھی کہ یں وں قبر یا مرگھٹ پر گزرنے والوں کو دیکھتی ہپہ چانتی وان کی باتیں سنتی یں۔

⑪ مردہ جوابِ سلام دیتا اور کلام بھی کرتا ے اور اس کے کلام کو عوام جن اور انسان کے سوا اور تمام حیوانات وغیرہ سنتے بھی یں۔

سوال:- ثواب وعذاب صرف جسم پر ے یا روح وجسم دونوں پر؟

جواب:- عذاب وثواب روح اور جسم دونوں پر وتا ے۔ حدیث شریف میں ے کہ ایک لنجا کسی باغ میں پڑا تھا اور میوے دیکھ رہا تھا، مگر ان تک نہ جاسکتا تھا، اتفاقاً ایک اندھے کا ادھر سے گزر واکہ باغ میں جاسکتا تھا مگر میوے اسے نظر نہ آتے تھے۔ لنجے نے اندھے سے کہا کہ تو مجھے باغ میں لے چل وہاں جا کر م اور تم دونوں میوے کھائیں۔ اندھا اس کو اپنی گردن پر سوار کر کے باغ میں لے گیا، لنجے نے میوے توڑے اور دونوں نے کھائے۔ اس صورت میں مجرم کون وگا؟ دونوں ی مجرم یں، اندھا جسم ے اور لنجا روح!

سوال:- جب جسم قبر میں گل جائے گا تو عذاب، ثواب کس پر وگا؟

جواب:- جسم اگرچہ گل جائے، خاک وجائے مگر اس کے اجزاے اصلی ہ قیامت تک باقی رہ یں گے وہ ی مورد عذاب وثواب وں گے اور انہ ی پر روز قیامت دوبارہ ترکیب جسم فرمائی جائے گی جس کو عجب الذنب کہ تے یں وہ ریڑھ کی ڈی میں کچھ ایسے اجزا یں کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آسکتے یں نہ آگ انھیں جلاسکتی ے نہ زمین انھیں گلاسکتی ے۔ وہ ی تخمِ جسم اور موردِ عذاب وثواب یں۔ عذاب قبر اور تنعیم قبر حق ے، اس کا انکار وہ ی کرے گا جو گمراہ ے۔

سوال:- مردہ اگر دفن نہ کیا جائے تو اس سے سوالات کہاں وں گے؟

جواب:- مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا اس سے وہ یں سوالات وں گے اور وہ یں ثواب یا عذاب اسے پہ نچے گا یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں سوال وعذاب جو کچھ وہ پہ نچے گا۔

سوال:- وہ کون لوگ ہیں جن کے اجسام محفوظ رہیں گے؟

جواب:- انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام و علمائے دین و شہداء اور حافظانِ قرآن کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی نافرمانی نہ کی اور وہ کہ اپنے اوقات درود شریف کی قراءت میں مشغول رکھتے ہیں، ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ اور جو شخص انبیائے کرام کی شان میں خبیث کلمہ کہے کہ ”وہ مر کر مٹی میں مل گئے“ وہ توہین کا مرتکب اور گمراہ بددین ہے۔

سوال:- زندوں کی خیر خیرات سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں؟

جواب:- نماز، روزہ، زکاۃ، صدقہ، حج، تلاوت قرآن، ذکر، زیارت قبور، خیر خیرات غرض ہر قسم کی عبادت اور ہر عمل نیک، فرض و نفل کا ثواب مردوں کو پہنچایا جاسکتا ہے۔ ان سب کو پہنچے گا اور ان کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ بلکہ اس کی رحمت سے امید ہے، کہ سب کو پورا ملے گا یہ نہیں کہ اسی ثواب کی تقسیم ہو کر ٹکڑا ٹکڑا ملے بلکہ یہ امید ہے کہ اس پہنچانے والے کے لیے ان سب کے مجموعے کے برابر ملے مثلاً کوئی نیک کام کیا جس کا ثواب کم از کم دس ملے گا۔ اس نے دس مردوں کو پہنچایا تو ہر ایک کو دس دس ملیں گے اور اس کو ایک سو دس، وعلیٰ ذا القیاس۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ”جو شخص گیارہ بار قل ہو اللہ شریف پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو پہنچائے گا تو مردوں کی گنتی کے برابر اسے ثواب ملے۔“ اور نابالغ نے کچھ پڑھ کر یا کوئی نیک عمل کر کے اس کا ثواب مردے کو پہنچایا تو ان شاء اللہ تعالیٰ پہنچے گا۔

یہ ہماری ناسمجھی ہے کہ فرض کا ثواب پہنچایا تو اپنے پاس کیا رہ گیا؟ اس لیے کہ ثواب پہنچانے سے فرض اس کے ذمہ سے ساقط ہو چکا پھر وہ عود نہیں کرے گا نہ ثواب کس شکل میں پہنچتا ہے۔ فاتحہ مروجہ کہ ایصال ثواب کی ایک صورت ہے یہ جائز بلکہ محمود و شرعاً مطلوب ہے۔

سوال:- ایصال ثواب کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:- ایصال ثواب جسے عرف میں فاتحہ یا اولیائے کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں کہ اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اس کا

طریق※ی※ے ک※سور※ٔفاتح※وآی※الکرسی ایک بار اور تین یا سات یا گیار※ بار سور※ٔ اخلاص اور اول آخر تین تین بار درود شریف پڑھے اس کے بعد اتھ اٹھا کر عرض کرے ک※ ال※ ی! میرے اس پڑھنے پر (اور اگر کھانا کپڑا وغیر※ بھی وں تو ان کا نام بھی شامل کرے اور ک※ے ک※ میرے اس پڑھنے اور ان چیزوں کے دینے پر) جو ثواب مجھے عطا وا سے میرے عمل کے لائق ن※ دے بلک※ اپنے کرم کے لائق عطا فرما اور اسے میری طرف سے فلاں ولی اللہ (مثلاً حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عن※) کی بارگا※ میں نذر پ※نچا اور ان کے آباے کرام ومشائخ عظام اور اولاد و مریدین اور محبین اور میرے ماں باپ اور فلاں اور فلاں اور سیدنا آدم علی※ السلام سے روز قیامت تک جتنے مسلمان ہو گزرے یا موجود یں یا قیامت تک وں گے سب کو اس کا ثواب پ※نچا" اس کے بعد دونوں اتھ چ※رے پر پھیرے۔

نعت شریف

ی※ اکرام ے مصطفی پر خدا کا　　ک※ سب کچھ خدا کا وا مصطفیٰ کا

مرے گیسوؤں والے میں تیرے صدقے　　ک※ سر پر جوم بلا ے بلا کا

اذاں کیا ج※اں دیکھو ایمان والو　　پس ذکر حق ذکر ے مصطفیٰ کا

ک※پ※لنے باں حمد سے پاک ولے　　تو پھر نام لے و※ حبیب خدا کا

ترا نام لے کر جو مانگے و※ پائے　　ترا نام لیوا ے پیارا خدا کا

ن※ کیوں کر واس اتھ میں سب خدائی　　ک※ ی※ اتھ تو اتھ ے کبریا کا

تیرے رتب※ میں جس نے چون و چرا کی　　ن※ سمجھا و※ بد بخت رتب※ خدا کا

خدا مدح خواں ے خدا مدح خواں ے　　مرے مصطفیٰ کا مرے مصطفیٰ کا

خدا کا و※ طالب، خدا اس کا طالب　　خدا اس کا پیارا، و※ پیارا خدا کا

س※ارا دیا جب مرے ناخدا نے　　وئی ناو سیدھی پھرا رخ وا کا

بھلا ے حسنؔ کا جناب رضا میں
بھلا وال※ی جناب رضاؔ کا

https://archive.org/details/@awais_sultan

سبق نمبر ٦

علامات قیامت کا بیان

سوال:- علامات قیامت سے کیا مرادے؟

جواب:- جیسے آدمی کے مرنے سے پ※ لے بیماری کی شدت ،موت کے سکرات اور نزع کی حالتیں ظا※ روتی یں ایسےی قیامت سے پ※ لے چند نشانیاں ظا※ روں گی ،انھیں کو علامات قیامت یا آثار قیامت ک※ تےیں۔

سوال:- علامات قیامت کیا یں؟

جواب:- علامات قیامت دو قسم پر یں: ایک تو ※ یں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علی※ وسلم کی پیدائش سے لے کر وقوع میں آ چکیں اور حضرت امام م※ دی رضی اللہ تعالیٰ عن※ کے ظ※ ور تک وقوع میں آتی ر※ یں گی ہی※ ان تک ک※ دوسری قسم سے مل جائیں گی ۔انھیں علامات صغریٰ ک※ تےیں ۔دوسری قسم کی علامات و※ یں جظ※ ور امام ※ دی رضی اللہ تعالیٰ عن※ کے بعد نفخ صور تک ظا※ ری وں گی ۔ی※ علامات یکے بعد دیگرے پے در پے ظا※ روں گی جیسے سلک مروارید سے موتی گرتے یں۔ ان کے ختم وتے ی قیامت برپا وگی، انھیں علامات کبریٰ ک※یں تے

سوال:- علامات صغریٰ کیا کیا یں؟

جواب:- علامات صغریٰ میں سے چندی ※یں:

① حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علی※ وسلم کی وفات شریف ۔② تمام صحاب※ کرام کا اس دنیا سے رحلت فرما جانا۔ ③ تین خسف کا وقوع یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیں گے۔ ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیر※ عرب میں ۔④ علم اٹھ جائے گا یعنی علما اٹھا لیے جائیں گے ۔لوگ جا※ لوں کو اپنا امام و پیش رَو بنائیں گے، و※ خود گمرا※ وں گے، اوروں کو گمرا※ کریں گے۔⑤ زنا اور شراب خوری، بدکاری اور بے حیائی کی زیادتی وگی۔

⑥ مرد کم وں گے اور عورتیں زیاد ※ ی ※ ان تک ک ※ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں وں گی۔ ⑦ علاو ※ اس بڑے دجال کے تیس اوروں گے ک ※ و ※ سب دعوی نبوت کریں گے۔ حالاں ک ※ نبوت ختم وچکی۔ ⑧ مال کی کثرت وگی، زمین اپنے دفینے اگل دے گی۔ ⑨ دین پر قائم ر ※ نا دشوار وگا۔ جیسے مٹھی میں انگار ※ لینا۔ ⑩ وقت میں برکت ن ※ وگی یعنی ب ※ ت جلد جلد گزرے گا۔ ⑪ زکا ※ دینا لوگوں پر گراں گزرے گا ک ※ اس کو تاوان سمجھیں گے۔ ⑫ علم دین پڑھیں گے مگر دین کی خاطر ن ※ یں دنیا کے لیے۔ ⑬ عورتیں مردان ※ وضع اختیار کریں گی اور مرد زنانی وضع پسند کرنے لگیں گے۔ ⑭ گانے بجانے کی کثرت وگی، حیا وشرم جاتی ر ※ ے گی۔ ⑮ بروقت ملاقات سلام کے بجائے لوگ گالی گلوج سے پیش آئیں گے۔ ⑯ مسجد کے اندر شور غل اور دنیا کی باتیں وں گی۔ ⑰ نماز کی شرائط وارکان کا لحاظ کیے بغیر لوگ نمازیں پڑھیں گے ی ※ ان تک ک ※ پچاس میں سے ایک نماز بھی قبول ن ※ وگی۔ وغیر ※

سوال:- قیامت کی علامات کبریٰ کیا کیا یں؟

جواب:- علامات کبریٰ ی ※ یں: دجال کا ظا ※ ر ونا۔ حضرت عیسیٰ علی ※ السلام کا آسمان سے نزول فرمانا۔ حضرت امام م ※ دی رضی اللہ تعالیٰ عن ※ کا ظا ※ ر ونا۔ یاجوج ماجوج کا خروج، دھوئیں کا پیدا ونا، داب ※ الارض کا نکلنا۔ آفتاب کا مغرب سے طلوع ونا، عیسیٰ علی ※ السلام کی وفات۔

سوال:- دجال کون ے اور ی ※ کب اور کس طرح ظا ※ ر وگا؟

جواب:- دجال قوم ی ※ ود کا ایک مرد ے جو اس وقت بحکم ال ※ ی دریائے طبرستان کے جزائر میں قید ے۔ ی ※ آزاد و کر ایک پ ※ اڑ پر آئے گا و ※ اں بیٹھ کر آواز لگائے گا۔ دوسری آواز پر و ※ لوگ جنھیں بد بخت ونا ے اس کے پاس جمع وجائیں گے اور ی ※ ایک عظیم لشکر کے ساتھ ملک خدا میں فتور پیدا کرنے کو شام وعراق کے درمیان سے نکلے گا۔ اس کی ایک آنکھ اور ایک ابرو بالکل ن ※ وگی۔ اسی وج ※ سے اسے مسیح ک ※ تے یں۔ اس کے ساتھ ی ※ ود کی فوجیں وں گی۔ و ※ ایک بڑے گدھے پر سوار وگا اور اس کی پیشانی پر لکھا وگا ک، ف، ر (یعنی کافر) جس کو ر مسلمان پڑھے گا اور کافر نظر ن ※ آئے گا۔ اس کا فتن ※ ب ※ ت شدید وگا۔ چالیس دن ر ※ ے گا،

پ※ لادن ایک سال کاوگا، دوسرا دن ایک م※ین※ کا، تیسرا دن ایک فت※ کا اور باقی دن جیسے
وتے یں و※ب※ت تیزی کے ساتھ ایک ش※ر سے دوسرے ش※ر میں پ※نچے گا اس کے ساتھ
ایک باغ اور ایک آگ وگی جن کا نام جنت اور دوزخ رکھے گا۔ مگر و※ جو دیکھنے میں جنت
معلوم وگی و※ حقیقتاً آگ وگی۔ اور جو ج※نم دکھائی دے گا و※ مقام راحت وگا جو اسے مانیں
گے ان کے لیے بادل کو حکم دے گا، برسنے لگے گا، زمین کو حکم دے گا کھیتی جم اٹھے گی۔ جو ن※
مانیں گے ان کے پاس سے چلا جائے گا۔ ان پر قحط وجائے گا، ت※ی دست ر※ جائیں گے۔
ویرانے میں جائے گا تو و※اں کے دفینے ش※د کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے ولیں گے۔ اسی
قسم کے ب※ت سے شعبدے دکھائے گا اور حقیقت میں ی※ سب جادو کے کرشمے وں گے، جن
کو واقعیت سے کچھ تعلق ن※یں؛ اس لیے اس کے و※اں سے جاتے ی لوگوں کے پاس کچھ ن※
ر※ے گا۔ اس وقت میں مسلمانوں کی روٹی پانی کا کام ان کی تسبیح وت※لیل دے گی یعنی و※ ذکر خدا
کریں گے اور بھوک پیاس اس سے رفع وگی۔ چالیس دن میں حرمین طیبین (مک※ معظم※
و مدین※ منور※) کے سوا تمام روئے زمین کا گشت کرے گا۔ حرمین شریفین میں جب جانا چا※ے
گا فرشتے اس کا من※ پھیر دیں گے۔ جب و※ ساری دنیا میں پھر پھرا کر ملک شام کو جائے گا اس
وقت حضرت عیسیٰ علی※ السلام نزول فرمائیں گے۔

سوال:- عیسیٰ علی※ السلام کب اور ک※اں نزول فرمائیں گے؟

جواب:- جب دجال کا فتن※ ان※ت※ا کو پ※نچ جائے گا اور و※ ملعون تمام دنیا میں پھر کر ملک
شام میں جائے گا ج※اں تمام ا※ل عرب سمٹ کر پ※لے ی جمع وچکے وں گے، ی※ خبیث ان
سب کا محاصر※ کر لے گا۔ ان میں بائیس ※زار مرد جنگی اور ایک لاکھ عورتیں وں گی، ناگا※ اسی
حالت میں قلع※ بند مسلمانوں کو غیب سے آواز آئے گی ک※ گھبراؤ ن※یں فریاد رس آپ ※نچا اس
وقت حضرت عیسیٰ علی※ السلام آسمان سے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے، زرد رنگ کا جوڑا
زیب تن کئے وئے ن※ایت نورانی شکل میں دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منار※ پر دین محمد
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی※ وسلم کے حاکم اور امام عادل و مجدد ملت وکر نزول فرمائیں گے۔
صبح کا وقت وگا، نماز فجر کے لیے اقامت وچکی وگی، حضرت امام م※دی جو اس جماعت

میں موجود وں گے آپ سے امامت کی درخواست کریں گے ۔ حضرت عیسیٰ علی※ السلام حضرت امامِ م※ دی کی پشت پراتھ کھ کر ک※ یں گے: آ گے بڑھو نماز پڑھاؤ ک※ تکبیر تم ※ ارے ی لیے وئی تھی ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی※ وسلم فرماتے یں: تم ※ ارا حال کیسا وگا جب تم میں ابن مریم نزول کریں گے اور تم ※ ارا امام تم ※ یں میں سے وگا'' ۔ یعنی اس وقت کی تم ※ اری خوشی اور تم ※ ارا فخر بیان سے با※ رے ک※ روح اللہ باوصف نبوت ورسالت تم پر اتریں، تم میں ر※ یں تم ※ ارے معین و یاور بنیں و تم ※ ارے امام کے پیچھے نماز پڑھیں ۔

غرض عیسیٰ علی※ السلام سلام پھیر کر درواز※ کھلوائیں گے، اس طرف دجال وگا جس کے ساتھ ستر زاری ※ ودی تھیار بندوں گے ۔ لشکر اسلام اس لشکر دجال پر حمل※ کرے گا ۔ گھمسان کا معرک※ وگا ۔ جب دجال کی نظر حضرت عیسیٰ علی※ السلام پر پڑے گی، پانی میں نمک کی طرح پگھلنا شروع وگا اور بھاگے گا ۔ ی※ تعاقب فرمائیں گے اور دجال لعین کو تلاش کر کے بیت المقدس کے قریب موضع ''ار'' کے دروازے پر جا لیں گے اور اس کی پشت میں نیز※ ماریں گے، و※ ج※ نم واصل وگا ۔ آپ مسلمانوں کو اس کا خون اپنے نیزے پر دکھائیں گے ۔ دجال کا فتن※ فرو ونے کے بعد حضرت عیسیٰ علی※ السلام اصلاحات میں مشغول وں گے، اسلام پر کافروں سے ج※ اد فرمائیں گے اور جزی※ کو موقوف کر دیں گے یعنی کافر سے سوا اسلام کے کچھ قبول ن※ فرمائیں گے ۔ صلیب توڑیں گے اور خنزیر کو نیست و نابود کر دیں گے ۔ تمام ا※ ل کتاب جو قتل سے بچیں گے سب ان پر ایمان لے آئیں گے ۔ ان کے زمان※ میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ اسلام کے سوا سب دینوں اور مذ※ بوں کو فنا کر دے گا ۔ تمام ج※ اں میں ایک دین اسلام وگا اور مذ※ ب ایک مذ※ ب ا※ ل سنت، آپ کے زمان※ میں مال کی کثرت وگی اور برکت میں افراط، اور ساری زمین عدل سے بھر جائے گی ۔ ی※ اں تک کے بھیڑیے کے پ※ لو میں بکری بیٹھے گی اور و※ آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے گا اور بچے سانپ سے کھیلیں گے ۔

سوال:۔ حضرت امامِ م※ دی کون یں؟

جواب:۔ حضرت امامِ م※ دی رضی اللہ تعالیٰ عن※ ائم※ ا ثنا عشر میں آخری امام و خلیف※ اللہ یں ۔ آپ کا اسم گرامی محمد، باپ کا نام عبد اللہ اور ماں کا نام آمن※ وگا ۔ و※ نسبتاً سید حسنی

حضرت فاطم ※ز ※ رارضی اللہ تعالیٰ عن ※ اکی اولاد سے وں گے اور مادری رشتوں میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عن ※ سے بھی کچھ علاق ※ رکھیں گے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کا ظ ※ ور وگا۔ آپ کی خلافت ۷ یا ۸ یا ۹ سال وگی۔ اس کے بعد آپ کا وصال وگا۔ عیسیٰ علی ※ السلام آپ کی نماز جناز ※ پڑھائیں گے۔

سوال:- امامؒ ※ دی کا ※ ورکب اورک ※ اں وگا؟

جواب:- جب آثار صغریٰ سب واقع وچکیں گے اس وقت نصاریٰ کا غلب ※ وگا، روم وشام اور تمام ممالک اسلام حرمین شریفین کے علاو ※ سب مسلمانوں کے اتھ سے نکل جائیں گے تمام زمین فتن ※ اور فساد سے بھر جائے گی اس وقت تمام ابدال بلک ※ تمام اولیا سب جگ ※ سے سمٹ کر حرمین شریفین کو جرت کر جائیں گے اور ساری زمین کفرستان وجائے گی۔ رمضان شریف کام ※ ین ※ وگا ابدال طواف کعب ※ میں مصروف وں گے اور حضرت امامؒ ※ دی بھی جن کی عمر اس وقت چالیس سال وگی و ※ اں وں گے۔ اولیا انھیں پ ※ چان کر درخواستِ بیعت کریں گے و ※ انکار کریں گے۔ دفع ※ً غیب سے ایک آواز آئے گی:

"هٰذَا خَلِيْفَةُ اللهِ الْمَهْدِيْ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَأَطِيْعُوْهُ۔"

"ی ※ اللہ کا خلیف ※ م ※ دی ے اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو۔"

اب تمام اولیائے کرام اور ا ※ ل اسلام ان کے دست مبارک پر بیعت کریں گے۔ آپ و ※ اں سے سب کو مرا ※ لے کر ملک شام کو تشریف لے جائیں گے۔ افواج اسلام کی خبر سن کر نصاریٰ بھی لشکر جرار لے کر شام میں جمع وجائیں گے۔ اس وقت امام م ※ دی رضی اللہ تعالیٰ عن ※ کا لشکر تین حصوں میں تقسیم وجائے گا۔ ایک حص ※ نصاریٰ کے خوف سے فرار وجائے گا جن کی موت کفر پر وگی، دوسرا حص ※ ش ※ ادت سے مشرف وگا اور باقی ایک ت ※ ائی حص ※ چوتھے دن نصاریٰ پر فتح عظیم پائے گا۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کے ب ※ ت سے خاندان ایسے وں گے جن میں فی صدی ایک بچا وگا، پھر صحت یاب حص ※ قُسطَنطِینہ کو نصاریٰ سے چھین لے گا۔ ان جنگوں میں اتنے کافر مارے جائیں گے ک ※ پرند ※ اگر ان کی لاشوں کے ایک کنارے سے اڑے تو دوسرے کنارے پر پ ※ نچنے سے پہلے مر کر گر جائے۔

جب ا※ل اسلام فتح قُسطَنطِینہ کے بعد غنیمتیں تقسیم کرتے وں گے تو نا گا※ شیطان پکارے گا ک※ تم ※ ارے گھروں میں دجال آ گیا مسلمان پلٹیں گے اوردس سوار بطور طلیع※ خبر لانے کے لیے بھیجیں گے، جن کی نسبت صادق ومصدوق صلی اللہ تعالیٰ علی※ وسلم نے فرمایا ے ک※: ''میں ان کے نام، ان کے باپوں کے نام اوران کے گھوڑوں کے رنگ پ※ چانتاوں اور و※ اس وقت روئے زمین کے ب※ ترین سواروں میں سے وں گے۔'' ی※ افوا※ غلط ثابت وگی۔ پھر جب لشکر اسلام قُسطَنطِینہ سے روان※ وکر شام میں آئے گا تو جنگ عظیم سے ساتویں سال دجال ظا※ روگا۔

سوال:- یاجوج ماجوج کون یں؟

جواب:- یاجوج ماجوج یافث بن نوح علی※ السلام کی اولاد سے فسادی گرو※ یں، ان کی تعداد ب※ ت زیاد※ ے ،و※ زمین میں فساد کرتے تھے، ایام ربیع میں نکلتے تھے تو کھیتیاں اور سبزی سب کچھ کھاجاتے تھے۔ آدمیوں بلک※ درندوں، وحشی جانوروں بلک※ سانپوں بچھوؤں تک کو کھا جاتے تھے، حضرت سکندر ذوالقرنین سے جو مومن صالح اور اللہ کے مقبول بندے اور تمام دنیا پر حکمران تھے، لوگوں نے ان کی شکایت کی اور آپ نے ان کی درخواست پر بنیاد کھدوائی۔ جب پانی تک پ※ نچی تو اس میں پگھلائے وئے تانبے سے پتھر جمائے گئے اور لو※ ے کے تختے اوپر سے نیچے چن کر ان کے درمیان لکڑی اور کوئل※ بھروادیا اور آگ دے دی، اسی طرح ی※ دیوار پ※ اڑ کی بلندی تک اونچی کردی گئی اور اوپر سے پگھلاوا تانبا دیوار میں پلادیا گیا۔ ی※ سب مل کر ایک سخت جسم وگیا۔ اس کی چوڑائی ساٹھ گز ے اور لمبائی ڈیڑھ سو فرسنگ۔

حدیث شریف میں ے ک※ یاجوج ماجوج روز ان※ اس دیوار کو توڑتے یں اور دن بھر محنت کرتے کرتے جب اس کے توڑنے کے قریب وتے یں تو ان میں سے کوئی ک※ تا ے ک※ اب چلو باقی کل توڑیں گے۔ دوسرے روز جب آتے یں تو ※ بحکم ال※ ی پ※ لے سے زیاد※ مضبوط وجاتی ے۔ جب ان کے خروج کا وقت آئے گا تو ان میں سے ک※ نے والا ک※ ے گا اب چلو باقی دیوار کل توڑیں گے ان شاءاللہ۔ ان شاءاللہ ک※ نے کا ثمر ※ ی ※ وگا ک※ اس دن کی محنت رائگاں ن※ جائے گی اور اگلے روز انھیں دیوار اتنی ٹوٹی وئی ملے گی جتنی پ※ لے روز توڑ گئے تھے۔ اب و※ نکل آئیں گے۔

سوال:- یاجوج ماجوج کا خروج کب وگا؟

جواب:- قتل دجال کے بعد جب لوگ امن وامان کی زندگی بسر کرتے وں گے، حضرت عیسیٰ علی※ السلام کو حکم ال※ ی وگا ک※ مسلمانوں کو ※ طور پر لے جاؤ اس لیے ک※ کچھ لوگ ایسے ظا※ ر کیے جائیں گے جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت ن※ یں، چناں چ※ آپ مسلمانوں کو لے کر قلع※ طور پر پنا※ گزیں وں گے ک※ یاجوج ماجوج ظا※ روں گے ی※ اس قدر کثیر وں گے ک※ ان کی پ※ لی جماعت جب بحیر※ طبری ※ پر (جس کا طول دس میل وگا) گزرے گی تو اس کا پانی پی کر اس طرح سکھا دے گی ک※ دوسری جماعت جب آئے گی تو ک※ ے گی ک※ ی※ اں کبھی پانی ن※ تھا۔ غرض ی※ لوگ مور وملخ کی طرح رطرف پھیل کر فتن※ وفساد برپا کریں گے۔ پھر دنیا میں قتل وغارت سے جب فرصت پائیں گے تو ک※ یں گے ک※ دنیا والوں کو تو قتل کرلیا آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں ی※ ک※ ہ کر اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے۔ خدا کی قدرت ک※ ان کے تیر اوپر سے خون آلود گریں گے۔

ی※ اپنی حرکت میں مشغول وں گے اور و※ اں پ※ اڑ پر حضرت عیسیٰ علی※ السلام مع اپنے ساتھیوں کے محصور وں گے۔ محصورین میں قحط کا ی※ عالم وگا ک※ گائے کے سر کی ان کے نزدیک و※ وقعت وگی جو آج سو اشرفیوں کی ن※ یں۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علی※ السلام مع اپنے مرا※ یوں کے دعا فرمائیں گے، اس پر اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کردے گا ک※ ایک رات میں سب لاک وجائیں گے۔

سوال:- یاجوج ماجوج کے لاک ونے کے بعد کیا وگا؟

جواب:- ان کے مرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علی※ السلام اور آپ کے اصحاب پ※ اڑ سے اتریں گے، دیکھیں گے ک※ تمام زمین ان کی لاشوں اور بدبو سے بھری پڑی ے۔ ایک بالشت زمین بھی خالی ن※ یں، آپ مع اپنے مرا※ یوں کے پھر دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ایک سخت آندھی اور ایک قسم کے پرند بھیجے گا ک※ و※ ان لاشوں کو ج※ اں اللہ چا※ ے گا پھینک آئیں گے اور ان کے تیر کمان وترکش کو مسلمان سات برس تک جلائیں گے، پھر اس کے بعد بارش وگی جس سے زمین بالکل موار وجائے گی۔ اب زمین کو حکم وگا ک※ پھلوں کو اگا اور آسمان کو

حکم وگا ک※ اپنی برکتیں انڈیل دے تو ی※ حالت وگی ک※ انار اتنے بڑے بڑے پیداوں گے ک※ ایک انار سے ایک جماعت کا پیٹ بھرے گا اور اس کے چھلکے کے سائے میں ایک جماعت آ جائے گی اور دودھ میں ی※ برکت وگی ک※ ایک اونٹنی کا دودھ آدمیوں کے گرو※ وں کو کافی وگا اور ایک گائے کا دودھ قبیلے بھر کو اور ایک بکری کا خاندان بھر کو کفایت کرے گا۔

سوال:- حضرت عیسیٰ علی※ السلام کب تک دنیا میں قیام فرمائیں گے؟

جواب:- حضرت عیسیٰ علی※ السلام چالیس سال زمین میں امامتِ دین وحکومتِ عدل آئین فرمائیں گے۔ اس میں سات سال دجال کی لاکت کے بعد کے یں۔ انھیں میں آپ نکاح کریں گے۔ آپ کی اولاد بھی وگی۔ مزار اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علی※ وسلم پر حاضر وکر سلام عرض کریں گے۔ قبر انور سے جواب آئے گا۔ روحا کے راست※ سے حج یا عمر※ کو جائیں گے اور ان سب وقائع کے بعد جن کا ذکر گزرا، آپ وفات پائیں گے، مسلمان ان کی تج※یز کریں گے، ن※لائیں گے، خوشبو لگائیں گے۔ کفن دیں گے، نماز جناز※ پڑھیں گے اور حضور سید الانبیا علی※ الصلا※ والسلام کے پ※لو میں روض※ انور میں آپ دفن کیے جائیں گے۔

سوال:- دھواں کب ظا※ر وگا اور اس کا اثر کیا وگا؟

جواب:- حضرت عیسیٰ علی※ السلام کی وفات کے بعد قبیل※ قحطان میں سے ایک شخص ج※ جا※ نام یمن کے ※نے والے آپ کے خلیف※ وں گے، ان کے بعد چند بادشا※ اوروں گے جس کے ع※د میں رسوم کفر وج※ل شائع وگی۔ اسی اثنا میں ایک مکان مغرب میں ایک مکان مشرق میں ج※اں منکرین تقدیر ر※تے وں گے زمین میں دھنس جائے گا، اس کے بعد آسمان سے دھواں نمودار وگا جس سے آسمان سے زمین تک اندھیرا وجائے گا اور چالیس روز تک ر※ے گا، اس سے مسلمان زکام میں مبتلا وجائیں گے، کافروں اور منافقوں پر بے وشی طاری وجائے گی، بعضے ایک دن، بعضے دو دن اور بعضے تین دن کے بعد وش میں آئیں گے، پھر مغرب سے آفتاب طلوع وگا۔

سوال:- مغرب سے آفتاب کیوں کر طلوع وگا؟

جواب:- روزان※ آفتاب بارگا※ ال※ی میں سجد※ کرکے اذنِ طلوع چا※تا ※ے تب طلوع

وتاے۔قرب قیامت جب آفتاب طلوع کی اجازت چا⌧ ے گا،اجازت ن⌧ ملے گی اور حکم
وگا ک⌧ واپس جاو⌧ واپس وجائے گا اور اس کے بعد ما⌧ ذی الحج ⌧ میں یوم نحر کے بعد رات اس
قدر لمبی وجائے گی ک⌧ بچے چلا اٹھیں گے۔مسافر تنگ دل اور مویشی چرا گا⌧ کے لیے بے قرار
وں گے ی⌧ ان تک ک⌧ لگ بے چینی کی وج⌧ سے نال⌧ وزاری کریں گے و توب⌧ توب⌧ پکاریں
گے،آخر تین چار رات کی مقدار دراز ونے کے بعد اضطراب کی حالت میں آفتاب مغرب
سے چاند گر⌧ ن کی مانند تھوڑی روشنی کے ساتھ نکلے گا اور نصف آسمان تک آ کر لوٹ جائے گا
اور جانب مغرب غروب کرے گا اس کے بعد بدستور مشرق سے طلوع کیا کرے گا۔اس نشانی
کے ظا⌧ روتے ی توب⌧ کا درواز⌧ بند وجائے گا۔کافر اپنے کفر سے یا گنا⌧ گار اپنے گنا⌧ وں
سے توب⌧ کرنا چا⌧ ے گا تو توب⌧ قبول ن⌧ وگی اور اس وقت کسی کا اسلام لانا معتبر ن⌧ وگا۔

سوال:- داب⌧ الارض کیا ے وی⌧ کب نکلیگا؟

جواب:- داب⌧ الارض عجیب شکل کا ایک جانور وگا جو کو⌧ صفا سے بر آمد و کر تمام ش⌧ روں
میں ب⌧ ت جلد پھرے گا اور ایسی تیزی سے ور⌧ کرے گا ک⌧ کوئی بھاگنے والا اس سے بچ ن⌧ سکے گا۔
فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا۔اور بزبان فصیح ک⌧ ے گا "هٰذَا مُؤْمِنٌ وَهٰذَا كَافِرٌ" ی⌧
مومن ے اور ی⌧ کافر ے۔اس کے ایک اتھ میں موسیٰ علی⌧ السلام کا عصا اور دوسرے اتھ میں
سلیمان علی⌧ السلام کی انگشتری وگی۔عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نورانی خط کھینچے گا جس
سے سیا⌧ چ⌧ ر⌧ نورانی وجائے گا اور انگشتری سے کافر کی پیشانی پر سیا⌧ م⌧ ر لگائے گا جس سے اس
کا چ⌧ ر⌧ بے رونق وجائے گا اس وقت تمام مسلمان و کافر علانی⌧ ظا⌧ روں گے ی⌧ علامت کبھی ن⌧
بدلے گی۔جو کافر ے رگز ایمان ن⌧ لائے گا اور جو مسلمان ے میش⌧ ایمان پر قائم ر⌧ ے گا۔

آفتاب کے مغرب سے طلوع ونے کے دوسرے روز لوگ اسی چرچا میں وں گے
ک⌧ کو⌧ صفا زلزل⌧ سے پھٹ جائے گا وی⌧ جانور نکلے گا پ⌧ لے یمن میں پھر نجد میں ظا⌧ ر و کر
غائب وجائے گا و تیسری بار مک⌧ معظم⌧ میں ظا⌧ روگا۔

سوال:- اس کے بعد پھر کیا وگا؟

جواب:- عیسیٰ علی⌧ السلام کی وفات کے ایک زمان⌧ کے بعد جب قیام قیامت کو

صرف چالیس سال ر※ جائیں گے، ایک خوشبودار ٹھنڈی وا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے
نیچے سے نکلے گی۔ جس کا اثر ی※ وگا ک※ مسلمان کی روح قبض ہوجائے گی ی※ ان تک ک※ کوئی ※ ل
ایمان وا※ ل خیر ن※ وگا اور کافری کافر ※ جائیں گے، کفار حبش ※ کا غلب※ وگا اور ان کی سلطنت
وگی ※و※ خان※ٔ کعب※ کو ڈھادیں گے، خدا ترسی اور حیا و شرم اٹھ جائے گی، حکام کا ظلم اور رعایا کی
ایک دوسرے پر دست درازی رفت※ رفت※ بڑھ جائے گی، عام بت پرستی اور قحط اور وبا کا ظ※ ور
وگا۔ اس وقت ملک شام میں کچھ ارزانی دامن وگا، دیگر ممالک کے لوگ ا※ ل وعیال سمیت
شام کو روان※ وں گے۔ اسی اثنا میں ایک بڑی آگ جنوب سے نمودار وگی۔ و※ ان کا تعاقب
کرے گی ی※ ان تک ک※ و※ شام میں پ※ نچ جائیں گے۔ پھر و※ آگ غائب ہوجائے گی۔ ی※
چالیس سال کا زمان※ ایسا گزرے گا ک※ اس میں کسی کی اولاد ن※ وگی۔ یعنی چالیس سال سے کم
عمر کا کوئی ن※ وگا اور دنیا میں کافری کافروں گے۔ اللہ ک※ نے والا کوئی ن※ وگا ک※ دفع※ٔ جمع※ کے
روز جو یوم عاشورا بھی وگا اور لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول وں گے ک※ صبح کے وقت
اللہ تعالیٰ اسرافیل علی※ السلام کو صور پھونکنے کا حکم دے گا اور کافروں پر قیامت قائم وگی۔

سبق نمبر ۷

حشر ونشر کا بیان

سوال:- حشر ونشر اور معاد کسے ک※ تے یں؟

جواب:- حشر ونشر، معاد، یوم، بعث، یوم نشور، ساعت، ی※ سب قیامت کے نام
یں۔ جس طرح دنیا میں ر چیز انفرادی طریق※ سے فنا وتی اور مٹتی ر※ تی ے یوں ※ ی دنیا کی بھی
ایک عمر اللہ تعالیٰ کے علم میں مقرر ے۔ اس کے پورا ونے کے بعد ایک دن ایسا آئے گا ک※
تمام کائنات فنا وجائے گی۔ اسی کو قیامت ک※ تے یں۔ اس وقت سوا اس ایک اللہ کے دوسرا
کوئی ن※ وگا و※ ※میش※ سے ے و※ میش※ ※ ※ ے گا۔

سوال:- اس عقید※ پر ایمان لانا کس حد تک ضروری ے؟

جواب:- حشر ونشر پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ا※م عقید※ ے۔اس پر ایمان لائے بغیر آدمی رگز مسلمان ن※یں ※و سکتا ی※ عقید※ اس قدر ضروری ے ک※ اس عقیدے کے بغیر انسان ن※ گنا※وں سے پوری طرح بچ سکتا※ ے ن※ عبادت میں مشقت اٹھا سکتا ے،ن※ جان ومال قربان کر سکتا ے۔دنیاوی سزا کا خوف یا بدنامی کا ڈر اسی وقت تک آدمی کو جرم سے باز رکھ سکتا ے جب تک ک※ ظا※ر ※و جانے کا خوف ※و اور جب کسی کو ی※ یقین وجاتا ے ک※ میرا ی※ جرم کوئی ن※یں جان سکتا تو بے تکلف بڑے سے بڑے جرم کا ارتکاب وجاتا ے۔صرف ی※ عقید※ ※ی آدمی کو ارتکاب جرم سے روکتا ے ک※ مارے تمام نیک وبد اعمال کی سزا وجزا کا ایک دن مقرر ے،اسی دن کا نام قیامت ے اور اس دن کا مالک اللہ تعالیٰ ے، دنیا کے اکثر بڑے بڑے عقلا باوجود اختلاف مذ※ب کے اس بات پر متفق یں ک※ اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی بھی آنے والی ے اور اسی موت تک معامل※ ختم ن※یں وجاتا اور دوسری زندگی میں ماری سعادت وشقاوت کا مدار ماری اس زندگی کے اعمال وافعال پر ے،جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

سوال:- حشر صرف روح کا وگا یا روح وجسم دونوں کا؟

جواب:- حشر صرف روح کا ن※یں بلک※ روح وجسم دونوں کا ے جو ک※ ے صرف روحیں اٹھیں گی جسم زند※ ن※ ※وں گے جو ※ قیامت کا منکر ے اور کافر ے جسم کے اجزا اگرچ※ مرنے کے بعد متفرق اور مختلف جانوروں کی غذا و گئے وں مگر اللہ تعالیٰ ان سب اجزا کو جمع فرما کر پ※ لی یئت پر لا کر انھیں پ※ لے اجزائے اصلی ※ پر جو تخم جسم یں اور محفوظ یں ترکیب دے گا اور روح کو اسی جسم سابق میں بھیجے گا جس کے ساتھ و※ متعلق تھی۔

سوال:- کائنات کس طرح فنا کی جائے گی؟

جواب:- جب قیامت کی نشانیاں پوری ولیں گی اور مسلمانوں کے بغلوں کے نیچے سے و※ خوشبودار وا گزرے گی جس سے تمام مسلمانوں کی وفات وجائے گی اور دنیا میں کافری کافروں گے اور اللہ ک※نے والا کوئی ن※ وگا اور لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول وں

گے ک※ دفع※ حضرت اسرافیل علی※ السلام کوصور پھونکنے کاحکم وگا۔شروع شروع میں اس کی آواز ب※ت باریک وگی اور رفت※ رفت※ بلندوتی جائے گی ،لوگ کان لگاکراسے سنیں گے اور بےوش وجائیں گے۔اس بےوشی کای※ اثروگاک※ ملائک※ اورزمین والوں میں سے اس وقت جولوگ زند※ وں گے جن پرموت ن※ آئی وگی و※ اس سے مرجائیں گے اور جن پرموت وارد وچکی پھراللہ تعالیٰ نے انھیں حیات عطاکی اورو※ اپنی قبروں میں زند※ یں جیسے ک※ انبیا وش※ داان پراس نفخہ سے بےوشی کی سی کیفیت طاری وگی اور جولوگ قبروں میں مرے پڑے یں انھیں اس نفخ※ کاشعور بھی ن※ وگا۔

زمین وآسمان میں لچل پڑ جائے گی۔زمین اپنے تمام بوجھ اور خزانے با※ رنکال دے گی ،پ※ اڑل ل کرریز※ ریز※ وجائیں گے ،دھنی وئی روئی یااون کے گالے کی طرح اڑنے لگیں گے۔آسمان کے تمام ستارے ٹوٹ ٹوٹ کرگر پڑیں گے اور ایک دوسرے سے ٹکراٹکرا کرریز※ ریز※ وکرفناوجائیں گے۔اسی طرح رچیزفناوجائے گی۔ی※ اں تک ک※ صوراور اسرافیل اور تمام ملائک※ فناوجائیں گے ،اس وقت سوااس واحد حقیقی کےکوئی ن※ وگا۔و※ فرمائے گاآج کس کی بادشا※ ت ے؟ک※ اں یں جبارین؟ک※ اں یں متکبرین ؟مگر※ ے کون جوجواب دے۔پھرخودی فرمائے گا "لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ" صرف اللہ واحد ق※ ارکی سلطنت ے۔

سوال:- سب سے پ※ لے کس کوزند※ کیاجائےگا؟

جواب:- اللہ تعالیٰ جب چا※ ےگاسب سے پ※ لے اسرافیل کوزند※ فرمائےگاورصورکو پیداکرکے دوبار※ پھونکنے کاحکم دے گا۔صور پھونکتے ی تمام اولین وآخرین ،ملائک※ انس وجن وحیوانات موجود وجائیں گے ،اول حاملان عرش ،پھر جبرئیل ،پھر میکائیل ،عزرائیل علی※ م السلام اٹھیں گے۔پھرازسرنوزمین ،آسمان ،چاند ،سورج موجودوں گے ،پھرایک مین※ برسےگاجس سے سبز※ کے مثل زمین کارذی روح جسم کےساتھ زند※ وگا۔سب سے پ※ لے حضورانورصلی اللہ تعالیٰ علی※ وسلم قبرانورسے یوں برآمدوں گےک※ داینے اتھ میں صدیق اکبر کاتھ ہوگاوربائیں اتھ میں فاروق اعظم کاتھ۔رضی اللہ تعالیٰ عن※ ما۔پھرمک※ معظم※ اورمدین※ منور※ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن یں سب کواپنے مرا※ لےکرمیدان حشر میں تشریف

لے جائیں گے۔

سوال:- محشر میں لوگوں کی حالت کیا ہوگی؟

جواب:- قیامت کے روز جب لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں اٹھیں گے اور اس وقت محشر کے عجیب وغریب منظر کو حیرت زدہ ہوکر ہر طرف نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے، مومنوں کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سواریاں حاضر کی جائیں گی۔ ان میں بعض تنہا سوار ہوں گے اور کسی سواری پر دو، کسی پر تین، کسی پر چار، کسی پر دس ہوں گے۔ کافر منہ کے بل چلتا ہوا میدان حشر کو جائے گا۔ کسی کو ملائکہ گھسیٹ کر لے جائیں گے، کسی کو آگ جمع کرے گی، یہ میدان حشر شام کی زمین پر قائم ہوگا اور زمین ایسے ہموار ہوگی کہ اس کنارے پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے پر دکھائی دے۔ یہ زمین دنیا کی زمین نہ ہوگی بلکہ تانبے کی ہوگی، جو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت کی محفل کے لیے پیدا فرمائے گا۔

اس دن آفتاب ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا اور اس کا منہ اس طرف ہوگا، تپش اور گرمی کا کیا پوچھنا، اللہ پناہ میں رکھے، بھیجے کھولتے ہوں گے اور اس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ ستر گز زمین میں جذب ہو جائے گا، پھر جو پسینہ زمین نہ لے سکے گی وہ اوپر چڑھے گا، کسی کے ٹخنوں تک ہوگا کسی کے گھٹنوں تک، کسی کے کمر کمر، کسی کے سینہ، کسی کے گلے تک اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثل لگام کے جکڑ جائے گا جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا، اس گرمی کی حالت میں پیاس کے باعث زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی۔ دل ابل کر گلے تک آجائیں گے اور ہر مبتلا بقدر گناہ تکلیف میں مبتلا کیا جائے گا، پھر باوجود ان مصیبتوں کے کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا، پھر حساب کا دفتر کھلے گا سب کے اعمال نامے سامنے رکھ دیے جائیں گے، انبیا علیہم السلام اور دوسرے گواہ دربار میں حاضر ہوں گے اور ہر شخص کے اعمال کا نہایت انصاف سے ٹھیک ٹھیک فیصلہ سنایا جائے گا۔ کسی پر کسی طرح کی زیادتی نہ ہوگی۔ ان تمام مرحلوں کے بعد اب اسے ہمیشگی کے گھر میں جانا ہے۔ کسی کو آرام کا گھر ملے گا جس کی آسائش کی کوئی انتہا نہیں ہے اس کو جنت کہتے ہیں۔ یا تکلیف کے گھر میں جانا پڑے گا جس کی تکلیف کی کوئی انتہا نہیں اسے جہنم کہتے ہیں۔

سوال:- حشر نشر، ثواب عذاب وغیر※ کا ی※ ی مطلب ے جو اوپر مذکور وا، یا ان کے کچھ اور معنی بھی مراد لیے جاتے یں؟

جواب:- قیامت و بعث و حشر و ثواب و عذاب و جنت و دوزخ سب کے و※ ی معنی یں جو مسلمانوں میں مش※ ور یں۔ جو شخص ان چیزوں کو تو حق ک※ ے مگر ان کے نئے معنی گھڑے مثلاً ک※ ے ک※ جنت صرف ایک اعلیٰ درج※ کی راحت کا نام ے یا ک※ ے ک※ روحانی اذیت کے اعلیٰ درج※ پر محسوس ونے کا نام دوزخ ے، یا ثواب کے معنی اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ونا اور عذاب کے معنی اپنے برے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا بتائے، یا ک※ ے ک※ حشر فقط روحوں کا وگا ※ حقیقتاً ان چیزوں کا منکر ے اور ایسا شخص قطعاً دائر※ ٔ اسلام سے خارج ے، یو※ یں فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا یا ی※ ک※ نا ک※ فرشت※ نیکی کی قوت کو ک※ تے یں یا جنوں کے وجود کا انکار یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ے۔ غرض حشر نشر، ثواب عذاب، جنت دوزخ وغیر※ ا کے متعلق جو عقیدے مسلمانوں میں مش※ ور یں اور ان کے جو معنی ا※ ل اسلام میں مراد لیے جاتے یں، ی※ ی معنی قرآن پاک واحادیث شریف※ میں صاف روشن الفاظ میں بیان کیے گئے یں اور ی※ امور اسی طور پر تواتر کے ساتھ منقول وتے وئے م کو پ※ نچے یں تو جو شخص ان لفظوں کا تو اقرار کرے لیکن یوں ک※ ے ک※ ان کے لیے ایسے معنی مراد یں جو ان کے ظا※ ری الفاظ سے سمجھ میں ن※ یں آتے ایسا شخص یقیناً دائر※ ٔ اسلام سے خارج، ضروریات دین کا منکر اور کافر و مرتد ے۔

سبق نمبر ۸

آخرت کے کچھ تفصیلی واقعات

سوال:- اعمال نام※ کس کا نام ے؟

جواب:- اللہ تعالیٰ نے انسان کی نگ※ داشت کے لیے کچھ فرشتے مقرر کیے یں جن کو کراماً کاتبین ک※ تے یں، و※ بنی آدم کی نیکی اور بدی لکھتے ر※ تے یں۔ ر آدمی کے ساتھ دو فرشتے یں، ایک دائیں ایک بائیں۔ نیکیاں دائیں طرف کا فرشت※ لکھتا ے اور بدیاں بائیں

طرف کا۔اسی صحیفے یانوشتے کواعمال نام※ ک※ تےیں ۔اسےیوں سمجھ لوک※ مارےا چھے برے
تمام اعمال کے مکمل ریکارڈ کا نام اعمال نام※ ے۔قیامت کے دن ر شخص کا نام※ اعمال اسے
دیا جائے گا۔نیکوں کے دا※ نے اتھ میں اور بدوں کے بائیں اتھ میں اور کافر کا سین※ توڑ کر اس
کا بایاں اتھ اس سے پس پشت نکال کر پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا ک※ خود پڑھ کر فیصل※ کر لے
ک※ جو کام عمر بھر میں نے کیے تھے کوئی د※ اتون※ یں یاز یاد※ تون※ یں لکھا گیا۔آدمی اس وقت
یقین کرے گا ک※ ذر※ ذر※ بلاکم وکاست اس میں موجود ے۔اس میں اپنے گنا※ وں کی
ف※ رست پڑھ کر مجرم خوف کھائیں گے ک※ دیکھیے آج کیسی سزا ملتی ے اور کافر کا تو خوف کے
مارے برا حال وگا۔پھر میزان پر لوگوں کے نیک وبد اعمال تولے جائیں گے۔

سوال:- میزان کیا※ ے اور اس پر اعمال کیسے تولے جائیں گے؟

جواب:- میزان ترازو کو ک※ تے یں اور وزن اعمال کے لیے قیامت میں جو میزان
نصب کی جائے گی اس کا اجمالی مف※ وم جو شریعت نے بیان فرمایا ے و※ ی ※ ے ک※ وزن ایسی
میزان سے کیا جائے گا جس میں کفتیں (یعنی پلے) اور لسان (یعنی چوٹی) وغیر※ موجود یں
اور اس کا ر پل※ اتنی وسعت رکھے گا جیسی مشرق ومغرب کے درمیان وسعت ے۔اس سے
زائد تفصیلات پر مطلع ونا ک※ و※ میزان کس نوعیت کی وگی اور اس سے وزن معلوم کرنے کا کیا
طریق※ وگا۔ی※ ماری عقل وادراک کی رسائی سے با※ رے اسی لیے ان کے جاننے کی میں
تکلیف ن※ یں دی گئی بلک※ ※ی ※عقید※ تعلیم فرمایا گیا ک※ میزان حق ے ور قیامت کے دن سب
لوگوں کے اعمال کا وزن دیکھا جائے گا جن کے اعمال قلبی※ اور اعمال جوارح وزنی وں گے
و※ کامیاب یں اور جن کا وزن لکا※ و※ خسارے میں ر※ یں گے۔

بعض علمائے کرام فرماتے یں ر شخص کے عمل وزن کے موافق لکھے جاتے یں۔
ایک ی کام ے اگر اخلاص ومحبت سے اور حکم شرعی کے موافق کیا اور برمحل کیا تو اس کا وزن
بڑھ گیا اور دکھاوے کو یا ریس کو کیا یا موافق حکم اور برمحل ن※ کیا تو وزن گھٹ گیا۔دیکھنے میں کتنا
ی بڑا عمل ومگر اس میں ایمان واخلاص کی روح ن※ وو※ اللہ کےی※ اں کچھ وزن ن※ یں رکھتا۔
آخرت میں و※ ی صحیفے یا نوشتے تلیں گے جن میں اعمال کا اندراج کیا جاتا ے اور ی※ بھی ممکن

ے ک※و※ ا ں اعمال حسن ※ کسی نورانی شکل و جسم میں تبدیل کر دیے جائیں ور اعمال قبیح ※ کسی ظلماتی شکل و جسم میں اور پھر ان اجسام کا وزن کیا جائے۔

سوال:- حساب کتاب کی نوعیت کیا وگی؟

جواب:- اعمال کے حساب کی نوعیتیں جدا گان※ وں گی، کسی سے تو اس طرح حساب لیاجائے گا ک※ خفی※ ًا اس سے پوچھا جائے گا ک※ تو نے ی※ کیا؟ و※ عرض کرے ا ں ا ے میرے رب ی※ ا ں تک ک※ تمام گنا※ وں کا اقرار کرے گا اور اپنے دل میں سمجھے گا ک※ اب کم بختی آئی مگر و※ کریم فرمائے گا ک※ ※م نے دنیا میں تیرے عیب چھپائے اور اب م بخشتے یں۔

اور کسی سے سختی کے ساتھ ایک ایک بات کی باز پرس وگی۔ اور لاک وگا اور کسی کو نعمتیں یاد دلا کر پوچھا جائے گا ک※ کیا تیرا خیال تھا ک※ ※م سے ملنا ے؟ و※ عرض کرے گا ک※ ن※ یں۔ فرمائے گا ک※ تو نے میں یاد ن※ کیا م بھی تجھے عذاب میں چھوڑتے یں۔ بعض کافر ایسے بھی وں گے جب نعمتیں یاد دلا کر فرمائے گا ک※ تو نے کیا کیا؟ تو و※ ایمان، نماز، روز※، صدق※ وخیرات اور دوسرے نیک کاموں کا ذکر کرے گا، ارشاد وگا تو ٹھ※ رجا، تجھ پر گوا※ پیش کیے جائیں گے پھر اس کے من※ پر م※ ر کر دی جائے گی اور اعضا کو حکم وگا ک※ بول چلو، اس وقت اس کی ران اور اتھ پاؤں، گوشت پوست ڈیاں سب گوا※ ی دیں گی ک※ ی※ تو ایسا تھا، ایسا تھا۔ و※ ج※ نم میں ڈال دیا جائے گا۔

کسی مسلمان پر اس کے اعمال پیش کیے جائیں گے ک※ و※ اپنی طاعت و معصیت کو پ※ چانے، پھر طاعت پر ثواب دیا جائے گا اور معصیت سے تجاوز فرمایا جائے گا یعنی ن※ بات بات پر گرفت وگی، ن※ ی※ ک※ ا جائے گا ک※ ایسا کیوں کیا؟ ن※ عذر کی طلب وگی ورن※ اس پر حجت قائم کی جائے گی۔

اس امت میں و※ شخص بھی وگا جس کے ننانوے دفتر گنا※ وں کے وں گے اور اس سے پوچھا جائے گا کے تیرے پاس کوئی عذر ے۔ و※ عرض کرے گا ن※ یں! پھر ایک پرچ※ جس میں کلم※ ش※ ادت لکھا وگا نکالا جائے گا اور حکم وگا جا تلوا، پھر ایک پل※ پر سب دفتر رکھے جائیں گے اور ایک میں و※ ی پرچ※ ان دفتروں سے بھاری وجائے گا۔

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علی ※ وسلم ب ※ توں کو بلاحساب جنت میں داخل فرمائیں گے، ت ※ جدگز ازبھی بلاحساب جنت میں جائیں گے۔ بالجمل ※ اس کی رحمت کی کوئی نت ※ ان ※ یں جس پر رحم فرمائے تو تھوڑی چیز بھی ب ※ ت کثیر ے۔

سوال:- ا ※ ل محشر کی کتنی قسمیں وں گی؟

جواب:- وقوع قیامت کے بعد کل آدمیوں کی تین قسمیں کر دی جائیں گی:

(۱) دوزخي (۲) عام جنتی اور (۳) خواص مقربین جو جنت کے ن ※ ایت اعلیٰ درجات پر فائز وں گے۔ دوزخي جنھیں قرآن کریم نے ''اصحاب الشمال'' فرمایا ے جو میثاق کے وقت آدم علی ※ السلام کے بائیں پ ※ لو سے نکالے گئے عرش کی بائیں جانب کھڑے کیے جائیں گے، اعمال نام ※ بائیں اتھ میں دیا جائے گا۔ فرشتے بائیں طرف سے ان کو پکڑیں گے۔ ان کی نحوست اور بدبختی کا کیا ٹھکانا، اور عام جنتی جنھیں قرآن مجید میں ''اصحاب الیمین'' فرمایا گیا ے اور جن کو اخذ میثاق کے وقت آدم علی ※ السلام کے دائیں پ ※ لو سے نکالا گیا تھا و ※ عرش عظیم کے دائیں طرف وں گے۔ ان کا اعمال نام ※ بھی دا ※ نے اتھ میں دیا جائے گا اور فرشتے بھی ان کو دائیں طرف سے لیں گے۔ اس روز ان کی خوبی و یُمن و برکت کا کیا ک ※ نا، حسن عشرت کے ساتھ باشان و شوکت ایک دوسرے کو دیکھ کر مسرور و دلشاد وں گے۔

شب معراج حضور صلی اللہ تعالیٰ علی ※ وسلم نے انھیں دونوں گرو ※ وں کی نسبت دیکھا تھا ک ※ حضرت آدم علی ※ السلام اپنی دا ※ نی طرف دیکھ کر نستے یں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے یں۔ اور خواص مقربین جنھیں قرآن کریم میں ''سابقون'' فرمایا و ※ حق تعالیٰ کی رحمتوں اور مراتب قرب و وجا ※ ت میں سب سے آگے یں۔

حدیث شریف میں وارد ے ک ※ ا ※ ل محشر کی ایک سو بیس صفیں وں گی جن میں چالیس پ ※ لی متوں کی و اسّی (۸۰) اس امت مرحوم ※ کی۔ حساب کتاب سے فراغت کے بعد سب کو پل صراط سے گزرنے کا حکم وگا۔

سوال:- صراط کیا ※ ے؟

جواب:- ی ※ ایک پل ے ک ※ پشت ج ※ نم پر نصب کیا گیا ※ ے بال سے یادہ ※ باریک

اورتلوار سے زیاد ※ تیز وگا، رنیک وبد، مجرم وبری، مومن وکافراس پر سے گزرے گا؛ کیوں ک ※ جنت میں جانےکی ※ ی راست ※ ے ہگرنیک سلامت د ※ یں گےورا پنا پنےدرجے کے موافق و ※ اس سے صحیح سلامت گزر جائیں گے۔ جب ان کا گزر دوزخ پر وگا تو دوزخ سے صدا اٹھےگی ک ※ اے مومن گزر جا ک ※ تیرے نور نے میری لپٹ سرد کر دی۔ پل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے (اللہ ی جانے ک ※ و ※ کتنے بڑےوں گے) لٹکتے وں گے۔ جس شخص کے بارے میں حکم وگا اسے پکڑ لیں گے مگر بعض تو زخمی وکر نجات پا جائیں گےاوربعض کوج ※ نم میں گرادیں گے۔

سب سے پ ※ لے نبی صلی اللہ تعالیٰ علی ※ وسلم اس پر گزر فرمائیں گے۔ پھر انبیاومرسلین، پھری ※ امت اورپھراورامتیں گزریں گی۔

سوال:- پل صراط سے مخلوق کا گزر کس طرح وگا؟

جواب:- حسب اختلاف اعمال پل صراط پر سے لوگ مختلف طرح سے گزریں گے۔ بعض تواس تیزی کے ساتھ گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا، ک ※ ابھی چمکا اور ابھی غائب و گیا۔ اور بعض تیز وا کی طرح، کوئی ایسے جیسے پرندا اڑتا ※ ے اور بعض ایسے جیسے گھوڑا دوڑتا ے اور بعض ایسے جیسے آدمی دوڑتا ※ ے۔ ی ※ اں تک ک ※ بعض گھسٹتے وئےاوربعض چیونٹی کی چال، پار گزریں گے۔

سوال:- حوض کوثر کیا ے؟

جواب:- حشر کے دن اس پریشانی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی رحمت حوض کوثر ے جو مارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علی ※ وسلم کو مرحمت وا ے۔ اس حوض کی مسافت ایک م ※ ینے کی را ※ ے۔ اس کے کناروں پر موتی کے قبے یں،اس کی مٹی ن ※ ایت خوشبودار مشک کی ےاس کا پانی دودھ سے زیاد ※ سفید،ش ※ د سے زیاد ※ میٹھا اور مشک سے زیاد ※ پاکیز ※ ے۔ اس پر برتن ستاروں سے بھی گنتی میں زیاد ※ یں، جواس کا پانی پیے گا کبھی پیاسا ن ※ وگا۔ حضور اس سے اپنی امت کو سیراب فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ میں بھی نصیب فرمائے، آمین!

سوال:- ان تمام مرحلوں کے بعد آدمی ک※ اں جائیں گے؟

جواب:- مسلمان جنت میں اور کافر دوزخ میں جائیں گے۔ ا※ ل ایمان کے ثواب اور انعامات کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک جگ※ بنائی ے جس میں تمام قسم کی جسمانی وروحانی لذتوں ک※ و※ سامان م※ یا فرمائے یں جو شا※ ان فت اقلیم کے خیال میں بھی ن※ یں آ سکتے ،اسی کا نام جنت وب※ شت ے۔ اور گنا※ گاروں کے عذاب وسزا کے لیے بھی ایک جگ※ بنائی ے جس کا نام ج※ نم یا دوزخ ے۔ اس میں تمام قسم کے اذیت د※ طرح طرح کے عذاب م※ یا کیے گئے یں، جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے اور حواس گم وجاتے یں، البت※ کچھ مدت کے بعد اپنے اپنے عمل کے موافق نیز انبیا و ملائک※ وصالحین کی شفاعت سے اور آخر میں برا※ راست ارحم الراحمین کی م※ ربانی سے و※ سب گنا※ گار جنھوں نے سچے اعتقاد کے ساتھ کلم※ پڑھا تھا دوزخ سے نکالے جائیں گے، صرف کافر باقی ر※ جائیں گے اور دوزخ کا منہ بند کر دیا جائے گا، جنتیوں کے چ※ رے سفید اور تر و تاز※ وں گے اور دوزخیوں کے سیا※ ، بے رونق اور آنکھیں نیلی۔ جنت و دوزخ کو بنے وئے زار سال وئے اور و※ اب موجود یں۔

سوال:- اَعراف کسے ک※ تے یں؟

جواب:- جنت اور دوزخ کے بیچ میں ایک پرد※ کی دیوار ے۔ ی※ دیوار جنت کی نعمتوں کو دوزخ تک اور دوزخ کی کلفتوں کو جنت تک پ※ نچنے سے مانع وگی۔ اسی دیوار کی بلندی پر جو مقام ے اس کو اعراف ک※ تے یں۔

اور اکثر سلف و خلف سے ی※ بات منقول ے ک※ ا※ ل اعراف و※ لوگ وں گے جن کی نیکیاں اور بدیاں وں۔ جب ا※ ل جنت کی طرف دیکھیں گے تو انھیں سلام کریں گے جو بطور مبارک باد وگا، اور چوں ک※ ابھی خود جنت میں داخل ن※ وسکے اس کی طمع اور آرزو کریں گے اور انجام کار اصحاب اعراف جنت میں چلے جائیں گے۔

سوال:- قیامت کے روز اس امت مرحوم※ کی شناخت کس طرح وگی؟

جواب:- میدان حشر سے جس وقت پل صراط پر جائیں گے اندھیرا وگا۔ تب اپنے ایمان اور اعمال صالح※ کی روشنی ساتھ دے گی اور ایمان و طاعت کا نور اسی درج※ کا وگا جس

درج※ کا ایمان وعمل وگا۔ ی※ ی نور جنت کی طرف ان کی ر※ نمائی کرے گا، اوراس امت کی روشنی اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علی※ وسلم کے طفیل دوسری امتوں کی روشنی سے زیاد※ صاف اور تیز وگی۔ خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علی※ وسلم ارشاد فرماتے یں ک※ قیامت کے دن میری امت اس حالت میں بلائی جائے گی ک※ من※ اور اتھ پاؤں آثار وضو سے چمکتے وں گے تو جس سے و سکے چمک زیاد※ کرے۔

سوال:- دخول جنت ودوزخ کے بعد کیا وگا؟

جواب:- جب سب جنتی جنت میں داخل ولیں گے اور ج※ نم میں صرف و※ ی لوگ ر※ جائیں گے جن کو میش※ اس میں ر※ نا ے اس وقت جنت ودوزخ کے درمیان موت کو مینڈھے کی طرح لا کھڑا کریں گے۔ پھر منادی جنت والوں کو پکارے گا، و※ ڈرتے وئے جھانکیں گے ک※ ک※ یں ایسا ن※ و ک※ ی※ اں سے نکلنے کا حکم و، پھر ج※ نمیوں کو پکارے گا، ※ خوش وتے وئے جھانکیں گے ک※ شاید اس مصیبت سے ر※ ائی و جائے۔ پھر ان سب سے پوچھے گا ک※ ا سے پ※ چانتے و؟ سب ک※ یں گے اں ی※ موت ے و※ ذبح کردی جائے گی اور فرمایا جائے گا ک※ اے ا※ ل جنت میشگی ے اب مرنا ن※ یں، اور اے ا※ ل نار میشگی ے اب موت ن※ یں، اس وقت ا※ ل جنت کے فرح وسرور کی انت※ ن※ وگی۔ ان کے لیے خوشی پر خوشی ے، اسی طرح دوزخیوں کے رنج وغم کی ن※ ایت ن※ وگی، ان کے لیے غم بالائے غم ے۔

(نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ)

سوال:- آخرت میں اللہ عزوجل کا دیدار کیوں کر وگا؟

جواب:- اللہ عزوجل کا دیدار جو آخرت میں ر سنی مسلمان کے لیے ممکن بلک※ واقع ے بلا کیف ے یعنی دیکھیں گے اور ی※ ن※ یں ک※ سکتے ک※ کیسے دیکھیں گے۔ جس چیز کو دیکھتے یں اس سے کچھ فاصل※ مسافت کا وتا ے، نزدیک یا دور و※ دیکھنے والے سے کسی ج※ ت میں وتی ے، اوپر یا نیچے، دائیں یا بائیں، آگے یا پیچھے اور ان کا دیکھنا ان سب باتوں سے پاک وگا پھر ※ ی※ ک※ کیوں کر وگا ی※ ی ※ ی ک※ ا جاتا ک※ کیوں کر ※ وگا ی※ ا※ ل ن※ یں ان شاء اللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے اس وقت بتا دیں گے اور وقت دیدار نگا※ اس کا احاط※ کرلے جسے

ادراک بھی ک※ تےیں ی※ محال ےونا ممکن الوقوع ہاس لیے ک※ احاط※ اسی چیز کا وسکتا ے جس
کے حدود وج※ ات وں اور اللہ تعالیٰ کے لیے حدّ وج※ ت محال ے تو اس کا ادراک و احاط※ بھی
ناممکن ے ی※ ی مذ※ ب ے※ ل سنت کا معتزل※ و غیر※ گمرا※ فرقے ادراک و رویت میں فرق
ن※ یں کرتے اس لیے و※ اس گمرا※ ی میں مبتلا و گئے ک※ انھوں نے دیدار ال※ ی کو محال عقلی قرار دیا
حالاں ک※ جیسا ک※ باری تعالیٰ بخلاف تمام موجودات کے بلا کیف جانا جاسکتا ے ایسے ی
دیکھا بھی جاسکتا ے۔

غرض آخرت میں مومنین کے لیے اللہ تعالیٰ کا دیدار ا※ ل سنت کا عقید※ اور قرآن
وحدیث و اجماع صحاب※ و سلف امت کے دلائل کثیر※ سے ثابت ے اگر دیدار ال※ ی ناممکن وتا
تو حضرت موسیٰ علیہ السلام دیدار کا سوال ن※ کرتے اور ن※ ان سے جواب میں فرمایا جاتا ک※ ''
فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي'' اور احادیث کریم※ سے ثابت ے ک※ رب عزوجل
جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تجلی فرمائے گا اور جنتیوں کے لیے نور کے، موتی کے،
یاقوت کے، زبرجد کے اور سونے چاندی کے منبر بچھائے جائیں گے۔ اور ان میں کا ادنیٰ
مشک و کافور کے ٹیلے پر بیٹھے گا۔ اور ان میں ادنی کوئی ن※ یں، اپنے گمان میں کرسی والوں کو کچھ
اپنے سے بڑھ کر ن※ سمجھیں گے اور خدا کا دیدار ایسا صاف وگا ک※ جیسے آفتاب اور چودھویں
رات کے چاند کو ایک اپنی اپنی جگ※ سے دیکھتا※ ے ک※ ایک کا دیکھنا دوسرے کے لیے مانع
ن※ یں اور اللہ عزوجل ر ایک پر تجلی فرمائے گا اور ان میں بھی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب میں
معزز ے و※ اس کے وج※ کریم کے دیدار سے صبح و شام مشرف وگا۔ سب سے پ※ لے دیدار
ال※ ی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علی※ و سلم کو وگا اور اللہ عزوجل کا دیدار و※ اعلیٰ و اعظم نعمت ال※ ی
ے ک※ اس کے برابر کوئی نعمت ن※ یں، جسے ایک بار دیدار میسر وگا میش※ میش※ اس کے ذوق میں
مستغرق ر※ ے گا اور کبھی ن※ بھولے گا۔

اَللّٰهُمَّ أَرِنَا وَجْهَكَ الْكَرِيْمَ بِجَاهِ حَبِيْبِكَ الْعَظِيْمِ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالتَّسْلِيْمِ، اٰمين۔

❀❀❀❀

باب دوم
اسلامی عبادات

سبق نمبر ۹

نفلی نمازوں کا بیان

سوال:- نفلی نمازیں کتنی ہیں اور کون کون سی ہیں؟

جواب:- نوافل تو بہت کثرت سے ہیں۔ اوقات ممنوعہ کے سوا آدمی جتنے چاہے پڑھے مگر ان میں سے بعض حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں وہ یہ ہیں:

تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو، نماز اشراق، نماز چاشت، نماز سفر، نماز واپسی سفر، نماز تہجد، صلاۃ التسبیح، نماز حاجت، صلاۃ الاوّابین، نماز غوثیہ، نماز توبہ، نماز حفظ الایمان، وغیرہا جو بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔

سوال:- تحیۃ المسجد کی کتنی رکعتیں ہیں؟

جواب:- جو شخص مسجد میں درس و ذکر وغیرہ کے لیے آئے اور وقت مکروہ نہ ہوا سے دو رکعت پڑھنا سنت ہے اور فرض یا سنت یا کوئی نماز مسجد میں پڑھ لی یا فرض یا اقتدا کی نیت سے مسجد میں گیا تو تحت المسجد ادا ہوگئی۔ اگر چہ تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی ہو بشرطے کہ داخل ہونے کے بعد ہی پڑھے اور اگر کچھ عرصہ کے بعد فرض وغیرہ پڑھے گا تو تحیۃ المسجد پڑھے۔

سوال:- تحیۃ الوضو کون سی نماز ہے؟

جواب:- وضو کے بعد اعضا خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے، اسے تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے اور وضو یا غسل کے

بعد فرض وغیرہ پڑھے تو یہ قائم مقام تحی٭ الوضو ہو جائیں گے، غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔

سوال:- نماز اشراق کب اور کتنی رکعت پڑھی جاتی ہے؟

جواب:- طلوع آفتاب یعنی آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے کے بعد جب اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے (اور اس کی مقدار بیس منٹ ہے) اشراق کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت دو یا چار رکعت پڑھنا ثواب عظیم کا موجب ہے۔ حدیث میں ہے جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر سورج نکلنے تک ذکر کرے پھر بعد بلندئ آفتاب دو رکعت نماز پڑھے تو اسے حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی)

سوال:- نماز چاشت کی کتنی رکعتیں ہیں اور اس کا وقت کیا ہے؟

جواب:- نماز چاشت کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں، اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو چاشت کی دو رکعتوں پر محافظت کرے اس کے (صغیرہ) گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (ترمذی)

سوال:- نماز سفر اور نماز واپسئ سفر کی کتنی رکعتیں ہیں؟

جواب:- سفر میں جاتے وقت دو رکعیں اپنے گھر پر پڑھ کر جائے اور سفر سے واپس ہو کر دو رکعتیں مسجد میں پڑھے۔

سوال:- نماز تہجد کا وقت کیا ہے؟ اور اس کی رکعتیں کتنی ہیں؟

جواب:- فرض عشا پڑھنے کے بعد سو رہے پھر شب میں طلوع صبح سے پہلے جس وقت آنکھ کھلے وہی تہجد کا وقت ہے۔ وضو کر کے کم از کم دو رکعت پڑھ لے، تہجد ہو گیا، اور سنت آٹھ رکعت ہے اور معمول مشائخ بارہ رکعت، قراءت کا اختیار ہے جو چاہے پڑھے اور قرآن یاد نہ ہو تو ہر رکعت میں تین تین بار سورۂ اخلاص بہتر ہے کہ جتنی رکعتیں پڑھے گا اسے ختم قرآن مجید کا ثواب ملے گا۔ احادیث شریفہ میں نماز تہجد کی بڑي فضیلتیں وارد ہیں۔ تہجد کی

کثرت سے آدمی کا چہرہ نورانی اور زیادہ خوبصورت ہوجاتا ہے۔ تہجد پڑھنے والے بلاحساب جنت میں جائیں گے۔

سوال:- صلا※ اللیل کسے کہتے ہیں؟

جواب:- رات میں بعد نماز عشا جو نفل پڑھے جائیں ان کو صلا※ اللیل کہتے ہیں اور رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں۔ اسی صلا※ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے۔ وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھے جاتے ہیں، ان کے لیے حدیث میں ہے کہ اگر رات میں نہ اٹھا تو یہ تہجد کے قائم مقام ہوجائیں گے۔

سوال:- شب بیداری کون کون سی راتوں میں مستحب ہے؟

جواب:- عیدین اور پندرہویں شعبان کی راتوں اور رمضان کی اخیر دس راتوں اور ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں شب بیداری مستحب ہے۔ عیدین کی راتوں میں شب بیداری یہ ہے کہ عشا اور فجر دونوں جماعت اولیٰ سے ادا ہوں یعنی اگر ان راتوں میں جاگے گا تو نماز عید وقربانی وغیرہ میں دقت ہوگی لہٰذا اسی پر اکتفا کرے اور اگر ان کاموں میں فرق نہ آئے تو جاگنا بہت بہتر ہے۔

ان راتوں میں تنہا نفل نماز پڑھنا اور تلاوت قرآن مجید اور حدیث پڑھنا اور سننا اور درود شریف وغیرہ پڑھنا، غرض ذکر وعبادت میں مصروف رہنا شب بیداری ہے نہ کہ خالی جاگنا۔

سوال:- صلا※ التسبیح کب اور کس طرح پڑھتے ہیں؟

جواب:- صلا※ التسبیح ہر وقت غیر مکروہ میں پڑھ سکتے ہیں اور بہتر ہے کہ ظہر سے پہلے پڑھے۔ اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں کہ اس کی بزرگی سن کر ترک نہ کرے گا مگر دین میں سستی کرنے والا۔ حدیث میں ہے کہ اگر تم سے ہوسکے تو اسے ہر روز ایک بار پڑھو، ورنہ ہفتہ میں ایک بار، اور یہ بھی نہ ہوسکے تو مہینہ میں ایک بار، اور یہ بھی نہ کرسکو تو سال میں ایک بار، اور یہ بھی نہ ہوسکے تو عمر میں ایک بار پڑھ لو۔ اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب ہم حنفیوں کے طور پر وہ ہے جو ترمذی شریف میں مذکور ہے کہ ''اللہ

اکبر'' کہہ کر ''سبحنك اللھم'' (الی آخرہ) پڑھ کر پندرہ بار ''سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر'' پڑھے، پھر اعوذ اور بسم اللہ اور الحمد شریف اور سورت پڑھ کر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے۔ پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور ''سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ'' اور ''اللھم ربنا ولك الحمد'' کہہ کر یہی تسبیح دس بار کہے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس مرتبہ پڑھے، پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس بار کہے، پھر سجدے کو جائے اور اس میں دس مرتبہ پڑھے۔ یوں ہی چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں ۷۵ بار تسبیح اور چاروں میں تین سو ہوئیں اور رکوع وسجود میں ''سبحان ربی العظیم'' اور ''سبحان ربی الاعلی'' کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے۔ بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں ''اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُر'' دوسری میں ''وَالْعَصْرِ'' تیسری میں ''قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْن'' اور چوتھی میں ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد'' پڑھے۔

سوال:- نماز چاشت پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:- کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو دو یا چار رکعت نفل بعد عشا پڑھے۔ حدیث میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھے تو یہ ایسی ہیں جیسے شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔ پھر اپنی حاجت کا سوال کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روا ہوگی۔ مشائخ کرام فرماتے ہیں: ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔

سوال:- صلاۃ الاوّابین کون سی نماز ہے؟

جواب:- نماز مغرب کے فرض پڑھ کر چھ رکعتیں مستحب ہیں، ان کو صلاۃ الاوابین کہتے ہیں خواہ ایک سلام سے پڑھے یا دو سے یا تین سے۔ اور تین سلام سے پڑھنا یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے، اور اگر ایک ہی نیت سے چھ رکعتیں پڑھیں تو ان میں پہلی دو سنت مؤکدہ ہوں گی، باقی چار نفل۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کہے تو بارہ برس کی عبادت کے برابر لکھی

جائیں گی۔ (ترمذی)

سوال:- نمازغوثیہ کی ترکیب کیا ہے؟

جواب:- قضائے حاجت کے لیے ایک مجرب نماز صلاۃ الاسرار ہے جو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ اسی لیے اسے صلاۃ غوثیہ کہتے ہیں۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار "قُلْ هُوَ اللّٰه" پڑھے۔ سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرے۔ پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گیارہ بار درود و سلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے: "یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَا نَبِیَ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاْءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ"۔ (اے اللہ کے رسول، اے اللہ کے نبی! میری فریاد کو پہنچیے، اور میری مدد کیجیے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے تمام حاجتوں کو پورا کرنے والے) پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور ہر قدم پر یہ کہے: "یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ وَ یَا کَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاْءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ"۔ پھر حضور کے توسل سے اللہ عزوجل سے دعا کرے۔ (بہجۃ الاسرار وغیرہ)

سوال:- نماز توبہ کیا ہے؟

جواب:- اگر کسی سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جس قدر جلد ہو سکے وضو کر کے نماز پڑھے اور اللہ کی بارگاہ میں استغفار کرے اور اس گناہ سے توبہ کرے اور پشیمان ہو اور یہ عزم کرے کہ آئندہ اس کا مرتکب نہ ہوں گا۔

سوال:- نماز حفظ الایمان کس وقت اور کس طرح پڑھی جاتی ہے؟

جواب:- بعد مغرب دو رکعت اس طرح پڑھے کہ اول رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص سات مرتبہ اور سورۂ فلق ایک بار پڑھے، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص سات مرتبہ اور سورۂ ناس ایک بار پڑھ کر نماز پوری کرے اور پھر سجدہ میں جا کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھے۔

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ ثَبِّتْنَا عَلَی الْاِیْمَانِ۔

دعاے خیر

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاوں نزع کی تکلیف کو
شادی دیدار حسن مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شور دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحب کوثر شہ جود وسخا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے
رب سلم کہنے والے غم زُدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعاے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

سبق نمبر ۱۰

قضا نماز کا بیان

سوال:- ادا اور قضا کسے کہتے ہیں؟

جواب:- جس چیز کا بندوں پر حکم ہے اسے وقت میں بجا لانے کو ادا کہتے ہیں اور وقت مقرر گزر جانے کے بعد عمل میں لانا قضا ہے اور اگر اس حکم کے بجانے میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو وہ خرابی دور کرنے کے لیے دوبارہ کرنا اعادہ ہے۔

سوال:- نماز قضا کر دینا کیسا ہے؟

جواب:- بلا عذر شرعی نماز قضا کرنا بہت سخت گناہ ہے اس پر فرض ہے کہ اس کی قضا

پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے اور توبہ جب ہی صحیح ہے کہ قضا پڑھے۔اس کو تو ادا نہ کرے اور توبہ کیے جائے تو یہ توبہ نہیں کہ وہ نماز جو اس کے ذمہ تھی وہ اب بھی ذمہ پر باقی ہے اور جب گناہ سے باز نہ آیا تو توبہ کہاں ہوئی؟ حدیث میں فرمایا گناہ پر قائم رہ کر استغفار کرنے والا اس کے مثل ہے جو اپنے رب سے ٹھٹھا کرتا ہے۔

سوال:- وہ کون سی نمازیں ہیں جن کی قضا واجب ہے؟

جواب:- وہ نمازیں جو وقت کے اندر واجب ہو کر فوت ہوگئی ہوں خواہ جان کر فوت ہوں یا بھول کر یا نیند سے۔تھوڑی ہوں یا بہت،سب کی قضا لازم ہے۔ہاں! سوتے میں یا بھولے سے نماز قضا ہوگئی ہو تو قضا کا گناہ اس پر نہیں مگر بیدار ہونے اور یاد آنے پر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اسی وقت پڑھ لے،اب تاخیر مکروہ ہے۔

سوال:- قضا نماز کس وقت ادا کرے؟

جواب:- قضا کے لیے کوئی وقت معین نہیں۔عمر میں جب پڑھے گا، بری الذمہ ہو جائے گا مگر طلوع وغروب وزوال کے وقت قضا نماز بھی جائز نہیں اور بلا عذر شرعی تاخیر بھی گناہ ہے۔طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل ادا کرسکتا ہے۔

سوال:- نماز قضا کر دینے کے لیے عذر شرعی کیا ہے؟

جواب:- دشمن کا خوف نماز قضا کر دینے کے لیے عذر ہے مثلاً مسافر کو چور اور ڈاکوؤں کا صحیح اندیشہ ہے تو اس کی وجہ سے وقتی نماز قضا کرسکتا ہے بشرطے کہ کسی طرح نماز ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔

سوال:- وہ کون سی نمازیں ہیں جن کی قضا واجب نہیں؟

جواب:- مجنون کی حالت جنون میں جو نمازیں فوت ہوئیں، اچھے ہونے کے بعد ان کی قضا واجب نہیں جب کہ جنون نماز کے چھ وقت کامل تک برابر رہا ہو، یوں ہی جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو گیا پھر اسلام لایا تو زمانہ ارتداد کی نمازوں کی قضا نہیں، ہاں مرتد ہونے سے پہلے زمانہ اسلام میں جو نمازیں جاتی رہیں ان کی قضا واجب ہے۔ یوں ہی ایسا مریض کہ اشارے سے بھی نمازیں نہیں پڑھ سکتا، اگر یہ حالت پورے چھ برس تک رہی تو اس حالت

میں جو نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضا واجب نہیں۔

سوال:- بحالت سفر جو نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضا کیوں کر ہوگی؟

جواب:- سفر میں جو نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی اگر چہ اقامت کی حالت میں پڑھے۔ اور حالت اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے اگر چہ سفر میں پڑھے۔ غرض جو نماز، جیسی فوت ہوئی اس کی قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی۔ البتہ فرض نمازوں کی قضا میں تعین یوم اور تعین نماز ضروری ہے مثلاً فلاں دن کی نمازِ فلاں۔

سوال:- قضا نمازوں میں ترتیب ہے یا نہیں؟

جواب:- پانچوں فرضوں میں باہم اور فرض عشا و وتر میں ترتیب ضروری ہے کہ پہلے فجر، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب پھر عشا اور پھر وتر پڑھے۔ خواہ یہ سب قضا ہوں یا بعض ادا، بعض قضا، مثلاً ظہر کی نماز فوت ہوگئی تو فرض ہے کہ اسے پڑھ کر عصر پڑھے یا وتر قضا ہو گیا تو اسے پڑھ کر فجر پڑھے۔ اگر یاد ہوتے ہوئے عصر یا فجر کی پڑھ لی تو نا جائز ہے۔

سوال:- ترتیب کبھی ساقط ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب:- ہاں! تین عذر سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ پہلا عذر تنگی وقت ہے کہ اگر وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ وقتی اور قضا سب پڑھ لے تو وقتی اور قضا نمازوں میں جس کی گنجائش ہو پڑھے باقی میں ترتیب ساقط ہے۔ اور اگر وقت میں اتنی گنجائش ہے کہ مختصر طور پر پڑھے تو دونوں پڑھ سکتا ہے اور عمدہ طریقے سے پڑھے تو دونوں کی گنجائش نہیں تو اس صورت میں بھی ترتیب فرض ہے اور بقدر جواز جہاں تک اختصار کر سکتا ہے کر لے۔

دوسرا عذر نسیان یعنی بھول ہے کہ قضا نماز یاد نہ رہی اور وقتیہ پڑھ لی، پڑھنے کے بعد یاد آئی تو وقتیہ ہوگئی اور پڑھنے میں یاد آئی تو گئی۔

تیسرا عذر چھ یا زیادہ نمازوں کا فوت ہو جانا ہے کہ چھ نمازیں جس کی قضا ہو گئیں یعنی چھٹی نماز کا وقت ختم ہو گیا تو اس پر ترتیب فرض نہیں، البتہ اگر سب قضا نمازیں پڑھ لیں تو اب پھر صاحب ترتیب ہو گیا۔

سوال:- اگر بہت سی نمازیں قضا ہوجائیں تو ان کی ادائگی میں تاخیر جائز ہے یانہیں؟

جواب:- جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اگر چہ ان کا پڑھنا جلد سے جلد واجب ہے مگر بال بچوں کی خورد ونوش اور اپنی ضروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر جائز ہے تو کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے اس میں قضا پڑھتا رہے۔ یہاں تک کہ پوری ہوجائیں۔

سوال:- جس کے ذمہ قضا نمازیں ہیں وہ نفل پڑھے یانہیں؟

جواب:- جب تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔لہٰذا قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انھیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضائیں پڑھے کہ بری الذمہ ہوجائے۔البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ کی نہ چھوڑے۔

سوال:- قضا نمازیں بہت سی ہوں تو ان کی ادائگی کا آسان طریقہ کیا ہے؟

جواب:- ایک دن میں مع وتر وعشا بیس رکعتیں ہوتی ہیں۔ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں، زیادہ ہوجائیں تو حرج نہیں، اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلدادا کر ڈالے، کاہلی نہ کرے، جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں اس کے لیے تخفیف اور جلد ادا ہونے کی صورت یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے الحمد شریف کے تین بار سبحان اللہ کہے اور رکوع وسجود میں صرف ایک ایک بار سبحن ربی العظیم اور سبحن ربی الاعلی پڑھ لینا کافی ہے اور تشہد کے بعد دونوں درود شریف کے بجائے اللھم صل علی سیدنا محمد و آلہ اور وتر میں بجائے دعاے قنوت رب اغفرلی کہنا کافی ہے۔البتہ ہر ایسا شخص جس کے ذمہ قضا نمازیں باقی ہیں چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں۔

سوال:- جس کے ذمہ بہت سی نمازیں ہوں اور انتقال کر جائے تو اس کی طرف سے کتنا فدیہ دیا جائے؟

جواب:- جس کی نمازیں قضا ہوگئیں اور اس کا انتقال ہوجائے تو اگر وصیت کر گیا اور اگر مال بھی چھوڑا تو تہائی مال ہے ہر فرض وتر کے بدلے نصف صاع (یعنی اسّی کی تول سے تقریبا سوا دوسیر) گیہوں یا اس کا آٹا یا ستّو، یا ایک صاع یعنی تقریبا ساڑھے چار سیر جو، یا

ان میں سے کسی کی قیمت تصدق کریں، اور مال نہ چھوڑا اور ورثہ فدیہ دینا چاہیں تو کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لے کر کسی مسکین کو فی سبیل اللہ دے دیں، اب مسکین اپنی طرف سے اسے ہبہ کر دے اور یہ قبضہ کر دے اور یہ قبضہ بھی کر لے پھر یہ مسکین کو دے، یوں ہی لوٹ پھیر کرتے رہیں یہاں تک کہ سب کا فدیہ ادا ہو جائے اور اگر وصیت نہ کی اور ولی اپنی طرف سے بطور احسان فدیہ دینا چاہیں تو دیں بلکہ بہتر ہے۔

سوال:- نمازوں کے فدیہ کی قیمت میں قرآن مجید دینا کیسا ہے؟

جواب:- نمازوں کے فدیہ کی قیمت لگا کر سب کے بدلے میں جو قرآن مجید دیا جاتا ہے اس سے کل فدیہ ادا نہیں ہوتا بلکہ صرف اتنا ہی ادا ہوگا جس قیمت کا صرف مصحف شریف ہے۔ اس طرح فدیہ دینا اور یہ سمجھنا کہ سب نمازوں کا فدیہ ادا ہو گیا، محض بے اصل بات ہے۔

سبق نمبر ۱۱

سجدۂ سہو کا بیان

سوال:- سجدۂ سہو کسے کہتے ہیں؟

جواب:- واجبات نماز میں سے جب کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو اس کی تلافی یعنی اصلاح نقصان کے لیے کہ نماز درست ہو جائے شریعت نے دو سجدے مقرر کیے ہیں۔ انھیں کو سجدۂ سہو کہا جاتا ہے یعنی وہ سجدہ جو سہو کی تلافی کر دے لہٰذا قصداً واجب ترک کیا تو سجدۂ سہو سے وہ نقصان رفع نہ ہوگا بلکہ اعادہ واجب ہے۔

سوال:- سجدۂ سہو کب واجب ہوتا ہے؟

جواب:- واجبات نماز میں سے جب بھی کوئی واجب سہواً ترک ہو جائے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ یوں ہی کسی واجب کی تاخیر، یا رکن کی تقدیم یا تاخیر یا اس کو مکرر کرنا یا واجب میں تغیر کہ یہ سب بھی ترک واجب ہیں اور ان میں سجدۂ سہو واجب ہے اور ایک نماز میں چند

واجب ترک ہو جائیں تو وہی دو سجدے سب کے لیے کافی ہیں۔

سوال:- نماز میں فرض یا سنت ترک ہو جائے تو سجدۂ سہو ہے یا نہیں؟

جواب:- فرض ترک ہو جائے تو نماز جاتی رہتی ہے۔ سجدۂ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی لہٰذا پھر پڑھے۔ اور سنن و مستحبات مثلاً تعوذ و تسمیہ، آمین، تکبیرات انتقال اور تسبیحات رکوع و سجود کے ترک سے بھی سجدۂ سہو نہیں بلکہ نماز ہو گئی مگر اعادہ مستحب ہے سہواً ترک کیا ہو یا قصداً۔

سوال:- سجدۂ سہو کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:- اس کا طریقہ یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے بعد داہنی طرف سلام پھیر کر تکبیر کہے اور ایک سجدہ کرے اور اس میں تسبیح بھی پڑھے، پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائے اور جلسہ کر کے اسی طرح دوسرا سجدہ کرے پھر تکبیر کہتا ہوا سر اٹھائے اور بیٹھ کر تشہد اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے۔ پھر سجدۂ سہو کے بعد بھی التحیات پڑھنا واجب ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں درود شریف اور دعا پڑھے اور یہ بھی اختیار ہے کہ پہلے قعدہ میں التحیات درود و دعا پڑھے اور دوسرے میں التحیات۔

سوال:- سجدۂ سہو صرف فرض نمازوں میں واجب ہے یا ہر نماز میں؟

جواب:- فرض و نفل دونوں کا ایک حکم ہے یعنی نوافل میں بھی واجب ترک ہونے سے سجدۂ سہو واجب ہے۔

سوال:- قرآن میں کن تغیرات سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے؟

جواب:- فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سے کسی ایک میں یا دونوں میں اور وتر و سنت و نفل کی کسی رکعت میں سورۂ الحمد یا اس کی ایک آیت بھی رہ گئی یا سورت سے پیش تر دو بار الحمد پڑھی یا سورت ملانا بھول گیا یا سورہ کو الحمد پر مقدم کیا یا الحمد کے بعد ایک یا دو چھوٹی آیتیں پڑھ کر رکوع میں چلا گیا پھر یاد آیا اور لوٹا اور تین آیتیں پڑھ کر رکوع کیا تو اس سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

سوال:- تعدیل ارکان سہواً ترک ہو جائیں تو سجدۂ سہو ہے یا نہیں؟

جواب:- تعدیل ارکان یعنی رکوع و سجود وقومہ وجلسہ میں کم از کم ایک بار سبحن اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا واجب ہے لہٰذا اگر تعدیل ارکان بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

سوال:- قعدۂ اولیٰ بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- فرض میں قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو جب تک سیدھا کھڑا نہ ہو، لوٹ آئے اور سجدۂ سہو نہیں اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو نہ لوٹے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو کر لوٹا تو سجدۂ سہو کرے اور نماز ہو جائے گی مگر گناہ گار ہو گا۔ لہٰذا حکم ہے کہ اگر لوٹے تو فوراً کھڑا ہو جائے۔

سوال:- قعدۂ اخیرہ سہواً ترک ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- قعدۂ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کرے لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی فرض جاتا رہا اور نماز نفل میں تبدیل ہو گئی، لہٰذا اگر چاہے تو علاوہ مغرب کے اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لے تاکہ شفع یعنی نفل کا جوڑا ہو جائے اور طاق رکعت نہ رہے اور مغرب میں اور رکعت نہ ملائے کہ چار پوری ہو گئیں اور اگر بقدر تشہد قعدۂ اخیرہ کر چکا ہے اور کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دے، نماز ہو جائے گی۔

سوال:- نفل نماز کا قعدۂ اولیٰ ترک ہو جائے تو یا حکم ہے؟

جواب:- نفل کا ہر قعدہ، قعدۂ اخیرہ ہے یعنی فرض ہے، لہٰذا اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے اور واجب نماز مثلاً وتر، فرض کے حکم میں ہے لہٰذا وتر کا قعدۂ اولیٰ بھول جائے تو وہی حکم ہے جو فرض کے قعدۂ اولیٰ بھول جانے کا ہے۔

سوال:- قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھ لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد اگر اتنا پڑھ بھی لیا کہ ''اللھم صل علی محمد'' تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ

تیسری رکعت کے قیام میں دیر ہوئی تو اگر اتنی دیر تک سکوت کیا جب بھی سجدۂ سہو واجب ہے جیسے قعدہ ورکوع وسجود میں قرآن پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ حالاں کہ وہ کلام الٰہی ہے۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ درود شریف پڑھنے والے پر تم نے سجدہ کیوں واجب بتایا؟ عرض کیا اس لیے کہ اس نے بھول کر پڑھا۔ حضور نے تحسین فرمائی اور یہ جواب بہت پسند خاطر آیا۔

سوال:- اور کن کن باتوں سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے؟

جواب:- کسی قعدہ میں سجدۂ سہو تشہد میں سے کچھ رہ گیا یا پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا یا قعدۂ اولیٰ میں چند بار تشہد پڑھا یا تشہد پڑھنا بھول گیا یا تشہد کی جگہ الحمد پڑھی یا رکوع کی جگہ سجدہ کیا، یا سجدہ کی جگہ رکوع یا کسی ایسے رکن کو دوبارہ کیا جو نماز میں مکرر نہیں، یا کسی رکن کو مقدم کیا یا مؤخر کیا یا قنوت یا تکبیر قنوت (یعنی قرأت کے بعد قنوت کے لیے جو تکبیر کہی جاتی ہے) بھول گیا یا امام نے جہری نماز میں بقدر جواز یعنی ایک آیت آہستہ پڑھی یا سری نماز میں جہر سے قراءت کی یا منفرد نے سری نماز میں جہر سے پڑھا یا قراءت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا کہ بقدر ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے وقفہ ہوا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

سوال:- امام سے سہو ہو تو مقتدی پر سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں؟

جواب:- امام سے سہو ہوا اور سجدۂ سہو کیا تو مقتدی پر بھی سجدہ واجب ہے اگر چہ مقتدی سہو واقع ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا اور مقتدی سے بحالت اقتدا سہو واقع ہوا تو سجدۂ سہو واجب نہیں اور اعادہ بھی اس کے ذمہ نہیں۔

سوال:- نماز عیدین میں سہو واقع ہو تو سجدہ ہے یا نہیں؟

جواب:- نماز عیدین یا نماز جمعہ میں سہو واقع ہوا اور جماعت کثیر ہو تو بہتر یہ ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے۔

سوال:- مسبوق امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے کیا نہیں؟

جواب:- مسبوق امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے اگرچہ اس کے شریک ہونے سے پہلے امام سے سہو واقع ہوا، اور اگر امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہ کیا اور مابقی نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا تو آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر اس مسبوق سے اپنی نماز میں بھی سہو ہوا تو آخر کے یہی سجدے اس سہو امام کے لیے بھی کافی ہیں۔

اور اگر مسبوق نے امام کے سہو میں امام کے ساتھ سجدۂ سہو کیا، پھر جب اپنی پڑھنے کھڑا ہوا اس میں سہو ہوا تو اس میں بھی سجدۂ سہو کرے یوں ہی مقیم نے مسافر کی اقتدا کی اور امام سے سہو ہوا تو امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے پھر اپنی دو پڑھے اور پھر ان میں بھی سہو ہو تو آخر میں پھر سجدۂ سہو کرے۔

سوال:- واجبات نماز کے علاوہ کوئی اور واجب نماز میں ترک ہو جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں؟

جواب:- کوئی ایسا واجب ترک ہو جائے جو واجبات نماز سے نہیں بلکہ اس کا وجوب امر خارج سے ہے تو سجدۂ سہو واجب نہیں مثلاً خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا ترک واجب ہے مگر موافق ترتیب پڑھنا واجبات تلاوت سے ہے۔ واجبات نماز سے نہیں لہٰذا سجدۂ سہو واجب نہیں۔

سوال:- شک میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب:- شک کی سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے اور غلبۂ ظن میں نہیں مگر جب کہ سوچنے میں ایک رکن کا وقفہ ہو گیا تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا۔

سوال:- جس پر سجدۂ سہو واجب ہے اور کرنا بھول گیا تو کیا کرے؟

جواب:- جس پر سجدۂ سہو واجب ہے اگر اسے سہو ہونا یاد نہ تھا اور بہ نیت قطع سلام پھیر دیا تو ابھی نماز سے باہر نہ ہوا بشرطے کہ سجدۂ سہو کر لے، لہٰذا جب تک کلام وغیرہ کوئی فعل منافی نماز نہ کیا ہو اسے حکم ہے کہ سجدہ کر لے اور اگر سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو نہ کیا تو سلام پھیرنے کے وقت سے نماز سے باہر ہو گیا۔ اور اگر یاد تھا کہ سہو ہوا ہے اور بہ نیت قطع سلام پھیر دیا تو سلام پھیرتے ہی نماز سے باہر ہو گیا، اب سجدۂ سہو نہیں کر سکتا، اعادہ کرے۔

سبق نمبر ۱۲

سجدۂ تلاوت کا بیان

سوال:- سجدۂ تلاوت کسے کہتے ہیں؟

جواب:- قرآن کریم میں چند مقامات ایسے ہیں جن کی تلاوت کرنے یا کسی تلاوت کرنے والے سے سننے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے اسے سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔

سوال:- وہ کتنے مقامات ہیں جن کی تلاوت یا سماعت سے سجدہ واجب ہوتا ہے؟

جواب:- ہمارے نزدیک تمام قرآن شریف میں سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں۔ چار نصف اول میں اور دس نصف آخر میں اور سورۂ حج کی آخری آیت جس میں سجدہ کا ذکر ہے اس کے پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب نہیں، کہ اس میں سجدہ سے مراد نماز کا سجدہ ہے۔

سوال:- سجدۂ تلاوت کب اور کس پر واجب ہوتا ہے؟

جواب:- ہر عاقل، بالغ، مسلمان پر کہ وہ نماز کا اہل ہو یعنی ادا یا قضا کا اسے حکم ہو آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے۔ بشرطے کہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سن سکے اور سننے والے پر بلا قصد سننے سے بھی سجدہ واجب ہوجاتا ہے۔

سوال:- سجدۂ تلاوت کے شرائط کیا ہیں؟

جواب:- سجدۂ تلاوت کے لیے تحریمہ کے سوا وہ تمام شرائط ہیں جو نماز کے لیے ہیں۔ مثلاً طہارت، استقبال قبلہ، نیت، ستر عورت اور نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں فوراً واجب ہے بیرون نماز نہیں ہوسکتا اور قصداً نہ کیا تو گنہ گار ہوا، توبہ لازم ہے، ہاں اگر آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کرلیا یعنی آیت سجدہ پڑھنے کے بعد تین آیت سے زیادہ نہ پڑھا اور رکوع کر کے سجدہ کرلیا تو اگرچہ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ ہو ادا ہوجائے گا۔

سوال:- سجدۂ تلاوت کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب:- سجدۂ تلاوت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے اور کم سے کم تین بار ''سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى'' کہے اور پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ اگر سجدہ سے پہلے یا بعد میں کھڑا نہ ہوا یا اللہ اکبر نہ کہا یا سبحن نہ پڑھا تو سجدہ تو ہو جائے گا مگر تکبیر چھوڑ نا نہ چاہیے کہ سلف کے خلاف ہے اور سجدۂ تلاوت کے لیے اللہ اکبر کہتے وقت نہ ہاتھ اٹھانا ہے، نہ اس میں تشہد ہے، نہ سلام۔

سوال:- سجدۂ تلاوت میں تاخیر جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- آیت سجدہ بیرون نماز پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں، ہاں بہتر ہے کہ فوراً کرے اور وضو ہو تو تاخیر مکروہ تنزیہی ہے لیکن اس وقت اگر کسی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو تلاوت کرنے والے اور سامع کو یہ کہہ لینا مستحب ہے۔

''سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ''

سوال:- سجدۂ تلاوت کن چیزوں سے فاسد ہو جاتا ہے؟

جواب:- جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں ان سے سجدہ بھی فاسد ہو جائے گا، مثلاً قہقہہ، کلام وغیرہ۔

سوال:- آیت سجدہ بار بار تلاوت کی جائے تو کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

جواب:- ایک مجلس میں سجدے کی ایک آیت کو بار بار سنا یا پڑھا ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اگر چہ چند شخصوں سے سنا ہو، اور اگر پڑھنے والے یا سننے والے کی مجلس بدل جائے تو جس کی مجلس بدل جائے اس پر اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے جتنی بار آیت سجدہ پڑھی جائے اور ایک مجلس میں سجدے کی چند آیتیں پڑھیں یا سنیں اتنے ہی سجدے کرے، ایک کافی نہیں۔

سوال:- تلاوت میں آیت سجدہ کو چھوڑ دینا کیسا ہے؟

جواب:- پوری سورت پڑھنا اور آیت سجدہ چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے اور صرف آیت سجدہ پڑھنے میں کراہت نہیں، علما فرماتے ہیں کہ اس مقصد کے لیے ایک مجلس میں سجدہ

کی سب آیتیں پڑھ کر سجدہ کرے تو اللہ عزوجل اس کا مقصد پورا فرمائے گا خواہ ایک آیت پڑھ کر اس کا سجدہ کرتا جائے یا سب کو پڑھ کر آخر میں چودہ سجدے کرلے۔

سوال:- آیت سجدہ ہجوں میں پڑھی تو سجدہ واجب ہے یا نہیں؟

جواب:- آیت کے ہجے کرنے یا ہجے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا، یوں ہی جنگل یا پہاڑ وغیرہ میں آواز گونجی اور بجنسہ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں۔

سوال:- تلاوت کرنے والا آیت سجدہ آہستہ پڑھے تو کیسا ہے؟

جواب:- سامعین کا حال معلوم نہ ہو کہ سجدہ کرنے پر آمادہ ہیں یا نہیں تو آہستہ پڑھنا جائز بلکہ بہتر ہے اور اگر انھوں نے سجدہ کا تہیہ کیا ہوا اور سجدہ ان پر بار نہ ہو تو آیت بلند آواز سے پڑھنا بہتر ہے۔

سوال:- سجدۂ تلاوت کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

جواب:- اس طرح کہ میں اللہ کے واسطے سجدۂ تلاوت کی نیت کرتا ہوں۔

سوال:- سجدۂ شکر کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم کیا ہے؟

جواب:- سجدۂ شکر مثلاً اولاد پیدا ہوئی یا مال پایا، یا گمی ہوئی چیز مل گئی یا مریض نے شفا پائی یا مسافر واپس آیا، غرض کسی نعمت پر سجدہ کرنا مستحب ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو سجدۂ تلاوت کا ہے۔

سبق نمبر ۱۳

نماز مریض کا بیان

سوال:- بیمار کے لیے کس حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب:- جبکہ بیمار آدمی بوجہ بیماری کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو کہ کھڑے ہو کر پڑھنے سے ضرر لاحق ہوگا، یا مرض بڑھ جائے گا، یا دیر میں اچھا ہوگا، یا چکر آتا

ہے، یا بہت شدید درد نا قابل برداشت پیدا ہو جائے گا، تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر رکوع وسجود کے ساتھ نماز پڑھے۔

سوال:- جو بیمار کسی اور چیز کے سہارے کھڑا ہو سکتا ہو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذر شرعی نہیں بلکہ قیام اس وقت ساقط ہوگا کہ کھڑا نہ ہو سکے لہٰذا اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے بلکہ اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے اگر چہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔

آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا سا بخار آیا، یا خفیف سی تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کر دی۔ ایسے لوگوں کو ان مسائل سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور جتنی نمازیں باوجود قدرتِ قیام بیٹھ کر پڑھیں، ان کا اعادہ فرض ہے۔

سوال:- جو شخص بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ کیا کرے؟

جواب:- اگر مریض اپنے آپ بیٹھ نہیں سکتا مگر کوئی دوسرا وہاں ہے کہ بٹھا دے گا تو بیٹھ کر پڑھنا ضروری ہے اور اگر بیٹھا نہیں رہ سکتا تو تکیہ یا دیوار یا کسی شخص پر ٹیک لگا کر پڑھے اور بیٹھ کر پڑھنے میں جس طرح آسانی ہو اسی طرح بیٹھے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر نماز پڑھے۔

سوال:- مریض لیٹے لیٹے نماز کس طرح ادا کرے؟

جواب:- لیٹ کر پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ خواہ داہنی یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کو منہ کرے، خواہ چت لیٹ کر قبلہ کو پاؤں کرے مگر پاؤں پھیلائے نہیں کہ قبلہ کو پاؤں پھیلانا مکروہ ہے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے، اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر سر کو اونچا کر لے کہ منہ قبلہ کو ہو جائے اور یہ صورت یعنی چت لیٹ کر پڑھنا افضل ہے اور رکوع وسجود کے لیے سر سے اشارہ کرے اور سجدے کا اشارہ رکوع سے پست کرے سجدہ کے لیے تکیہ وغیرہ کوئی چیز پیشانی کے قریب اٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ اس صورت میں اگر سجدے کے لیے بہ نسبت رکوع کے زیادہ سر نہ جھکایا تو سجدہ ہوا ہی نہیں۔

سوال:- اگر بیمار سر سے بھی اشارہ نہ کر سکے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر سر سے بھی اشارہ نہ کر سکے تو نماز ساقط ہے اس کی ضرورت نہیں کہ آنکھیں یا بھوں یا دل کے اشارے سے پڑھے، پھر اگر اسی حالت میں چھ وقت گزر گئے تو ان کی قضا بھی ساقط، فدیہ کی بھی حاجت نہیں، ورنہ بعد صحت ان نمازوں کی قضا لازم ہے اگر چہ اتنی ہی صحت ہو کہ سر کے اشارے سے پڑھ سکے۔

سوال:- اشارے سے جو نمازیں پڑھی ہیں ان کا اعادہ ہے یا نہیں؟

جواب:- اشارے سے جو نمازیں پڑھی ہیں، صحت کے بعد ان کا اعادہ نہیں، یوں ہی اگر زبان گونگی ہوگئی اور گونگے کی طرح نماز پڑھی پھر زبان کھل گئی تو ان نمازوں کا اعادہ نہیں۔

سوال:- بیماری میں جو نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضا کس طرح کرے؟

جواب:- بیماری میں جو نمازیں قضا ہو گئیں اب اچھا ہو کر انھیں پڑھنا چاہتا ہے تو ویسے پڑھے جیسے تندرست پڑھتے ہیں۔ اور صحت کی حالت میں قضا ہوئیں بیماری میں انھیں پڑھنا چاہتا ہے تو جس طرح پڑھ سکتا ہے پڑھے ہو جائے گی، صحت کی سی پڑھنا اس وقت واجب نہیں۔

سبق نمبر ۱۴

نماز مسافر کا بیان

سوال:- شریعت میں مسافر کسے کہتے ہیں؟

جواب:- شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک متصلاً جانے کے ارادے سے بستی سے باہر ہوا، اور تین دن کی مراد یہ نہیں کہ صبح سے شام تک چلے بلکہ مراد دن کا اکثر حصہ ہے اس لیے کہ کھانے پینے، نماز اور دیگر ضروریات کے لیے ٹھہرنا تو ضروری ہے اور چلنے سے مراد معتدل چال کہ نہ تیز ہو، نہ سست۔

سوال:- مسافت سفر میں کوس کا اعتبار ہے یا نہیں؟

جواب:- کوس کا اعتبار نہیں کہ کوس کہیں بڑے ہوتے ہیں، کہیں چھوٹے بلکہ اعتبار تین منزلوں کا ہے اور خشکی میں میل کے حساب سے اس کی مقدار ۳/۸ ۵۷ میل ہے یعنی تقریبا ۱/۲ ۵۷ میل اور اسی راستہ کا اعتبار ہوگا جس سے سفر کر رہا ہے۔

سوال:- بستی سے باہر ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے۔ شہر میں ہے تو شہر کی آبادی سے، اور گاؤں میں ہے تو گاؤں کی آبادی سے اور شہر والے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے اور اسٹیشن جہاں آبادی سے باہر ہوں تو اسٹیشن پر پہنچنے سے پہلے مسافر ہو جائے گا جب کہ تین دن کا ارادہ متصل سفر کا ہو۔

سوال:- وہ کیا احکام ہیں جو مسافر کے لیے بدل جاتے ہیں؟

جواب:- نماز کا قصر ہو جانا، روزہ نہ رکھنے کا مباح ہو جانا، موزوں کے مسح کی مدت کا تین دن تک بڑھ جانا، جمعہ، عیدین اور قربانی کا اس کے ذمہ لازم نہ رہنا وغیرہ۔

سوال:- نماز میں قصر کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- قصر یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھنا، مسافر کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے اگر قصداً چار رکعت پڑھے گا گنہ گار اور مستحق عذاب ہے کہ واجب ترک کیا لہٰذا توبہ کرے۔

سوال:- سنتوں میں قصر ہے یا نہیں؟

جواب:- سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی۔ البتہ خوف اور دشواری کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔

سوال:- مسافر کب مسافر رہتا ہے؟

جواب:- مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہنچ نہ جائے، یا آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے۔ اور یہ اس وقت ہے جب تین دن کی راہ چل چکا ہو اور اگر تین منزل پہنچنے سے پیش تر اپنے وطن واپسی کا ارادہ کر لیا تو مسافر نہ رہا

اگر چہ جنگل میں ہو۔

سوال:- وطن کئی قسم کے ہوتے ہیں؟

جواب:- وطن دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وطن اصلی، دوسرا وطن اقامت۔ وطن اصلی وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت اختیار کر لی اور ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔ اور وطن اقامت وہ جگہ ہے جہاں مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا ہو۔

سوال:- کسی شخص کا ارادہ کسی جگہ پندرہ روز سے کم رہنے کا ہے، مگر کام پورا نہ ہوا اور اس نے پھر چار چھ روز اقامت کی نیت کر لی تو اب اس پر قصر واجب ہے یا نہیں؟

جواب:- مسافر جب کسی کام کے لیے یا ساتھیوں کے انتظار میں دو چار روز یا تیرہ چودہ دن کی نیت سے ٹھہرا یا، یہ ارادہ ہے کہ کام ہو جائے گا تو چلا جائے گا اور آج کل، آج کل کرتے ہوئے برسوں گزر جائیں، جب بھی مسافر ہی ہے، نماز قصر پڑھے جب تک اکٹھے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے۔

سوال:- اگر مسافر نے چار رکعت والی نماز پوری پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر سہواً ایسا ہو گیا تو اخیر میں سجدۂ سہو کر لے، دو فرض ہو جائیں گے اور دو نفل، اور اگر قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر گنہ گار رہوا اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے اور وہ نماز نفل ہو گئی۔ فرض دوبارہ پڑھے۔

سوال:- مسافر مقیم کی اقتدا کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- وقت ختم ہونے کے بعد مسافر مقیم کی اقتدا نہیں کر سکتا، وقت میں کر سکتا ہے اور اس صورت میں مسافر کے فرض بھی چار ہو گئے۔ یہ حکم چار رکعتی نماز کا ہے اور جن نمازوں میں قصر نہیں ان میں وقت اور بعد وقت دونوں صورتوں میں اقتدا کر سکتا ہے۔

سوال:- مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- ادا و قضا دونوں میں مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے اور امام کے سلام کے

بعد اپنی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قراءت بالکل نہ کرے بلکہ بقدر فاتحہ کھڑا رہے، البتہ اس صورت میں امام کو چاہیے کہ نماز کے شروع کرتے وقت اپنا مسافر ہونا ظاہر کر دے اور اگر شروع میں کہہ دیا ہے تب بھی بعد میں کہہ دے کہ اپنی نمازیں پوری کرلو، میں مسافر ہوں تاکہ جو لوگ اس وقت موجود نہ تھے انھیں بھی امام کا مسافر ہونا معلوم ہو جائے۔

سوال:- مسافر چلتی ریل گاڑی میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- چلتی گاڑی پر فرض وواجب وسنت فجر نہیں ہو سکتے، ہاں نفل اور دوسری نمازیں ہو سکتی ہیں، اس لیے کہ فرائض وغیرہ میں جگہ کا ایک رہنا اور نمازی کا قبلہ رخ ہونا شرط ہے اور چلتی ہوئی ریل گاڑی میں یہ دونوں باتیں مفقود ہیں لہٰذا جب گاڑی اسٹیشن پر ٹھہرے اس وقت یہ نمازیں پڑھے، وضو وغیرہ کا اہتمام پہلے سے رکھے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اعادہ کرلے کہ جہاں من جہۃ العباد کوئی رکن یا شرط مفقود ہو اس کا یہی حکم ہے، یہی حکم ہوائی جہاز کا ہے اور ریل گاڑی کو جہاز اور کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے کہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی، اور ریل گاڑی ایسی نہیں، اور کشتی پر بھی اسی وقت نماز جائز ہے جب وہ بیچ دریا میں ہو، کنارے پر ہو اور آدمی خشکی پر آسکتا ہو تو اس پر بھی جائز نہیں ہے؟

سبق نمبر ۱۵

نماز جمعہ کا بیان

سوال:- جمعہ کی نماز فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟

جواب:- جمعہ کی نماز فرض عین ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے۔ یعنی ظہر کی نماز سے اس کی تاکید زیادہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو تین جمعے سستی کی وجہ سے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کردے گا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ منافق ہے اور اللہ سے بے علاقہ۔ اور چوں کہ اس کی فرضیت کا ثبوت دلیل قطعی سے ہے لہٰذا اس کا

منکر کافر ہے۔

سوال:- جمعہ ادا کرنے کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب:- جمعہ پڑھنے کے لیے چھ شرطیں ہیں کہ ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو (نہ پائی جائے) تو جمعہ ہوگا ہی نہیں۔

① شہر یا شہر کے قائم مقام بڑے گاؤں یا قصبہ میں ہونا یعنی وہ جگہ جہاں متعدد کوچے اور بازار ہوں، اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو، اور وہاں کوئی حاکم ہو کہ مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے۔ یوں ہی شہر کے آس پاس جو جگہ شہر کی مصلحتوں کے لیے ہو جسے فنائے مصر کہتے ہیں جیسے قبرستان، فوج کے رہنے کی جگہ، کچہریاں، اسٹیشن وہاں بھی جمعہ جائز ہے اور چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں تو جو لوگ شہر کے قریب گاؤں میں رہتے ہیں انھیں چاہیے کہ شہر میں آکر جمعہ پڑھیں۔

② سلطان اسلام یا اس کا نائب جس نے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا، اور جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا فقیہ سنی صحیح العقیدہ ہو، احکام شرعیہ جاری کرنے میں سلطان اسلام کے قائم مقام ہوتا ہے لہٰذا وہی جمعہ قائم کرے اور یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں، وہ جمعہ قائم کرے۔ عالم کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے، نہ یہ ہو سکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کر لیں۔ ایسا جمعہ کہیں سے ثابت نہیں۔

③ وقت ظہر یعنی وقت ظہر میں نماز پوری ہو جائے تو اگر اثنائے نماز میں اگرچہ تشہد کے بعد عصر کا وقت آگیا جمعہ باطل ہو گیا ظہر کی قضا پڑھیں۔

④ خطبۂ جمعہ اور اس میں شرط یہ ہے کہ وقت میں ہو اور نماز سے پہلے اور ایسی جماعت کے سامنے جو جمعہ کے لیے شرط ہے اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن سکیں اگر کوئی امر مانع نہ ہو، اور خطبہ و نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں۔

⑤ جماعت یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد۔

⑥ اذن عام، یعنی مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے، کسی کی روک ٹوک نہ ہو۔

سوال:- خطبہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:- خطبہ ذکر الٰہی کا نام ہے۔ اگر چہ صرف ایک بار "الحمد للہ" یا "سبحان اللہ" یا "لا إلٰہَ إلا اللہُ" کہا، فرض ادا ہو گیا مگر اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے اور چھینک آئی اس پر "الحمد للہ" کہا یا تعجب کے طور پر "سبحٰن اللہ"، یا "لا إلٰہ إلا اللہ" کہا تو فرض ادا نہ ہوا۔

سوال:- خطبہ کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب:- خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں: خطیب کا پاک ہونا، منبر پر ہونا، خطبہ سے پہلے منبر پر بیٹھنا، خطبہ کے لیے سامعین کی طرف منہ اور قبلہ کی طوف پیٹھ کر کے کھڑا ہونا، خطبہ سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا، اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں، الحمد للہ سے شروع کرنا، اللہ عزَّ وجلَّ کی ثنا کرنا، اللہ عزَّ وجلَّ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا، کم از کم ایک آیت تلاوت کرنا، حضور پر درود بھیجنا، پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا، اور دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دعا کرنا، اور حمد و ثنا و شہادت و درود کا اعادہ کرنا، دونوں خطبے ہلکے ہونا اور دونوں خطبوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا۔

سوال:- کون کون سی باتیں خطبہ میں مستحب ہیں۔

جواب:- مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبے میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفاے راشدین و عمین مکرمین حضرت حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو۔

سوال:- خطبہ میں سامعین کے لیے سنت کیا ہے؟

جواب:- حاضرین جمعہ امام کی جانب متوجہ رہیں۔ جو شخص امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف منہ کرے اور دائیں بائیں ہو تو امام کی طرف مڑ جائے، اور امام سے قریب ہونا افضل ہے، مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگے۔ حدیث میں ہے جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم کی طرف پل بنایا۔ البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جا سکتا ہے اور خطبہ

شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے خطبہ سننے کی حالت میں دوزانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔

سوال:- خطبہ کے وقت کیا کیا باتیں ناجائز یا منع ہیں؟

جواب:- جو چیزیں نماز میں حرام ہیں وہ سب خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں مثلاً کھانا پینا، سلام، جواب سلام وغیرہ اور جب خطیب خطبہ پڑھے تو حاضرین پر سننا اور چپ رہنا فرض ہے، جو لوگ امام سے دور ہیں کہ خطبہ کی آواز ان تک نہیں پہنچتی انھیں بھی چپ رہنا واجب ہے اور جب خطیب خطبہ کے لیے کھڑا ہو اس وقت سے ختم نماز تک نماز اور اذکار تلاوت قرآن اور ہر قسم کا کلام منع ہے البتہ صاحب ترتیب اپنی قضا نماز پڑھ لے۔ یوں ہی جو شخص سنت یا نفل پڑھ رہا ہے وہ جلد جلد پوری کرلے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک خطیب نے لیا تو حاضرین دل میں درود شریف پڑھیں۔ زبان سے پڑھنے کی اس وقت اجازت نہیں اور اگر کسی کو بری بات کرتے دیکھیں تو ہاتھ یا سر کے اشارے سے منع کر سکتے ہیں، زبان سے ناجائز ہے۔ ہاں خطیب امر بالمعروف کرسکتا ہے۔

سوال:- جمعہ کی دوسری اذان کس وقت کہی جائے؟

جواب:- خطیب جب منبر پر بیٹھے تو اس کے سامنے دوبارہ اذان کہی جائے اور سامنے سے مراد یہ نہیں کہ مسجد کے اندر منبر سے متصل ہو کہ مسجد کے اندر اذان کہنے کو فقہائے کرام منع کرتے اور مکروہ فرماتے ہیں، اور اذان ثانی بھی بلند آواز سے کہیں کہ اس سے بھی اعلان مقصود ہے کہ جس نے پہلی نہ سنی اسے سن کر حاضر ہو اور خطبہ ختم ہو جائے تو فوراً اقامت کہی جائے۔ خطبہ و اقامت کے درمیان دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے۔

سوال:- جمعہ کی پہلی اذان ہونے کے بعد کیا حکم ہے؟

جواب:- جمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے اور دنیا کے تمام مشغلے اور کاروبار جو ذکر الٰہی سے غفلت کا سبب ہوں، اس میں داخل ہیں۔ اذان ہونے کے بعد سب کو ترک کرنا لازم اور نماز کے لیے اہتمام کرنا واجب ہے۔ یہاں تک کہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید و فروخت کی تو یہ بھی ناجائز ہے اور مسجد میں خرید و فروخت تو سخت گناہ ہے۔

نماز جمعہ کے لیے پیش تر سے جانا اور مسواک کرنا اور اچھے اور سفید کپڑے پہننا اور تیل اور خوشبو لگانا اور پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے اور غسل سنت۔

سوال:- جمعہ واجب ہونے کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب:- جمعہ واجب ہونے کے لیے گیارہ شرطیں ہیں، ان میں سے ایک بھی معدوم ہو تو فرض نہیں پھر بھی اگر پڑھے گا تو ہو جائے گا۔

(۱) شہر میں مقیم ہو۔ (۲) صحت، لہٰذا ایسے مریض پر کہ مسجد جمعہ تک نہ جا سکتا ہو یا چلے جانے میں مرض بڑھنے یا دیر میں اچھا ہونے کا قوی اندیشہ ہو، جمعہ فرض نہیں۔ (۳) آزاد ہونا۔ (۴) مرد ہونا۔ (۵) بالغ ہونا۔ (۶) عاقل ہونا، اور یہ دونوں شرطیں خاص جمعہ کے لیے نہیں بلکہ ہر عبادت کے وجوب میں عقل و بلوغ شرط ہے۔ (۷) انکھیارا ہونا، لہٰذا نابینا پر جمعہ فرض نہیں، ہاں! جو اندھا مسجد میں اذان کے وقت باوضو ہو اس پر جمعہ فرض ہے۔ یوں ہی جو نابینا بلا تکلف بغیر کسی کی مدد کے بازاروں، راستوں میں چلتے پھرتے ہیں ان پر بھی جمعہ فرض ہے۔ (۸) چلنے پر قادر ہونا، لہٰذا اپاہج پر جمعہ فرض نہیں۔ (۹) قید میں ہونا۔ (۱۰) بادشاہ یا چور وغیرہ کسی ظالم کا خوف نہ ہونا۔ (۱۱) مینہ یا آندھی یا اولے یا سردی کا نہ ہونا یعنی اس قدر کہ ان سے نقصان کا خوفِ صحیح ہو۔

سوال:- جن پر جمعہ فرض نہیں وہ ظہر با جماعت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- جن پر جمعہ فرض نہیں انھیں بھی جمعہ کے دن شہر میں جماعت کے ساتھ ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے خواہ جمعہ ہونے سے پیش تر جماعت کریں یا بعد میں، یوں ہی جنھیں جمعہ نہ ملا وہ ظہر کی نماز تنہا ادا کریں، البتہ گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز اذان و اقامت کے ساتھ با جماعت پڑھیں۔

سوال:- اردو میں خطبہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں خلط کرنا سنت متواترہ اور مسلمانوں کے قدیمی طریقہ کے خلاف ہے۔ صحابۂ کرام کے زمانہ میں عجم کے کتنے ہی شہر فتح ہوئے کئی ہزار مسجدیں بنائی گئیں، کہیں منقول نہیں

کہ صحابہ نے ان کی زبان میں خطبہ فرمایا ہو۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں رومی، حبشی، عجمی ابھی تازہ حاضر ہوئے ہیں، عربی کا ایک حرف نہیں سمجھتے مگر کہیں ثابت نہیں کہ حضور نے ان کی زبان میں خطبہ فرمایا ہو، یا کچھ ان کی زبان میں فرمایا ہو، ایک حرف بھی ان کی زبان کا خطبہ میں منقول نہیں۔

اب رہا یہ اعتراض کہ پھر تذکیر و وعظ سے فائدہ کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نوکری کے واسطے عمریں انگریزی میں گنواتے ہیں اور عربی زبان جو ایسی متبرک کہ اسی میں ان کا قرآن، ان کا نبی عربی، ان کی جنت کی زبان عربی، اس کے لیے اتنی کوشش بھی نہ کریں کہ خطبہ سمجھ سکیں، اعتراض تو انھیں معترضین پر پڑے گا، نہ کہ خطیب پر۔

سبق نمبر ۱۶

نماز عید کا بیان

سوال:- نماز عید کس پر واجب ہے؟

جواب:- عیدین دو ہیں، ایک عید الفطر جو ماہ رمضان المبارک کے اختتام پر شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتی ہے۔ دوسری عید الاضحیٰ، جو ماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو ہوتی ہے، ان دونوں کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ انھیں پر جن پر جمعہ فرض ہے اور بلا وجہ عیدین کی نماز چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے اور گاؤں میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

سوال:- کیا ان نمازوں کے لیے بھی جمعہ کی طرح کچھ شرطیں ہیں؟

جواب:- ہاں! اس کی ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ قبلِ نماز ہے اور عیدین کا بعدِ نماز۔ اور عیدین میں نہ اذان ہے نہ اقامت، صرف دو بار اتنا کہنے کی اجازت ہے کہ: ''اَلصَّلَاۃُ جَامِعَۃٌ''۔

سوال:- عید الفطر کے روز کیا کیا کام سنت یا مستحب ہیں؟

جواب:- عید کے دن یہ امور مستحب ہیں: حجامت بنوانا، ناخن ترشوانا، غسل کرنا،

مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، صبح کی نماز مسجدِ محلہ میں پڑھنا، عیدگاہ جلد چلے جانا، نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا، عیدگاہ پیدل جانا، دوسرے راستے سے واپس آنا، نماز کو جانے سے پیش تر تین یا پانچ یا کم وبیش مگر طاق کھجوریں ورنہ کوئی میٹھی چیز کھا لینا، خوشی ظاہر کرنا، آپس میں مبارک باد دینا، عیدگاہ کو اطمینان و وقار اور نیچی نگاہ کیے ہوئے جانا، کثرت سے صدقہ دینا، بعد نماز عید مصافحہ ومعانقہ کرنا۔

سوال:- عیدالاضحیٰ میں کیا کیا امور مستحب ہیں؟

جواب:- عیدالاضحیٰ تمام احکام میں عیدالفطر کی طرح ہے، صرف ان باتوں میں فرق ہے۔ اس میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے، اگرچہ قربانی نہ کرے اور کھالیا تو کراہت نہیں اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا ہوا جائے۔

سوال:- نماز عید ادا کرنے کی ترکیب کیا ہے؟

جواب:- نماز عید کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت واجب عیدالفطر یا عیداضحیٰ کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور پھر ثنا یعنی ''سبحنك اللھم'' پڑھے، پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے، پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے، پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے، اس کو یوں یاد رکھے کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لے اور جہاں کچھ پڑھنا نہیں وہاں چھوڑ دے، پھر امام اعوذ اور بسم اللہ آہستہ پڑھ کر جہر کے ساتھ الحمد اور سورت پڑھے، پھر رکوع وسجود کرے اور دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور دوسری رکعت میں پہلے الحمد وسورت پڑھے پھر تین بار کانوں تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور رکعت پوری کر کے سلام پھیر دے۔ پھر نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے۔ عیدالفطر کے خطبے میں صدقۂ فطر کے احکام تعلیم کرے اور عیداضحیٰ کے خطبے میں قربانی کے احکام اور تکبیرات تشریق بتائے اور مقتدیوں پر جیسے اور خطبوں کا سننا بھی واجب ہے، یوں ہی عیدین کے خطبوں کا سننا بھی واجب ہے۔

سوال:- تکبیرات تشریق سے کیا مراد ہے؟

جواب:- نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک ہر نماز فرض پنج گانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی۔ ایک بار تکبیر بلند آواز سے کہنا واجب ہے اور تین بار افضل، اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں، وہ یہ ہے: ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد'' نفل وسنت اور وتر کے بعد تکبیر واجب نہیں، اور جمعہ کے بعد واجب ہے۔ اور عید کے بعد بھی کہہ لے۔ اور منفرد پر اگر چہ واجب نہیں مگر وہ بھی کہہ لے۔

سوال:- نماز عید کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے؟

جواب:- نماز عید کا وقت ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے ضحوۂ کبری یعنی نصف النہار شرعی تک ہے، مگر عید الفطر میں دیر کرنا وار عید الاضحیٰ میں جلد پڑھ لینا مستحب ہے اور سلام پھیرنے سے پہلے زوال ہو گیا تو نماز جاتی رہی، اور کسی غدر کے سبب عید کے دن نماز نہ ہوسکی تو دوسرے دن پڑھی جائے، اور دوسرے دن بھی نہ ہوئی تو عید الفطر کی نماز تیسرے دن نہیں ہوسکتی اور عید اضحیٰ کی نماز عذر کی وجہ سے بارہویں تک بلا کراہت مؤخر کر سکتے ہیں۔ بارہویں کے بعد پھر نہیں ہوسکتی۔

سوال:- کسی کی نماز عید فوت ہو جائے تو قضا ہے یا نہیں؟

جواب:- امام نے نماز پڑھ لی اور کوئی شخص باقی رہ گیا خواہ وہ شامل ہی نہ ہوا تھا یا شامل تو ہوا مگر اس کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہوگئی تو اگر دوسری جگہ مل جائے تو پڑھ لے ورنہ نہیں پڑھ سکتا۔ بہتر یہ ہے کہ یہ شخص چار رکعت چاشت کی نماز پڑھ لے۔

سوال:- تکبیر تشریق کس پر واجب ہے؟

جواب:- تکبیر تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے اس کی اقتدا کی ہو اگر چہ مسافر یا گاؤں کا رہنے والا ہو، اور مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو مقیم پر واجب ہے اگر چہ امام پر واجب نہیں، اور مسبوق ولاحق پر بھی تکبیر واجب ہے مگر جب خود سلام پھیریں اس وقت کہیں۔

سبق نمبر ۱۷

میت کا بیان

سوال:- جاں کنی کی کیا علامت ہے؟

جواب:- پاؤں کا سست ہو جانا کہ کھڑے نہ ہو سکیں۔ ناک کا ٹیڑھا ہو جانا، دونوں کنپٹیوں کا بیٹھ جانا، منہ کی کھال کا سخت ہو جانا وغیرہ۔

سوال:- جاں کنی کے وقت کیا کرنا چاہیے؟

جواب:- جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں تو سنت یہ ہے کہ میت کا منہ قبلہ کی طرف کر دیں اور قبلہ کی طرف کرنا دشوار ہو کہ اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں اور جب تک روح گلے کو نہ آئی اسے تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے کلمۂ طیبہ یا کلمۂ شہادت پڑھیں، مگر اُسے اِس کہنے کا حکم نہ کریں، جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو اب تلقین موقوف کر دیں، ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں تا کہ اس کا اخیر کلام ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ'' ہو۔ خوشبو اس کے پاس رکھیں مثلاً لوبان یا اگر کی بتیاں سلگا دیں، مکان میں کوئی تصویر یا کتا وغیرہ ہو تو اس کو فوراً نکال دیں کہ جہاں یہ ہوتی ہیں وہاں ملائکۂ رحمت نہیں آتے، اس وقت اس کے پاس نیک اور پرہیز گار لوگ رہیں تو بہت بہتر ہے کہ نزع کے وقت اپنے اور اس کے لیے دعاے خیر کرتے رہیں، کوئی برا کلمہ منہ سے نہ نکالیں، نزع میں سختی دیکھیں تو سورۂ یٰس اور سورۂ رَعْد پڑھیں۔

سوال:- جب میت کا دم نکل جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب:- جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ دے دیں کہ منہ کھلا نہ رہے۔ نہایت شفقت سے آنکھیں بند اور اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیں۔ آنکھیں بند کرتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

"بِسْمِ اللهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ أَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَأَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ إِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ۔"

(اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ کی ملت پر، اے اللہ! تو اس کے کام کو اس پر آسان کر اور اس کے مابعد کو اس پر سہل کر اور اپنی ملاقات سے تو اسے نیک بخت کر اور اس کی آخرت اس کے لیے دنیا سے بہتر کر)

پھر جن کپڑوں میں وہ مرا ہے وہ اتار لیں اور اس کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں، اس کے پیٹ پر لوہا یا گیلی مٹی یا کوئی اور بھاری چیز رکھ دیں کہ پیٹ پھول نہ جائے مگر زیادہ وزنی نہ ہو کہ باعث تکلیف ہے۔ میت کو چارپائی وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں کہ زمین کی سیل نہ پہنچے۔ اس کے ذمہ قرض وغیرہ ہو تو جلد از جلد ادا کر دیں۔ پڑوسیوں اور اس کے دوست واحباب کو اطلاع دیں کہ نمازیوں کی کثرت ہوگی اور غسل وکفن دفن میں جلدی کریں کہ حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔

سوال:- میت کے پاس تلاوت قرآن مجید وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- ہاں! میت کے پاس تلاوت قرآن مجید جائز ہے جب کہ اس کا تمام بدن کپڑے سے چھپا ہو اور تسبیح اور دوسرے اذکار میں تو کوئی حرج نہیں۔

سوال:- میت کو غسل دینا کیسا ہے؟

جواب:- میت کو غسل دینا یعنی نہلانا فرض کفایہ ہے کہ بعض لوگوں نے غسل دے دیا تو سب سے ساقط ہو گیا اور باوجود علم کسی نے غسل نہ دیا تو سب پر گناہ ہوا۔

سوال:- میت کو نہلانے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:- میت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تختے پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہے اسے اتنی بار اس کے گرد پھرائیں اور اس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں اور مستحب یہ ہے کہ جس جگہ غسل دیں وہاں پردہ کر لیں کہ نہلانے والے اور اس کے مددگار کے سوا دوسرا نہ دیکھے۔ اب نہلانے والا جو باطہارت ہو اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا

سا وضو کرائے، مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے لہٰذا پہلے میت کا منہ اور پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھوئیں، پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں اور کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑھوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں، اس کے بعد سر اور داڑھی کے بال گل خیرو یا بیسن یا کسی اور پاک چیز مثلاً اسلامی کارخانے کے بنے ہوئے صابن سے دھوئیں ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے۔ پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کے پتے جوش دیا ہوا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح کریں، خاص نیم گرم پانی بھی کافی ہے۔ پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں، اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں، وضو و غسل کا اعادہ نہ کریں، پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں اور اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں، ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین بار سنت۔

سوال:- میت کو نہلانے والا کیسا شخص ہونا چاہیے؟

جواب:- بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو، وہ نہ ہو یا نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی اور شخص جو متقی اور امانت دار ہو کہ پوری طرح غسل دے اور جو اچھی بات دیکھے اسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور بری بات دیکھے تو اسے کسی سے نہ کہے، ہاں! اگر کوئی بدمذہب بدعقیدہ مرا اور اس کی کوئی بری بات ظاہر ہوئی تو اس کو بیان کر دینا چاہیے تا کہ لوگوں کو عبرت ہو، اور مرد کو مرد نہلائے، عورت کو عورت۔ میت چھوٹا لڑکا ہے تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی غسل دے سکتا ہے۔

سوال:- میت کے غسل کے لیے نئے گھڑے بدھنے چاہئیں یا استعمالی؟

جواب:- میت کے غسل کے لیے نئے گھڑے بدھنے ضروری نہیں، گھر کے استعمالی گھڑے لوٹے سے بھی غسل دے سکتے ہیں اور غسل کے بعد انھیں توڑ ڈالنا ناجائز و حرام ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ انھیں دھو ڈالیں اور اپنے استعمال میں لائیں یا مسجد میں رکھ دیں، لیکن اس خیال سے نہیں کہ ان کا گھر میں رکھنا نحوست ہے کہ یہ تو نری حماقت ہے بلکہ

نیت یہ ہو کہ نمازیوں کو آرام پہنچے گا اور مردے کو اس کا ثواب۔

سوال:-میت کو کفن دینا کیسا ہے؟

جواب:-میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے کہ ایک کے دینے سے سب پر سے گناہ اٹھ جائے گا ورنہ سب گنہ گار رہوں گے۔

سوال:-مرد کے لیے کفن میں سنت کتنے کپڑے ہیں؟

جواب:-مرد کے لیے سنت تین کپڑے ہیں، لفافہ یعنی چادر جو میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں۔ ازار یعنی تہ بند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے اتنا چھوٹا جو بندش کے لیے زیادہ تھا۔ اور قمیص جسے کفنی کہتے ہیں، گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہو، چاک اور آستین اس میں نہ ہوں۔

سوال:-عورت کے لیے سنت کتنے کپڑے ہیں؟

جواب:-عورت کے لیے کفن میں پانچ کپڑے سنت ہیں۔ تین تو یہی اور اوڑھنی، اس کی مقدار تین ہاتھ یعنی ڈیڑھ گز ہے۔ سینہ بند، سینہ سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو ہاں! مرد اور عورت کی کفنی میں فرق ہے۔ مرد کی کفنی مونڈھے پر چیریں اور عورت کے لیے سینہ کی طرف یعنی مرد کی کفنی کا گریبان مونڈھے کی طرف ہوگا اور عورت کی کفنی کا سینہ کی طرف۔

سوال:-اگر کسی کو کفن سنت میسر نہ ہو تو کتنا کفن کافی ہے؟

جواب:-کفن کفایت کے لیے دو کپڑے ہیں، لفافہ اور ازار، اور عورت کے لیے تین، لفافہ، ازار، اوڑھنی یا لفافہ، قمیص، اوڑھنی اور یہ بھی نہ ہو سکے تو کفن ضرورت دونوں کے لیے یہ کہ جو میسر آئے اور کم از کم اتنا تو ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔

سوال:-کفن کیسا ہونا چاہیے؟

جواب:-کفن اچھا ہونا چاہیے یعنی مرد عیدین اور جمعہ کے لیے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اس قیمت کا ہونا چاہیے۔ حدیث میں ہے کہ مردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے یعنی خوش ہوتے

ہیں اور بہتر سفید کفن ہے اور کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کو ممنوع ہے اور عورت کے لیے جائز، یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے اس کا کفن بھی دیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔

سوال:- کفن پہنانے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:- کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو دھونی دے کر یوں بچھائیں کہ بڑی چادر، پھر تہ بند، پھر کفنی، پھیر میت کو اس پر لٹائیں، اور کفنی پہنائیں اور ڈاڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجود یعنی ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے قدم پر کافور لگائیں، پھر ازار یعنی تہ بند لپیٹیں، پہلے بائیں طرف سے تاکہ داہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں کہ اڑنے کا اندیشہ نہ رہے اور عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر ہے پھر بدستور ازار اور لفافہ لپیٹیں پھر سب کے اوپر سینہ بند، سینہ سے ران تک لا کر باندھ دیں۔

سوال:- جنازہ کو قبرستان تک لے جانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب:- سنت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں اور ہر ایک یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ ہے کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے پھر داہنی پائنتی، پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہو۔ حدیث میں ہے کہ جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ چلنے میں چارپائی کا سرہانہ آگے رکھیں اور جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میت کو جھٹکا لگے۔ اور چھوٹا بچہ شیر خوار یا اس سے بڑا اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں، ورنہ چھوٹے کھٹولے یا چارپائی پر لے جائیں۔

سوال:- جنازہ کے ساتھ والوں کو کس حالت میں ہونا چاہیے؟

جواب:- جنازہ کے ساتھ جانے والوں کے لیے افضل یہ ہے کہ جنازہ سے پیچھے

چلیں، دائیں بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں شمار نہ ہو، نیز ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہیے، موت اور قبر کو پیش نظر رکھیں، دنیا کی باتیں نہ کریں، نہ ہنسیں اور ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں اور بلحاظ زمانۂ حال اب علمانے ذکر جہر کی بھی اجازت دے دی ہے۔

سوال:- جو شخص جنازہ کے ساتھ ہے وہ دفن سے پہلے واپس آ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو اسے بغیر نماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہیے۔ اور نماز کے بعد اولیاے میت سے اجازت لے کر واپس ہو سکتا ہے، اور میت دفن کر دی جاے ئ تو اولیاے میت سے اجازت کی ضرورت نہیں۔

سوال:- نماز جنازہ پڑھنا فرض ہے یا واجب؟

جواب:- نماز جنازہ فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہو گئے ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور نہ پڑھی، گنہ گار ہوا، اس کی فرضیت کا جو انکار کرے وہ کافر ہے اور جماعت اس کے لیے شرط نہیں، ایک شخص بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو گیا۔

سوال:- نماز جنازہ کے مفسدات، ارکان، واجبات اور سنتیں کیا ہیں؟

جواب:- نماز جنازہ میں دو رکن ہیں، چار بار اللہ اکبر کہنا، قیام کرنا۔ اور تین چیزیں سنت مؤکدہ ہیں: اللہ عزوجل کی حمد و ثنا، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف اور میت کے لیے دعا، اور بعض علما اسے واجب کہتے ہیں اور جن چیزوں سے تمام نمازیں فاسد ہوتی ہیں، نماز جنازہ بھی ان سے فاسد ہو جاتی ہے۔

سوال:- نماز جنازہ کے شرائط کیا ہیں؟

جواب:- نماز جنازہ میں دو طرح کی شرطیں ہیں، ایک مصلی سے متعلق، دوسری میت سے متعلق، مصلی کے لحاظ سے تو وہی شرطیں ہیں جو مطلق نماز کی ہیں اور میت سے تعلق رکھنے والی چند شرطیں ہیں جو یہ ہیں: (۱) میت کا مسلمان ہونا (۲) میت کے بدن و کفن کا پاک ہونا (۳) جنازہ کا وہاں موجود ہونا، لہٰذا غائب کی نماز جنازہ نہیں ہو سکتی اور نجاشی کی نماز جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھائی وہ حضور کے خواص میں شامل کی گئی ہے،

دوسروں کو نا جائز ہے۔ (۴) جنازہ کا زمین پر ہونا یا ہاتھ پر ہوتو قریب ہو۔ (۵) جنازہ مصلی کے آگے قبلہ کو ہونا (۶) میت کا وہ حصۂ بدن جس کا چھپانا فرض ہے چھپا ہونا۔(۷) میت کا امام کے محاذی ہونا۔

سوال:- وہ کون لوگ ہیں جن کی نماز جنازہ نہیں؟

جواب:- باغی جو بغاوت میں مارا جائے، ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا، وہ لوگ جو ناحق پاس داری سے لڑیں اور وہیں مر جائیں، جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے، شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں اور اسی حالت میں مارے جائیں، جس نے اپنی ماں اور باپ کو مار ڈالا، جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اسی حالت میں مارا گیا، ان کے علاوہ ہر مسلمان کی نماز پڑھی جائے گی اگر چہ وہ کیسا ہی گنہ گار اور مرتکب کبائر ہو، یہاں تک کہ جس نے خوکشی کی حالاں کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اس کی بھی نماز پڑھی جائے گی، یوں ہی بے نمازی کی بھی نماز پڑھنا ہم پر فرض ہے۔

سوال:- نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:- میت کے سینے کے سامنے میت سے قریب امام کھڑا ہو اور مقتدی تین صفیں کرلیں۔ اب امام اور مقتدی نیت کر کے (کہ نیت کی میں نے نماز جنازہ کی مع چار تکبیروں کے، واسطے اللہ تعالیٰ کے، دعا واسطے اس میت کے، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف۔ امام امامت کی اور مقتدی اقتدا کی نیت کرے) کانوں تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر تحریمہ کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسب دستور باندھ لے اور ثنا پڑھے، بہتر وہ درود ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت اور تمام مسلمان مرد وعورت کے لیے دعا کرے۔ چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے، تکبیر اور سلام کو امام جہر کے ساتھ کہے مقتدی آہستہ، باقی تمام دعائیں آہستہ پڑھی جائیں گی۔ اور صرف پہلی مرتبہ تکبیر کہنے کے وقت ہاتھ اٹھائے جائیں پھر ہاتھ اٹھانا نہیں۔

سوال:- جنازہ میں کون سی دعا پڑھی جاتی ہے؟

جواب:- میت بالغ ہوتو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ۔

اے اللہ! تو بخش دے ہمارے زندے اور مردے اور ہمارے حاضر وغائب کو اور ہمارے چھوٹے اور بڑوں کو اور ہمارے مرد وعورت کو، اے اللہ! ہم میں تو جسے زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے وفات دے اسے ایمان پر وفات دے۔

اور اگر نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھیں: **اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا أَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا**

اے اللہ تو ہمارے لیے اس کو پیش رو کر اور اس کو ہمارے لیے اجر وذخیرہ کر اور اس کو ہماری شفاعت کرنے والا اور مقبول الشفاع X بنا۔

اور لڑکی ہو تو: **اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا** اور **شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً** کہے۔

اور جو شخص اچھی طرح یہ دعائیں نہ پڑھ سکے تو جو دعا چاہے پڑھے مگر وہ دعا ایسی ہو کہ امور آخرت سے متعلق ہو۔

سوال:- اگر کئی جنازے ہوں تو سب کی نماز ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- کئی جنازے جمع ہوں تو سب کی نماز ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں یعنی ایک ہی نماز میں سب کی نیت کرلے اور افضل یہ ہے کہ سب کی علاحدہ علاحدہ پڑھے اور اس صورت میں پہلے اس کی پڑھے جو ان میں افضل ہے پھر اس کی جو اس کے بعد سب میں افضل ہے، وعلی ہذا القیاس۔ اور ایک ساتھ پڑھیں تو اختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں۔ یعنی سب کا سینہ امام کے مقابل ہو یا برابر برابر رکھیں یعنی ایک کی پائنتی یا سرہانے دوسرے کو۔

سوال:- میت کی قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- میت اگر بغیر نماز پڑھے دفن کردی گئی اور مٹی بھی دے دی گئی، تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے جب تک پھٹنے کا گمان نہ ہو اور اگر مٹی نہ دی گئی ہو تو میت کو قبر سے نکال لیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں۔ اور قبر پر نماز پڑھنے میں دنوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں بلکہ یہ موسم اور زمین اور میت کے جسم اور مرض کے اختلاف پر موقوف ہے مثلاً گرمی میں جسم جلد

پھٹے گا اور جاڑوں میں دیر سے، فربہ جسم جلد اور لاغر دیر میں، تر یا شور زمین میں جلد اور خشک وغیر شور میں بدیر۔

سوال:- مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:- مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر، سب نمازی اندر ہوں یا بعض کہ حدیث میں نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت آئی ہے۔

سوال:- میت کو قبر میں کس طرح رکھیں؟

جواب:- میت کو قبلہ کی جانب سے قبر میں اتاریں اور داہنی طرف کروٹ کو لٹائیں اور اس کا منہ قبلہ کو کریں، عورت کا جنازہ اتارنے والے اس کے محرم ہوں، یہ نہ ہوں تو دوسرے رشتہ والے، اور یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی اتارے۔ اور عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں، میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھیں: ''بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ'' اور قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں اور لحد کو کچی اینٹوں سے بند کر دیں اور زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے اور تختوں کے درمیان جھری رہ گئی تو اسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں، قبر صندوق نما ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

سوال:- قبر کو مٹی دینے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:- مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں، پہلی بار کہیں: ''مِنْهَا خَلَقْنَاكُم'' (اسی سے ہم نے تمھیں پیدا کیا) دوسری بار: ''وَفِيْهَا نُعِيْدُكُم'' (اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے) اور تیسری بار: ''وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرىٰ'' (اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے) باقی مٹی ہاتھ یا پھاوڑے وغیرہ سے قبر پر ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے اور ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے اسے جھاڑ دیں یا دھو ڈالیں اختیار ہے اور قبر چوکھونٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان اور اونچائی میں ایک بالشت یا کچھ زیادہ ہو اور اس پر پانی چھڑکنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔

سوال:- قبر پر کتنی دیر تک ٹھہرنا چاہیے؟

جواب:- دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے کہ ان کے رہنے سے میت کو اُنس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوت قرآن مجید اور میت کے لیے استغفار و دعا کریں کہ سوال نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے اور مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقرہ کا اول وآخر پڑھیں، سرہانے ''الم'' سے ''مفلحون'' تک اور پائنتی'' اٰمن الرسول'' سے آخر تک۔

سوال:- قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے حافظ کو مقرر کرنا کیسا ہے؟

جواب:- قبر پر قرآن پڑھنے اور اس کا ثواب میت کو بخشنے کے لیے حافظ کو مقرر کرنا جائز ہے جب کہ پڑھنے والے بلا اجرت پڑھتے ہوں کہ اجرت پر قرآن کریم پڑھنا اور پڑھوانا جائز نہیں، اگر بلا اجرت پڑھنے والا نہ ملے اور اجرت پر پڑھوانا چاہے تو اپنے کام کاج کے لیے نوکر رکھے پھر یہ کام لے۔

سوال:- شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں کہ امید مغفرت ہے۔

سوال:- جنازہ یا قبر پر پھول ڈالنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:- جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں، یوں ہی قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے اور میت کا دل بہلے گا۔ اسی لیے قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہیں چاہیے کہ اس کی تسبیح سے رحمت اترتی ہے اور میت کو اُنس ہوتا ہے اور نوچنے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے۔

سوال:- قبر پر اذان سے میت کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب:- احادیث کریمہ میں وارد ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے تو شیطان اس پر ظاہر ہوتا اور اپنی طرف اشارہ کرتا

ہے کہ میں تیرا رب ہوں، اس لیے حکم آیا کہ میت کے لیے جواب میں ثابت قدم رہنے کے لیے دعا کریں۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے: الٰہی اسے شیطان سے بچا'' اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ جب مؤذن اذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔ تو قبر پر اذان دینے کا یہ فائدہ تو ضرور ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ میت کو شیطان رجیم کے شر سے پناہ مل جاتی ہے اور اسی اذان کی برکت سے میت کو سوالات نکیرین کے جوابات بھی یاد آجاتے ہیں، یہ دوسرا فائدہ ہوا، پھر اذان ذکر الٰہی ہے اور جہاں ذکر الٰہی ہوتا ہے وہاں رحمت نازل ہوتی ہے۔ آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، عذاب الٰہی اٹھالیا جاتا ہے، اور یہ تو ظاہر ہے کہ ذکر الٰہی وحشت کو دور کرتا اور دل کو اطمینان بخشتا ہے، تو قبر پر اذان سے میت سے عذاب اٹھ جانے اور اس کی وحشت دور ہوجانے کی قوی امید ہے، اس لیے اذان زندوں کی طرف سے میت کے لیے ایک عجیب نفع بخش تحفہ ہے۔

سوال:- قبرستان میں کون کون سی باتیں ممنوع و ناجائز ہیں؟

جواب:- کسی قبر پر سونا، چلنا، پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا ہے اس سے گزرنا ناجائز ہے اور اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے مگر قبروں پر گزرنا پڑے گا تو وہاں تک جانا منع ہے دور ہی سے فاتحہ پڑھ لے، اور قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے اسی طرح وہ تمام باتیں ممنوع ہیں جو باعث غفلت ہوں جیسے کھانا، پینا، سونا، ہنسنا، دنیا کا کوئی کلام کرنا وغیرہ۔

سوال:- تعزیت کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم کیا ہے؟

جواب:- کسی مسلمان کی موت پر اپنے بھائی مسلمان کو جو میت کے اقارب سے ہے صبر کی تلقین کرنا تعزیت ہے۔ تعزیت مسنون اور کار ثواب ہے۔ اس کا وقت موت سے تین دن تک ہے اور کوئی عذر ہو تو بعد میں بھی حرج نہیں، تعزیت میں یہ کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر روزی کرے اور اس مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔

سوال:- نوحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- نوحہ یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جسے بین کہتے ہیں، حرام ہے، یوں ہی گریبان پھاڑنا، منہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا، ران پر ہاتھ مارنا، یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور حرام یوں ہی سوگ کے لیے سیاہ کپڑے پہننا مردوں کو ناجائز ہے، یوں ہی بلے لگانا، کہ اس میں نصاریٰ کی مشابہت بھی ہے۔ ہاں رونے میں اگر آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں۔

سبق نمبر ۱۸

زیارت قبور اور ایصال ثواب کا بیان

سوال:- زیارت قبور اور اس کا حکم کیا ہے؟

جواب:- زیارت قبور جائز و مستحب بلکہ مسنون ہے بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور ان کے لیے دعا کرتے اور یہ فرمایا بھی ہے کہ تم لوگ قبروں کی زیارت کرو، وہ دنیا میں بے رغبتی کا سبب ہے اور آخرت یاد دلاتی ہے۔

سوال:- زیارت قبول کا مستحب طریقہ کیا ہے؟

جواب:- قبر کی زیارت کو جانا چاہے تو مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان میں دو رکعت نماز نفل پڑھے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار اور ’’ قُلْ هُوَ اللهُ ‘‘ تین بار پڑھے اور اس نماز کا ثواب میت کو پہنچائے، اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں نور پیدا کرے گا اور اس شخص کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔ اب قبرستان کو جائے تو راستہ میں فضول باتوں میں مشغول نہ ہو۔ جب قبرستان پہنچے جوتے اتارے اور پائنتی کی طرف سے جا کر اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور میت کے چہرے کی طرف منہ۔ سرہانے سے نہ آئے کہ میت کے لیے باعث تکلیف ہے یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑتا ہے کہ کون آیا۔ اور اس کے بعد یہ کہے:

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ ,يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَ لَكُمْ ,أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْأَثَرِ "

یا یوں کہے: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ أَھْلَ دَارِ قومٍ مُؤْمِنِیْنَ أَنْتُمْ لنا سَلَفٌ وَ أَنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰہِ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ۔"

اورسورۂ فاتحہ وآیۃ الکرسی اورسورۂ "إِذَا زُلْزِلَت" و "اَلْھَاکُمُ التَّکَاثُر" پڑھے۔ سورہ ملک اور دوسری سورتیں بھی پڑھ سکتا ہے اور اس کا ثواب مردوں کو پہنچائے اور اگر بیٹھنا چاہے تو اتنے فاصلے سے بیٹھے کہ اس کے پاس زندگی میں نزدیک یا دور جتنے فاصلے پر بیٹھ سکتا تھا۔

سوال:- زیارت کے لیے کون سا دن اور وقت مقرر ہے؟

جواب:- چار دن زیارت کے لیے بہتر ہیں، دوشنبہ، پنج شنبہ، جمعہ، ہفتہ۔ اور جمعہ کے دن قبلِ جمعہ افضل ہے۔ اور ہفتہ کے دن طلوع آفتاب تک۔ اور پنج شنبہ کے دن اول وقت۔ اور بعض علما نے فرمایا کہ پچھلے وقت میں افضل ہے۔ اور متبرک راتوں میں بھی زیارت قبول افضل ہے۔ مثلاً شب برات، شب قدر، اور اسی طرح عیدین کے دن اور عشرۂ ذی الحجہ میں بھی بہتر ہے۔ اور اولیاے کرام کے مزارات پر سفر کر کے جانا جائز ہے، وہ اپنے زائر کو نفع پہنچاتے ہیں اور زیارت کرنے والے کو برکات حاصل ہوتی ہیں اور عورتوں کو مزارات پر نہ جانا چاہیے، مردوں کو چاہیے کہ انھیں منع کریں۔

سوال:- تیجہ، دسواں، چالیسواں، شش ماہی، برسی وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- ہم اہل سنت کے نزدیک زندوں کے ہر عمل نیک اور ہر قسم کی عبادت مالیہ یا بدنیہ، فرض و نفل اور خیر خیرات کا ثواب مردوں کو پہنچایا جا سکتا ہے، اور اس میں کچھ شک نہیں کہ زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اب رہیں یہ تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا دسویں یا چالیسویں دن، تو یہ تخصیصات نہ شرعی ہیں نہ انھیں شرعی سمجھا جاتا ہے یعنی یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا اور کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کے لیے لوگوں نے بنا رکھی ہے، بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک جاری رہتا ہے تو یہ کیوں کر کہا جا سکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں۔ الغرض یہ تیجا اور چالیسواں

وغیرہ سب اسی ایصال ثواب کی صورتیں ہیں اور قطعی جائز ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ سب کام اچھی نیت سے کیا جائے، نمائشی نہ ہوں ورنہ نہ ثواب ہے نہ ایصال ثواب بلکہ بعض صورتوں میں تو اورالٹا وبال پڑتا ہے۔ مثلاً بعض لوگ ایسے موقعوں پر ادھار، قرض بلکہ سودی روپیہ سے محض اپنی برادری میں ناک اونچی رکھنے کے لیے یہ سب کچھ کرتے ہیں، یہ ناجائز ہونا کیسا بلکہ الٹا گناہ ہے۔ یوں ہی اس موقعے پر رشتہ داروں کی دعوت کی جاتی ہے، یہ غلط ہے، یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں، فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے میت کو ثواب پہنچے۔ بااثر حضرات کو اپنی اپنی قوم و برادری میں اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔

سوال:- بزرگان دین کی نیاز کا کھانا مال دار کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- بزرگان دین کی نیاز کا کھانا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ باعث برکت بھی ہے۔ رجب شریف کے کونڈے، محرم کا شربت یا کھچڑا، ماہ ربیع الآخر کی گیارہویں شریف کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے، اور رجب کی چھٹی تاریخ حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے یوں ہی حضور غوث اعظم کا توشہ یا حضرت شیخ عبد الحق رودولوی قدس سرہ کا توشہ، یہ وہ چیزیں ہیں جو صدیوں سے مسلمانوں کے عوام و خواص علما و فضلا میں جاری ہیں اور ان میں خاص اہتمام کیا جاتا ہے اور امرا بھی اس میں ذوق و شوق سے شریک ہوتے ہیں اور طعام تبرک سے فیض پاتے ہیں۔

سوال:- محرم میں شہدائے کربلا کے سوا کسی اور کی فاتحہ درست ہے یا نہیں؟

جواب:- جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہوسکتی ہے ان دنوں میں بھی ہوسکتی ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے۔

سوال:- بزرگان دین کا عرس جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- عرس بزرگان دین جو ہر سال ان کے وصال کے دن ہوتا ہے۔ یعنی اس تاریخ میں لوگ جمع ہوتے، قرآن مجید پڑھتے اور دوسرے اذکار خیر خیرات کرتے ہیں یا میلاد شریف وغیرہ کیا جاتا ہے، یہ بھی جائز ہے کہ ایسے کام جو باعث خیر و برکت ہیں جیسے اور

دنوں میں جائز ہیں ان دنوں میں بھی جائز ہیں۔ پھر اولیاے کرام کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لیے سعادت، باعث برکت ہے۔ رہے وہ امور جو شرعاً ممنوع ہیں وہ تو ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزارات طیبہ کے پاس اور مذموم۔

سبق نمبر ۱۹

پیارے نبی کی پیاری باتیں!

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

① جو شخص عصر کے بعد سوئے اور اس کی عقل جاتی رہے تو وہ اپنے ہی کو ملامت کرے۔

② ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے، جب وہ مر جائے تو جنازہ میں حاضر ہو، اور جب وہ بلائے تو حاضر ہو، اور جب اسے ملے تو سلام کرے، اور جب چھینکے تو جواب دے، اور اس کی موجودگی اور غیر موجودگی میں اس کی خیر خواہی کرے۔

③ جس نے قرآن کریم پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے اچھی ہے اگر وہ تمھارے گھروں میں ہوتا تو اب خود اس عمل کرنے والے کے متعلق تمھارا کیا گمان ہے۔

④ بد فالی کوئی چیز نہیں اور فال اچھی چیز ہے لوگوں نے عرض کی فال کیا چیز ہے؟ اچھا کلمہ جو کسی سے سنے یعنی کہیں جاتے وقت یا کسی کام کا ارادہ کرتے وقت کسی کی زبان سے اچھا کلمہ نکل گیا یہ فالِ حَسَن ہے۔

⑤ ابن آدم جب صبح کرتا ہے تو تمام اعضا زبان کے سامنے عاجزانہ یہ کہتے ہیں کہ تو خدا سے ڈر کہ ہم سب تیرے ساتھ وابستہ ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے، اور تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

⑥ جتنے گناہ ہیں ان میں سے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے سوا والدین کی نافرمانی کے کہ اس کی سزا زندگی میں موت سے پہلے دی جاتی ہے۔

⑦ جس نے علم کو اس لیے طلب کیا کہ علما کے ساتھ مقابلہ کرے گا، جاہلوں سے جھگڑا کرے گا، اس لیے کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں، اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

⑧ دو حریص آسودہ نہیں ہوتے ایک علم کا حریص کہ علم سے کبھی اس کا پیٹ نہیں بھرے گا، اور ایک دنیا کا لالچی کہ یہ کبھی آسودہ نہیں ہوگا۔

⑨ جب زمین پر گناہ کیا جائے تو جو وہاں موجود ہے اور اسے برا جانتا ہے وہ اس کی مثل ہے جو وہاں نہیں۔ اور جو وہاں نہیں ہے مگر اس پر راضی ہے وہ اس کی مثل ہے جو وہاں حاضر ہے۔

⑩ یہ بات اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے ہے کہ بوڑھے مسلمان کا اکرام کیا جائے اور حاملِ قرآن کا اکرام کیا جائے جو نہ غالی ہے نہ جانی (یعنی جو غلو کرتے ہیں کہ حد سے تجاوز کر جاتے ہیں کہ پڑھنے میں الفاظ کی صحت کا لحاظ نہیں رکھتے یا معنی غلط بیان کرتے ہیں یا ریا کے طور پر تلاوت کرتے ہیں اور جانی یعنی جفا کرنے والا وہ ہے کہ نہ قرآن کی تلاوت کرے نہ اس کے احکام پر عمل کرے) اور بادشاہ عادل کا اکرام کرنا۔

⑪ والد کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں کہ اسے اچھے آداب سکھائے۔

سبق نمبر ۲۰

اچھی اچھی دعائیں

① بازار میں جائے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذَا السُّوقِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا .

اور جسے یہ دعا یاد نہ ہو وہ چوتھا کلمہ ہی پڑھ لے، شر سے محفوظ رہے گا۔

② دوسرے کے گھر کھانا کھائے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ.

③ مریض کی عیادت کو جائے تو اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھے اور کہے:

لَابَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

④ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں یا سنکھ وغیرہ کی آواز سن کر یہ دعا پڑھے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰه إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهُ لَاْ نَعْبُدُ وَلَا نَسْتَعِيْنُ إِلَّا إِيَّاهُ.

⑤ جب کسی سواری پر بیٹھے تو یہ دعا پڑھے:

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا، وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ، وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ.

⑥ جب کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو کسی بلا میں مبتلا ہے تو یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّنِ ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا.

⑦ جب دریا میں سوار ہو تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّی لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

⑧ جب کسی منزل پر پہنچے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُبَارَكاً وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ.

⑨ جب وہ بستی نظر آئے جس پر ٹھہرنا چاہتا ہے تو یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّا أَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ أَهْلِهَا وَ خَيْرَ مَا فِيْهَا وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَشَرِّ أَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا.

⑩ جب کسی مشکل میں مدد کی ضرورت ہو تو تین بار کہے:

يَا عِبَادَ اللّٰهِ أَعِيْنُوْنِیْ.

غیب سے مدد ہوگی۔

⑪ اگر دشمن یا راہ زن کا ڈر ہو تو "لإيلاف" پڑھے:

⑫ جب غم و پریشانی لاحق ہو یہ دعا پڑھے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ.

حرف آخر

یہ مانا میرے جرموں کی نہیں ہے کوئی حد شاہا!
مجھے تسلیم اپنی ہر خطا، بے ردو کد شاہا!
مگر تم چاہو تو ہر جرم نیکی سے بدل جائے!
کہ دیوان شفاعت میں تو ہے ایسی بھی مد شاہا!

ان تمام حضرات سے جو اس سلسلے میں فائدہ حاصل کریں، اس ہیچ مداں کی التجا ہے کہ وہ صمیم قلب سے اس فقیر کے لیے حسن خاتمہ اور مغفرت ذنوب کی دعا کریں۔ مولا تبارک وتعالیٰ ان کو اور فقیر کو صراط مستقیم پر قائم رکھے اور اتباع نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَ صَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَابْنِهٖ وَ حِزْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرّاحِمِيْنَ.

العبد **محمد خلیل خاں القادری البرکاتی المارہروی** عفی عنہ
مدرسہ احسن البرکات۔ حیدرآباد۔ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہمارا اسلام

حصہ ششم

مرتبہ

خلیل العلما **مفتی محمد خلیل خاں برکاتی مارہروی** علیہ الرحمہ
سابق استاذ مدرسہ احسن البرکات - حیدرآباد - پاکستان

باہتمام

مجلس برکات - الجامعۃ الاشرفیہ - مبارک پور

اشاعت: ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء

فہرست اسباق

(حصہ ششم)

باب اول ـــــــ اسلامی عقیدے

الحمد لله الذي هدانا للإيمان والإسلام والصلاة والسلام علىٰ سيّدنا محمد الذي استنقذنا من عبادة الأصنام وعلىٰ اٰله وأصحابه البررة الكرام وعلينا بهم يا ذا الجلال والإكرام والله المسئول أن يجعلنا لسنته من التابعين ولذاته من المحبين؛ فإنه علىٰ ذٰلک قدير. لا إلٰه غيره ولا خير إلا خيره. نعم المولىٰ ونعم النصير. ولا حول ولا قوّة إلا بالله العلي العظيم.

سبق (۱)

حمدِ الٰہی

فکر اسفل ہے مری، مرتبہ بالا تیرا
وصف کیا خاک لکھے، خاک کا پتلا تیرا

طور ہی پر نہیں موقوف اجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

کیا خبر ہے کہ ''علی العرش'' کے کیا معنی ہیں
کہ ہے عاشق کی طرح عرش بھی جویا تیرا

نئے انداز کی خلوت ہے یہ اے پردہ نشیں
آنکھیں مشتاق رہیں، دل میں ہو جلوہ تیرا

چار اضداد کی کس طرح گرہ باندھی ہے
ناخن عقل سے کھلتا نہیں عقدہ تیرا

سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے ملا کرتا ہے
آپ کو کھو کے تجھے پائے گا جو یا تیرا

ہیں ترے نام سے آبادی و صحرا آباد
شہر میں ذکر ترا دشت میں چرچا تیرا

سارے عالم کو تو مشتاقِ تجلی پایا
پوچھنے جایئے اب کس سے ٹھکانہ تیرا

انگلیاں کانوں میں دے دے کے سنا کرتے ہیں
خلوتِ دل میں عجب شور ہے برپا تیرا

اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے
تو مرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا

اب جما تا ہے حسنؔ اس کی گلی میں بستر
خوب رویوں کا جو محبوب ہے، پیارا تیرا

(حضرت مولانا حسنؔ بریلوی)

سبق (۲)

قرآن مجید

سوال:- قرآن کریم کی حقانیت پر کیا کیا دلائل ہیں؟

جواب:- قرآن کریم اپنی حقانیت پر خود گواہ ہے۔

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

قرآن کریم صاف اور واشگاف لفظوں میں اعلان کرتا ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ. الآیۃ

"اور اگر تمھیں اس (کتاب) کے بارے میں کچھ شک ہو جو ہم نے اپنے اس بندۂ خاص پر نازل کی تو اس جیسی کوئی ایک سورت تو لے آؤ"

آیت کریمہ میں ایک نہایت پر زور اور دائمی چیلنج منکرین کو دیا جا رہا ہے کہ اگر تمہارے خیال میں قرآن کریم محض انسانی دماغ کی بناوٹ ہے تو تم بھی انسان ہو اور جب ایک انسان ایسی تصنیف پر قادر ہے تو دوسرا بھی ہوسکتا ہے چہ جائے کہ لائق و فائق انسانوں کا پورا ایک مجمع اور وہ بھی علوم وفنون پر ناز رکھنے والے، مشرق ومغرب کے دانشوروں کا مجمع۔ قرآن کریم کا ایک سیدھا سچا دعویٰ یہ ہے کہ وہ انسان کا نہیں، خدا کا کلام ہے اور اپنے اس دعویٰ پر دلیل اس نے کیسی قطعی اور عوام وخواص کی سمجھ میں آ جانے والی یہ پیش کر دی ہے کہ اگر کوئی اسے امکانِ بشری کے اندر سمجھتا ہے تو ذرا اس کا ادنیٰ اور ہلکا سا نمونہ بھی سب کی متحدہ کوشش سے پیش کر دکھائے۔

یہ چیلنج صرف عرب کے شعرا اور بلغا کے لیے ہی نہیں بلکہ عرب وعجم کے سب منکرین کو دیا جا رہا ہے کہ معانی کی بلندی، مطالب کی جامعیت، مضامین کی ندرت کے ساتھ ساتھ انفرادی اور اجتماعی دونوں زندگیوں کا جامع نظام نامہ، مکمل و ہمہ گیر و ہر جہتی دستور العمل جیسا کہ

قرآن کریم ہے اور جو ہدایتیں اور بصیرتیں اس کی ایک ایک سورت کے اندر موجود ہیں اگر تم اپنی متحدہ کوششوں اور جدو جہد سے بھی اس کے مقابلہ کی کوئی چیز پیش کر سکتے ہو تو لاؤ دکھاؤ۔

اسلام کے دشمنوں کے لیے یہ کتنا آسان طریقہ تھا کہ صرف تین آیت کی ایک مختصر سورت بنا کر قرآن کریم کے اس چیلنج کا جواب دیتے اور اس طرح قرآن، نبوت اور اسلام کی صداقت وعظمت کو یک لخت ختم کر کے بیک کرشمہ سرکار کا منظر دکھا دیتے، لیکن چودہ صدیاں گزر چکی ہیں، کتنے نئے نئے مسلک روز پیدا ہو رہے ہیں، کیسی کیسی ازمیں روز جنم لے رہی ہیں، اپنے علوم وفنون پر ناز رکھنے والوں کو کیسا کیسا جوش اس وقت بھی آیا ہوگا اور آج بھی آرہا ہے، شرق وغرب کے بدخواہ اپنی بے چین خواہشوں، لگاتار کوششوں اور جاں گسل کاوشوں کے باوجود اس چیلنج کا جواب آج تک نہ دے سکے، اور دنیا کے کتب خانے سابق دور کی طرح کتاب سازی کے اس عہد میں بھی اس چیلنج کے جواب سے خالی ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ منکرینِ اسلام کی یہ خواہشیں قیامت تک پوری نہ ہو سکیں گی، نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ جب قرآن مجید کی پیش کی ہوئی دلیل سے دنیا عاجز ہے تو یقیناً قرآن خدا کا کلام ہے اور اب اس کا انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسے مہر نیم روز (ٹھیک دوپہر کے آفتاب) کا انکار، والحمدللہ!

سوال:- قرآن کی حقانیت پر کچھ عام فہم دلائل بھی دیجیے تا کہ ایمان اور مستحکم ہو۔

جواب (الف):- ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید تئیس سال کی مدت میں بتدریج سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم پر نازل ہوا، اور چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود یہ انھیں الفاظ میں دنیا میں مشتہر ومشہور ومحفوظ، زبانوں پر جاری، دلوں پر قابض، دماغوں پر حاوی ہے جو حضور سید عالم ﷺ نے پڑھ کر سنائے تھے، اس کی سورتیں اور آیتیں درکنار قرآن کریم کے ایک حرف ایک نقطے کی طرف بھی یہ نسبت نہیں کی جا سکتی کہ ان میں تغییر وتبدیل واقع ہوئی ہے۔

(ب):- یہ کلام پاک دنیا کے ہر طبقہ میں موجود ہے، دنیا کے ہر حصے پر کروڑوں اشخاص اس کی تلاوت کرتے اور ہر روز کم از کم پانچ دفعہ اس کے مختلف حصوں کو ضرور پڑھ

لیتے ہیں جب کہ دلچسپ سے دلچسپ کتاب بھی دو چار مرتبہ پڑھ لینے کے بعد ناظرین کے شوقِ مطالعہ کو چاٹ جاتی ہے اور اس میں وہ کشش فنا ہو جاتی ہے۔

(ج):- جب سے قرآن کریم کا نزول ہوا، اس کا ظہور ترقی پذیر ہو رہا ہے، اس وقت سے لے کر جب اسے اکیلی ام المومنین حضرتِ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے سنا اور پڑھا لحظہ بہ لحظہ، روز بروز اس کے ماننے والوں کی تعداد فزوں ہوتی جاتی ہے۔ کوئی ملک، کوئی موسم، کوئی رسم و رواج، کسی جگہ کے ماننے والوں یا انکار کرنے والوں کے موافق یا ناموافق حالات اس کی ترقی کے لیے سدِّ راہ (رکاوٹ) نہیں بن سکتے۔

(د):- مختلف ملکوں اور مختلف زبانوں میں اس کے غلط ترجمے کیے گئے، اس کی پاکیزہ اور سیدھی سچی صاف تعلیم پر غلط حاشیے چڑھائے گئے، اس کے معنی و مفہوم کی غلط تعبیریں اور تاویلیں کی گئیں لیکن کوئی تدبیر بھی اس کی اشاعت کو نہ روک سکی اور اس کی وسعت پذیر ترقی کو محدود نہ کر سکی۔

(ر):- قرآن کریم جس زبان میں پہلے پہل جلوہ گر ہوا، اسی میں اب تک نور گستر ہے اور ایک عالم اس کی روشنی سے منور ہے جب کہ دیگر تمام مقدس کتابیں، کیا توراۃ و زبور اور کیا انجیل و صحفِ ابراہیم و موسیٰ، اس وصف سے عاری ہیں، جس زبان میں وہ اتری تھیں، آج دنیا پر اس زبان کا اور اس زبان کے جاننے والوں کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا، اگر کہیں ہے تو صرف برائے نام اور نہایت محدود سے محدود۔

(س):- قرآن مجید ان سب اعتراضات کو جو قرآن کے زمانۂ نزول میں لگائے گئے، یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کیے گئے خود بیان کرتا ہے۔ اس لیے قرآن مجید اپنے لیے خود ایک سچی تاریخ بن گیا ہے جس میں تصویر کے دونوں رُخ دکھا دیے گئے ہیں، قرآن عظیم نے اس بارے میں اپنی صداقت اور استحکام کے اعتماد پر جس جرأت سے کام لیا ہے، دنیا کی کسی اور کتاب سے اس کا ظہور نہیں ہوا۔

(ص):- قرآنِ حکیم کی تعلیم ایسی زبردست صداقت لیے ہوئے ہے کہ جن قوموں

اور مذہبوں نے اسے علی الاعلان نہیں مانا انھوں نے بھی قرآن مجید کی تعلیم کو لے لیا ہے، لے رہے ہیں اور ہر ترقی یافتہ قوم مجبور ہے کہ اسے لیتی رہے۔

(ط):-قرآنِ کریم مستقبل سے متعلق پیش گوئیوں کا اعلان فرماتا ہے، اور چودہ سو سال کا یہ طویل عرصہ شہادت دے گا کہ نزولِ قرآنِ پاک کے بعد سے آج تک ان میں سے کس طرح وہ پیش گوئیاں، تمام دنیا کے سامنے حرف بہ حرف اور ہو بہو پوری ہوتی رہی ہیں۔

سوال:-عوام الناس کے لیے قرآنی تعلیم کی تحصیل کا صحیح راستہ کون سا ہے؟

جواب:- ہمارا ایمان ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم اتارا: **تِبۡيَانًا لِّكُلِّ شَیۡءٍ**. جس میں ہر شے کا روشن بیان ہے۔تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو مگر ساتھ ہی فرمادیا: **وَمَا يَعۡقِلُهَاۤ اِلَّا الۡعٰلِمُوۡنَ**. اس کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو۔ اس لیے فرماتا ہے: **فَاسۡئَلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ**. علم والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے ہو۔

اور پھر یہی نہیں کہ علم والے آپ سے آپ کتاب اللہ کے سمجھنے پر قادر ہوں، نہیں بلکہ اس کے متصل ہی فرمادیا: **وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ**. اے نبی! ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لیے اتارا کہ تو لوگوں سے شرح بیان فرمادے اس چیز کی جو ان کی طرف اتاری گئی۔

اللہ اللہ! قرآن عظیم کے لطائف ونکات (لطیف ودقیق باتیں) منتہی (تمام) نہ ہوں گے۔دوآیتوں کے اتصال اور باہمی ربط نے ترتیب وار سلسلہ کلامِ الٰہی کے سمجھنے کا منظم ومنتظم فرمادیا کہ اے جاہلو! تم کلامِ علما کی طرف رجوع کرو، اور اے عالمو! تم ہمارے رسول کا کلام دیکھو تو ہمارا کلام سمجھ میں آئے، غرض عوام الناس پر ائمۂ دین کی تقلید واجب فرمائی اور ائمۂ دین پر تقلیدِ رسول لازم کی اور رسول پر تقلیدِ قرآن، تو عوام الناس کو فقہاے اسلام وعلماے کرام سے علمِ قرآن حاصل کرنا چاہیے کہ ان کی نگاہِ بصیرت میں قرآن کریم کی آیاتِ کریمہ بھی ہیں اور قرآنی احکام کی تشریح فرمانے والی احادیث مبارکہ بھی، تو جو ان فقہا کا دامن چھوڑ کر از خود قرآن کریم سمجھنا چاہے گا، گم راہی میں پڑے گا۔

سوال:-قرآنِ حکیم اور احادیث نبی کریم میں باہمی کیا ربط ہے؟

جواب:-قرآنِ حکیم صحیفۂ ربانی ہے، خالق کائنات کا مبارک کلام ہے جو تمام انسانوں اور ہر زمانہ کے لیے نازل فرمایا گیا ہے۔ یہ ایک عام قانون ہے جو دوامی طور پر ہمیشہ ہمیش کے لیے تا قیامِ روزِ قیامت نافذ ہے اور نافذ رہے گا لیکن ہر قانون کے خاص قواعد ہوتے ہیں، مجمل احکام کے لیے خصوصی شکلوں اور صورتوں کا تعین کرنا لازمی ہوتا ہے تو آخری کتابِ قانون اور مکمل صحیفۂ ربانی کی تشریح اور اس کے قواعد کی تدوین و ترتیب بھی لازم تھی ورنہ ہر شخص اپنی استعداد اور ہر زمانہ اپنے رنگ کے لحاظ سے ایسا عمل کرتا جس سے یک جہتی ختم ہوجاتی، اسی وجہ سے قرآنی احکام کی توضیح و تشریح لازم آئی۔ ظاہر ہے اس کے لیے وہی عظیم ہستی موزوں ہوسکتی تھی جس کو خود خداوند تعالیٰ نے نزولِ قرآن کے لیے منتخب فرمایا تھا۔

کتنی عجیب بات ہے کہ قرآن پہنچانے والے کے ہر قرآنی لفظ کو تو من وعن تسلیم کرلیا جاتا ہے اور یہی ایمان کا تقاضا ہے لیکن وہ جو اپنے آپ کو اہل قرآن بتلاتے ہیں، اسی پہنچانے والے کی تشریح و توضیح کو تسلیم کرنے سے گریز کرتے ہیں، غرض قرآن مجید کے مطالب کو رسول اللہ ﷺ کبھی صرف قول سے کبھی صرف فعل سے اور کبھی ایک ساتھ قول و فعل دونوں سے بیان فرمایا کرتے تھے۔

مثلاً: آپ نے نماز ادا فرمائی اور فرمایا:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي.

”نماز اس طرح پڑھو جیسا تم نے مجھے پڑھتے دیکھا۔“

آپ نے حج ادا کیا تو فرمایا:

خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُم.

”مجھ سے اپنے حج کے مناسک سیکھو۔“

اس لحاظ سے رسولِ کریم ﷺ کی حیثیت قرآن کے شارح کی ہے، آپ قرآنِ کریم کی مجمل آیتوں کی تشریح اور مشکل آیتوں کی تفسیر کرتے تھے اور اس حیثیت سے حدیث،

شرح و وضاحت ہے قرآن حکیم کی، اور حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے مفہوم پر قرآن مجید نے اجمال یا تفصیل سے دلالت نہ کی ہو۔

سوال:- حدیث اور فقہ میں کیا تعلق ہے؟

جواب:- امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے ''میزان الشریعۃ الکبریٰ'' میں اس تعلق کو جا بجا تفصیل تمام سے بیان فرمایا ہے، ازاں جملہ فرماتے ہیں کہ:

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی شریعت سے قرآن عظیم کے مجمل امور کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن یوں ہی مجمل رہتا اور اگر ائمۂ مجتہدین، حدیث شریف کے مجمل اور قابل تشریح احکام وغیرہ کی تفصیل نہ فرماتے تو حدیث یوں ہی مجمل رہتی اور اسی طرح ہمارے اس زمانے تک اگر ائمۂ دین کے کلام کی علمائے متاخرین شرح نہ فرماتے تو ہم اسے سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتے۔ علمائے مابعد کا کلام ائمۂ دین کے کلام کی تشریح ہے، اور ائمۂ دین کا کلام حدیث نبوی کی توضیح ہے، اور احادیث نبوی قرآن حکیم کی تفسیر و شرح فرماتی ہیں، اس لحاظ سے فقہائے کرام اور ائمۂ دین کے کلام کی حیثیت بواسطۂ حدیث نبوی قرآن حکیم ہی کی تشریح و توضیح ہے۔

اسی لیے علمائے دین فرماتے ہیں کہ فہم قرآن کا یہ سلسلۂ ہدایت رب العزت کا قائم فرمایا ہوا ہے، جو اسے توڑنا چاہے وہ ہدایت نہیں چاہتا بلکہ صریح ضلالت و گمراہی کی راہ چل رہا ہے، اسی لیے قرآنِ کریم کی نسبت ارشاد ربانی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اسی قرآن سے بہتیروں کو گمراہ کرتا اور بہتیروں کو سیدھی راہ عطا فرماتا ہے۔'' جو سلسلے سے چلتے ہیں بفضلہٖ تعالیٰ ہدایت پاتے ہیں اور جو سلسلہ توڑ کر اپنی ناقص اوندھی سمجھ کے بھروسے قرآن عظیم سے بذاتِ خود مطلب نکالنا چاہتے ہیں، چاہِ ضلالت میں گرتے ہیں۔

سوال:- بعض لوگ ہر بات کا ثبوت قرآنِ حکیم سے مانگتے ہیں، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق اس زمانۂ فساد میں ایک تو پیٹ بھرے بے فکرے نیچری حضرات تھے جنھوں نے حدیثوں کو یکسر ردّی کر دیا اور بزورِ زبان

صرف قرآن عظیم پر دارومدار رکھا حالاں کہ واللہ! وہ قرآن کے دشمن اور قرآن ان کا دشمن، وہ قرآن کو بدلنا چاہتے ہیں اور مرادِ الٰہی کے خلاف اپنی خواہش نفس کے مطابق اس کے معنی گڑھنا چاہتے ہیں۔

اب اس نئے دور میں کچھ نئے حضرات، نئے فیشن کے دل دادہ اس انوکھی آن والے پیدا ہوئے کہ ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیے جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے۔

تو بات کیا ہے کہ یہ اور ان جیسے اور گم راہ فرقے دل میں خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں ان کا کوئی ٹھکانہ نہیں، حضور کی روشن حدیثیں ان کے مردود خیالات کے صاف پرزے پارچے بکھیر رہی ہیں، اسی لیے اپنی بگڑتی بنانے کو پہلے ہی دروازہ بند کر لیتے ہیں کہ ہمیں صرف قرآن سے ثبوت چاہیے، اس لیے خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جسے یہ کہتا سنو کہ ہم اماموں کا قول نہیں جانتے، ہمیں تو قرآن وحدیث چاہیے، جان لو یہ گم راہ ہے اور جسے یہ کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں چاہتے ہمیں صرف قرآن درکار ہے، سمجھ لو کہ یہ بد دین ہے، دینِ خدا کا بدخواہ ہے۔

وجہ وہی ہے کہ قرآن مجمل ہے جس کی توضیح حدیث نے فرمائی اور حدیث مجمل ہے جس کی تشریح ائمۂ دین نے کر دکھائی تو جو ائمہ کا دامن چھوڑ کر خود قرآن وحدیث سے اخذ کرنا چاہے، بہکے گا، گرے گا اور جو حدیث چھوڑ کر قرآن مجید سے لینا چاہے گا وادیِ ضلالت میں پیاسا مرے گا۔

سبق (۳)

نعتِ رسولِ اکرم سید عالم ﷺ

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

فیض ہے یا شہِ تسنیم نِرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی، بھاری ہے بھروسا تیرا

تیرے ٹکڑوں سے پلے، غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

میری تقدیر بری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

کس کا منہ تکیے کہا جایئے کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضؔا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

(امامِ اہل سنت حضرت رضؔا بریلوی)

سبق (۴)

خصائص مصطفیٰ ﷺ

سوال:- خصائص مصطفیٰ ﷺ سے کیا مراد ہے؟

جواب:- ہمارا ایمان ہے اور یہ ایمان قرآن و حدیث کی تعلیم پر مبنی ہے کہ اللہ عزوجل نے انبیا و مرسلین میں بعض کو بعض پر فضیلت دی اور حضور سید المرسلین ﷺ کو ان سب انبیا و مرسلین پر رفعت و عظمت بخشی، قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے: **وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ**۔ اوران رسولوں میں بعض کو درجوں بلند فرمایا۔

ائمہ فرماتے ہیں کہ یہاں اس بعض سے حضور ﷺ مراد ہیں اور یوں مبہم بلا نام لیے ذکر فرمانے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کا افضل المرسلین ہونا ایسا ظاہر و مشتہر ہے کہ نام لو یا نہ لو، انھیں کی طرف ذہن جائے گا اور کوئی دوسرا خیال میں نہ آئے گا، تو خصائص مصطفیٰ سے مراد وہ فضائل و کمالات ہیں جن کے باعث حضور سید المرسلین ﷺ کو تمام انبیا و مرسلین و ملائکہ مقربین اور تمام مخلوقات الٰہی پر فضیلت بخشی گئی اور حضور ﷺ کو سب سے افضل و اعلیٰ و بلند و بالا فرمایا گیا، وہ حضور ہی کے ساتھ خاص ہیں کسی اور کا ان میں حصہ نہیں۔

سوال:- خصائص مصطفیٰ میں کون کون سے فضائل و کمالات کو شمار کیا گیا ہے؟

جواب:- حضور اقدس ﷺ کے ان خاص فضائل و کمالات کو پوری وسعت کے ساتھ تو کس کی مجال اور کس میں طاقت ہے کہ بیان کر سکے، ان کا رب کریم، ان کا چاہنے والا، ان کی رضا کا طالب جل جلالہ وعم نوالہ ہی اپنے حبیب کی خصوصیات کا جاننے والا ہے۔ ہمارا تو اعتقاد یہ ہے کہ ہر کمال ہر فضل و خوبی میں، انھیں تمام انبیا و مرسلین پر فضیلت تامہ حاصل ہے کہ جو کسی کو ملا وہ سب انھیں سے ملا اور جو انھیں ملا وہ کسی کو نہ ملا۔ ع

آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بلکہ انصافاً جو کسی کو ملا آخر کس سے ملا؟ کس کے ہاتھ سے ملا؟ کس کے طفیل میں ملا؟

اسی منبعِ ہر فضل وکرم، باعث ایجادِ عالم سے (ﷺ)

سوال:- بعض احادیث میں ہے کہ مجھے پانچ چیزیں وہ عطا ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں، اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- بعض احادیث میں یہ ہے کہ میں چھ باتوں میں تمام انبیا پر فضیلت دیا گیا، اور ایک حدیث میں ہے کہ میں انبیا پر دو باتوں میں فضیلت دیا گیا، اور ایک حدیث میں ہے کہ جبرئیل نے مجھے دس چیزوں کی بشارت دی کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔

ان احادیث کریمہ میں نہ صرف عدد اور گنتی میں اختلاف ہے بلکہ جو چیزیں شمار کی گئیں ہیں، وہ بھی مختلف ہیں، کسی میں کچھ خصائص کا ذکر ہے، کسی میں کچھ اور فضائل کا بیان ہے۔ ان احادیث میں معاذ اللہ کچھ تعارض نہیں اور نہ دو یا پانچ یا چھ یا دس میں حضور اقدس ﷺ کی فضیلتیں منحصر ہیں، حاشا للہ! ان کے فضائل لامحدود اور خصائص نامحصور ان کی حد بندی اور حصر وشمار ہمارے بس کی بات نہیں۔

دراصل ان احادیث میں یہ بیان ہے کہ بعض خصائص وفضائل یہ ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اور بھی ہیں تو کسی حدیث میں چند خصائص کا بیان اور کسی میں دوسرے خصائص کا ذکر، صرف اس لیے ہے کہ یہ خصائص جو وقتاً فوقتاً بیان کیے جا رہے ہیں، اس کو دل ودماغ میں محفوظ کرلیا جائے تاکہ آفتابِ نبوت کے فضائل وکمالات کی گوناگوں شعاعوں سے مسلمان کا سینہ منور وروشن رہے اور محبت رسول میں روز افزوں ترقی ہو کہ یہی اصل ایمان و مدارِ ایمان ہے۔

ہم ان خصائص میں سے چند کا اجمالاً بیان کرتے ہیں:

(۱) حضور ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں:

قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ.

"اے محبوب! ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لیے۔"

عالمین جمع ہے عالم کی اور عالم کہتے ہیں ما سوی اللہ کو، یعنی اللہ عزوجل کے سوا ساری

کائنات، جس میں انبیا و مرسلین اور ملائکۂ مقربین سب داخل ہیں تو لا جرم حضور پر نور سید المرسلین ﷺ ان سب کے لیے رحمت الٰہی اور نعمت خداوندی ہوئے اور وہ سب حضور کی سرکارِ عالی مدار سے بہرہ مند و فیضیاب، اسی لیے علماے کرام تصریحیں فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک ارض وسما (زمین و آسمان) میں، اولیٰ و آخرت میں، دنیا و دین میں، روح و جسم میں، ظاہری یا باطنی، روز اول سے اب تک، اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسویٰ اللہ میں، چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی جو نعمت و دولت، کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی، سب حضور کی بارگاہِ جہاں پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹتی رہے گی، سب پر حضور ہی کے طفیل رحمت ہوئی، حضور ہی بارگاہِ الٰہی کے وارث ہیں، بلا واسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم مددِ الٰہی حضور ہی کے وسیلے سے لیتا ہے، تو جس کو جو ملا یہیں سے ملا اور جس نے جو پایا یہیں سے پایا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وابنہ سیدنا الغوث الاعظم و بارک وسلم) ان کا چاہنے والا ان کا خالق رب العالمین ہے اور یہ رحمۃ للعالمین، جو اطلاق وعمومیت وہاں ہے، یہاں بھی ہے ؎

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

(۲) حضور ﷺ تمام مخلوقِ الٰہی کے نبی ہیں:

قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ.

”ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رسول سب لوگوں کے لیے۔“

علماے کرام فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی رسالت عامہ کا تمام جن وانس کو شامل ہونا اجماعی ہے اور اہل تحقیق کے نزدیک ملائکہ کو بھی شامل ہے اور شجر و حجر، حور و غلمان، ارض وسما، دریا پہاڑ غرض تمام کائنات کا ذرہ ذرہ، نخلستان کا پتہ پتہ، سمندروں کا قطرہ قطرہ، حضور کے عام و تام دائرۂ رسالت و احاطۂ نبوت میں داخل ہے اور حضور اقدس ﷺ تمام

مخلوق انسان وجن بلکہ ملائکہ، حیوانات، جمادات سب کی طرف مبعوث ہوئے۔

خود قرآنِ عظیم میں دوسری جگہ آپ کی نبوت کو عالمین کے لیے بتایا اور مذکورہ بالا آیت میں لفظ "خلق" بمعنی مخلوقات الٰہی آیا اور اس کی تاکید میں لفظ "کافۃ" لاکر یہ بتادیا کہ آپ کی نبوت جن وانسان وانبیا ومرسلین و ملائکہ مقربین سب کے لیے ہے، محمد رسول اللہ ﷺ رسولوں کے بھی رسول ہیں، امتیوں کو جو نسبت انبیا ورسل سے ہے کہ وہ ان سب کے نبی اور یہ ان کے امتی، وہی نسبت انبیا ورسل کو اس سید الکل سے ہے بلکہ وہی نسبت اس سرکارِ عرش وقار سے ہر ذرہ مخلوق اور ہر فرد ماسوی اللہ کی ہے اسی لیے اکابر علما تصریح فرماتے ہیں کہ جس کا خدا خالق ہے حضور ﷺ اس کے رسول ہیں، خود قرآنِ کریم اس حقیقت پر شاہد ہے کہ روزِ اول ہی امتیوں پر فرض کیا گیا کہ رسولوں پر ایمان لائیں اور رسولوں سے عہد و پیمان لیا گیا کہ محمد ﷺ کے گرویدہ بن جائیں، حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آج اگر موسیٰ دنیا میں ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو گنجائش نہ ہوتی۔

اور یہی باعث ہے کہ جب زمانہ قرب قیامت میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے باآنکہ بدستور، منصب نبوت پر ہوں گے، حضور پرنور ﷺ کے امتی بن کر رہیں گے، حضور ہی کی شریعت پر عمل کریں گے اور حضور کے ایک امتی و نائب یعنی امامِ مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

غرض حضور ﷺ سب انبیا کے نبی ہیں اور تمام انبیا ومرسلین اور ان کی امتیں سب حضور کے امتی ہیں، حضور کی نبوت ورسالت، ابوالبشر سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روزِ قیامت تک جمیع خلق اللہ کو عام وشامل ہے۔

حضور کے نبی الانبیا ہونے ہی کا باعث ہے کہ شب اسرا تمام انبیا ومرسلین نے حضور کی اقتدا کی اور اس کا پورا ظہور کل بروزِ قیامت ہوگا جب حضور کے جھنڈے کے زیر سایہ تمام رسل وانبیا ہوں گے۔ (صلی اللہ علیہ وعلیہم وبارک وسلم)

(۳) حضور ﷺ کا دین کامل ہے اور نعمتیں تمام۔

رب عز وجل ارشاد فرماتا ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا.

”یعنی میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔“

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ دین کا اکمال یہ ہے کہ وہ اگلی شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہوگا اور قیامت تک باقی رہے گا، اکمالِ دین سے مراد یہ ہے کہ دین کو ایک مستقل نظامِ زندگی اور مکمل دستورِ حیات بنا دیا گیا جس میں زندگی کے جملہ مسائل کا جواب اصولاً یا تفصیلاً موجود ہے اور ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے کے لیے کسی حال میں اس سے باہر جانے کی ضرورت نہیں، اور نعمت تمام کرنے سے مراد اسی دین کی تکمیل ہے، اور اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لینے کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کی طرف سے قانونِ الٰہی کی تعمیل اور حدودِ شریعت پر قائم رہنے میں بندوں کی طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو اور وہ یقین رکھیں کہ انھیں درجۂ قبولیت اسی شریعت کی اتباع سے حاصل ہوگا۔

مختصراً یوں کہنا چاہیے کہ جب انسان اپنے عقل و شعور میں حدِ بلوغ تک پہنچ گیا یا اس کے سامان پوری طرح مہیا ہو گئے، تب نبوت و رسالت کو بھی حدِ کمال و تمام تک پہنچا کر ختم کر دیا گیا اور رشد و ہدایت کو رہتی دنیا تک اس طرح باقی رکھا کہ آخری پیغمبر کے ذریعے جو آخری پیغام کامل و مکمل بن کر آیا اسے تمام احکام و قوانین اور ہر دستورِ حیات کے لیے اساس و بنیاد بنا دیا۔

ظاہر ہے کہ اگر نبوت و رسالت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچ کر ختم نہ ہوتی اور اس کا سلسلہ کمالِ نبوت ہی کی شکل میں آگے بڑھتا رہتا تو صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی اطاعت کا حکم نہ دیا جاتا بلکہ خطاب یہ ہوتا کہ جو نبی تمھارے زمانہ میں موجود ہو اس کی اتباع کرو جب کہ قرآنِ مجید صاف صاف لفظوں میں بار بار، جگہ جگہ یہ ارشاد فرما رہا ہے کہ اب انسانی رشد و ہدایت کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ اللہ کی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی جائے۔

بفرضِ غلط اگر ختمِ نبوت کی تصریح قرآنِ کریم یا احادیثِ صحیحہ میں نہ بھی ہوتی جب بھی یہی آیۂ کریمہ (اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ. الاٰیۃ) اس عقید[illegible]ی بنیاد[illegible]فی تھی[illegible]جب وئی درج[illegible]مزید

تعلیم اوراصلاح اباقي ي‌ن※ر※ اتواب سي نئےنبي ي ضرورت ي‌يار※ ي※※ دين امل ے اورقرآن اگلي شریعتوں اناسخ، اب ن※ سي دين ي ضرورت ے ن※ سي تابِ قانون ي حاجت۔ والحمدللہ رب العالمین۔

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

قرآن شریف میں ارشاد فرمایا گیا:

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ.

"محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین اور آخری نبی ہونا اور آپ پر نبوت کا ختم ہوجانا، آپ کے بعد کسی نئے نبی کا نہ آنا قطعی ایقانی اجماعی عقیدہ ہے، نص قرآنی بھی یہی بتاتی ہے اور بکثرت احادیث صحیحہ، جو حدِّ تواتر تک پہنچتی ہیں، ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی ہونے والا نہیں اور تاریخ کے اوراق اس بات کے شاہد ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس کے بعد جب بھی دنیا کے کسی گوشے سے کسی مجنون لایعقل کے منہ سے دعوۂ نبوت ہوا، امت مسلمہ نے اس کے دعوی کو ٹھکرا کر اسی کے منہ پر ماردیا۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں مدعیانِ نبوت کے خلاف تمام صحابۂ کرام کا جہاد بتارہا ہے کہ انھوں نے خاتم النبیین کے یہی معنی سمجھے اور اسی پر کاربند رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی نئے نبی کی گنجائش نہیں اور مسیلمہ کذاب کا جو حشر ہوا وہ سب پر روشن ہے۔

سوال:- خاتم النبیین کے معنی "نبیوں کی مہر" یا "افضل النبیین" لینے والے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب:- معنی چار قسم پر ہیں: لغوی، شرعی، عرفی عام، وخاص۔

یہاں شرعی معنی کے لحاظ سے تو خاتم النبیین کے معنی آخرالانبیا ہی متعین ہیں، کسی اور معنی کا ادنیٰ سے ادنیٰ احتمال بھی نہیں، اور عرفِ عام بھی اسی معنیٔ شرعی پر ہے، اور معنیٔ لغوی کے اعتبار سے بھی خاتم بمعنی مہر یا بمعنی افضل مراد لینا، قطعاً باطل ہے۔ عربی کی تمام معتبر اور مشہور

لغات سے یہی بات ثابت ہے کہ خاتم (بفتح تاء) ہو یا خاتم (بکسر تاء) ''آخر شے'' اس کے حقیقی معنی ہیں اور جب کسی شخصیت کے لیے بولا جائے تو ''آخر القوم'' مراد ہوتے ہیں تو خاتم النبیین کے معنی ہوئے آخر الانبیا اور خاتم الانبیا تب ہی صحیح ہوگا کہ آنے والا آخری نبی ہو، اور لغت و شرع و عرف عام سے ہٹ کر اپنی اپنی اصطلاح قائم کرنا اور کسی لفظ کے ایک نئے معنی گڑھنا یا خاص کر لینا نہ صرف نری گم راہی بلکہ کھلا زندقہ و الحاد ہے کہ اگر ایسے دعوے قابل سماعت ہوں تو دین و دنیا کے تمام کارخانے درہم برہم ہو جائیں۔

اور اگر خاتم بمعنی مہر ہی لیا جائے اور خاتم النبیین کے معنی ''نبیوں کی مہر'' کے کیے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح کسی چیز کے ختم پر مہر اس لیے لگائی جاتی ہے کہ اس تحریر یا شے کا اختتام ہو گیا اور اب اس میں کسی بھی اضافے کی گنجائش باقی نہیں رہی تو ''نبیوں کی مہر'' کا مطلب بھی یہی ہوا کہ اب فہرست انبیا و مرسلین میں کسی اضافے کی گنجائش نہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے اور ہمیشہ ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ قرآنِ کریم کا حکیمانہ طریقِ استدلال یہ ہے کہ وہ ایک ہی بات کو مختلف اسلوب سے ادا فرما دیتا ہے اور ایک آیت دوسری آیت کی خود ہی تفسیر بن جاتی ہے اور حقیقت حال روشن ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ چناں چہ یہاں بھی یہی صورتِ حال موجود ہے، قرآن حکیم کا وہ اعلان بھی آپ سن چکے کہ: اَلۡیَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِیۡنَكُمۡ.

اس آیت میں نہ خاتَم ہے نہ خاتِم کہ خواہ مخواہ کے احتمالات پیدا کیے جائیں، صاف صاف بتا دیا گیا کہ شریعت خداوندی رفتہ رفتہ اب اس حد تک پہنچ گئی ہے جس کے بعد اب ترقی کا خاتمہ ہے اس لیے کہ وہ کامل و مکمل ہو کر سامنے آگئی اور جب کسی نئے پیغام کی ضرورت باقی نہ رہی تو نئے پیغمبر کی ضرورت خود بخود باقی نہیں رہتی اور رہتی دنیا تک یہی پیغام و پیغمبر کافی ہے۔

پھر جب کہ خود صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکثرت احادیث میں یہ معنی بیان فرما دیئے کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں تو کسی اور معنی کے تصور کی بھی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

الغرض حضور ﷺ کے بعد کسی نئی نبوت کا دعویٰ یا اقرار یا اس کی تصدیق کرنے والا زندیق ومرتد ہے اور ختم نبوت بمعنیٔ مشہور کا منکر نہ صرف منکر بلکہ اس میں شک کرنے والا، نہ صرف شک کرنے والا بلکہ اس میں نئے معنی کا ادنیٰ یا ضعیف سے ضعیف احتمال ماننے والا ملعون، دائرۂ اسلام سے خارج اور جہنمی ہے۔

سوال:- ختم نبوت کے بارے میں چند احادیث بھی بیان فرمائیں۔

جواب:- نہ صرف دو چار، دس بیس بلکہ احادیث اس باب میں متواتر ہیں اور ان کا ماحصل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(۱) میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا (معنی یہ کہ ان کا حشر میرے بعد ہوگا) میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ)

(۲) میں سب انبیا میں آخری نبی ہوں۔ (مسلم وغیرہ)

(۳) بالیقین میں اللہ کے حضور لوح محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا اور ہنوز آدم اپنی مٹی میں تھے۔ (احمد وحاکم)

(۴) بے شک رسالت ونبوت ختم ہوگئی، اب میرے بعد نہ کوئی رسول نہ کوئی نبی۔ (احمد، ترمذی)

(۵) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور دنیا جانتی ہے کہ عمر فاروقِ اعظم نبی نہ تھے، تو ثابت ہو گیا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

(۶) میری امت میں (یعنی امتِ دعوت میں کہ مومن وکافر سب کو شامل ہے) قریب تیس کے دجال نکلیں گے، ان میں ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ وہ نبی ہے حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مسلم)

(۷) میری اور سب انبیا کی مثال ایک محل کی سی ہے جسے خوب بنایا گیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی، دیکھنے والے آتے ہیں اور اس کی خوبیٔ تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ نگاہوں میں کھٹکتی، میں نے تشریف لاکر اس خالی جگہ کو بھر دیا ہے۔ اب وہ

عمارت میری وجہ سے مکمل ہوگئی، مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی، میں قصر نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں اور خاتم الانبیا۔ (بخاری و مسلم)

⑤ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنا دی گئی، ارشاد فرماتے ہیں: (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جُعِلَت لِيَ الاَرضُ مَسجِدًا وَّطُهُورًا. (مسلم) یعنی میرے لیے ساری زمین مسجد گاہ اور طاہر و مطہر (پاک کرنے والی) قرار دی گئی۔

یہودی اپنے کنیسہ اور عیسائی اپنے کلیسا کے بغیر نماز نہ پڑھا کرتے تھے، مجوسی بھی آتش کدہ کے بغیر اور ہندو مندروں کے بغیر سرگرم عبادت نہ ہوا کرتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعتِ مطہرہ کے مطابق، مسلمانوں کی نماز نہ محرابِ عبادت کی محتاج ہے، نہ کسی مکان و مسجد کی موجودگی پر ان کی سجدہ ریزی موقوف، ان کا گرمایا ہوا دل اور روشن آنکھیں آگ کی ضرورت و روشنی سے بے نیاز ہیں اس لیے روئے زمین کا ہر ایک بقعہ اور ہر ایک قطعہ ان کی سجدہ ریزی کے لیے موزوں ہے اور اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کو حضور کی مسجد بنا دیا ہے۔

یوں ہی طہارت نماز کے لیے شرط ہے لیکن کیا نماز، پانی کی غیر موجودگی کی صورت میں ان مسلمانوں پر معاف ہو جاتی جو گھاس کے پتے پتے اور زمین کے ذرہ ذرہ سے معرفتِ الٰہی کے خزانے سمیٹتے ہیں اور ڈالی ڈالی، پتہ پتہ ان کی نگاہوں میں معرفتِ الٰہی کا سرچشمہ ہے۔

انسان مٹی ہی سے بنا ہے، مٹی ہی اس کی اصل ہے اور مٹی ہی اس کو بن جانا ہے، مٹی ہی مخلوقات کا گہوارہ ہے اور مٹی ہی سے زمین کی کائنات اپنی خوراک حاصل کرتی ہے، اس لیے مٹی ہی کو طہور پانی کے قائم مقام، طاہر و مطہر بنا دیا گیا۔

⑥ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوامع الکلم کا عطیہ بخشا گیا۔

عالم اعلم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اُعطِيتُ بِجَوامِعِ الكَلِمِ. مجھے جامع کلام دیا گیا (کہ لفظ تھوڑے ہوں اور معنی زیادہ) (بخاری و مسلم)

جب کوئی شخص ان مبارک لفظوں پر غور کرے گا جو حضور پرنور کے دل و زبان سے گوش عالمیاں (مخلوق کے کانوں) تک پہنچے اسے یقین ہو جائے گا کہ بے شک یہ کلامِ نبوت

ہے، مختصر، سادہ، صاف، صداقت سے معمور، معانی کا خزینہ، ہدایت کا گنجینہ۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے: اُختُصِرَ لِیَ اختِصَارًا. یعنی میرے لیے کمال اختصار کیا گیا۔

(۱) مجھے اختصارِ کلام بخشا کہ تھوڑے لفظ ہوں اور معنی زیادہ۔

(۲) میرے لیے زمانہ کو مختصر کیا کہ میری امت کو قبروں میں کم وقت کے لیے رہنا پڑے گا۔

(۳) میرے لیے امت کی عمریں کم کیں کہ دنیا کے مکروہات سے جلد خلاصی پائیں، گناہ کم ہوں اور نعمت باقی تک جلد پہنچیں۔

(۴) میرے غلاموں کے لیے پل صراط کی راہ (کہ پندرہ ہزار برس کی ہے) اتنی مختصر کر دی گئی کہ چشم زدن میں گزر جائیں گے جیسے بجلی کوندگئی۔ (بخاری و مسلم)

(۵) قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے، میرے غلاموں کے لیے اس سے کم دیر میں گزر جائے گا، جتنی دیر میں دو رکعت نماز پڑھا کرتے ہیں۔ (احمد و بیہقی)

(۶) میری امت کے تھوڑے عمل پر اجر زیادہ دیا۔

(۷) وہ علوم و معارف جو ہزار ہا سال کی محنت وریاضت میں حاصل نہ ہو سکیں، میری چند روزہ خدمت گاری میں میرے اصحاب پر منکشف فرمائے۔

(۸) زمین سے عرش تک لاکھوں برس کی راہ میرے لیے ایسی مختصر کر دی کہ آنا اور جانا اور تمام مقامات کو تفصیلاً ملاحظہ فرمانا سب تین ساعت میں ہولیا۔

(۹) مجھ پر وہ کتاب اتاری جس کے معدود ورقوں میں تمام گزشتہ اور آئندہ چیزوں کا روشن، مفصل بیان ہے، جس کی ہر آیت کے نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار علم، جس کی ایک آیت کی تفسیر سے ستر ستر اونٹ بھر جائیں۔

(۱۰) مشرق تا مغرب اتنی وسیع دنیا کو میرے سامنے ایسا مختصر کر دیا کہ میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے، سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ (طبرانی وغیرہ)

(۱۱) اگلی امتوں پر جو اعمالِ شاقہ (مشقت طلب) طویلہ تھے، میری امت سے اٹھا لیے، پچاس نمازوں کی پانچ رہیں اور حساب کرم وثواب میں پوری پچاس، زکوٰۃ میں چہارم مال کی جگہ چالیسواں حصہ فرض رہا اور اجر وثواب میں وہی چہارم کا چہارم وعلیٰ ہذا القیاس۔

یہ بھی حضور کے اختصارِ کلام سے ہے کہ ایک لفظ کے اتنے کثیر معنی۔(افادات رضویہ)

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو منصبِ شفاعت دیا گیا۔

ارشاد گرامی ہے:

وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ.

"یعنی مجھے شفاعت کا حق دیا گیا۔

شفاعت کی حدیثیں بھی متواتر ہیں اور ہر مسلمان صحیح الایمان کو یہ بات معلوم ہے کہ یہ قبائے کرامت، اس مبارک قامت، شایانِ امامت، سزا وارِ سیادت کے سوا کسی قدِ بالا پر راست نہ آئی، نہ کسی نے بارگاہِ الٰہی میں ان کے سوا یہ وجاہت عظمٰی ومحبوبیت کبریٰ واذنِ سفارش واختیار گزارش کی دولت پائی۔

روزِ قیامت کہ تمام اولین وآخرین ایک میدان وسیع وہموار میں جمع ہوں گے اور گرمی آفتاب سے طاقت طاق ہوگی خود ہی تجویز کریں گے کہ آدم علیہ السلام کے پاس چلنا چاہیے، ان کے پاس جائیں گے، شفاعت کے لیے عرض کریں گے، آپ فرمائیں گے: نَفْسِي نَفْسِي اِذْهَبُوا اِلٰى غَيْرِي. مجھے اپنی جان کی فکر ہے تم نوح کے پاس جاؤ اور یوں ہی باری باری تمام لوگ حضرت نوح علیہ السلام، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام، پھر حضرتِ موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور سب جگہ سے مایوس ہو کر تھکے ہارے مصیبت کے مارے، ہاتھ پاؤں چھوڑے، چاروں طرف سے امیدیں توڑے مولائے دو جہاں حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ عرش جاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں گے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بارگاہِ الٰہی میں ان کی سفارش فرما کر ان کی بگڑی بنائیں گے۔

تمام اہل محشر کا حضور سے پہلے دیگر انبیائے کرام کے پاس حاضر ہونا اور دفعۃً حضور کی

خدمت میں حاضری نہ دینا اور میدانِ قیامت میں (کہ صحابہ و تابعین، ائمۂ محدثین اور اولیاے کاملین بلکہ حضرات انبیا علیہم الصلاۃ والثنا سبھی موجود ہوں گے) اس جانی پہچانی بات کا ان کے دلوں میں سے بھلا دیا جانا، صاف بتا رہا ہے کہ یہ سارے انتظامات اس لیے کیے گئے کہ اولین و آخرین، موافقین و مخالفین پر حضور ﷺ کی عزت و وجاہت کا راز کھل جائے اور کسی شخص کو یہ شبہہ باقی نہ رہے کہ اگر ہم سرورِ عالم کے سوا کسی دوسرے کے پاس جاتے تو ممکن تھا کہ وہ بھی شفاعت کر ہی دیتے، اب جب کہ ہر جگہ سے صاف جواب مل جائے گا تو سب کو بالیقین معلوم ہو جائے گا کہ یہ منصب رفیع حضور ہی کی خصوصیت خاصہ کا مظہر ہے۔

لطیفہ: -ہم کہتے ہیں شفاعت مصطفیٰ ﷺ حق ہے اور ہم قطعاً حق پر ہیں، ان کے کرم سے ہمارے لیے ہوگی، وہابی کہتے ہیں شفاعت محال ہے اور وہ ٹھیک کہتے ہیں، امید ہے ان کے لیے نہ ہوگی۔ ع "گر بر تو حرام ست حرامت بادہ

خود حضور فرماتے ہیں روزِ قیامت میری شفاعت حق ہے تو جو اس پر یقین نہ لائے وہ اس کے لائق نہیں۔

الغرض حضور ﷺ کے خصائص کی پانچ دس کیا سو اور دو سو پر بھی انتہا نہیں، امام سیوطی نے ڈھائی سو کے قریب خصائص شمار کیے، ان سے زیادہ علم والے زیادہ جانتے تھے اور علماے ظاہر سے علمائے باطن کو زیادہ معلوم ہے پھر صحابہ کرام کا علم ہے اور ان کے علوم سے ہزاروں منزلیں آگے حضور ﷺ کا علم ہے جس قدر حضور اپنے فضائل و خصائص جانتے ہیں، دوسرا کیا جانے گا اور حضور ﷺ سے زیادہ علم والا ان کا مالک و مولیٰ ہے جس نے ہزاروں فضائلِ عالیہ حضور کو دیے اور بے حد و بے شمار ابد الآباد کے لیے رکھے، اس لیے حدیث میں ہے: "اے ابوبکر! مجھے ٹھیک ٹھیک جیسا ہوں، میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا۔" (مطالع المسرات)

ترا چناں کہ توئی دیدۂ کجا بیند
بقدر بینشِ خود، ہر کسے کند ادراک

صلى الله عليك وعلىٰ اٰلك و أصحابك أجمعين.

سبق (۵)

فضائل درود شریف

سوال:- درود شریف پڑھنے کا ثبوت قرآن میں ہے یا حدیث میں؟

جواب:- احادیث کریمہ تو اس باب میں بکثرت مروی ہیں اور قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا.

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔"

اس آیت کریمہ نے واضح طور پر صاف صاف یہ بات بیان فرمائی کہ:

(۱) درود شریف تمام احکام سے افضل ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکم میں اپنا اور اپنے فرشتوں کا ذکر نہ فرمایا کہ ہم بھی کرتے ہیں تم بھی کرو، سوا درود شریف کے۔

(۲) تمام فرشتے بلا تخصیص حضور پر درود بھیجتے ہیں۔

(۳) اس حکم کے مخاطب صرف اہل ایمان ہیں۔

(۴) رب عزوجل کا یہ حکم مطلق ہے، اس میں کوئی استثنا نہیں کہ فلاں وقت پڑھو فلاں وقت نہ پڑھو۔

(۵) درود شریف جب بھی پڑھا جائے گا اسی حکم کی تعمیل میں ہوگا۔

(۶) ہر بار درود شریف پڑھنے میں ادائے فرض کا ثواب ملتا ہے کہ سب اسی فرض مطلق کے تحت میں داخل ہے، تو جتنا بھی پڑھیں گے، فرض ہی میں شامل ہوگا۔ نظیر اس کی تلاوتِ قرآنِ کریم ہے کہ ویسے تو ایک ہی آیت فرض ہے اور اگر ایک رکعت میں سارا قرآنِ عظیم تلاوت کرے تو سب فرض ہی میں داخل ہوگا اور فرض ہی کا ثواب ملے گا اور سب "فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ." کے اطلاق میں ہے۔

⑦ درود شریف مکمل وہ ہے جس میں صلوٰۃ وسلام دونوں ہوں کہ آیت میں درود وسلام دونوں ہی کے پڑھنے کا حکم ہے۔

⑧ قرآن نے کوئی صیغہ خاص درود شریف کا مقرر نہ کیا تو ہر وہ صیغۂ درود شریف پڑھنا جائز ہے جو درود وسلام دونوں کا جامع ہو۔

⑨ آیت میں درود شریف پڑھنے کے لیے کوئی ہیئت، کوئی مجلس، کوئی محفل متعین نہیں کی تو کھڑے بیٹھے، تنہائی میں اور مجمع کے ساتھ آہستہ خواہ بلند آواز سے پڑھنا جائز مستحب اور مطلوب شرعی ہے۔

⑩ ولادتِ شریفہ کی محفلوں میں اہل محبت جو کھڑے ہو کر بیک زبان صلوٰۃ وسلام کے تحفے بارگاہِ نبوی میں پیش کرتے ہیں وہ بھی اس حکم مطلق کی تعمیل میں داخل ہے، اس سے انکار کرنا نئی شریعت گڑھنا ہے۔

سوال:- درود شریف کا مطلب کیا ہے؟

جواب:- درود شریف، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی تکریم اور عزت افزائی ہے، علماے کرام نے: **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ** کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ یارب! محمد مصطفیٰ ﷺ کو عظمت عطا فرما، دنیا میں آپ کا دین سر بلند اور آپ کی دعوت غالب فرما کر اور ان کی شریعت کو فروغ اور بقا عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اولین وآخرین پر ان کی افضلیت کا اظہار فرما کر اور انبیا ومرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کر کے اور آپ کو مقامِ محمود تک پہنچا کر (ﷺ)

سوال:- درود شریف میں حکمت کیا ہے؟

جواب:- ہر مسلمان جانتا ہے کہ ہمیں حضور ﷺ کی بدولت، دولتِ ایمان وعرفان نصیب ہوئی، دنیا جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی، حضور نے علم کی روشنی سے دل ودماغ منور وروشن فرمایا، دنیا وحشت وحیوانیت میں مبتلا تھی، حضور نے بہترین انسانی زیور یعنی اخلاقِ حسنہ سے آراستہ کیا اس لیے اس احسان شناسی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ کے ہو رہیں، آپ کے ذکر میں ہمہ تن مصروف رہیں اور آپ کے گرویدہ بن جائیں اور زیادہ سے زیادہ آپ کے ساتھ

نیازمندانہ تعلق رکھیں اور آپ کے منصبِ رفیع میں روزافزوں ترقی کے لیے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتے رہیں، اور یہ مقصود درود شریف سے بھی حاصل ہوتا ہے اور آسانی اس میں یہ ہے کہ ہر آن ہر حال میں پڑھا جا سکتا ہے، آخر درود شریف پڑھنے والا یہی تو عرض کرتا ہے کہ الٰہی تیرے محبوب ﷺ کے بے پایاں احسانات کا بدلہ، ہمارا کیا منہ ہے کہ ادا کر سکیں، الٰہی تو ہی ان کے ان عظیم احسانات کے صلہ میں ہماری جانب سے دنیا و آخرت میں ان پر کثیر در کثیر رحمتیں نازل فرما اور دارین میں انھیں تمام مقربین سے بڑھ کر تقرب نصیب کر۔

جو شخص درود شریف پڑھتا ہے وہ گویا رب کریم کے حضور اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ خدایا تیرے محبوبِ اکرم ﷺ پر صلوٰۃ کا جو حق ہے اسے ادا کرنا میرے بس کی بات نہیں تو ہی میری طرف سے اس کو ادا کر اور ان کے طفیل مجھے بھی مزید رحمتوں سے بہرہ مند کر۔

سوال:- درود شریف کا پڑھنا کب فرض ہے اور کہاں واجب؟

جواب:- عمر بھر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے اور ہر جلسۂ ذکر میں درود شریف پڑھنا واجب، خواہ خود نام اقدس لے یا دوسرے سے سنے اور اگر مجلسِ میں مثلاً سو بار ذکر مبارک آئے تو ہر بار درود شریف پڑھنا چاہیے، اگر نامِ اقدس لیا یا سنا اور درود شریف اس وقت نہ پڑھا تو کسی دوسرے وقت اس کے بدلہ کا پڑھ لے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- کہاں کہاں درود شریف پڑھنا مستحب ہے؟

جواب:- جہاں تک بھی ممکن ہو درود شریف پڑھنا مستحب ہے، ترمذی شریف میں ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں بکثرت دعا مانگتا ہوں تو اس میں سے حضور پر درود کے لیے کتنا وقت مقرر کروں، فرمایا: جو تم چاہو، عرض کی چوتھائی، فرمایا: جو تم چاہو اور اگر اور زیادہ کرو تو تمھارے لیے بھلائی ہے۔ میں نے عرض کی دو تہائی فرمایا جو تم چاہو، اگر اور زیادہ کرو تو تمھارے لیے بہتری ہے، میں نے عرض کی تو کل درود ہی کے لیے مقرر کر لوں، فرمایا: ایسا ہے تو اللہ تمھارے کاموں کی کفایت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

اور بے شک درود، سرورِ عالم ﷺ کے لیے دعا ہے اور اس کے جس قدر فائدے اور برکتیں درود پڑھنے والے کو حاصل ہوتی ہیں، ہرگز ہرگز اپنے لیے دعا میں نہیں بلکہ ان کے لیے دعا ساری امت کے لیے دعا ہے کہ سب انھیں کے دامنِ دولت سے وابستہ ہیں۔ ع

سلامتِ ہمہ آفاق در سلامتِ تُست

اور قاعدے کی بات ہے جو جسے زیادہ عزیز رکھتا ہے اسی کا ذکر اسے وظیفہ ہو جاتا ہے جو جسے چاہتا ہے اسی کے ذکر کی کثرت کرتا ہے، پھر حضور کے ذکر کے سامنے اور کسی کے ذکر کا کیا ذکر ۔

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی (ﷺ)

پھر بھی خصوصیت سے علمائے کرام نے مندرجہ ذیل مواقع پر درود شریف پڑھنا مستحب فرمایا ہے:

روزِ جمعہ، شبِ جمعہ، صبح، شام، مسجد میں جاتے وقت، مسجد سے نکلتے وقت، بوقتِ زیارتِ روضۂ اطہر، صفا و مروہ پر، خطبہ میں (امام کے لیے) جواب اذان کے بعد، اجتماع و فراق کے وقت، وضو کرتے وقت، جب کوئی چیز بھول جائے اس وقت، وعظ کہنے اور پڑھنے اور پڑھانے کے وقت خصوصاً حدیث شریف کے اول و آخر، سوال وفتویٰ لکھتے وقت، تصنیف کے وقت، نکاح اور منگنی کے وقت اور جب کوئی بڑا کام کرنا ہو۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال:- اذان واقامت سے پہلے درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:- اذان یا اقامت سے پہلے درود شریف پڑھنے میں حرج نہیں کہ ہر اہم کام سے پہلے پڑھنا مستحب ہے اور یہ بھی دینی امور میں بڑی اہمیت کا مقام ہے مگر درود شریف اور اذان واقامت میں کچھ معمولی فصل چاہیے یا درود شریف کی آواز اور اذان واقامت کی آواز میں اتنا فرق وامتیاز رکھیں کہ عوام کو درود شریف اذان یا اقامت کا کوئی حصہ معلوم نہ ہو۔

آج کل اذان واقامت سے انکار کرنے والا یا تو نرا وہابی ہے یا وہابیہ سے سنی سنائی بات منہ سے نکالنے والا جاہل و ناواقف مسلمان، مسلمان کو سمجھا دیں، وہ سمجھ جائے گا لیکن

وہابیہ کی اوندھی مت اسے قبول نہ کرے گی۔

وائے بے انصافی ایسے غم خوار، پیارے کے نام پر جو روزِ ولادت سے آج تک ہماری یاد اپنے پاک روشن مبارک منور دل سے فراموش نہ فرمائے، جان نثار کرنا اور اس کی نعت وستائش اور مدح وفضائل سے آنکھوں کو روشنی، دل کو ٹھنڈک، جان کو طراوت دینا واجب یا یہ کہ جہاں تک بس چلے چاند پر خاک ڈالیے اور دو جہان کی روشن خوبیوں میں ان کے اشتہار واظہار میں انکار کی راہیں نکالیے اور ان کے فضائل مٹانے کے لیے حیلے بہانے تراشیئے: ولٰکن الوھابیۃ قوم لایعقلون.

سوال:-کسی چیز کی خرید وفروخت کے وقت درود پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:- گاہک کو سودا دکھاتے وقت تاجر کا اس غرض سے درود شریف پڑھنا یا سبحان اللہ کہنا کہ اس چیز کی عمدگی خریدار پر ظاہر کرے، تاکہ وہ اسے خریدنے پر آمادہ ہوجائے، ناجائز ہے، یوں ہی کسی بڑے کو دیکھ کر درود شریف پڑھنا اس نیت سے کہ اور لوگوں کو اس کے آنے کی خبر ہوجائے، اس کی تعظیم کو اٹھیں اور جگہ چھوڑ دیں یہ بھی ناجائز ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- درود شریف کی جگہ صلعم لکھنا کیسا ہے؟

جواب:- نامِ اقدس لکھے تو درود شریف یعنی ﷺ یا ایسا ہی کوئی صیغہ درود ضرور لکھے کہ بعض علما کے نزدیک اس وقت درود شریف لکھنا واجب ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

درود شریف کی جگہ صلعم یا ﷺ اور علي ※ السلام ے بجاے عم یا عل ※ ھنا جاہل عوام ے ہي ※ بلا عوام تو عوام، اس صدي ے بڑے بڑوں میں پھیلي وئي ے، اي ※ ذر ※ سیا ※ ي یا اي ※ انگل اغذیا اي ※ سي ※ نڈ وقت بچانے ے لیے یسي یسي عظیم بر ※ توں سے دور پڑتے اور محرومي و بے نصیبي اش ※ اروتے ہیں، امامِ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں: پہلا وہ شخص جس نے ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ اسی طرح قدس سرہ یا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ ''ق'' یا ''رح'' لکھنا حماقت، حرمانِ برکت اور سخت محرومی ہے، ایسی حرکتوں سے احتراز چاہیے۔

(افادات رضویہ)

سوال:- حضور ﷺ ہمارے سلام کا جواب کس طرح دیتے ہیں؟

جواب:- خود حضورِ اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص مجھ پر درود و سلام بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ میری روحِ اطہر کو (جو معرفت جناب باری میں مستغرق و مشغول رہتی ہے) اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب خود دیتا ہوں۔ (ابوداؤد)

اور ایک حدیث میں ہے کہ اہل محبت کا سلام میں خود (اپنے گوشِ مبارک سے) سنتا ہوں اور میں انھیں پہچانتا ہوں اور دوسرے امتیوں کے درود و سلام مجھ پر پیش کر دیے جاتے ہیں۔

(دلائل الخیرات وبیہقی)

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

سوال:- بلند آواز سے درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:- اِس کا جواب بھی حدیث شریف میں دیا گیا اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بلند آواز سے مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس کے مرنے کے بعد آسمانوں پر فرشتے بلند آواز سے اس پر درود بھیجتے ہیں۔ (نزہۃ المجالس)

اسی میں فرمایا کہ میں نے امامِ نووی کی اذکار میں پڑھا کہ نبی ﷺ پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنا مستحب ہے، چناں چہ علامہ خطیب بغدادی اور دوسرے علما نے اس کی تصریح کی ہے۔

سوال:- مجمع کے ساتھ درود خوانی کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب:- مجمع کے ساتھ درود خوانی، جیسا کہ مسلمانوں میں بعد نماز و دعا سے فارغ ہو کر آیۂ کریمہ پڑھ کر درود شریف پڑھنے، یا محافل میلاد میں صلوٰۃ و سلام، پست یا بلند آواز میں عرض کرنے کا معمول ہے، یہ بھی بلا شبہہ جائز ہے۔ صحابہ سے منقول ہے کہ جس مجلس میں نبی ﷺ پر درود بھیجا جاتا ہے اس سے ایک پاکیزہ خوش بو بلند ہوتی ہے اور جب وہ آسمان پر پہنچتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں یہ اس مجمع اور مجلس کی خوش بو ہے جس میں نبی کریم ﷺ پر درود

شریف بھیجا گیا ہے۔(دلائل الخیرات)

مسلم و ترمذی کی روایت ہے کہ جب کوئی جماعت ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوتی ہے تو فرشتے اس مجلس کو گھیر لیتے ہیں، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، ان پر سکینہ (فراغت و دل جمعی) نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو ان لوگوں میں یاد کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں، اور یہ بات ہر مسلمان صاحب ایمان جانتا ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ بلکہ تمام انبیا اللہ و اولیا اللہ کا ذکر بعینہٖ خدا کا ذکر ہے کہ ان کا ذکر ہے تو اسی لیے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، یہ اللہ کے ولی، اور خاص حضور کے بارے میں تو فرمایا کہ میں نے تمھیں اپنے ذکر کا حصہ بنایا ہے تو جس نے تمھارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا تو نبی کریم ﷺ کی یاد عین خدا کی یاد ہے پھر نبی بھی کون؟ وہ جن کی محبت عین ایمان بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایمان کی بھی جان ہے۔

سوال:-فضائل درود میں کچھ احادیث بیان کریں۔

جواب:- درود شریف کے فضائل لامحدود ہیں، اس کی قدر و انتہا کو پہنچنا ہماری حد طاقت سے باہر ہے مگر اس فضلِ عظیم کو تو تصور میں لاؤ کہ بھیجنے والا خداوندِ جلیل ہے اور جس پر بھیجا جا رہا ہے وہ محمد مصطفیٰ جیسے رسولِ بے مثیل ہیں۔ درود شریف پڑھنے کے بارے میں احادیث بکثرت وارد ہیں، تبرکاً بعض ذکر کی جاتی ہیں، نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

(۱) جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ عزوجل اس پر دس بار درود نازل فرمائے گا۔(مسلم)

(۲) جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ عزوجل اس پر دس درودیں نازل فرمائے گا، اس کی دس خطائیں محو فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔(نسائی)

(۳) قیامت کے دن مجھ سے سب سے قریب وہ ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہے۔(ترمذی)

(۴) جو مجھ پر درود بھیجتا ہے، جب تک وہ درود خوانی میں مصروف رہتا ہے خدا کے فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اب اسے اختیار ہے کہ وہ اس میں کمی کرے یا زیادتی۔(ابن ماجہ)

(۵) جس شخص نے لکھ کر مجھ پر درود بھیجا تو جب تک اس کتاب میں میرا اسم شریف باقی رہے گا خدا کے فرشتے اس پر درود بھیجنے میں مشغول رہیں گے، اور ایک روایت میں ہے کہ

فرشتے اس کی مغفرت ونجات کی دعا کرتے رہیں گے اور جس پر فرشتے درود بھیجیں گے وہ جنتی ہوگا۔(دلائل الخیرات وشفا شریف)

⑥ حوضِ کوثر پر میرے حضور کچھ لوگ آئیں گے جنھیں میں اس لیے پہچان لوں گا کہ وہ دنیا میں مجھ پر بکثرت درود بھیجتے تھے۔(شفا شریف)

⑦ قیامت کی سختیوں اور شدتوں سے سب سے پہلے وہ شخص نجات پائے گا جو مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہے۔(اصفہانی)

⑧ جو شخص مجھ پر جمعہ کے روز سو مرتبہ درود شریف بھیجے اس کے اسی برس کے گناہ معاف فرمادیے جائیں گے۔(یعنی صغیرہ گناہ)(جامع صغیر)

⑨ مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو اس لیے کہ وہ تمھارے لیے زکوٰۃ یعنی فلاح اور نجات کا ذریعہ ہے۔(ابویعلی)

⑩ جسے کوئی مشکل پیش آئے اسے چاہیے کہ مجھ پر درود کی کثرت کرے، درود کے وسیلے سے اس کی مشکلیں حل ہوجائیں گی، غم دور ہوجائیں گے، مصیبتیں ٹل جائیں گی، اس کے رزق میں ترقی ہوگی اور اس کی حاجتیں پوری ہوجائیں گی۔(دلائل الخیرات)

⑪ جو شخص مجھ پر دس بار صبح اور دس بار شام کو درود بھیجے، روزِ قیامت میری شفاعت اسے پالے گی۔(طبرانی)

الغرض درود شریف مغفرت وبخشش کا ذریعہ اور سعادتِ دارین کا وسیلۂ جلیلہ ہے جو وقت اس میں صرف ہوتا ہے دین ودنیا کی برکتیں لاتا ہے اور جو دَم اس سے غفلت میں گزرتا ہے اس دولتِ ابدمدت میں تیرے لیے کمی ہوتی ہے، ہاں فقیر دامن پھیلا اور اپنی جھولی اس دولت عظمٰی سے بھر لے، یہ مفت کی نعمت ہے اسے ہاتھ سے نہ جانے دے، اس میں بخل، حرمان وبے نصیبی کی علامت ہے۔حدیث میں ہے کہ پورا بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود شریف نہ بھیجے۔(ترمذی)

صلى الله على النبي الامّي وآله صلى الله عليه وسلم صلوٰة و سلاما عليك يا رسول الله.

سبق (۶)

عرضِ سلام بدرگاہِ خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام اے خسروِ دنیا و دیں　　السلام اے راحتِ جانِ حزیں
السلام اے بادشاہِ دوجہاں　　السلام اے سرورِ کون و مکاں
السلام اے نورِ ایماں السلام　　السلام اے راحتِ جاں السلام
اے شکیبِ جانِ مضطر السلام　　آفتابِ ذرّہ پرور السلام
درد و غم کے چارہ فرما السلام　　درد مندوں کے مسیحا السلام
اے مرادیں دینے والے السلام　　دونوں عالم کے اجالے السلام
اے عرب کے چاند اے مہرِ عجم　　اے خدا کے نور اے شمعِ حرم
فرش کی زینت ہے دم سے آپ کے　　عرش کی عزت قدم سے آپ کے
ہم سیہ کاروں پہ رحمت کیجیے　　تیرہ بختوں کی ملامت کیجیے
اپنے بندوں کی مدد فرمایئے　　پیارے حامی مسکراتے آیئے

کیجیے رحمت حسنؔ پہ کیجیے
دونوں عالم کی مرادیں دیجیے

(حضرت حسن دہلوی)

سبق (۷)

امہات المومنین

سوال:- امہات المومنین سے کیا مراد ہے؟

جواب:- نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کا لقب امہات المومنین ہے، ان میں سے ہر ایک کو جدا جدا ام المومنین کہا جاتا ہے یعنی مسلمانوں، ایمان والوں کی مائیں، انھیں ایمان والوں کی مائیں کہنے کا راز یہ ہے کہ ایمان والوں کو دوسروں سے ممتاز کرنے کی علامت کو واضح کر دیا جائے اور یہ بتا دیا جائے کہ مومن مسلمان، صاحب ایمان وہ ہے جو حضور ﷺ کی ازواج مطہرات (پاک بیبیاں) کو اپنی ماں جانتا ہو، وہ ماں جس کی فرزندی کا شرف اس وقت نصیب ہوتا ہے جب ولاء نبوی اور ایمان میں کمال حاصل ہو، اشرار کو ان کی فرزندی کا شرف نہیں مل سکتا۔

سوال:- امہات المومنین کے مخصوص فضائل کیا کیا ہیں؟

جواب:- پہلی فضیلت یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے ان نفوسِ قدسیہ کو حضور ﷺ کی بیبیاں فرمایا یعنی نبی ﷺ کی بیویوں کا ازواج النبی ہونا بمنظوری رب العالمین ہے اور یہ منظوری فی الواقع ان کے لیے فضیلت عظیمہ ہے جب کہ کوئی زن وشوہر یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ان کے مابین عقد کا درگاہِ رب العزت میں کیا درجہ ہے۔

دوسری فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی سے ارشاد فرمایا کہ: **لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ**. (اے نبی کی بیبیوں! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو) النِّسَآءِ. میں صنف نازک کا ہر فرد شامل ہے اور کوئی عورت ذات بھی اس سے باہر نہیں جاتی جس سے ثابت ہے کہ ازواج النبی کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر اور شانِ خاص کا ہے، دنیا جہاں کی عورتوں میں کوئی ان کا ہم سر نہیں، نبی کریم ﷺ کی مصاحبت کے باعث ان کا اجر دنیا بھر کی عورتوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔

تیسری فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی کے بیوت (گھروں) کو وحیِ الٰہی کا مہبط (منزل) بتایا، ، ان گھروں کو حکمت ربانی کا گہوارہ ٹھہرایا اور سب جانتے ہیں کہ مکان کی عزت مکین سے ہوتی ہے۔

چوتھی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی ﷺ کی شانِ رفیع میں آیتِ تطہیر کو نازل کیا اور قرآن نے فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا.

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور فرمائے اور تمھیں پاک کر کے خوب ستھرا بنادے۔

اس آیت کریمہ سے ما قبل کی آیاتِ کریمہ میں اول سے آخر تک تمام کلام کی مخاطب ازواج النبی ہیں، اس لیے اہل البیت کے لفظ کا خطاب بھی انھیں کے لیے ہے جیسا کہ ''بُیُوْتِكُنَّ'' کا خطاب بھی انھیں کے لیے ہے، اس کی تائید عرفِ عام سے بھی ہوتی ہے، کیوں کہ صاحب خانہ یا گھر والی ہمیشہ بیوی ہی کو کہا جاتا ہے۔ ''اہل البیت'' گھر والی کا عربی ترجمہ ہے، اس لفظ کو وسعت دے کر ہم "گھر والوں" کا لفظ بولتے ہیں اور اس کے مفہوم میں بیوی کے علاوہ بچوں کو بھی شامل کر لیتے ہیں، بیوی کو مستثنیٰ کر کے "اہلِ خانہ" کا لفظ کوئی نہیں بولتا۔

غرض نبی کریم ﷺ کے اہل بیت میں آپ کی ازواج مطہرات بھی داخل ہیں اور خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء، علی مرتضیٰ، حسنین کریمین (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب داخل ہیں، آیات و احادیث کے جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہی مذہب ہے علمائے اہل سنت کا۔

پانچویں فضیلت یہ ہے کہ قرآنِ کریم کی ایک آیت: وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ. میں پہلے تو مومنین کو ایذاے رسول سے روکا گیا ہے اور پھر خصوصیت کے ساتھ ازواجِ مطہرات کے حقوق کا ذکر کیا گیا ہے، اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ایذاے رسول کی جتنی صورتیں ہوسکتی ہیں، ان سب میں زیادہ سخت وہ صورت ہوگی جس میں ازواج النبی

ﷺ میں سے کسی کی شان کے خلاف کوئی رویہ اختیار کیا گیا ہو، کیوں کہ قرآن پاک نے ایذاے رسول کے تحت میں خصوصیت سے یہی بات بیان فرمائی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک بار ام المومنین زینب بنت جحش نے ام المومنین صفیہ کو یہودن کہہ دیا، کچھ شک نہیں کہ ان کا نسب یہود بن یعقوب پر ختم ہوتا تھا مگر کہنے کا انداز و لہجہ حقارت آمیز تھا، اتنی بات پر حضور کچھ عرصہ تک ام المومنین زینب کے گھر نہ گئے، جب انھوں نے توبہ کی تو خطا بخشی ہوئی، غرض امہات المومنین میں سے کسی کی شان میں گستاخی، اللہ و رسول کی شان میں دریدہ دہنی ہے اور اسلام و ایمان سے محرومی کا دوسرا نام۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت فضائل قرآن و احادیث میں وارد ہیں جن کی یہاں گنجائش نہیں۔

سوال:- امہات المومنین رضی اللہ عنہنّ کی تعداد کتنی ہے؟

جواب:- امہات المومنین رضی اللہ عنہنّ کی تعداد گیارہ تک پہنچتی ہے ان کے نام یہ ہیں:

۱. حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد۔
۲. حضرت سودہ بنت زمعہ۔
۳. حضرتِ عائشہ بنت صدیق اکبر۔
۴. حضرت حفصہ بنت فاروقِ اعظم۔
۵. حضرت زینب بنت خزیمہ۔
۶. حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ۔
۷. حضرت زینب بنت جحش۔
۸. حضرت جویریہ بنت الحارث۔
۹. حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان۔
۱۰. حضرت صفیہ بنت حیی۔
۱۱. حضرت میمونہ بنت الحارث۔ (رضی اللہ عنہن)

ان میں سے اکثر ازواج مطہرات کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ باعتبار نسب بھی قرابت حاصل ہے۔

سوال:-حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مختصر حالات بیان کریں؟

جواب:-ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد خویلد بن اسدعرب کے مشہور تاجر اور قریش میں معزز و نامور تھے، ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا ان کا سلسلۂ نسب بھی حضور کے ساتھ لؤی میں شامل ہوجاتا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا عمرو بن اسد نے آپ کا نکاح نبی ﷺ سے کیا، مہر کے چھ اونٹ مقرر ہوئے تھے، اس وقت آپ کی عمر ۴۰ سال اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عمر شریف ۲۵ سال تھی۔

حضرت خدیجہ کا لقب زمانہ جاہلیت (قبل اسلام) میں بھی طاہرہ تھا، یہ اسلام میں سب سے پہلے داخل ہوئیں، نبی کریم ﷺ نے تمام دنیا و آخرت کی چار برگزیدہ عورتوں میں سے ایک حضرت خدیجہ کو شمار کیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ نے حضرت خدیجہ کی تعریف ان الفاظ میں بیان فرمائی:-

(۱)--وہ مجھ پر ایمان لائی جب اوروں نے کفر کیا۔ (۲)--اس نے میری تصدیق کی جب اوروں نے مجھے جھٹلایا۔ (۳)--اس نے مجھے مال میں شریک کیا جب اوروں نے مجھے کسب مال سے روکا۔ (۴)--خدا نے مجھے اس کے بطن سے اولاد دی جب کہ کسی دوسری بیوی سے نہیں ہوئی (یعنی جس سے نسب چلتا ہے)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: "ابھی خدیجہ حضور کے پاس ایک برتن جس میں کچھ کھانے پینے کی چیز ہے لے کر حاضر ہوتی ہیں، آپ ان سے رب العالمین کا سلام نیز میرا اسلام کہہ دیجیے اوران کو ایک ایوان جنت کی بشارت دے دیجیے جو خالص مروارید سے ہوگا جس کے اندر کوئی رنج کوئی الم نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے فرزندانِ نرینہ تین ہیں، ان میں سے ایک یعنی "حضرت ابراہیم" کی والدہ ماجدہ ماریہ خاتون ہیں جو قبطی نسل سے ہیں اور باقی دوشاہ زادے یعنی حضرت قاسم

اور حضرت عبدالرحمٰن جن کا لقب طیب و طاہر ہے خدیجہ طاہرہ سے پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں وفات پا گئے۔

نبی کریم ﷺ کی چار صاحب زادیاں ہیں اور چاروں خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے ہیں اور سب کی ولادت مکہ معظّمہ میں ہوئی۔

(۱) زینب جو قاسم سے چھوٹی اور باقی سب اولاد النبی سے بڑی ہیں اور قدیم الاسلام ان کا نکاح مکہ ہی میں ابوالعاص بن ربیع سے ہوا تھا جو آپ کی سگی خالہ ہالہ بنت خویلد کے بیٹے ہیں، جنگ بدر کے بعد آپ نے اسلام قبول کیا اور نبی ﷺ نے چھ سال کی مفارقت کے بعد نکاح اول ہی پر سیدہ زینب کو ابوالعاص کے گھر رخصت کر دیا، سیدہ کا انتقال ۸ ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوا اور ابوالعاص نے ۱۲ ھ میں وفات پائی۔

(۲) حضرت رقیہ جو زینب سے چھوٹی ہیں۔

(۳) حضرت ام کلثوم جو رقیہ سے چھوٹی ہیں۔

(۴) حضرت فاطمۃ الزہرا جو ام کلثوم سے چھوٹی ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

جب سیدہ زینب پیدا ہوئیں تو اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک ۳۰/سال کی تھی، یہ اپنی والدہ کے ساتھ ہی داخل اسلام ہو گئیں تھیں۔

سیدہ رقیہ کا نکاح مکہ ہی میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا ان کے انتقال کے بعد سیدہ ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان غنی سے ہوا اسی لیے ان کو ذوالنورین کا خطاب ملا۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا طیبہ طاہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے نبی ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں، آپ کا نکاح حضرتِ علیِ مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ عنہ سے واقعۂ بدر کے بعد اور احد سے پہلے ہوا تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں: "فاطمہ سے بڑھ کر کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کا مشابہ بات چیت میں نہ تھا، جب وہ حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں تو نبی کریم ﷺ آگے بڑھتے پیشانی پر بوسہ دیتے اور مرحبا فرمایا کرتے تھے۔" سیدہ فاطمہ کو اپنی

ہم شیروں پر یہ خاص شرف حاصل ہے کہ دنیا میں ان ہی کی ذریت چلی اور ان ہی کی اولاد سے ائمہ عظام ہوئے۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء کے بطن اطہر سے امام حسن، امام حسین، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ زینب پیدا ہوئیں، حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا انتقال رمضان، ۱۲ نبوت میں مکہ معظّمہ میں ہوا۔

سوال:- حضرت عائشہ صدیقہ کے حالات بھی مختصراً بیان کریں؟

جواب:- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق اکبر کی بیٹی ہیں، ان کی ماں کا نام ام رومان زینب ہے ان کا سلسلہ بھی نسب نبوی میں کنانہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کا نکاح شوال ۱۰ نبوت (یعنی اعلان کے دسویں سال) مکہ معظّمہ میں ہوا اور رخصتی شوال، ۱ا ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

امہات المومنین میں یہی وہ خاتون ہیں جن کی اسلامی خون سے ولادت اور اسلامی شیر (دودھ) سے پرورش ہوئی اور امہات المومنین میں یہی وہ طیبہ طاہرہ ہیں جن کا پہلا نکاح نبی ﷺ سے ہوا تھا اور نبی ﷺ نے اس نکاح کو من جانب اللہ قرار دیا تھا۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

”مردوں میں تو بہت سے لوگ تکمیل کے درجے کو پہنچے مگر عورتوں کے اندر صرف مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون ہی تکمیل کو پہنچیں اور عائشہ کو تو سب عورتوں پر ایسی فضیلت ہے جیسے ثرید کو سب کھانوں پر ہے۔“

اسی میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ عائشہ ہی ہے کہ میں اس کے لحاف میں ہوتا ہوں تو اس وقت بھی وحی کا نزول ہوتا ہے مگر دیگر ازواج کے بستروں پر کبھی ایسا نہ ہوا۔“

یہی وجہ تھی کہ حضور اقدس ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا سے فرمایا:

”پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی، عرض کیا ضرور یہی ہوگا، ارشاد فرمایا کہ تب تو بھی عائشہ سے محبت رکھا کر۔“ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ کے کمالات عالیہ پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جسے بخاری و

مسلم میں روایت کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا: "یہ جبریل ہیں اور تم کو سلام کہتے ہیں۔" حضرت عائشہ نے جواب میں فرمایا کہ ان پر بھی اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو۔

جنگ بدر میں جس نشان کے تحت میں ملائکہ نے خدمت اسلام ادا کی اور جس نشان پر اللہ کی اولین نصرت و فتح نازل ہوئی وہ نشان حضرت عائشہ صدیقہ کی اوڑھنی کا بنایا گیا تھا اور یہ امر آپ کی بڑی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے۔ (سیرت حلبی)

جن دنوں جنگ جمل کی ابتدا تھی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے مسجد کوفہ میں مولیٰ علی مرتضیٰ کے جاں نثاروں کے سامنے فرمایا کہ "میں جانتا ہوں کہ عائشہ نبی ﷺ کی زوجۂ مبارکہ ہیں دنیا و آخرت میں۔"

ایک غزوہ میں آپ کی سواری کیمپ میں دیر سے پہنچی تو اس پر منافقین نے ان کی شان پاک میں گستاخانہ کلمات کہے، چند مسلمان بھی ان کے بھرّے میں آ گئے جنس لطیف و صنفِ نازک کے لیے ایسا موقع سخت پریشان کن ہوتا ہے لیکن اس وقت بھی ان کی قوت ایمانیہ اور پاکیِ فطرت کی عجیب شان نظر آئی، خود فرماتی ہیں کہ مجھے اپنی پاک دامنی کی وجہ سے یقین کامل تھا کہ میری طہارت و پاکیزگی کے بارے میں حضور ﷺ کو خواب میں بتا دیا جائے گا مگر اس کا مجھے شان گمان بھی نہ تھا کہ میرے حق میں وحیِ الٰہی کا نزول ہوگا۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دودھ پیتے بچے اور حضرتِ مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گواہی سے لوگوں کی بدگمانی سے نجات بخشی اور جب حضرت صدیقہ عائشہ طیبہ پر بہتان اٹھا تو خود ان کی پاک دامنی کی گواہی دی اور سترہ آیتیں نازل فرمائیں اگر چاہتا ایک ایک درخت اور پتھر سے گواہی دلواتا مگر منظور یہ ہوا کہ محبوبۂ محبوب کی طہارت و پاک دامنی پر خود گواہی دیں اور عزت و امتیاز ان کا بڑھائیں (تجلی الیقین) قرآن پاک اترا، مولائے کریم نے صدیقہ کی نصرت فرمائی، بے قصوری ظاہر کی، ان کو طیبہ ٹھہرایا اور خبر دی کہ مغفرت اور رزقِ کریم ان ہی کے لیے ہے۔

غرض یہ وہ ہیں کہ ان کی پاکیزگی اور پاک دامنی کی آواز سے زمین و آسمان گونج اٹھے اور وہ وحی اتری جس کی قیامت تک نمازوں میں اور محرابوں میں تلاوت کی جائے گی، پھر جو

تفقہ انھوں نے دین میں پایا، اور جو تبلیغ انھوں نے امت کو فرمائی، اور علم نبوت کی اشاعت میں جو کوششیں انھوں نے فرمائیں اور جو علمی خزانے اور گنجینے انھوں نے فرزندانِ امتِ مرحومہ کو پہنچائے وہ ایسی فضیلت ہے جو ازواج میں سے کسی دوسری ام المومنین کو نصیب نہیں۔

کتبِ احادیث میں ان کی روایات کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے، فتاویٰ شرعیہ اور علمی دقائق کا حل اور دوسری علمی خدمات کا شماران کے علاوہ ہے۔

صدیقہ عائشہ نے ۶۳ رسال کی عمر میں ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ ھ کو مدینہ طیبہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں استراحت فرمائی۔

سوال:- دیگر امہات المومنین کے حالات پر بھی مختصر روشنی ڈالیں؟

جواب:- دیگر ازواج مطہرات کے مختصر حالات یہ ہیں:

(۳) ام المومنین سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

آپ کے والد کا نام زمعہ بن قیس ہے ان کے ننھیالی نبی ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب کے ننھیالی تھے۔

یہ پہلے ایمان لائیں پھر ان کی ترغیب سے ان کے شوہر سکران بن عمرو بن عبد ود بھی مشرف بہ اسلام ہوئے سکران نے حبش میں انتقال کیا تو حضور ﷺ نے انھیں زوجیت کا شرف بخشا۔

نکاح کے وقت ان کی عمر ۵۰ رسال تھی، ۱۴ سال خدمت اقدس کا موقع ملا، ۷۲ ر سال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے آخری دور خلافت میں وفات پائی ان سے ۵ رحدیثیں مروی ہیں۔

حضرت سودہ کا ام المومنین کے درجے پر فائز ہونے کا سبب اصلی ان کا اور ان کے خاندان کا قدیم الاسلام ہونا اور اسلام کے لیے ہجرتِ حبش کرنا تھا۔

(۴) اُمّ المومنین حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

آپ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحب زادی ہیں، ان کے شوہر خنیس نے ہجرت حبشہ اور پھر ہجرت مدینہ کی تھی، بدر واحد میں حاضر ہوئے اور جنگ احد میں زخمی ہوکر

مدینہ میں وفات پائی، ان کی شہادت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا، ایک حدیث میں ہے کہ حضرت جبریل نے ان کی تعریف ان الفاظ میں کی تھی کہ:

فَاِنَّهَا قَوَّامَةٌ صَوَّامَةٌ وَاِنَّهَا زَوجَتُكَ فِي الجَنَّةِ.

"وہ بہت عبادت گزار، بڑے روزے دار اور بہشت میں آپ کی زوجہ ہیں۔"

نکاح کے وقت آپ کی عمر ۲۲ر سال تھی، ۵۹ر سال کی عمر میں ۴۱ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، ۹ر سال حق خدمت سرکار میں گزارے، ان سے ۶۰ر حدیثیں مروی ہیں۔

⑤ ام المومنین زینب بنت خزیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

جاہلیت میں ان کا لقب ام المساکین تھا، ان کا پہلا نکاح طفیل سے، دوسرا عبیدہ سے اور تیسرا نکاح عبد اللہ بن جحش سے ہوا جو ام المومنین زینب بنت جحش کے بھائی ہیں جنگ احد میں وہ شہید ہو گئے تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا، نکاح کے بعد صرف دو یا تین مہینے زندہ رہیں۔

⑥ ام المومنین ام سلمہ (ہند) (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

آپ کے والد کا نام ابی امیہ تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیش تر حضرت ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی ہیں، ام سلمہ نے اپنے شوہر کے ساتھ اول ہجرت حبش کی تھی اور پھر مکے واپس آ گئے تھے، دوبارہ آپ جب مدینہ جانے کی نیت سے ہجرت پر نکلے تو ان کے گھر والوں نے انھیں روک لیا، یہ ایک سال تک برابر روتی رہیں حتی کہ سنگ دل عزیزوں نے مع بچہ (سلمہ) کے انھیں سفر کی اجازت دے دی اور یہ بھی مدینہ پہنچ گئیں، ابو سلمہ جنگ احد میں زخمی ہو کر جان بر نہ ہو سکے، چھوٹے چھوٹے بچوں اور قرابت و محبت کی وجہ سے جو حضور کو ابو سلمہ سے تھی آپ نے ام سلمہ سے نکاح کر لیا، ۸۴ر سال کی عمر پائی، ۷ر سال خدمت اقدس میں گزارے، آپ سے ۳۷۸ر احادیث مروی ہیں۔

⑦ ام المومنین زینب بنت جحش (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

ان کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی پھوپھی ہیں، ان کا پہلا نکاح زید بن حارثہ کے ساتھ ہوا تھا، زید بن حارثہ نجیب الطرفین تھے جنھیں لڑکپن میں ایک گروہ

نے اغوا کر کے بیچ ڈالا تھا، حکیم بن حزام ان کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے لیے خرید لائے اور آپ نے انھیں حضور ﷺ کی خدمت میں دے دیا حضور کو آپ سے جو محبت تھی اس کے باعث لوگ آپ کو "زید بن محمد" کہا کرتے تھے۔

زینب بنت جحش کی اپنے شوہر کے ساتھ نہ بنی اور حضرت زید نے آپ کو طلاق دے دی تو حکم قرآنی کے ماتحت حضرت زینب کو نبی ﷺ نے اپنی زوجیت میں لے لیا اور اس طرح اس جاہلانہ رسم کی جڑ کٹ گئی کہ لے پالک بیٹے یا منہ بولے فرزند کی بیوی بھی حقیقی فرزند کی بیوی کی مانند باپ پر حرام ہوتی ہے۔

حضرت زینب نے ۲۰ھ میں ۵۲ر سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی، ۶ر سال خدمت اقدس میں رہیں۔

⑧ ام المومنین جویریہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

آپ ایک غزوہ میں اسیر ہو کر آئیں تو حضور ﷺ نے ان کا زرِ کتابت (آزادی کے بدلے کی رقم) دے کر انھیں آزاد کرایا اور پھر اپنی زوجیت سے مشرف فرمایا لوگوں کو خبر ہوئی تو انھوں نے ان کے قبیلے بنو المصطلق کے سب قیدیوں کو جو سو سے زیادہ تھے چھوڑ دیا کہ یہ حضور ﷺ کے رشتہ دار ہو گئے تھے۔

ربیع الاول ۵۶ھ میں وفات پائی وقت انتقال آپ کی عمر ۶۵ر سال تھی، ۷ر حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔

⑨ ام المومنین ام حبیبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

آپ بیٹی ہیں ابوسفیان بن امیہ کی جو فتح مکہ سے ایک دو روز پہلے مسلمان ہوئے، نہایت قدیم الاسلام ہیں، اسلام کے لیے انھوں نے باپ، بھائی، خویش، قبیلہ اور وطن سب کو چھوڑا مگر اسلام پر قائم رہیں، یہ حبشہ ہی میں تھیں کہ نبی ﷺ کو ان کے حالات کا علم ہوا تو آپ نے ہی شاہ حبشہ کو لکھا کہ میری طرف سے شادی کا پیام ام حبیبہ کو دیں، آپ کو جس لونڈی نے یہ پیام پہنچایا اسے تمام زیور جو جسم پر تھا عطا فرما دیا۔

نجاشی نے مجلس نکاح خود منعقد کی اور حضور ﷺ کے وکلا کی موجودگی میں یہ نکاح عمل

میں آیا پھر آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئیں اور ۴۴ھ میں مدینہ میں وفات پائی، وفات کے وقت آپ کی عمر ۴۷ سال تھی، ۶۵؍حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔

ام المومنین ام حبیبہ پاکیزہ ذات، حمیدہ صفات اور عالی ہمت تھیں۔

(۱۰) ام المومنین صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

ان کا سلسلۂ نسب حضرت ہارون علیہ السلام سے ملتا ہے، بنی اسرائیل سے ہیں ان کا دوسرا شوہر جنگ خیبر میں مارا گیا اور یہ قید ہوئیں، چوں کہ بنوقریظہ اور بنونضیر کی عالی مرتبہ سیدہ (سردار) تھیں، اس لیے صحابہ کے مشورہ سے حضور نے انھیں آزاد فرما کر اپنے نکاح میں لے لیا، تقریباً ۴؍سال خدمت میں بسر کیے، ان کا انتقال رمضان ۵۰ھ، میں ہوا۔ ۱۰؍حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔

(۱۱) ام المومنین میمونہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۷ھ میں عمرہ فرمایا تو حضرت میمونہ بیوہ تھیں، حضور کے چچا حضرت عباس نے ان کے بارے میں حضور سے ذکر کیا تو آپ نے ان سے نکاح کر لیا تقریباً سوا تین سال خدمت والا میں گزارے، ۵۱ھ میں اسی مکان میں وصال فرمایا جہاں نکاح ہوا تھا، یہ آخری ازواج مطہرات سے ہیں، عمر ۸۰؍سال کی پائی۔

اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق
بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

باب دوم ـــــ اسلامی عبادات

سبق (۸)

زکوٰۃ کا بیان

سوال:- زکوٰۃ کسے کہتے ہیں؟

جواب:- زکوٰۃ دراصل اس صفتِ ہمدردی ورحم کے باقاعدہ استعمال کا نام ہے جو ایک مال دار مسلمان کے دل میں دوسرے حاجت مند مسلمان کے ساتھ فطرۃً موجود ہے یا یوں کہہ لو کہ آپس میں مسلمانوں کے درمیان ہمدردی اور باہم ایک دوسرے کی مخصوص مالی امداد اور اعانت کا نام زکوٰۃ ہے، لیکن اصطلاح شریعت میں زکوٰۃ مال کے ایک حصہ کا جو شریعت نے مقرر کیا ہے، مخصوص مسلمان فقیر کو مالک کردینا ہے۔

سوال:- اسلام میں زکوٰۃ کی کیا اہمیت ہے؟

جواب:- زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ:

① زکوٰۃ دین کا فرض اعظم اور ارکانِ اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے۔

② قرآن عظیم میں بیسیوں جگہ نماز کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا گیا۔

③ اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے بندوں کو اس فرض کی طرف بلایا۔

④ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو سخت عذاب سے ڈرایا۔

⑤ صاف صاف بتایا کہ زنہار (ہرگز ہرگز) یہ نہ سمجھنا کہ زکوٰۃ دی تو مال میں سے اتنا کم ہوگیا بلکہ اس سے مال بڑھتا ہے۔

⑥ زکوٰۃ ادا کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شمار ہوتے ہیں اور یہ کمالِ ایمان کی نشانی ہے۔

⑦ زکوٰۃ سے جی چرانے والوں کا حشر خراب ہوتا ہے اور مال بھی برباد جاتا ہے۔

⑧ زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کفر ہے اور منکر کافر، اسلامی برادری سے خارج ہے۔

⑨ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا سخت ناشکرا اور گناہ گار ہے اور آخرت میں ملعون۔
⑩ ادا میں تاخیر کرنے والا گناہ گار اور مردود الشہادۃ ہے، اس کی گواہی نامقبول۔

سوال:- زکوٰۃ کیسے اور کیوں کر فرض ہوئی؟

جواب:- اسلام میں شروع ہی سے مسلمانوں کو خصوصیت سے توجہ دلائی جاتی تھی کہ وہ حتی الامکان ایک دوسرے کے کام آئیں اور ضرورت سے زیادہ جو بھی پائیں وہ مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور حاجت مندوں پر صرف کریں اور اپنی ہمدردی و غم گساری کو دوسرے مسلمانوں کا رفیق بنائیں، اسلام کی اس پاکیزہ تعلیم کی بدولت مسلمان، غربا و مساکین کی امداد و اعانت میں جو کچھ بن پڑتا اس میں کمی نہ کرتے تاہم ایسا کوئی قاعدہ مقرر نہ تھا جس پر بطور آئین وضابطہ کے عمل کیا جاتا ہو۔

مکہ معظّمہ سے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں آکر جب مسلمانوں کو کسی قدر اطمینان و سکون نصیب ہوا، انھیں فتوحات نصیب ہوئیں، زمینیں اور جاگیریں ہاتھ آئیں، انھوں نے اپنا کاروبار شروع کیا اور تجارت کی آمدنی بڑھی تو رفتہ رفتہ مناسب حالات کے تحت زکوٰۃ کا پورا نظام فتح مکہ کے بعد مکمل ہوا اور اس کے احکام و قوانین مرتب ہوئے اور نظام زکوٰۃ نے آئین وضابطہ کی شکل اختیار کی۔

سوال:- زکوٰۃ ادا کرنے سے ادا کرنے والے کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب:- زکوٰۃ ادا کرنے والے کو یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ:

① سخاوت کے باعث اس کا سینہ کشادہ ہو جاتا ہے۔
② مال کی ناجائز محبت اس کے دل میں گھر نہیں کرتی۔
③ بخل اور امساک یعنی کنجوسی سے اس کا دامن ملوث نہیں ہوتا۔
④ زکوٰۃ دینے سے کاروبار اور دولت و ثروت میں ترقی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔
⑤ غربا و مساکین کو وہ اپنی ہی قوم کا ایک حصہ سمجھتا ہے، اس لیے بے حد دولت کا جمع ہو جانا بھی اس میں تکبر اور غرور پیدا نہیں ہونے دیتا۔
⑥ غربا و مساکین کو اس کے ساتھ ایک انس و محبت اور اس کی دولت و ثروت کے ساتھ

ہمدردی وخیرخواہی پیدا ہوجاتی ہے کیوں کہ اس کے مال میں اپنا ایک حصہ موجود وقائم سمجھتے ہیں۔

⑦ دولت مند مسلمان کی دولت ایک ایسی کمپنی کی مثال پیدا کرلیتی ہے جس میں ادنیٰ و اعلیٰ حصہ کے حصہ دار شامل ہوتے ہیں۔

⑧ دولت مند اور دین دار مسلمان ہمیشہ قابل ہمدردی اشخاص کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں تا کہ ان کی مدد کرکے ان کے زخم دل پر مرہم رکھیں اور یہ بڑی سعادت ہے۔

یہ چند فائدے تو دنیاوی ہیں، روحانی اور اخروی فائدے جو آخرت میں اس کے کام آئیں گے، ان فوائد کے علاوہ ہیں۔

سوال:- زکوٰۃ کے اموال سے قوم کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب:- جو نقد وجنس زکوٰۃ سے حاصل ہوتی ہے اس سے قوم کو یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ:

① بھیک مانگنے کی رسم قوم سے بالکل مفقود ہوجاتی ہے۔

② جو لوگ حاجت مند ہونے کے باوجود کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے، اموالِ زکوٰۃ کی بدولت اپنی آبرو اور خودداری کو ہر حال میں قائم رکھ سکتے ہیں۔

③ جو لوگ اپنی محنت وکوشش سے اپنی روزی کمانے کی صلاحیت نہیں رکھتے جیسے بوڑھے، لولے، لنگڑے، فالج زدہ، کوڑھی وغیرہ دوسرے اہل حاجت، ان کی ضروریاتِ زندگی کی ان اموال سے کفالت ہوجاتی ہے۔

④ وہ قرض دار جو اپنا قرض آپ کسی طرح ادا نہیں کرسکتے، یہ اموال ان کی دستگیری کرتے اور انھیں نئی زندگی بخشتے ہیں۔

⑤ مسافروں کی راحت رسانی اور ان کی مالی اعانت، اس سے بخوبی ہوسکتی ہے، مسافرت کی حالت میں، دیس سے دور صحرا و بیاباں بلکہ آبادی میں بھی آدمی کسی حادثہ سے دوچار ہوجائے تو اموالِ زکوٰۃ اس کے لیے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

⑥ دینی علوم کی خاطر وطن عزیز سے دور، قریہ قریہ، شہر شہر سفر کرنے والے طلبہ کے اس رقم کی فراہمی سے ہزاروں کام بن جاتے ہیں، شائقین علم دین کی حاجت برآری کے علاوہ علومِ دینیہ کی سرپرستی بھی ہوجاتی ہے۔

⑦ یتیموں اور بیواؤں کی اس طرح خبر گیری ہو جاتی ہے کہ ان کے لیے یتیمی اور بیوگی سوہانِ روح نہیں بنتی۔

⑧ اموالِ زکوٰۃ، غلامی کی بیڑیاں کاٹ کر آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

دراصل تمدنِ انسانی کا سب سے مشکل مسئلہ یہ ہے کہ کسی قوم کے افراد میں فقر و دولت کے لحاظ سے کیوں کر ایک تناسب قائم کیا جائے تاکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر نہ رہ جائے، آج تک کوئی انسانی دماغ اس عقدہ کی گرہ کشائی نہ کرسکا اور کسی تدبیر سے یہ مشکل حل نہ ہوسکی اور افراد کی ملکیت پر سے حق ملکیت کا اٹھا دیا جانا اور شخصی قبضہ سے نکال کر جمہور کی ملک میں چلا جانا عملاً اس قدر محال ہے کہ دنیا میں کبھی بھی کسی بھی قوم و ملک میں صحیح طور پر اس کا رواج نہ قائم ہوا اور نہ جبر و تشدد کا تسلط کسی قوم و ملک میں ہمیشہ باقی رہ سکتا ہے۔ اسلام نے - جو مسلمانوں کو دنیا کی بدترین متمدن قوم بنانا چاہتا ہے- اس مسئلہ پر توجہ دی اور اسے ہمیشہ کے لیے طے کر دیا اور اسی کا نام فرضیت زکوٰۃ ہے۔

سوال:- قرآن وحدیث سے زکوٰۃ کے کچھ فضائل بیان کریں۔

جواب:- قرآن وحدیث، زکوٰۃ وخیرات کے فضائل سے مالا مال ہیں، قرآنِ عظیم کی ایک آیتِ کریمہ میں فرمایا کہ "جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کی کہاوت اس دانہ کی ہے جس سے سات بالیں نکلیں، ہر بال میں سو دانے اور اللہ جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے۔"

صاف بتا دیا کہ زکوٰۃ دینے سے مال بڑھتا اور دولت میں بے حساب برکتیں لاتا ہے، اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے سے مال میں تباہی و بربادی آتی ہے اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ زکوٰۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو۔ (ابوداؤد)

بعض درختوں میں کچھ فاسد اجزا اس قسم کے پیدا ہو جاتے ہیں کہ پیڑ کی اٹھان کو روک دیتے ہیں، احمق نادان انھیں نہ تراشے گا کہ میرے پیڑ سے اتنا کم ہو جائے گا مگر عاقل ہوش مند تو جانتا ہے کہ ان کے چھانٹنے سے یہ نونہال لہلہا کر درخت بنے گا ورنہ یوں ہی مرجھا کر رہ جائے گا، یہی حساب زکاتی مال کا ہے۔ قرآنِ کریم ہی کا یہ ارشاد ہے: "اور جو کچھ تم خرچ کروگے، اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اور دے گا اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے۔"

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کھجور برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے- اور اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا مگر حلال کو- تو اسے اللہ تعالیٰ دست راست سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اس کے مالک کے لیے پرورش فرماتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے بچھڑے کی تربیت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ برابر ہوجاتا ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا (دو چیزیں) خرچ کرے وہ جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔

سوال:- زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کی مذمت کا بھی کچھ حال بتائیں۔

جواب:- قرآنِ کریم میں ہے کہ" جو لوگ جوڑتے ہیں، سونا، چاندی اور اسے خدا کی راہ میں نہیں اٹھاتے یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، انھیں دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دو جس دن تپایا جائے گا وہ سونا چاندی جہنم کی آگ سے، پس داغی جائیں گی اس سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں (اور ان سے کہا جائے گا) یہ ہے وہ مال جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا، اب چکھو مزہ اس جوڑنے کا۔

پھر اس داغ دینے کو یہ نہ سمجھنا کہ کوئی ہلکا سا جھٹکا لگا دیا جائے گا یا پیشانی و پشت یا پہلو کی چربی نکل کر بس ہوگی بلکہ اس کا حال بھی حدیث میں بیان فرمایا کہ: جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے (یعنی اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے) تو جب قیامت کا دن ہوگا، اس کے لیے آگ کے پتر بنائے جائیں گے اور ان پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور ان سے اس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی، جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کر دیے جائیں گے، یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہوجائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف۔

اور اونٹ کے بارے میں فرمایا جو اس کا حق ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن ہموار میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ اونٹ سب کے سب نہایت فربہ ہو کر آئیں گے، پاؤں سے اسے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے۔ جب ان کی پچھلی جماعت گزر جائے گی، پہلی لوٹے گی، ایسا ہی گائے اور بکریوں کے بارے میں فرمایا کہ اسے ہموار میدان میں لٹائیں گے اور وہ سب

کی سب گائے بکریاں سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے روندیں گی۔(مسلم و بخاری)

اور دوسری احادیث میں آیا ہے کہ خشکی وتری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ دوزخ میں سب سے پہلے تین اشخاص جائیں گے،ان میں سے ایک وہ تونگر ہے جو اپنے مال میں اللہ عزوجل کا حق ادا نہیں کرتا۔

سوال:- جو شخص زکوٰۃ نہ دے مگر روپیہ نیک کاموں میں صرف کرے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب:- زکوٰۃ نہ دینے کی آفتیں وہ نہیں جن کی تاب آسکے،ابھی اوپر گزرا کہ زکوٰۃ نہ دینے والے کو ہزارہا سال ان سخت عذابوں میں گرفتاری کی امید رکھنی چاہیے کہ ضعیف و ناتواں انسان کی کیا جان،اگر پہاڑوں پر ڈالی جائیں وہ سرمہ ہوکر خاک میں مل جائیں،پھر اس سے بڑھ کر احمق کون کہ اپنا مال جھوٹے سچے نام کی خیرات میں صرف کرے اور اللہ تعالیٰ کا فرض اور اس بادشاہِ قہار کا وہ بھاری قرض گردن پر رہنے دے،یہ شیطان کا بڑا دھوکا ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے،نادان سمجھتا ہے کہ نیک کام کررہا ہوں اور نہ جانا کہ نفل،بے فرض نرے دھوکے کی ٹٹی ہے،اس کا قبول ہونا درکنار،زکوٰۃ نہ دینے کا وبال گردن پر موجود رہتا ہے،فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ و نذرانہ،قرض نہ دیجیے اور بالائی تحفے بھیجیے تو کیا وہ قابلِ قبول ہوں گے خصوصاً اس شہنشاہِ غنی کی بارگاہ میں؟

سوال:- مسلمان فقیر کو زکوٰۃ کا مالک کردینے کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- تملیک فقیر،کہ زکوٰۃ کا رکن ہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ صرف بہ نیتِ زکوٰۃ و ادائے فرض اور حکم الٰہی کی بجا آوری کی نیت سے دے،اس مال سے اپنا نفع بالکل اٹھالے اور جسے یہ زکوٰۃ دے اسے بالکل مختار بنادے کہ جس طرح اور جس جائز کام میں چاہے صرف کرے۔

سوال:- زکوٰۃ کی رقم سے محتاجوں کو کھانا کھلا دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب:- اگر فقیروں،مسکینوں کو مثلاً اپنے گھر بلا کر،کھانا پکا کر،بطور دعوت کھلا دیا تو

ہرگز زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، ہاں اگر صاحب زکوٰۃ نے کھانا بغیر پکائے یا پکا کر مستحق لوگوں کے گھر پہنچا دیا یا اپنے ہی گھر کھلا یا مگر صراحت سے انھیں پہلے مالک کر دیا کہ یہاں کھائیں خواہ لے جائیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی کہ تملیک فقیر پائی گئی اور زکوٰۃ میں یہی لازم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال:- زکوٰۃ کیسے شخص کو دینا چاہیے یعنی اس کا مالک کسے بنایا جائے؟

جواب:- مستحق زکوٰۃ کو مالک کرنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے کو دے جو مال کو مال سمجھتا اور قبضہ کرنا جانتا ہو یعنی ایسا نہ ہو کہ پھینک دے یا دھوکا کھائے، ورنہ ادا نہ ہوگی، مثلاً نہایت چھوٹے بچے یا پاگل کو دینا اور اگر بچہ ہی کو دینا ہے اور بچے کو اتنی عقل نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا باپ یا جس کی نگرانی میں ہے، وہ قبضہ کریں۔ (درمختار، ردالمحتار) اور یہ مال اس بچہ ہی کی ملک ہوگا جس کے لیے دیا گیا۔

سوال:- زکوٰۃ مردہ کے کفن دفن یا مسجد کی تعمیر میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز و تکفین (کفن دفن) یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کر سکتے کہ تملیک فقیر نہیں پائی گئی اور ان امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ صرف کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا بلکہ حدیث میں آیا اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کے لیے اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (ردالمحتار)

یوں ہی مالِ زکوٰۃ سے میت کا قرض ادا کرنا یا اس سے پُل، سرائے، سقایہ، سبیل یا سڑک بنوا دینا یا ہسپتال تعمیر کرانا یا کنواں کھودوا دینا کافی نہیں کہ یہ مال فقیر کی ملک میں نہ گیا۔ (عالم گیری وغیرہ)

سوال:- مال زکوٰۃ مدرسہ اسلامیہ میں لینا دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- مدرسہ اسلامیہ اگر صحیح اسلامیہ خاص اہل سنت کا ہو، نیچریوں، قادیانیوں، رافضیوں وغیرہم مرتدین کا نہ ہو تو اس میں مالِ زکوٰۃ اس شرط پر دیا جا سکتا ہے کہ مدرسہ کا مہتمم اس مال کو جدا رکھے اور خاص تملیک فقیر کے مصارف میں صرف کرے، مدرسین یا دیگر ملازمین کی تنخواہ اس سے نہیں دی جا سکتی، نہ مدرسہ کی تعمیر یا مرمت یا فرش وغیرہ میں صرف

ہوسکتی ہے، ہاں اگر روپیہ بہ نیت زکوٰۃ کسی مصرفِ زکوٰۃ کو دے کر ملک کردیں وہ اپنی طرف سے مدرسہ کو دیدے تو تنخواہ مدرسین و ملازمین وغیرہ جملہ مصارف مدرسہ میں صرف ہوسکتا ہے۔(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سبق(۹)

زکوٰۃ فرض ہونے کی شرطیں

سوال:- زکوٰۃ فرض ہونے کی شرطیں کیا ہیں؟

جواب:- زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں:

(۱) مسلمان ہونا: کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۲) بالغ ہونا: نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۳) عاقل ہونا: بوہرے پر زکوٰۃ فرض نہیں جب کہ اسی حالت میں سال گزر جائے اور اگر کبھی کبھی اسے افاقہ ہوجاتا ہے تو فرض ہے۔

(۴) آزاد ہونا: غلام پر زکوٰۃ نہیں اگرچہ اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دے دی ہو۔

(۵) مال بقدرِ نصاب اس کی ملک میں ہونا، اگر نصاب سے کم ہے تو زکوٰۃ نہیں۔

(۶) پورے طور پر اس کا مالک ہونا، یعنی اس پر قبضہ بھی ہو۔

(۷) نصاب کا دین (قرض) سے فارغ (بچا ہوا) ہونا۔

(۸) نصاب کا حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہونا۔

(۹) مال کا نامی ہونا یعنی بڑھنے والا، خواہ حقیقۃً ہو یا حکماً۔

(۱۰) نصاب پر ایک سال کامل کا گزر جانا۔(عامۂ کتب)

سوال:- دَین سے نصاب کے فارغ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص نصاب کا مالک ہے مگر اس پر قرض ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد نصاب زکوٰۃ باقی نہیں رہتی تو زکوٰۃ واجب نہیں، یا یہ خود مقروض نہیں بلکہ کسی

مقروض کا کفیل (ضامن) ہے اور ضمانت کے روپے نکالنے کے بعد باقی نصاب نہیں رہتی تو زکوٰۃ فرض نہیں کہ قرض خواہ کو اختیار ہے کہ اسی سے اپنے مال کا مطالبہ کرے۔(عالم گیری، ردالمحتار)

سوال:- حاجت اصلیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:- جس چیز کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے، اسے حاجت اصلیہ کہتے ہیں، اس میں زکوٰۃ واجب نہیں جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کا سامان، سواری کے جانور، پیشہ وروں کے اوزار، اہل علم کے لیے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لیے غلہ (ردالمحتار) یوں ہی حاجت اصلیہ میں خرچ کرنے کے لیے روپے پیسے۔

سوال:- مالِ نامی سے کیا مراد ہے؟

جواب:- مال دو قسم کے ہیں، ایک یہ کہ وہ پیدا ہی اس لیے ہوئے ہیں کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں، اسے پیدائشی مال کہتے ہیں جیسے سونا، چاندی، دوسرے - وہ مال جو اس کے لیے پیدا تو نہیں ہوئے مگر ان سے یہ کام بھی لیا جاتا ہے، اسے فعلی (کام چلانے والا) مال کہتے ہیں۔سونے چاندی کے علاوہ سب چیزیں فعلی ہیں کہ تجارت سے سب میں نمو (زیادتی) ہوگی، سونے چاندی میں مطلقاً زکوٰۃ واجب ہے جب کہ بقدرِ نصاب ہوں اگر چہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہے کہ ان میں تجارت کی نیت ہو، یہی حکم چرائی پر چھوٹے ہوئے جانوروں اونٹ، گائے، بھینس، بیل، بکری، بھیڑ، دنبہ کا ہے اور سکۂ رائج الوقت سونے چاندی کے حکم میں ہے۔(عامۂ کتب)

سوال:- نصاب پر سال گزرنے سے کون سا سال مراد ہے؟

جواب:- سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے یوں سمجھو کہ سب میں پہلی جس عربی مہینے کی جس تاریخ، جس گھنٹے منٹ پر وہ مالک نصاب ہوا، وہی مہینہ تاریخ گھنٹہ منٹ اس کے لیے زکوٰۃ کا سال ہے۔آمدنی کا سال خواہ کبھی سے شروع ہوتا ہو، اور شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہوگئی تو اس

کمی کا کوئی اثر زکوٰۃ پر نہیں پڑے گا یعنی زکوٰۃ واجب ہے۔(عالم گیری)

سوال:- مال تجارت کو درمیان سال کسی اور چیز سے بدل لیا تو اب اس مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

جواب:- مالِ تجارت یا سونے چاندی کو درمیان سال میں اپنی ہی جنس مثلاً زیورات سے بدل لیا یا کوئی اور جنس بدلے میں لے لی تو اس کی وجہ سے سال گزرنے میں نقصان نہ آیا بلکہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔(عالم گیری)

سوال:- مالکِ نصاب کا مال درمیان سال میں بڑھ جائے تو کتنے مال پر زکوٰۃ ہوگی؟

جواب:- جو شخص مالکِ نصاب ہے، اگر درمیان سال میں کچھ اور مالِ اسی جنس کا اسے حاصل ہو گیا تو اس نئے مال کا جدا سال نہیں بلکہ پہلے مال کا ختم سال، اس کے لیے بھی سالِ تمام ہے اگرچہ یہ مال سالِ تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو۔(جوہرہ نیرہ)

سوال:- نماز کی طرح کیا زکوٰۃ میں بھی نیت شرط ہے؟

جواب:- ہاں! زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کے لیے مال علاحدہ کرتے وقت نیت زکوٰۃ شرط ہے، نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ یہ مال زکوٰۃ ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص سال بھر تک خیرات کرتا رہا، اب نیت کی کہ جو کچھ دیا ہے، سب زکوٰۃ ہے تو یہ نیت معتبر نہیں اور زکوٰۃ ادا نہ ہوئی۔(عالم گیری)

یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ جس طرح زکوٰۃ میں نیت شرط ہے، بے اس کے ادا نہیں ہوتی، اسی طرح نیت میں اخلاص شرط ہے، بغیر اخلاص کے نیت مہمل، اور اخلاص کے معنی ہیں کہ جو کچھ دے بہ نیت زکوٰۃ اور ادائیگی فرض اور حکم الٰہی کی بجا آوری کے لیے دے، اس کے ساتھ کوئی اور امر جو زکوٰۃ کے منافی ہے اس کا قصد نہ کرے۔(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:- زکوٰۃ کی نیت سے مال جدا کر لیا پھر وہ جاتا رہا تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب:- مال زکوٰۃ کو بہ نیت زکوٰۃ علاحدہ کر دینے سے آدمی بری الذمہ نہ ہوگا جب تک فقیروں کو نہ دے دے یہاں تک کہ اگر وہ ضائع ہو گیا تو زکوٰۃ ساقط نہ ہوئی اور اگر مر گیا تو اس میں وراثت جاری ہوگی۔(درمختار، ردالمحتار)

سوال:- زکوٰۃ علانیہ دی جائے یا پوشیدہ طور پر چھپا کر؟

جواب:- زکوٰۃ علانیہ اور ظاہر طور پر ادا کرنا افضل ہے اور نفل صدقہ، جسے لوگ خیرات کہتے ہیں، چھپا کر دینا افضل ہے۔ (عالم گیری)

زکوٰۃ میں اعلان اس وجہ سے ہے کہ چھپا کر دینے میں لوگوں کو تہمت اور بدگمانی کا موقع ملے گا اور حدیث شریف کا حکم ہے کہ تہمت کی جگہوں سے بچو! نیز اعلان اوروں کے لیے باعث ترغیب ہے کہ اس کو دیکھ کر اور لوگ بھی دیں گے مگر یہ ضرور ہے کہ ریا نہ آنے پائے کہ ثواب جاتا رہے گا بلکہ گناہ واستحقاقِ عذاب ہے، اسے سزا دی جائے تو ناحق نہ ہوگی کہ یہ وبال ریا کی بدولت وہ خود خرید چکا۔

سوال:- زکوٰۃ کہہ کر مستحق کو دینا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:- زکوٰۃ دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکوٰۃ کہہ کر دے بلکہ صرف نیت زکوٰۃ کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیت زکوٰۃ کی ہو تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ (عالم گیری)

اسی طرح نذر، یا ہدیہ، یا پان کھانے، یا بچوں کے مٹھائی کھانے، یا عیدی کے نام سے دی، زکوٰۃ ہوگئی۔ بعض محتاج ضرورت مند زکوٰۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے، انھیں زکوٰۃ کہہ کر دیا جائے گا تو نہیں لیں گے لہٰذا زکوٰۃ کا لفظ نہ کہے۔ (بہارِ شریعت، فتاویٰ رضویہ)

سوال:- سالِ تمام سے پیش تر زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- مالکِ نصاب سالِ تمام سے پیش تر بھی ادا کرسکتا ہے اور پیش تر سے چند سال کی بھی زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ (عالم گیری) لہٰذا مناسب ہے کہ زکوٰۃ میں تھوڑا تھوڑا دیتا رہے ختم سال پر حساب کرلے، اگر زکوٰۃ پوری ہوگئی فبہا، اور کچھ کمی ہو تو اب فوراً دے دے تاخیر جائز نہیں، نہ اس کی اجازت کہ اب تھوڑا تھوڑا کرکے ادا کرے، بلکہ جو کچھ باقی ہے کل فوراً ادا کردے اور زیادہ دے دیا ہے تو آئندہ سال میں مجریٰ کردے۔ (بہارِ شریعت)

سوال:- سال گزر جانے پر تھوڑا تھوڑا دینے میں کیا خرابی ہے؟

جواب:- اگر سال گزر گیا اور زکوٰۃ واجب الادا ہوچکی تو اب بتدریج یعنی تھوڑا تھوڑا

مال زکوٰۃ ادا کرتے رہنا جائز نہیں بلکہ فوراً تمام وکمال زرِ واجب الادا ادا کرے، اس میں تاخیر باعث گناہ بلکہ اس کی ادا میں تاخیر کرنے والا مردود الشہادۃ ہے (کہ اس کی گواہی مقبول نہ ہوگی) پھر تاخیر میں سو آفتیں ہیں، ظاہر ہے کہ وقت موت معلوم نہیں، ممکن ہے کہ ادا کرنے سے پہلے ہی آجائے تو بالاجماع گنہگار ہوگا اور وبالِ آخرت اس پر سوار رہے گا پھر مالی اور جانی حادثے آئے دن درپیش، مشہور ہے کہ براوقت کہہ کر نہیں آتا اور مان لو کہ آدمی حادثات سے محفوظ بھی رہا تو نفس پر اعتماد کسے ہے؟ ممکن ہے کہ شیطان بہکا دے اور آج جو ادا کا قصد وارادہ ہے، کل وہ بھی نہ رہے۔

اور جنھیں یہ خیال ہو کہ مالِ زکوٰۃ روک رکھیں اور جس وقت جس حاجت مند کو دینا زیادہ مناسب سمجھیں اسے دیں یا یہ کہ سائل (مانگنے والے مستحق فقیر) بکثرت آتے رہتے ہیں، یہ چاہتا ہے کہ مالِ زکوٰۃ ان کے لیے رکھ چھوڑے کہ وقتاً فوقتاً دیا کرے یا یہ کہ یک مشت دینا ذرا نفس پر بار ہے اور تھوڑا تھوڑا نکلتا جائے گا تو معلوم نہ ہوگا تو ایسوں کے لیے راہ یہی ہے کہ زکوٰۃ پیشگی دیا کریں، اس میں ان کا مقصد بھی حاصل ہوگا اور شرعی گرفت سے بھی بچے رہیں گے، ہاں اور زیادہ ثواب چاہے تو بہتر ماہِ رمضان المبارک ہے جس میں نفل کا ثواب فرض کی برابر ہے اور فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر۔ (فتاویٰ رضویہ)

سبق (۱۰)

جانوروں میں زکوٰۃ کا بیان

سوال:- کون سے جانوروں کی زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب:- صرف تین قسم کے جانوروں کی زکوٰۃ فرض ہے جب کہ سائمہ ہو۔

(۱) اونٹ۔ (۲) گائے۔ (۳) بکری۔

گھوڑے، گدھے، خچر اگرچہ چرائی پر ہوں ان کی زکوٰۃ نہیں ہاں اگر تجارت کے لیے ہوں تو ان کی قیمت لگا کر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیں۔ (درمختار وغیرہ) اور

بھینس، بیل، گائے کے حکم میں ہے اور بھیڑ دنبہ، بکری کے حکم میں داخل ہے کہ ایک سے نصاب پوری نہ ہوتی ہو تو دوسری کو ملا کر پوری کریں۔

سوال:- سائمہ کون سے جانوروں کو کہا جاتا ہے؟

جواب:- سائمہ وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں چر کر گزر کرتا ہو اور اس سے مقصود صرف دودھ لینا یا نسل بڑھانا یا شوقیہ پرورش وفربہ کرنا ہو اور اگر گھر میں گھاس لا کر کھلاتے ہوں، یا مقصود بوجھ لادنا، یا ہل وغیرہ کسی کام میں لانا، یا سواری لینا ہے تو اگر چہ چر کر گزر کرتا ہو وہ سائمہ نہیں اور اس کی زکوٰۃ واجب نہیں۔(درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- تجارت کے جانوروں پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

جواب:- تجارت کا جانور چرائی پر ہے تو یہ بھی سائمہ نہیں بلکہ تجارت کے جانوروں کی زکوٰۃ قیمت لگا کر ادا کی جائے گی۔(درمختار، ردالمحتار)

سوال:- زکوٰۃ کے جانوروں پر زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

جواب:- اونٹ جب کہ پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں، اور گائے بھینس جب تیس پوری ہوں، اور بکریاں جب کہ چالیس ہوں اور ان پر سال پورا گزر جائے اور سال تمام کے وقت وہ سب جانور یعنی سب اونٹ، سب گائے بھینس، یا سب بھیڑ بکری ایک سال سے کم کے نہ ہو تو ان کی زکوٰۃ دینی فرض ہوگی ورنہ نہیں۔(عامۂ کتب)

سوال:- زکوٰۃ کے جانوروں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:- جانوروں کے نصاب کی تفصیل اور ان کے تفصیلی احکام تو بڑی کتابوں سے معلوم کریں یا پھر علمائے اہل سنت سے دریافت کریں، یہاں مختصراً اتنا سمجھ لیں کہ پانچ اونٹوں، تیس گائے بھینسوں، اور چالیس بکریوں سے کم میں زکوٰۃ واجب وفرض نہیں البتہ اونٹ جب پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں مگر پچیس سے کم ہوں تو ہر پانچ میں ایک بکری واجب ہے اور پچیس کے بعد حساب بدل جائے گا، اسی طرح گائے بھینس جب پوری تیس ہوں تو ان کی زکوٰۃ ایک سال کا بچہ ہے پھر جب یہ تعداد چالیس یا اس سے زیادہ کو پہنچے گی تو حکم بدلتا جائے گا، اور بکریاں چالیس ہوں تو ایک بکری فرض ہوگی اور یہ حکم ایک سو بیس تک رہے گا،

اس سے زائد پر حکم بدلتا رہے گا۔

سوال:- زکوٰۃ میں کس عمر کا جانور دیا جائے گا اور کیسا؟

جواب:- زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ بکری دے یا بکرا، جو کچھ ہو یہ ضرور ہے کہ سال بھر سے کم کا نہ ہو، اگر کم عمر کا ہو تو قیمت کے حساب سے دیا جا سکتا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ جو جانور دینا واجب ہو اس کی قیمت دیدے۔ (عالم گیری وغیرہ)

سوال:- کسی کے پاس ہر نوع کے جانور ہیں مگر نصاب سے کم، تو ان پر زکوٰۃ فرض ہوگی یا نہیں؟

جواب:- اگر کسی کے پاس اونٹ، گائے، بکریاں سب ہیں مگر نصاب سے سب کم ہیں یا بعض تو نصاب پوری کرنے کے لیے خلط ملط نہ کریں گے اور زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- زکوٰۃ میں دیئے جانے والے جانور کیسے ہونا چاہئیں؟

جواب:- اونٹ کی زکوٰۃ میں بکری دیں یا بکرا، اس کا اختیار ہے اور جہاں اونٹ کی زکوٰۃ میں ایک یا دو یا تین یا چار سال کا اونٹ کا بچہ دیا جاتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ مادہ ہو اور نر دیں تو مادہ کی قیمت کا ہو ورنہ نہیں لیا جائے گا اور گائے بھینس کی زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ نر لیا جائے یا مادہ، اسی طرح بکریوں کی زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ بکری دے یا بکرا۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- مویشی میں دو آدمی شریک ہوں تو زکوٰۃ کس پر واجب ہوگی؟

جواب:- مویشی میں شرکت سے زکوٰۃ پر کچھ اثر نہیں پڑتا، خواہ وہ شرکت کسی قسم کی ہو اگر ہر ایک کا حصہ بقدرِ نصاب ہے تو دونوں پر پوری پوری زکوٰۃ فرض ہے اور ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے، دوسرے کا نہیں تو اس پر واجب اِس پر نہیں، مثلاً ایک کی چالیس بکریاں ہیں، دوسرے کی تیس تو چالیس والے پر ایک بکری فرض ہے، تیس والے پر کچھ نہیں اور اگر کسی کی بکریاں بقدرِ نصاب نہ ہوں مگر مجموعہ بقدر نصاب ہے تو کسی پر کچھ نہیں۔ (عالم گیری)

سبق (۱۱)

سونے چاندی کی زکوٰۃ کا بیان

سوال:- سونے چاندی میں زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

جواب:- سونا اور چاندی جب بقدر نصاب ہوں ان میں زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے سونے کا نصاب بیس مثقال ہے یعنی ساڑھے سات تولہ، اور چاندی کا نصاب دوسو درم ہے یعنی ساڑھے باون تولہ۔

سوال:- آج کل جو اعشاری نظام رائج ہوا ہے اس میں سونے چاندی کا نصاب کتنا ہوگا؟

جواب:- اعشاری نظام کی جو تفصیل سرکاری طور پر حکومت کی جانب سے جاری کی گئی ہے، اس کے مطابق سونے کا نصاب ۹۷۴ء۸۷ گرام ہے، اور چاندی کا نصاب ۶۰۷ء۳۵۰ گرام ہے۔

سوال:- سونے چاندی کی زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے یا قیمت کا؟

جواب:- سونے چاندی کی زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے، قیمت کا لحاظ نہیں، وزن میں بقدر نصاب نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں، قیمت جو کچھ بھی ہو، مثلاً سات تولے سونے یا کم کا زیور یا برتن بنا ہو کہ اس کی کاریگری کی وجہ سے قیمت میں ساڑھے سات تولہ تک پہنچتا یا اس سے بھی زائد ہوتا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں کہ وزن ساڑھے سات تولہ کامل نہ ہوا یا ساڑھے سات تولہ ہارتے (کھوٹے) سونے کا مال ہے کہ قیمت میں سات تولہ سونے سے بھی کم ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے کہ نصاب کا وزن پورا ہے۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ)

سوال:- سونے کی زکوٰۃ چاندی سے ادا کی جائے تو اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:- یہ جو ہم نے کہا کہ ادائے زکوٰۃ میں قیمت کا اعتبار نہیں، یہ اسی صورت میں ہے کہ اس جنس کی زکوٰۃ اسی جنس سے ادا کی جائے اور اگر سونے کی زکوٰۃ چاندی سے یا چاندی کی زکوٰۃ سونے سے ادا کی جائے تو اب ضرور قیمت کا اعتبار ہوگا مثلاً سونے کی زکوٰۃ میں

چاندی کی کوئی چیز دی جس کی قیمت ایک اشرفی ہے تو ایک اشرفی دینا قرار پائے گا اگرچہ وزن میں وہ چاندی کی چیز پندرہ روپیہ بھر بھی نہ ہو۔ (ردالمحتار)

سوال:- سونے چاندی کی زکوٰۃ کس حساب سے نکالی جاتی ہے؟

جواب:- سونا چاندی جب کہ بقدرِ نصاب ہوں تو ان کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے یعنی ان کی قیمت لگالیں اور پھر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ میں دے دیں خواہ وہ ویسے ہی ہوں یا ان کے سکے جیسے روپے اشرفیاں (اگرچہ پاک و ہند بلکہ بیش تر ممالک میں یہ سکے اب نہیں پائے جاتے) یا ان کی بنی ہوئی کوئی چیز ہو، خواہ اس کا استعمال جائز ہو جیسے عورت کے لیے زیور، مرد کے لیے چاندی کی ایک نگ کی ایک انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی، یا ناجائز ہو جیسے سونے چاندی کے برتن، گھڑی، سرمہ دانی، سلائی کہ ان کا استعمال مرد و عورت سب کے لیے حرام ہے۔ غرض جو کچھ ہو، زکوٰۃ سب کی واجب ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- سونا چاندی میں کھوٹ ہو تو زکوٰۃ کس طرح نکالیں؟

جواب:- اگر سونے چاندی میں کھوٹ ہو اور غالب سونا چاندی ہے تو ان سب کو سونا چاندی قرار دیں، کھوٹ کا کوئی اعتبار نہیں اور کل پر زکوٰۃ واجب ہے، یوں ہی اگر کھوٹ آدھوں آدھ یعنی سونے چاندی کے برابر ہے تب بھی کھوٹ کا لحاظ نہ کیا جائے اور زکوٰۃ کل پر واجب ہوگی، اور اگر کھوٹ غالب ہو مگر اس میں سونا چاندی اتنی مقدار میں ہے کہ جدا کریں تو نصاب کو پہنچ جائے یا وہ تو نصاب کو نہیں پہنچتا مگر اس کے پاس اور مال ہے کہ اس سے مل کر نصاب ہو جائے گا تو ان صورتوں میں زکوٰۃ واجب ہے۔ (درمختار)

سوال:- تھوڑی آمدنی والا کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے بلکہ گھر والوں کی ضروریات کے لیے بچا کر رکھے اس میں گناہ ہے یا نہیں؟

جواب:- یہ تو صحیح ہے کہ برا وقت کہہ کر نہیں آتا اور ضرورتیں بھی آدمی سے چمٹی رہتی ہیں مگر گھر میں جو آدمی کھانے پہننے والے ہوں، ان کی ضروریات کا لحاظ تو شریعت مطہرہ نے پہلے ہی فرما لیا ہے۔ سال بھر کے کھانے پینے پہننے اور تمام مصارف سے جو بچا اور سال بھر رہا اسی کا تو چالیسواں حصہ فرض ہوا ہے اور وہ بھی اس لیے کہ مسلمان کو آخرت میں عذاب سے

نجات ملے اور دنیا میں بھی مال میں ترقی ہو، برکت ہو۔ یہ خیال کرنا کہ زکوٰۃ سے مال گھٹے گا، نری ایمان کی کمزوری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ زکوٰۃ دینے سے مال میں ترقی اور افزونی ہوتی ہے تو جسے وہ بڑھائے وہ کیوں کر گھٹ سکتا ہے، یہ خیال کہ اگر اس وقت سو روپیہ میں سے ڈھائی روپیہ زکوٰۃ میں اٹھا دیں گے تو آئندہ بال بچے کیا کھائیں گے، محض شیطانی وسوسہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:- عورت کو جو زیور میکہ سے ملتا ہے اس کی زکوٰۃ عورت پر ہے یا اس کے شوہر پر؟

جواب:- عورت کو ماں باپ کے یہاں سے جو زیور ملتا ہے اس کی مالک عورت ہی ہوتی ہے، اس کی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ ہرگز نہیں اگرچہ وہ کثیر مال رکھتا ہو اور شوہر نہ دے تو اس کے نہ دینے سے اس پر کچھ وبال بھی نہیں، یوں ہی شوہر نے وہ زیور کہ عورت کو دیا اور اس کی ملک کر دیا، اس پر بھی یہی حکم ہے، ہاں اگر شوہر نے اپنے ہی ملک میں رکھا اور عورت کو صرف پہننے کے لے دیا تو بے شک اس کی زکوٰۃ مرد کے ذمہ ہے جب کہ خود یا دوسرے مال سے مل کر بقدر نصاب ہو اور حاجت اصلیہ سے زائد بھی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:- جواہرات اور قیمتی پتھروں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب:- موتی وغیرہ جواہر جس کے پاس ہوں اور تجارت کے لیے نہ ہو تو ان کی زکوٰۃ واجب نہیں مگر جب نصاب کی قیمت کے ہوں تو زکوٰۃ لے نہیں سکتا۔ (درمختار)

سوال:- بینک یا ڈاک خانہ میں یا انعامی بانڈ کی شکل میں جو روپیہ جمع کیا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- روپیہ کہیں جمع ہو، کسی کے پاس امانت ہو، مطلقاً اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) ہاں بقدر نصاب ہونا زکوٰۃ کے لیے شرط ہے اور انعامی بانڈ جو خرید کر بحفاظت رکھ لیے جاتے ہیں وہ بھی نوٹوں کی مانند ہیں اور زکوٰۃ ان پر واجب ہے بشرطے کہ وہ کارآمد رہیں۔

سوال:- ایک شخص مقروض ہے اور اس کی بیوی کے پاس زیور یا نقد روپیہ بقدر نصاب موجود ہے تو عورت پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

جواب:-عورت اور شوہر کا معاملہ دنیا کے اعتبار سے کتنا ہی ایک ہو مگر اللہ عزوجل کے حکم میں وہ جدا جدا ہیں، جب عورت کے پاس زیور زکوٰۃ کے قابل ہیں اور قرض عورت پر نہیں، شوہر پر ہے تو عورت پر زکوٰۃ ضرور واجب ہے، یوں ہی ہر سال تمام پر زیور کے علاوہ جو روپیہ یا اور زکوٰۃ کی کوئی چیز عورت کے ملک میں ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے، عورت ادا کرے گی۔(فتاویٰ رضویہ)

سوال:-عورت بیوہ ہو اور زیور بقدر نصاب کی مالک ہو وہ زکوٰۃ کس طور پر ادا کرے؟

جواب:-اگر عورت کے پاس روپیہ ہے اگرچہ بظاہر اور آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں تو اسی روپیہ سے زکوٰۃ ادا کرے اور اگر نقد روپیہ کی کوئی سبیل نہیں تو زیور بیچے اور زکوٰۃ نکالے، زیور کچھ حاجت اصلیہ سے تو ہے نہیں اور زکوٰۃ دینے میں خرچ کی تکلیف نہ سمجھے بلکہ زکوٰۃ کا نہ دینا ہی تکلیف کا باعث ہوتا ہے، نحوست اور بے برکتی لاتا ہے اور زکوۃ دینے سے مال بڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ برکت وفراغت دیتا ہے، یہ قرآنِ حکیم میں اللہ کا وعدہ ہے، اللہ سچا اور اس کا وعدہ سچا۔(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:-نابالغ بچوں کو جو زیور بخش دیا اس کی زکوٰۃ کس پر ہے؟

جواب:- جو زیور کسی نے اپنے بچوں کو ہبہ کر دیا اس کی زکوٰۃ نہ اس پر ہے نہ بچوں پر، اس پر اس لیے نہیں کہ اب یہ مالک نہیں، اور بچوں پر اس لیے نہیں کہ وہ بالغ نہیں۔
(فتاویٰ رضویہ)

سوال:-شوہر اپنی بیوی کو مہر کی رقم تھوڑی تھوڑی کر کے دینا چاہتا ہے تا کہ وہ زکوٰۃ ادا کرتی رہے اس میں کوئی حرج تو نہیں؟

جواب:-شوہر اگر اس کو ہر سال کے ختم پر زکوٰۃ ادا کرنے کے واسطے روپیہ اس شرط پر دینا چاہتا ہے کہ وہ یہ روپیہ اپنے قرض واجب الادا یعنی مہر نکاح میں وضع کرتی رہے تو اس طرح لینا دینا دونوں جائز ہیں اور دونوں کے لیے اجر ہے۔(فتاویٰ رضویہ)

سوال:-سونا اور چاندی دونوں ہوں مگر نصاب سے کم تو زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر کسی کے پاس سونا بھی ہے اور چاندی بھی مگر دونوں میں سے کوئی بقدر

نصاب نہیں تو سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ملائیں، اگر ملانے اور قیمت لگانے پر بھی نصاب نہیں ہوتی تو کچھ نہیں ورنہ زکوٰۃ ادا کریں، البتہ قیمت لگانے میں اس کا لحاظ ضروری ہے کہ قیمت وہ لگائیں جس میں فقیروں کا زیادہ نفع ہو۔

(درمختار وغیرہ)

سوال:-سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھات کے سکوں اور نوٹوں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب:- دوسری دھات کے سکے جیسا کہ اب عام طور پر تمام ملکوں میں رائج ہیں اگر ۲۰۰/درم یعنی ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ تجارت کے لیے نہ ہو، اور اگر چلن اٹھ گیا ہو تو جب تک تجارت کے لیے نہ ہوں زکوٰۃ واجب نہیں، یوں ہی نوٹ کی بھی زکوٰۃ واجب ہے جب تک ان کا رواج اور چلن ہو کہ یہ بھی پیسوں کے حکم میں ہیں اور ان سے بھی دنیا بھر میں لین دین ہوتا ہے۔(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:-زیورات وغیرہ کی زکوٰۃ میں کون سا نرخ (بھاؤ) معتبر ہے؟

جواب:- سونے کے عوض سونا اور چاندی کے عوض چاندی زکوٰۃ میں دی جائے جب تو نرخ کی کوئی حاجت ہی نہیں، وزن کا چالیسواں حصہ دیا جائے گا، ہاں اگر سونے کے بدلے چاندی یا چاندی کے بدلے سونا یا مقدار واجب کی بازاری قیمت دینا چاہیں تو نرخ کی ضرورت ہوگی، اور نرخ نہ بنوانے کے وقت کا معتبر ہے نہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت کا اگر ادا سال تمام سے پہلے یا بعد ہو بلکہ جس وقت یہ مالک نصاب ہوا تھا وہ ماہِ عربی و تاریخ و وقت جب آئیں گے اس پر زکوٰۃ کا سال تمام ہوگا اور اسی وقت کا نرخ لیا جائے گا، قیمت لگا کر اب ڈھائی روپیہ فی سیکڑہ ادا کر دیں کہ اس میں فقیر کا زیادہ نفع ہے اور دینے والے کو بھی حساب کی آسانی ہے۔(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:-اپنی حاجت سے زیادہ مکانات پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب:- مکانات پر زکوٰۃ نہیں اگر پچاس کروڑ کے ہوں یوں ہی کارخانوں کی مشینری وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں، ہاں مکانات کے کرایہ اور مشینوں کی پیداوار سے جو سال تمام پر پس انداز ہوگا اس پر زکوٰۃ آئے گی جب کہ خود یا اور مال سے مل کر قدر نصاب ہوں، یوں ہی

برتن وغیرہ اسبابِ خانہ داری میں زکوٰۃ نہیں اگرچہ لاکھوں روپے کے ہوں، زکوٰۃ صرف تین چیزوں پر ہے۔(۱) سونا یا چاندی کیسے ہی ہوں پہننے کے لیے ہوں یا برتنے کے لیے یا رکھنے کے۔(۲) چرائی پر چھوٹے جانور۔(۳) تجارت کا مال، باقی کسی چیز پر زکوٰۃ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:- زکوٰۃ ادا کیے بغیر آدمی بیمار ہوگیا تو اب اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب:- زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی اور اب بیمار ہے تو وارثوں سے چھپا کر دے، اور اگر نہ دی تھی اور اب دینا چاہتا ہے مگر مال نہیں جس سے ادا کرے اور یہ چاہتا ہے کہ قرض لے کر ادا کرے تو اگر غالب گمان قرض ادا ہوجانے کا ہے تو بہتر یہ ہے کہ قرض لے کر زکوٰۃ ادا کرے ورنہ نہیں کہ حق العبد حق اللہ سے سخت تر ہے۔(درمختار)

سوال:- سال گزرنے کے بعد اگر مال ہلاک ہوگیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- سال پورا ہونے پر اگر کل مال ہلاک ہوگیا تو کل کی زکوٰۃ ساقط (معاف) ہوگئی اور اگر کچھ ہلاک ہوا تو جتنا ہلاک ہوا اس کی معاف اور جو باقی ہے اس کی زکوٰۃ واجب اگرچہ وہ بقدرِ نصاب نہ ہو، ہاں! اگر اس نے اپنے فعل سے خود مال کو ہلاک کر دیا مثلاً صرف کر ڈالا یا پھینک دیا یا غنی (مال دار صاحب نصاب) کو ہبہ کر دیا تو زکوٰۃ بدستور واجب الادا ہے ایک پیسہ بھی ساقط نہ ہوگا اگرچہ اب بالکل نادار ہوگیا ہو۔(درمختار)

سوال:- روپیہ اگر قرض میں پھیلا ہو تو اس کی زکوٰۃ ذمہ پر ہے یا نہیں؟

جواب:- جو روپیہ قرض میں پھیلا ہوا ہے اس کی بھی زکوٰۃ بحالت قرض ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی مگر اس کا ادا کرنا اس وقت لازم ہوگا جب کہ بقدرِ نصاب یا نصاب کا پانچواں حصہ وصول ہوجائے جتنے برس گزرے ہوں سب کا حساب لگا کر۔(فتاویٰ رضویہ) اور آسانی اس میں ہے کہ جتنا وصول ہو اس کا چالیسواں حصہ ہر سال کے حساب میں علاحدہ علاحدہ ادا کر دیں۔

سوال:- زرِ زکوٰۃ کے عوض کوئی اور چیز دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- روپے کے عوض کھانا، کپڑا، غلہ وغیرہ فقیر کو دے کر اسے مالک کر دیا تو

زکوٰۃ ادا ہو جائے گی مگر اس چیز کی قیمت جو بازار کے بھاؤ سے ہوگی وہ زکوٰۃ میں سمجھی جائے گی بالائی مصارف مثلاً بازار سے لانے میں جو مزدور کو دیا ہے یا گاؤں سے منگوایا ہے تو کرایہ چونگی وغیرہ اس میں وضع نہ کریں گے یا کھانا پکوا کر دیا تو پکوائی یا لکڑیوں کی قیمت مجرا نہ کریں گے بلکہ اس پکی ہوئی چیز کی جو قیمت بازار میں ہو اس کا اعتبار ہوگا۔ (درمختار، عالم گیری وغیرہ)

سوال:- کسی مقروض کے قرض میں زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر صاحب نصاب نے وہ روپیہ اسی مقروض کو دل میں نیت کر کے دیا تو زکوٰۃ ہوگئی خواہ وہ کہیں صرف کرے اور اگر بطور خود بلا اس کی اجازت کے قرضہ میں دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ)

سبق (۱۲)

مالِ تجارت کی زکوٰۃ کا بیان

سوال:- اموالِ تجارت میں زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

جواب:- تجارت کی کوئی چیز ہو جب اس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کو پہنچے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے یعنی قیمت کا چالیسواں حصہ، اور اگر اسباب کی قیمت تو نصاب کو نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس ان کے علاوہ سونا چاندی بھی ہے تو ان کی قیمت سونے چاندی کے ساتھ ملا کر مجموعہ کریں اگر مجموعہ نصاب کو پہنچا تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- مالِ تجارت میں کس وقت کی قیمت معتبر ہوگی؟

جواب:- مالِ تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہے مگر شرط یہ ہے کہ شروع سال میں اس کی قیمت ۲۰۰/ درہم سے کم نہ ہو اور اگر مختلف قسم کے اسباب ہوں تو سب کی قیمتوں کا مجموعہ باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کی قدر ہو۔ (عالم گیری) یعنی جب کہ اس کے پاس یہی مال ہو اور اگر اس کے پاس سونا چاندی اس کے علاوہ ہو تو اسے ان کے ساتھ ملا کر قیمت لگائیں گے۔ (بہارِ شریعت)

سوال:- سال تمام پر نرخ گھٹ بڑھ جائے تو حساب کس طرح ہوگا؟

جواب:- غلہ یا مالِ تجارت سالِ تمام پر ۲۰۰ر درہم کا ہے پھر نرخ بڑھ گھٹ گیا تو اگر اسی میں سے زکوٰۃ دینا چاہیں تو جتنا اس دن تھا اس کا چالیسواں حصہ دے دیں اور اگر اس کی قیمت میں کوئی اور چیز دینا چاہیں تو وہ قیمت لی جائے گی جو سالِ تمام کے دن تھی اور اگر وہ چیز سالِ تمام کے دن تر تھی اب خشک ہوگئی جب بھی وہی قیمت لگائیں گے جو اس دن تھی اور اگر اس روز خشک تھی اب بھیگ گئی تو آج کی قیمت لگائیں۔ (عالم گیری)

سوال:- گھوڑوں کی تجارت میں جھول اور لگام وغیرہ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب:- گھوڑوں کے تاجر نے جھول اور لگام اور رسیاں وغیرہ اس لیے خریدیں کہ گھوڑوں کی حفاظت میں کام آئیں گی تو ان کی زکوٰۃ نہیں اور اگر اس لیے خریدیں کہ گھوڑے ان کے سمیت بیچے جائیں گے تو ان کی بھی زکوٰۃ ہے۔ (عالم گیری)

سوال:- مال تجارت کسی کے ہاتھ ادھار بیچ ڈالا تو زکوٰۃ کب ادا کرے؟

جواب:- مالِ تجارت کا ثمن مثلاً کوئی مال اس نے بہ نیت تجارت خریدا اور اسے کسی کے ہاتھ اُدھار بیچ ڈالا، یا مال تجارت کا کرایہ مثلاً اس نے کوئی مکان زمین بہ نیت تجارت خریدی اور اسے رہائشی یا کھیتی باڑی کے لیے کرایہ پر دے دیا، یہ کرایہ اگر اس پر دین (قرض) ہے تو یہ دین قوی کہلاتا ہے اور دین قوی کی زکوٰۃ بحالت دین ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی مگر واجب الادا اس وقت ہے کہ جب پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہوجائے مگر جتنا وصول ہوا اتنے ہی کی واجب الادا ہے، قرض جسے دست گرداں کہتے ہیں وہ بھی دین قوی ہے جیسا کہ گزشتہ سبق میں گزرا۔

سوال:- کسی نے گھر کا غلہ وغیرہ ادھار بیچ دیا تو اس کی زکوٰۃ کب ادا کی جائے گی؟

جواب:- گھر کا غلہ یا سواری کا گھوڑا وغیرہ یا اور کوئی شے حاجت اصلیہ کی بیچ ڈالی اور دام خریدار پر باقی ہیں اسے شریعت میں دین متوسط کہتے ہیں یعنی ایسے کسی مال کا بدل جو تجارت کے لیے نہ تھی اپنی ضرورت کی تھی مگر بیچ ڈالی اور وہ بھی ادھار تو ایسی صورت میں زکوٰۃ دینا اس وقت لازم آئے گا کہ ۲۰۰ر درہم پر قبضہ ہوجائے۔ (درمختار)

سوال:-جس مالِ تجارت پر ایک مرتبہ زکوٰۃ ادا کردی پھر دوسرے سال اس پر زکوٰۃ ہوگی یا نہیں؟

جواب:- مال تجارت جب تک خود یا دوسرے مال زکوٰۃ سے مل کر قدرِ نصاب اور حاجت اصلیہ سے فاضل رہے گا ہر سال اس پر تازہ زکوٰۃ واجب ہوگی ،صرف اس کے نفع پر نہیں بلکہ تمام مالِ تجارت پر۔(فتاویٰ رضویہ)

سوال:-ایک شخص نے معمولی چیز کو اپنی صناعی اور دست کاری سے بیش قیمت بنالیا اور فروخت کردیا تو اب زکوٰۃ کس حساب سے دے؟

جواب:- ہر چند ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے پیشے کی چیز خریدار کی رضامندی سے ہزار روپے کو بیچے جب کہ اس میں کذب وفریب اور مغالطہ نہ ہو مگر زکوٰۃ وغیرہ میں جہاں واجب شے کی جگہ کوئی اور چیز دی جائے تو صرف بلحاظ قیمت ہی دی جاسکتی ہے اور قیمت بھی وہی معتبر ہوگی جو بازاری نرخ کے مطابق ہو نہ کہ اس کی قیمت خرید۔(فتاویٰ رضویہ)

سوال:-کرایہ پر جو سامان دیا جاتا ہے اُس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب:-کرایہ پر جو سامان دیا جاتا ہے مثلاً دیگیں ،سائیکلیں ،موٹر، خیمے،شامیانے وغیرہ ان پر خود کوئی زکوٰۃ نہیں، ہاں! ان کا کرایہ بقدرِ نصاب ہو تو سال تمام پر زکوٰۃ کرایہ کی رقم پر فرض ہوگی جب کہ اور شرائط بھی پائی جائیں جیسا کہ مکانوں دکانوں کے کرایہ کا حکم ہے۔

سوال:-عطر فروش کی شیشیوں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب:-عطر فروش نے عطر بیچنے کے لیے جو شیشیاں خریدیں ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔(ردالمحتار) کہ وہ بھی مالِ تجارت میں داخل ہیں۔

سوال:-تجارت کے لیے جو سامان قرض لیا اس پر زکوٰۃ دی جائے گی یا نہیں؟

جواب:- جو شخص صاحب نصاب ہے اس نے کسی سے کوئی چیز تجارت کے لیے قرض لی تو یہ بھی تجارت کے لیے ہے، مثلاً کوئی شخص ۲۰۰/درہم کا مالک ہے اور اس نے من بھر گیہوں تجارت کے لیے لیے تو زکوٰۃ واجب ہوگی، ہاں! اگر تجارت کے لیے نہ لیے تو زکوٰۃ واجب نہیں کہ گیہوں کے درم انھیں دوسو سے مجرا کیے جائیں گے تو نصاب باقی نہ رہی۔(عالم گیری)

سبق (۱۳)

زراعت اور پھلوں کی زکوٰۃ کا بیان

سوال:- عشر کسے کہتے ہیں؟

جواب:- عشری زمین سے ایسی چیز پیدا ہوئی جس کی زراعت سے مقصود زمین سے منافع حاصل کرنا ہے تو اس پیداوار کی زکوٰۃ فرض ہے اور اس زکوٰۃ کا نام عشر ہے۔ یعنی دسواں حصہ کہ اکثر صورتوں میں دسواں حصہ فرض ہے اگرچہ بعض صورتوں میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ لیا جائے گا۔ (عالم گیری وغیرہ)

سوال:- عشری زمین کون سی ہوتی ہے؟

جواب:- زمین کے عشری ہونے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کیا اور زمین مجاہدوں پر تقسیم ہوگئی، یا وہاں کے لوگ خود بخود مسلمان ہو گئے جنگ کی نوبت نہ آئی، یا اس کھیت کو عشری پانی سے سیراب کیا، ہندو پاک میں مسلمانوں کی زمینیں عموماً ایسی ہی ہیں کہ ان پر عشر واجب ہے یا نصف عشر۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال:- عشر و نصف عشر کہاں واجب ہوتا ہے؟

جواب:- جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آب پاشی چرسے یا ڈول سے ہو اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہے، اور پانی خرید کر آب پاشی ہو یعنی وہ پانی کسی کی ملک ہے اس سے خرید کر آب پاشی کی جب بھی نصف عشر واجب ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- غلے، میوے اور ترکاریوں میں عشر ہے یا نہیں؟

جواب:- ہر قسم کے غلے مثلاً گیہوں، جو، جوار، باجرہ، دھان اور ہر قسم کے میوے مثلاً اخروٹ، بادام اور ہر قسم کی ترکاریاں مثلاً خربوز، تربوز ککڑی، بینگن سب میں عشر واجب ہے تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔ (عالم گیری)

سوال:- پیداوار سے زراعت کے مصارف مجرا ہوں گے یا نہیں؟

جواب:- جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہوں اس میں کل پیداوار کا عشر لیا جائے گا یہ نہیں ہوسکتا کہ مصارف زراعت یعنی ہل بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والے کی اجرت یا بیج وغیرہ نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر دیا جائے۔ (ردالمحتار)

سوال:- عشری پانی کون سا پانی ہے؟

جواب:- آسمان یعنی بارش کا پانی عشری زمین میں، کنویں یا چشمے اور دریا کا پانی عشری پانی ہے اس سے حاصل ہونے والی پیداوار میں عشر ہے۔

سوال:- عشر مسلمانوں پر ہے یا غیر مسلم پر بھی؟

جواب:- عشر صرف مسلمانوں سے لیا جائے گا، ہاں اگر مسلمان نے ذمی (اسلامی ملک کی وفادار غیر مسلم) سے خراجی زمین خریدی تو یہ خراجی ہی رہے گی اس مسلمان سے اس زمین کا عشر نہ لیں گے بلکہ خراج لیا جائے گا۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- خراجی زمین کون سی زمین کو کہتے ہیں؟

جواب:- خراجی زمین ہونے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کر کے وہیں والوں کو احسان کے طور پر واپس کردی، یا دوسرے غیر مسلمانوں کو دے دی، یا وہ ملک صلح کے طور پر فتح ہوا اور وہاں کے باشندوں نے اسلام قبول نہ کیا، یا ذمی نے مسلمان سے عشری زمین خرید لی، یا خراجی زمین مسلمان نے خرید لی، یا اسے خراجی پانی سے سیراب کیا تو ان تمام صورتوں میں وہ زمین خراجی کہلاتی ہے۔ (عامہ کتب)

سوال:- خراجی پانی کون سا کہلاتا ہے؟

جواب:- مسلمانوں کی آمد سے پہلے غیر مسلمانوں نے جو نہر کھودی اس کا پانی خراجی ہے، یا کافروں نے کنواں کھودا تھا اور اب مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا، یا خراجی زمین میں کھودا گیا وہ بھی خراجی ہے ایسے پانی سے سیراب ہونے والی زمین میں جو پیداوار ہوگی اس میں عشر نہیں بلکہ خراج واجب ہوگا خواہ پیداوار کا کوئی حصہ آدھا، تہائی، چوتھائی وغیرہ مقرر کر دیا جائے یا ایک مقدار لازم کردی جائے۔ (درمختار)

سوال:- نابالغ اور مجنون پر عشر ہے یا نہیں؟

جواب:- عشر واجب ہونے کے لیے عاقل بالغ ہونا شرط نہیں، مجنون اور نابالغ کی زمین میں جو کچھ پیدا ہوا، اس میں بھی عشر واجب ہے۔ (عالم گیری)

سوال:- زکوٰۃ کی طرح عشر بھی سالِ تمام پر واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب:- عشر میں سال گزرنا شرط نہیں، سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- عشر کا کوئی نصاب ہے یا نہیں؟

جواب:- عشر میں نصاب بھی شرط نہیں ایک صاع سیر بھی پیداوار ہو تو عشر واجب ہے اور یہ بھی شرط نہیں کہ وہ چیز باقی رہنے والی ہو اور یہ بھی شرط نہیں کہ کاشت کار زمین کا مالک ہو، وقفی زمین جو کسی کی ملک نہیں ہوتی اس میں جو زراعت ہوئی تو اس میں بھی عشر واجب ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- عشر ادا کرنے سے پیش تر آدمی مر جائے تو عشر کس پر ہے؟

جواب:- عشر کھیت کی پیداوار پر ہوتا ہے تو جس پر عشر واجب ہوا، اس کا انتقال ہو گیا اور پیداوار موجود ہے تو اس پر عشر لیا جائے گا۔ (عالم گیری)

سوال:- پیداوار اگر کسی وجہ سے ماری جائے تو عشر و خراج ہے یا نہیں؟

جواب:- کھیت بویا مگر پیداوار ماری گئی مثلاً کھیتی ڈوب گئی یا جل گئی یا ٹیڑی کھا گئی یا پالے اور لو سے جاتی رہی تو عشر و خراج دونوں ساقط ہیں جب کہ کل جاتی رہی اور اگر کچھ باقی ہے تو اس باقی کا عشر لیں گے، ہاں اگر چوپائے کھا گئے تو ساقط نہیں یوں ہی اگر توڑنے یا کاٹنے سے پہلے ہلاک ہوئی تو عشر نہیں ورنہ عشر دینا آئے گا۔ (ردالمحتار)

سوال:- زراعت بیچ ڈالی تو عشر کس پر ہے؟

جواب:- تیار ہونے سے پیش تر زراعت بیچ ڈالی تو عشر مشتری (خریدار) پر ہے اور بیچنے کے وقت زراعت تیار تھی تو عشر بائع (فروخت کنندہ) پر ہے اور اگر زمین و زراعت دونوں یا صرف زمین بیچی اور اس صورت میں سال پورا ہونے میں اتنا زمانہ باقی ہے کہ

زراعت ہو سکے تو خراج مشتری پر ہے ورنہ بائع پر۔(درمختار)

سوال:-عشر وخراج کی آمدنی کے مصارف کیا ہیں؟

جواب:-عشر اور نصف عشر کے مصارف وہی ہیں جو مصارف زکوٰۃ ہیں، جن کا بیان آگے آتا ہے البتہ خراج کا مصرف صرف لشکر اسلام نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کی مصلحتوں اوران کی ضرورتوں میں صرف کیا جاتا ہے جن میں مسجدوں کی تعمیر ان کے دوسرے اخراجات امام و مؤذن کا وظیفہ، مدرسین علم دین کی تنخواہیں، علم دین کی تحصیل میں مشغول رہنے والے طلبہ کی خبر گیری، علماے اہل سنت اورحالیانِ دین متین کی خدمت میں جو وعظ کہتے اور علم دین کی تعلیم کرتے اور فتویٰ کے کام میں مشغول رہتے ہیں اور پل، سرائے وغیرہ بنانے کے کام میں بھی صرف کیا جا سکتا ہے۔(بہارِ شریعت، فتاویٰ رضویہ)

سبق (۱۴)

مصارفِ زکوٰۃ کا بیان

سوال:-مصارفِ زکوٰۃ سے کیا مراد ہے؟

جواب:-وہ لوگ جن پر مالِ زکوٰۃ صرف کرنا جائز ہے مصارف زکوٰۃ ہیں۔

سوال:-زکوٰۃ کے مصارف کتنے ہیں؟

جواب:-زکوٰۃ کے مصارف سات ہیں:

(۱) فقیر۔ (۲) مسکین۔ (۳) عامل۔ (۴) رقاب۔

(۵) غارم۔ (۶) فی سبیل اللہ۔ (۷) اور ابن السبیل۔

سوال:-شرع میں فقیر کسے کہتے ہیں؟

جواب:-فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ مال ہے مگر اتنا نہیں کہ نصاب کو پہنچ جائے یا مال تو بقدرِ نصاب ہے مگر حاجت اصلیہ کے علاوہ نہیں مثلاً رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے وغیرہ یوں ہی اگر مدیون (قرض دار) ہے اور دین (قرض) نکالنے کے بعد بقدر نصاب باقی

نہیں رہتا تو وہ فقیر ہے اگرچہ اس کے پاس فی الوقت کئی نصابیں ہوں۔ (ردالمحتار)

سوال:- عالم دین کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- عالم دین اگر صاحب نصاب نہیں تو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں بلکہ اسے دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے۔ (عالم گیری) مگر عالم دین کو دے تو اس کا اعزاز مدنظر رکھے، ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو نذر دیتے ہیں اور معاذ اللہ عالم دین کی حقارت اگر قلب میں آئی تو یہ ہلاکت اور بہت سخت ہلاکت ہے۔ (بہارِ شریعت)

سوال:- مسکین کسے کہتے ہیں؟

جواب:- مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو، یہاں تک کہ وہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔ (عالم گیری)

سوال:- مسکین اور فقیر کو سوال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- مسکین کو سوال کرنا جائز ہے اور فقیر کو سوال ناجائز کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو اسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال کرنا حرام و ناجائز ہے۔ (عالم گیری)

سوال:- گداگروں کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب:- پیشہ ور گداگر تین قسم کے ہیں، ایک غنی مال دار جیسے اکثر جوگی اور سادھو، انھیں دینا حرام اور ان کے دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی فرض سر پر باقی رہے گا۔ دوسرے وہ کہ واقع میں فقیر ہیں مالک نصاب نہیں مگر تندرست ہیں اور مفت کا کھانا کھانے کے عادی ہیں اور اس کے لیے بھیک مانگتے پھرتے ہیں، انھیں بھیک دینا منع ہے کہ گناہ پر اعانت ہے لوگ اگر نہ دیں تو مجبور ہوں کہ کچھ محنت و مزدوری کریں مگر ان کے دیئے سے زکوٰۃ ادا ہوجائے گی جب کہ کوئی اور مانعِ شرعی نہ ہو کہ فقیر ہیں۔ اور تیسرے وہ عاجز ناتواں کہ نہ مال رکھتے ہیں نہ کمانے پر قادر ہیں، انھیں بقدر حاجت سوال حلال ہے اور اس سے جو کچھ ملے ان کے لیے طیب ہے یہ عمدہ مصارف زکوٰۃ سے ہیں اور انھیں دینا باعث اجر عظیم اور یہی وہ ہیں جنھیں جھڑکنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال:- عامل سے کیا مراد ہے؟

جواب:- عامل وہ ہے جسے بادشاہِ اسلام نے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے کے لیے

مقرر کیا ہو، اسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اس کو اور اس کے مددگاروں کو متوسط (درمیانہ) طور پر کافی ہو مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جو کچھ وہ وصول کر کے لایا ہے اس کے نصف سے زیادہ ہو جائے۔ (درمختار وغیرہ) عامل کے لیے فقیر ہونا شرط نہیں۔

سوال:- رِقاب سے کیا مراد ہے؟

جواب:- رقاب سے مراد ہے غلامی سے گردن رہا کرانا، اور یہ اسلام ہی ہے جس نے سب سے پہلے غلاموں کی دستگیری کی اور غلاموں کی آزادی کے مختلف طریقے مقرر کیے انھیں میں سے ایک طریقہ یہ زکوٰۃ کا طریقہ ہے لیکن اب نہ غلام ہیں اور نہ اس مد میں اس رقم کے صرف کرنے کی نوبت آتی ہے۔

سوال:- غارم سے کیا مراد ہے؟

جواب:- غارم سے مراد مدیون (مقروض) ہے یعنی اس پر اتنا دین ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے اگر چہ اس کا اوروں پر باقی ہو مگر یہ لینے پر قادر نہ ہو مگر شرط یہ ہے کہ مدیون ہاشمی نہ ہو (ردالمحتار) اور یہ بھی اسلام کے ان عظیم احسانات میں سے ہے کہ اس نے قرض سے برباد ہونے والوں کے بچاؤ کا ایسا انتظام کر دیا، حالیہ زمانہ نے قرض داروں کی سہولت کے لیے بینک قائم کیے ہیں مگر دنیا جانتی ہے کہ سیکڑوں املاک غریبوں کے قبضہ سے نکل کر بینک کے قبضہ میں چلی گئی ہیں اور عوام میں افلاس و تنگ دستی کی ترقی ہو گئی ہے۔

سوال:- فی سبیل اللہ خرچ کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- فی سبیل اللہ کے معنی ہیں راہ خدا میں خرچ کرنا، اس کی چند صورتیں ہیں مثلا کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے سواری اور زادِ راہ اس کے پاس نہیں تو اسے مالِ زکوٰۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہِ خدا میں دینا ہے اگر چہ وہ کمانے پر قادر ہے۔

یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس مال نہیں اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں مگر اسے حج کے لیے سوال کرنا جائز نہیں۔

یا طالب علم کہ علم دین پڑھتا یا پڑھنا چاہتا ہے اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہِ خدا میں دینا ہے بلکہ طالب علم سوال کر کے بھی مالِ زکوٰۃ لے سکتا ہے جب کہ اس نے اپنے آپ کو

اسی کام کے لیے فارغ کر رکھا ہوا گرچہ کسب پر قادر ہو۔ یوں ہی ہر نیک کام میں زکوٰۃ کا مال صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے جب کہ اس میں تملیک پائی جائے کہ بغیر تملیک فقیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- ابن السبیل سے کیا مراد ہے؟

جواب:- ابن السبیل کہتے ہیں مسافر کو اور یہاں اس سے مراد وہ مسافر ہے جس کے پاس مال نہ رہا، دیارِ وطن سے دور پردیس میں کون کس کا پرسانِ حال ہوتا ہے شریعت نے ایسی حالت میں اسے اختیار دیا کہ وہ مالِ زکوٰۃ لے سکتا ہے اگرچہ اس کے گھر مال موجود ہے مگر اسی قدر لے جس سے حاجت پوری ہوجائے، زیادہ کی اجازت نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ قرض ملے تو قرض لے کر کام چلائے۔ (عالم گیری) یا مثلاً اس کے پاس کوئی سامان زائد از ضرورت ہے جس کی قیمت سے کام نکل سکتا ہے مثلاً گھڑی تو اسے بیچ دے اور قیمت کام میں لائے اور سوال کی ذلت سے بچے۔

سوال:- ایسا مسافر گھر پہنچ کر بھی وہ مالِ زکوٰۃ کام میں لاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- مسافر جس نے بوقتِ ضرورت بقدرِ ضرورت مال زکوٰۃ لیا اور پھر اسے اپنا مال مل گیا مثلاً وہ اپنے گھر پہنچ گیا تو جو کچھ زکوٰۃ کا مال باقی ہے اب بھی اپنے صرف میں لاسکتا ہے۔ (درمختار)

سوال:- ان سات مصارف کے علاوہ اور بھی کوئی مصرفِ زکوٰۃ ہے؟

جواب:- ہاں قرآنِ کریم نے مصارفِ زکوٰۃ کے علاوہ ایک اور مصرف کا بھی ذکر فرمایا ہے:

"**وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ**" یعنی وہ جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور دنیاوی مال ومتاع سے ان کی ضرورتیں پوری کردی جائیں اگرچہ وہ غیر مسلم ہوں تا کہ ان پر یہ حقیقت بھی کھل جائے کہ اسلام کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ سلوک و ایثار کی تعلیم دیتا ہے لیکن امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں یہ آٹھویں قسم کے لوگ باجماع صحابہ ساقط ہوگئے؛ کیوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا اور اسلام کی حقانیت آفتاب کی

مانند روشن وآشکارا ہوگئی تو اب اس طریق کار کی حاجت نہ رہی۔ (عامہ کتب وتفاسیر)

سوال:- زکوٰۃ ان ساتوں قسموں کو دی جائے یا کسی ایک کو بھی دے سکتے ہیں؟

جواب:- زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ ان ساتوں قسموں کو دے، یا ان میں سے کسی ایک کو دے دے خواہ ایک قسم کے چند اشخاص کو یا کسی ایک فرد کو اور مالِ زکوٰۃ اگر بقدرِ نصاب نہ ہو تو ایک کو دینا افضل ہے۔ (عالم گیری)

سوال:- ایک شخص کو بقدر نصاب مال دینا درست ہے یا نہیں؟

جواب:- ایک شخص کو بقدرِ نصاب مال زکوٰۃ دینا مکروہ ہے مگر دے دیا تو زکوٰۃ بلا شبہہ ادا ہوگئی، اور یہ مکروہ بھی اس وقت ہے کہ وہ فقیر مدیون (مقروض) نہ ہو اور مدیون ہو تو اتنا دے دینا کہ دین نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں، یوں ہی اگر وہ فقیر بال بچوں والا ہے کہ اگرچہ مالِ زکوٰۃ نصاب سے زیادہ ہے مگر اس کے اہل وعیال پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں۔ (عالم گیری)

سوال:- وہ کون لوگ ہیں جنھیں زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی؟

جواب:- (۱) اپنی اصل یعنی ماں، باپ، دادی، نانا، نانی وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے اور (۲) اپنی اولاد بیٹا، بیٹی، پوتا پوتی، نواسہ نواسی وغیرہم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

(۳) عورت شوہر کو اور (۴) شوہر عورت کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

(۵) جو شخص مالکِ نصاب ہو اور نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ، ایسے کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں؟

(۶) غنی مرد کے نابالغ بچے کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

(۷) بنی ہاشم کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے، نہ غیر انھیں دے سکے نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔

(۸) ذمی کافر کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (درمختار وغیرہ عامہ کتب)

سوال:- محتاج ماں باپ کو حیلہ کر کے زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

جواب:- ماں باپ محتاج ہوں اور یہ حیلہ کر کے انھیں زکوۃ دینا چاہتا ہے کہ یہ کسی

فقیر یعنی مصرفِ زکوٰۃ کو دیدے اور وہ اس کے ماں باپ کو، یہ مکروہ ہے یوں ہی حیلہ کر کے اپنی اولاد کو دینا بھی مکروہ ہے۔ (ردالمحتار)

سوال:- طلاق والی بیوی کو اس کا شوہر زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- عورت کو طلاقِ بائن بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہو جب تک عدت میں ہے شوہر اسے زکوٰۃ نہیں دے سکتا، ہاں عدت پوری ہو جائے تو اب دے سکتا ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال:- غنی مرد کے بالغ بچوں اور اس کی بیوی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- غنی مرد کی بالغ اولاد اور غنی کی بی بی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یوں ہی غنی کے باپ کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے جب کہ وہ فقیر ہوں یعنی مالکِ نصاب نہ ہوں اور مالک نصاب ہوں تو یہ مصرفِ زکوٰۃ ہی نہیں۔ (عالم گیری وغیرہ)

سوال:- مالکِ نصاب ہو تو اس کے بچے کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

جواب:- جس بچہ کی ماں مالکِ نصاب ہے اگر چہ اس کا باپ زندہ نہ ہو (بلکہ صرف ماں ہی اس کی کفیل ہے) اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ (درمختار)

سوال:- بنی ہاشم جنھیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے ان سے کیا مراد ہے؟

جواب:- بنی ہاشم سے مراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبدالمطلب کی اولاد ہیں ان کے علاوہ جنھوں نے نبی ﷺ کی اعانت نہ کی مثلاً ابولہب کہ اگر چہ یہ کافر بھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا مگر اس کی اولاد بنی ہاشم میں شمار نہ ہوگی۔

(عالم گیری وغیرہ)

سوال:- جس کی ماں ہاشمی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو ایسے کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

جواب:- جس کی ماں ہاشمی بلکہ سیدانی ہو یعنی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد سے ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگر کوئی دوسرا امر مانع نہ ہو، اور ماں کے سیدانی ہونے سے جو لوگ سید بن بیٹھتے ہیں بحکم حدیث صحیح لعنت کے مستحق ہیں، اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین (درمختار)

سوال:- جنھیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے انھیں اور کوئی صدقہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے انھیں اور بھی کوئی صدقۂ واجبہ مثلاً نذر، کفارہ اور صدقہ فطر دینا جائز نہیں، عید الفطر کے موقع پر شہروں میں قرب و جوار کے ہندو صدقہ فطر وصول کرنے گلیوں گلیوں، محلوں محلوں میں مانگتے پھرتے ہیں، انھیں ہرگز صدقۂ فطر نہ دیا جائے اور کسی ناواقفی کے باعث دے دیا تو پھر دوبارہ ادا کیا جائے۔

سوال:- بدمذہب کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- بدمذہب یعنی وہ کلمہ گو جو جمہور مسلمین یعنی اہل سنت و جماعت کے چاروں گروہوں حنفی، شافعی، حنبلی، مالکیوں سے کٹ کر اپنی الگ راہ نکال لے وہ بدمذہب و بدعقیدہ ہے انھیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

تو وہابیۂ زمانہ کہ خدا اور رسول جل وعلا ﷺ کی توہین و تحقیر کرتے اور شانِ رسالت گھٹاتے ہیں اگرچہ وہ اپنے آپ کو سنی حنفی کہیں انھیں زکوٰۃ دینا حرام ہے اور دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔ (بہارِ شریعت)

سوال:- عورت قیمتی جہیز کی مالک ہو وہ زکوٰۃ لے سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:- عورت کو ماں باپ کے یہاں سے جو جہیز ملتا ہے اور وہ اس کی مالک ہوتی ہے اس میں دو طرح کی چیزیں ہوتی ہیں، ایک حاجت کی جیسے خانہ داری کے سامان، پہننے کے کپڑے، استعمال کے برتن، اس قسم کی چیزیں کتنی ہی قیمت کی ہوں ان کی وجہ سے عورت غنی نہیں۔ دوسری وہ چیزیں جو حاجت اصلیہ سے زائد ہیں زینت کے لیے دی جاتی ہیں جیسے زیور اور حاجت کے علاوہ اسباب اور برتن اور آنے جانے کے بیش قیمت بھاری جوڑے، ان چیزوں کی قیمت اگر بقدر نصاب ہے عورت غنی ہے، زکوٰۃ نہیں لے سکتی۔ (ردالمحتار)

سوال:- جنھیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں کیا ان کا فقیر ہونا ضروری ہے؟

جواب:- جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا کہ انھیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں ان سب کا فقیر ہونا (صاحب نصاب نہ ہونا) شرط ہے سوا عامل کے کہ اس کے لیے فقیر ہونا شرط نہیں اور

ابن السبیل اگر چہ غنی ہو اس وقت حکم فقیر میں ہے، باقی کسی کو جو حکم فقیر میں نہ ہو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- اپنے خدمت گزار اور ایسے ہی کسی دوسرے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- جو شخص اس کی خدمت کرتا اور اس کے یہاں کے کام کرتا ہے اسے زکوٰۃ دی، یا اس کو دی جس نے خوش خبری سنائی، یا اسے دی جس نے اس کے پاس ہدیہ بھیجا یہ سب جائز ہے، ہاں اگر عوض کر کے دی تو ادا نہ ہوئی، عید بقر عید میں خدّام مرد عورت کو عیدی کہہ کر دی تو ادا ہو گئی۔ (عالم گیری)

سوال:- فقیروں کی طرح گھومنے پھرنے رہنے والے کو زکوٰۃ دی تو ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب:- جو شخص فقیروں کی جماعت میں انھیں کی وضع میں رہتا ہے اور اس نے کسی سے سوال کیا یا فقیروں کی سی وضع قطع تو اس کی نہیں مگر وہ کسی سے سوال کر بیٹھا اور اس نے اسے غنی نہ جان کر، مصرفِ زکوٰۃ سمجھ کر زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ (عالم گیری)

سوال:- بے سوچے سمجھے اجنبی کو زکوٰۃ دے دی تو ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب:- اگر بے سوچے سمجھے کسی کو زکوٰۃ دے دی یعنی یہ خیال بھی نہ آیا کہ اسے دے سکتے ہیں یا نہیں اور بعد میں معلوم ہوا کہ اسے نہیں دے سکتے تھے تو ادا نہ ہوئی اور معلوم ہوا کہ وہ مصرف زکوٰۃ تھا تو ادا ہو گئی۔

سوال:- اگر زکوٰۃ دیتے وقت شک تھا کہ مصرفِ زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ پھر بھی اسے زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب:- اگر دیتے وقت شک تھا اور تحری نہ کی یعنی بے سوچے سمجھے اسے زکوٰۃ دے دی، یا تحری کی مگر کسی طرف دل نہ جما، یا یا غالب گمان ہوا کہ یہ زکوٰۃ کا مصرف نہیں پھر بھی اسے زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی، ہاں زکوٰۃ دینے کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ واقعی وہ مصرف زکوٰۃ تھا تو ادا ہو گئی۔ (عالم گیری)

سوال:-زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنے کا بہتر طریقہ کیا ہے؟

جواب:- زکوٰۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اولاً اپنے بھائی بہنوں کو دے، پھر ان کی اولاد کو، پھر ماموں اور خالہ کو، پھر ان کی اولاد کو، پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ والوں کو، پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔(عالم گیری)

حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اے امتِ محمد! قسم ہے اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے، قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہ فرمائے گا"۔(ردالمحتار) بلکہ عزیزوں کو دینے میں دونا ثواب ہے۔

سوال:-کسی ہنگامی ضرورت کے چندہ میں زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:-اس طریقہ سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی، نہ اس طرح زکوٰۃ کی رقم سے چندہ دینا جائز۔ظاہر ہے کہ جو لوگ ایسے چندے کرتے ہیں وہ زکوٰۃ اور دوسری قسم کی تمام رقموں کو خلط ملط کر دیتے ہیں بلکہ مسلم وغیر مسلم کے اموال میں بھی تمیز نہیں کرتے تو اب وہ روپیہ جو اس رقم میں مل گیا زکوٰۃ کا کہاں اور اسے زکوٰۃ میں یعنی زکوٰۃ کے مصرف میں خرچ کرنے کی گنجائش ہی کہاں رہی، ہاں! اگر زکوٰۃ کی رقم چندہ میں دینے والا کسی قابل اعتماد فقیر کو دے کر اس کے قبضہ اور ملکیت میں دے دے اور وہ اپنی طرف سے اس چندہ میں دے دے تو اب ہر مصرف خیر میں صرف ہوسکتی ہے اور زکوٰۃ دہندہ اور فقیر دونوں کو ثواب ملے گا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:-زکوٰۃ کی رقوم دوسرے شہر کو بھیجنا کیسا ہے؟

جواب:-دوسرے شہر کو زکوٰۃ بھیجنا مکروہ ہے مگر جب کہ وہاں اس کے رشتہ والے ہوں تو انھیں بھیج سکتا ہے، یا وہاں کے لوگوں کو زیادہ حاجت ہے، یا زیادہ پرہیز گار ہیں، یا مسلمانوں کے حق میں وہاں بھیجنا زیادہ نافع ہے، یا طالب علم کے لیے بھیجے، یا سالِ تمام سے پہلے ہی بھیجے تو ان سب صورتوں میں دوسرے شہر کو بھیجنا بلا کراہت جائز ہے۔(عالم گیری)

سبق (۱۵)

صدقۂ فطر کا بیان

سوال:- صدقۂ فطر سے کیا مراد ہے؟

جواب:- صدقۂ فطر دراصل رمضان المبارک کے روزوں کا صدقہ ہے تا کہ لغو اور بے ہودہ کاموں سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور ساتھ ہی غریبوں ناداروں کی عید کا سامان بھی اور روزوں سے حاصل ہونے والی نعمتوں کا شکریہ بھی۔

سوال:- صدقۂ فطر کس پر واجب ہوتا ہے؟

جواب:- صدقۂ فطر ہر مسلمان آزاد مالکِ نصاب پر جس کی نصابِ حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے، اس میں عاقل، بالغ اور مال نامی شرط نہیں، نابالغ اور مجنون اگر مالکِ نصاب ہیں تو ان پر صدقۂ فطر واجب ہے ان کا ولی ان کے مال سے ادا کرے۔ (ردالمحتار)

سوال:- صدقۂ فطر کب ادا کرنا چاہیے؟

جواب:- صدقۂ فطر نمازِ عید سے قبل ادا کر دینا چاہیے کہ یہی مسنون ہے لیکن عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا تھا تو اب ادا کر دے، ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے۔ (درمختار)

سوال:- صدقۂ فطر واجب کب ہوتا ہے؟

جواب:- عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے لہٰذا جو شخص صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا تو صدقۂ فطر واجب نہ ہوا، اور اگر صبح ہونے کے بعد مرا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو صدقۂ فطر واجب ہے۔ (عالم گیری)

سوال:- مال ہلاک ہو جائے تو صدقۂ فطر واجب ہے یا نہیں؟

جواب:- صدقۂ فطر ادا ہونے کے لیے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں، مال ہلاک ہو جانے کے بعد بھی واجب رہے گا، ساقط نہ ہوگا بخلاف زکوٰۃ و عشر کہ یہ دونوں مال ہلاک

ہو جانے سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (درمختار)

سوال:- چھوٹے بچہ کی طرف سے صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

جواب:- چھوٹے بچہ کا باپ صاحب نصاب ہو تو اس پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچے کی طرف سے واجب ہے، جب کہ بچہ خود صاحب نصاب نہ ہو ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے۔

سوال:- یتیم بچہ کا صدقہ کس پر واجب ہے؟

جواب:- باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ دینا واجب ہے، ہاں ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ دینا واجب نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال:- جس نے روزے نہیں رکھے اس پر صدقۂ فطر واجب ہے یا نہیں؟

جواب:- صدقۂ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر، سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔ (ردالمحتار)

سوال:- مجنون اولاد کا صدقہ کس پر ہے؟

جواب:- مجنون اولاد اگر چہ بالغ ہو جب کہ غنی نہ ہو تو اس کا صدقہ اس کے باپ پر ہے اور غنی ہو تو خود اس کے مال سے ادا کیا جائے۔ (درمختار)

سوال:- نابالغ منکوحہ لڑکی کا فطرہ کس پر ہے؟

جواب:- نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے اس کا نکاح کر دیا اور شوہر کے یہاں اسے بھیج بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں، نہ شوہر پر نہ باپ پر، اور اگر قابل خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اسے بھیجا نہیں تو بدستور باپ پر ہے، پھر یہ سب اس وقت ہے کہ لڑکی خود مالکِ نصاب نہ ہو ورنہ بہر حال اس کا صدقۂ فطر اس کے مال سے ادا کیا جائے۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال:- بیوی اور عاقل بالغ اولاد کا فطرہ آدمی پر ہے یا نہیں؟

جواب:- اپنی بیوی اور عاقل بالغ اولاد کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اگر چہ اپاہج ہو،

اگر چہ اس کے مصارف اس کے ذمہ ہوں۔ (درمختار)

سوال:- اہل وعیال کا فطرہ ادا کر دیا جائے تو ادا ہوگا یا نہیں؟

جواب:- عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ ان کی اجازت لیے بغیر ادا کر دیا تو ادا ہو گیا، بشرطے کہ اولاد اس کے عیال میں ہو یعنی اس کا نفقہ (کھانا، پینا، کپڑا) وغیرہ اس کے ذمہ ہو ورنہ اولاد کی طرف سے بلا اذن ادا نہ ہوگا عورت کا ہو جائے گا اور عورت نے اگر شوہر کا فطرہ بغیر حکم ادا کر دیا تو ادا نہ ہوا۔ (عالم گیری، ردالمحتار)

سوال:- ماں باپ کا فطرہ اولاد پر ہے یا نہیں؟

جواب:- ماں باپ، دادا دادی، نابالغ بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اور بغیر حکم ادا بھی نہیں کر سکتا۔ (عالم گیری)

سوال:- صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہے؟

جواب:- صدقۂ فطر کی مقدار یہ ہے، گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع، کھجور یا منقّٰی یا جو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔ (درمختار)

سوال:- صاع کا وزن کیا ہے؟

جواب:- اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط جس میں فقیروں کا نفع زیادہ ہے، یہ ہے کہ صاع لیا جائے جو کا اور اس کے وزن کے گیہوں دیئے جائیں، اس طرح جو کے صاع میں گیہوں تین سو اکیاون روپیہ بھر آتے ہیں تو نصف صاع ۱۷۵ روپیہ ۸/آنے بھر ہوا، یعنی عام طور پر مروّج سیر کے حساب سے صاع تقریباً ساڑھے چار سیر کا اور نصف صاع سوا دو سیر کا، راہِ خدا میں زیادہ دیا جائے تو اس میں اپنا بھی اجر و ثواب زیادہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

(اعشاری نظام میں صدقۂ فطر کی مقدار ۲/کلو گرام، ۱۴۱/گرام ۱۴۱ء۲ ہے۔)

سوال:- فطرہ میں وزن کا اعتبار ہے یا قیمت کا؟

جواب:- اِن چار چیزوں یعنی گیہوں، جو، کھجوریں اور منقے سے فطرہ ادا کیا جائے تو ان کی قیمت کا اعتبار نہیں وزن کا اعتبار ہے مثلاً آدھا صاع عمدہ جو جن کی قیمت ایک صاع معمولی جو کے برابر ہے یا چوتھائی صاع کھرے گیہوں جو قیمت میں آدھے صاع عام گیہوں کے برابر ہیں، فطرہ

میں ادا کردیئے یہ ناجائز ہے، جتنا دیا اتنا ہی ادا ہوا باقی اس کے ذمہ باقی ہے ادا کرے۔ (عالم گیری)

سوال:- فطرہ میں آدھے گیہوں آدھے جو دیئے جائیں تو درست ہے یا نہیں، یا ہر ایک کا وزن ہی دینا پڑے گا۔

جواب:- نصف صاع جو اور چہارم صاع گیہوں دے یا نصف صاع جو اور نصف صاع کھجور تو یہ بھی جائز ہے۔ (عالم گیری)

سوال:- گیہوں اور جو ملے ہوں تو وزن میں کس کا اعتبار ہوگا؟

جواب:- اِن میں سے جو مقدار میں زیادہ ہو اسی کا لحاظ ہوگا مثلاً گیہوں زیادہ ہیں تو نصف صاع دے ورنہ ایک صاع۔ (ردالمحتار)

سوال:- مقررہ وزن کی قیمت فطرہ میں دے سکتے یا نہیں؟

جواب:- گیہوں اور جو وغیرہ کی قیمت لگا کر بھی دے سکتے ہیں، ہاں اگر خراب گیہوں اور جو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کمی پڑے پوری کردے۔ (درمختار)

سوال:- چاول، جوار، باجرہ وغیرہ دوسرے غلے فطرہ میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا کوئی اور غلہ یا کوئی اور چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت کی ہو خواہ وزن میں وہ چیز مثلاً چاول نصف صاع ہوں یا زیادہ یا کم، یعنی مثلاً نصف صاع گندم کی قیمت میں جتنے چاول آئیں گے اتنے دیئے جائیں گے۔ (عالم گیری وغیرہ)

سوال:- صدقۂ فطر میں تملیک فقیر شرط ہے یا نہیں؟

جواب:- صدقۂ فطر میں بھی مسلمان فقیر یعنی مستحق زکوٰۃ کو مال کا مالک کردینا بے شک شرط ہے اور اس میں تملیک کے بعد اس کو اختیار ہے جہاں چاہے صرف کرے جیسا کہ زکوٰۃ کا حکم ہے۔ (عامہ کتب)

سوال:- صدقۂ فطر کا مقدم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- زکوٰۃ کی طرح صدقۂ فطر کا مقدم کرنا یعنی پیشگی ادا کردینا جائز ہے جب

کہ وہ شخص موجود ہو جس کی طرف سے ادا کرنا ہے اگرچہ رمضان سے پیش تر بلکہ سال دو سال پیش تر۔ (درمختار، عالم گیری)

سوال: - ایک شخص کا فطرہ چند افراد کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: - ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا تب بھی جائز ہے۔ (درمختار)

سوال: - چند فطرے ایک مسکین کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: - ایک مسکین کو چند شخصوں کا فطرہ دینا بھی بلا خلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔ (ردالمحتار)

سوال: - صدقۂ فطر کے مصارف کیا ہیں؟

جواب: - صدقۂ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں یعنی جن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں انھیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جنھیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے انھیں فطرہ بھی نہیں دے سکتے، سوا عامل کے کہ اس کے لیے زکوٰۃ ہے فطرہ نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال: - صاحب نصاب کو فطرہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: - جس طرح صاحب نصاب کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں یوں ہی صاحب نصاب اگرچہ امام مسجد ہو اسے کوئی صدقۂ واجبہ مثلاً یہی صدقۂ فطر لینا جائز نہیں حرام ہے اور اس کے دیئے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (عامہ کتب)

سوال: - دینی طالب علم کو فطرہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: - دینا کیا معنی! اس میں اور زیادہ ثواب کی امید ہے کہ دوسروں کو دینے میں ایک کے دس ہیں تو طالب علمِ دین کی اعانت میں کم از کم ایک کے سات سو، خصوصاً جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ اگر اس کی ضرورت پوری نہ ہوئی تو علم دین پڑھنا چھوڑ دے گا یا معاذ اللہ بدمذہبوں کے چنگل میں پھنس جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

❁❁❁❁❁

سبق (۱۶)

روزے کا بیان

سوال:- روزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:- روزہ جسے عربی میں صوم کہتے ہیں اس کے معنی ہیں" رکنا اور چپ رہنا" قرآنِ کریم میں "صوم" کو صبر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کا خلاصہ ضبط نفس، ثابت قدمی اور استقلال ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے نزدیک روزہ کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی نفسانی ہوا وحوس اور جنسی خواہشوں میں بہک کر غلط راہ پر نہ پڑے اور اپنے اندر موجود ضبط اور ثابت قدمی کے جوہر کو ضائع ہونے سے بچائے۔

روزمرہ کے معمولات میں تین چیزیں ایسی ہیں جو انسانی جوہر کو برباد کر کے اُسے ہوا و ہوس کا بندہ بنا دیتی ہیں۔ یعنی کھانا، پینا اور عورت مرد کے درمیان جنسی تعلقات ۔ ان ہی چیزوں کو اعتدال میں رکھنے اور ایک مقررہ مدت میں ان سے دور رہنے کا نام روزہ ہے۔

لیکن اصطلاحِ شریعت میں "مسلمان کا بہ نیت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے آپ کو قصداً کھانے پینے اور جماع سے باز رکھنے" کا نام روزہ ہے۔ عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔ (عامۂ کتب)

سوال:- اسلام میں روزہ کی کیا اہمیت ہے؟

جواب:- اسلام میں روزہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ:

① یہ اسلامی ارکان میں سے چوتھا رکن ہے۔

② روزے جسمانی صحت کو برقرار رکھتے بلکہ اسے بڑھاتے ہیں۔

③ روزوں سے دل کی پاکی، روح کی صفائی اور نفس کی طہارت حاصل ہوتی ہے۔

④ روزے دولت مندوں کو، غریبوں کی حالت سے عملی طور پر باخبر رکھتے ہیں۔

④ روزے، شکم سیروں اور فاقہ مستوں کو ایک سطح پر کھڑا کر دینے سے قوم میں

مساوات کے اصول کو تقویت دیتے ہیں۔

(۶) روزے، ملکوتی قوتوں کو قوی اور حیوانی قوتوں کو کمزور کرتے ہیں۔

(۷) روزے، جسم کو مشکلات کا عادی اور سختیوں کا خوگر بناتے ہیں۔

(۸) روزوں سے بھوک اور پیاس کے تحمل اور صبر وضبط کی دولت ملتی ہے۔

(۹) روزوں سے انسان کو دماغی اور روحانی یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔

(۱۰) روزے بہت سے گناہوں سے انسان کو محفوظ رکھتے ہیں۔

(۱۱) روزے نیک کاموں کے لیے اسلامی ذوق وشوق کو اُبھارتے ہیں۔

(۱۲) روزہ ایک مخفی اور خاموش عبادت ہے جو ریا ونمائش سے بری ہے۔

(۱۳) قدرتی مشکلات کو حل کرنے اور آفات کو ٹالنے کے لیے روزہ بہترین ذریعہ ہے۔

اِن فوائد کے علاوہ اور بہت فائدے ہیں جن کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے۔

سوال:-قرآنِ کریم میں روزہ کا مقصد کیا بیان کیا گیا ہے؟

جواب:-قرآنِ کریم نے روزہ کے مقاصد اور اس کے اغراض تین مختصر جملوں میں بیان فرمائے ہیں:

(۱) یہ کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اس کی عظمت کا اظہار کریں۔

(۲) ہدایتِ الٰہی ملنے پر خدائے کریم کا شکر بجالائیں کہ اس نے پستی وذلت کے عمیق غار سے نکال کر، رفعت وعزت کی اوجِ کمال تک پہنچایا۔

(۳) یہ کہ مسلمان پرہیزگار بنیں اور ان میں تقویٰ پیدا ہو۔

"تقویٰ" دل کی اُس کیفیت کا نام ہے جس کے حاصل ہوجانے کے بعد دل کو گناہوں سے جھجک معلوم ہونے لگتی ہے اور نیک کاموں کی طرف اس کو بےتابانہ تڑپ ہوتی ہے اور روزہ کا مقصود یہ ہے کہ انسان کے اندر یہی کیفیت پیدا ہو۔ دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ روزے، خداترسی کی طاقت انسان کے اندر محکم کر دیتے ہیں جس کے باعث انسان اپنے نفس پر قابو پالیتا ہے اور خدا کے حکم کی عزت اور عظمت اُس کے دل میں ایسی جاگزیں ہوجاتی ہے کہ کوئی جذبہ اُس پر غالب نہیں آتا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایک مسلمان خدا

کے حکم کی وجہ سے حرام ناجائز اور گندی عادتیں چھوڑ دے گا اور اُن کے ارتکاب کی کبھی جرأت نہ کرے گا۔ اِسی اخلاقی برتری کو ہم ''تقویٰ'' کہتے ہیں۔

سوال:- احادیث میں روزہ کے جو فضائل آئے ہیں وہ بیان کریں۔

جواب:- احادیث کریمہ روزے کے فضائل سے مالا مال ہیں، حضور پرنور سید عالم سرورِ اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

① جب رمضان آتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروزے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔ (بخاری، مسلم وغیرہ)

② جنت ابتدائے سال سے سالِ آئندہ تک رمضان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے اور جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا حورِعین پر چلتی ہے وہ کہتی ہے: اے رب! تو اپنے بندوں سے ہمارے لیے ان کو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ (بیہقی)

③ جنت میں آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ کا نام ''ریّان'' ہے۔ اس دروازے سے وہی جائیں گے جو روزہ رکھتے ہیں۔ (ترمذی وغیرہ)

④ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملنے کے وقت۔ اور روزہ دار کے منہ کی بو، اللہ عزوجل کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ (بخاری، مسلم وغیرہ)

⑤ (رمضان المبارک کا مہینہ) وہ مہینہ ہے کہ اس کا اول رحمت ہے۔ اس کا اوسط (درمیانہ حصہ) مغفرت ہے اور آخر، جہنم سے آزادی۔ (بیہقی)

⑥ روزہ اللہ عزوجل کے لیے ہے اس کا ثواب اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (طبرانی)

⑦ ہر شے کے لیے زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے اور نصف صبر ہے۔ (ابن ماجہ)

⑧ روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی۔ (بیہقی)

⑨ اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت تمنا کرتی کہ پورا سال

رمضان ہی ہو۔(ابن خزیمہ)

⑩ میری امت کو ماہِ رمضان میں پانچ باتیں دی گئیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں **اول** یہ کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے اللہ عزوجل ان کی طرف نظر فرماتا ہے اور جس کی طرف نظر فرمائے گا اسے کبھی عذاب نہ کرے گا۔ **دوسری** یہ کہ شام کے وقت اُن کے منہ کی بو، اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ اچھی ہے۔ **تیسری** یہ کہ ہر دن اور رات میں فرشتے اُن کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ **چوتھی** یہ کہ اللہ عزوجل جنت کو حکم فرماتا ہے کہتا ہے مستعد ہوجا اور میرے بندوں کے لیے مزین ہوجا (بن سنور جا) قریب ہے کہ دنیا کی تعب (مشقت، تکان) سے یہاں آکر آرام کریں۔ **پانچویں** یہ کہ جب آخر رات ہوتی ہے تو ان سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ کسی نے عرض کی کیا وہ شب قدر ہے؟ فرمایا "نہیں" کیا تو نہیں دیکھتا کہ کام کرنے والے کام کرتے ہیں۔ جب کام سے فارغ ہوتے ہیں۔ اُس وقت مزدوری پاتے ہیں۔(بیہقی)

⑪ اللہ عزوجل رمضان میں ہر روز دس لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب رمضان کی انتیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے اُن کے مجموعہ کے برابر اس ایک رات میں آزاد کرتا ہے۔ پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے ملائکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا اور فرشتوں سے فرماتا ہے: "اے گروہِ ملائکہ اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے کام پورا کرلیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: "اس کو پورا اجر دیا جائے" اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں تمھیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اُن سب کو بخش دیا۔(اصفہانی)

سوال:- روزے کے کتنے درجے ہیں؟

جواب:- روزے کے تین درجے ہیں۔ ایک عام لوگوں کا روزہ کہ یہی پیٹ اور شرم گاہ کو کھانے پینے جماع سے روکنا۔ دوسرا خواص کا روزہ کہ ان کے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضا کو گناہ سے باز رکھنا۔ تیسرا خاص الخاص کا روزہ کہ جمیع ماسوی اللہ یعنی اللہ عزوجل کے سوا کائنات کی ہر چیز سے اپنے آپ کو بالکلیہ جدا کر کے صرف اُسی کی طرف متوجہ رہنا۔(جوہرہ نیرہ)

سوال:- روزہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:- روزے کی پانچ قسمیں ہیں؟

(۱)فرض (۲)واجب (۳)نفل (۴)مکروہ تنزیہی اور (۵)مکروہ تحریمی

سوال:- فرض وواجب کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:- فرض وواجب، ہرایک کی دو قسمیں ہیں۔(۱) معین (۲) غیر معین۔

سوال:- فرض معین اور غیر معین کون سے روزے ہیں؟

جواب:- فرض معین جیسے رمضان المبارک کے روزے جو اسی ماہ میں ادا کیے جائیں، اور فرض غیر معین جیسے رمضان کے روزوں کی قضا اور کفارے کے روزے۔ کفارہ خواہ روزہ توڑنے کا ہو یا کسی اور فعل کا۔

سوال:- واجب معین اور غیر معین کون سے روزے ہیں؟

جواب:- واجب معین جیسے نذر ومنت کا وہ روزہ جس کے لیے وقت معین کرلیا ہو، اور واجب غیر معین جن کے لیے وقت معین نہ ہو۔

سوال:- نفلی روزے کون کون سے ہیں؟

جواب:- نفلی روزے جیسے عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور اس کے ساتھ نویں کا بھی۔ ایام بیض یعنی ہر مہینے میں تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں تاریخ کا روزہ، عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ، شش عید کے روزے، صوم داؤد علیہ السلام یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار، پیر اور جمعرات کا روزہ، پندرہویں شعبان کا روزہ، ان کے علاوہ اور بھی روزے ہیں جن کا ثواب احادیث میں وارد ہوا ہے، اور ان نفلی روزوں میں کچھ مسنون ہیں اور کچھ مستحب۔ (نورالایضاح، درمختار وغیرہ)

سوال:- مکروہ تنزیہی کون سے روزے ہیں؟

جواب:- جیسے صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا کہ یہ یہودیوں کا سا روزہ ہے۔ نیروز اور مہرگان کے روزے کی آتش پرستوں میں رکھے جاتے تھے۔ صوم دہر یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا۔ صوم سکوت یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے۔ صوم وصال کہ روزہ رکھ کر افطار

نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھ لے۔ یہ سب مکروہ تنزیہی ہیں۔ (عالم گیری وغیرہ)

سوال:- مکروہ تحریمی کون سے روزے کہلاتے ہیں؟

جواب:- جیسے عید بقر عید اور ایامِ تشریق (یعنی ذی الحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳ تاریخ) کے روزے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- روزے کے شرائط کیا ہیں؟

جواب:- روزہ دار کا مکلف یعنی عاقل بالغ ہونا اور خاص عورت کے لیے حیض و نفاس سے خالی ہونا روزہ کے لیے شرط ہے۔ (عامہ کتب)

سوال:- نابالغ بچہ لڑکا خواہ لڑکی، روزہ رکھے یا نہیں؟

جواب:- نابالغ لڑکے یا لڑکی پر اگر چہ روزہ فرض نہیں مگر حکم شریعت یہ ہے کہ بچہ جیسے ہی آٹھویں سال میں قدم رکھے اُس کے ولی پر لازم ہے کہ اُسے نماز روزے کا حکم دے اور جب بچہ کی عمر دس سال کی ہو جائے اور گیارہواں سال شروع ہو اور اُس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اُس سے روزہ رکھوایا جائے، نہ رکھے تو مار کر رکھوائیں اگر پوری طاقت دیکھی جائے، ہاں رکھ کر توڑ دیا تو قضا کا حکم نہ دیں اور نماز توڑے تو پھر پڑھوائیں۔ (ردالمحتار)

سوال:- روزے کے فرض یا واجب ہونے کے اسباب کیا ہیں؟

جواب:- روزے کے مختلف اسباب ہیں۔ روزہ رمضان کا سبب، ماہِ رمضان کا آنا۔ روزۂ نذر کا سبب، منت ماننا، روزۂ کفارہ کا سبب، قسم توڑنا یا قتل وظہار وغیرہ۔ (عالم گیری)

سوال:- رمضان المبارک کے روزے کب فرض ہوئے؟

جواب:- رمضان المبارک کے روزے بھی ہجرت کے دوسرے ہی سال فرض ہوئے (خازن) جب کہ لوگ توحید، نماز اور دیگر احکامِ قرآنی کے خوگر ہو چکے تھے اور چوں کہ اصولِ اسلام کی رو سے فاقہ مستوں کو روزہ کی جتنی ضرورت ہے شکم سیروں کے لیے وہ اس سے زیادہ ضروری ہے۔ تو یہ کہنا درست نہیں کہ "چوں کہ آغازِ اسلام میں مسلمانوں کو اکثر فاقوں سے دو چار ہونا پڑتا تھا؛ اسی لیے ان کو روزوں کا خوگر بنا دیا گیا۔" اگر ایسا ہوتا تو ظہورِ اسلام کے بعد ہی، مکی زندگی کا اس کے لیے انتخاب کیا جاتا کہ مسلمانوں کی مالی حالت کے اعتبار سے موزوں

ہوسکتا تھا مگر ایسا نہ ہوا بلکہ روزہ وسط اسلام میں ہجرت کے بعد فرض کیا گیا۔

سوال:- جو شخص روزہ نہ رکھے اُس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب:- روزہ کا بلا عذرِ شرعی ترک کرنے والا سخت گناہ گار اور فاسق و فاجر ہے اور عذابِ جہنم کا مستحق۔ اور رمضان المبارک میں جو شخص اعلانیہ، بلا عذرِ شرعی قصداً کھائے پیے تو حکم ہے کہ اُسے قتل کیا جائے۔ (ردالمحتار) یعنی حاکم اسلام ایسے مسلمان کو تعزیراً قتل کرسکتا ہے۔

سوال:-قمری حساب سے روزے فرض کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب:- خدا اور رسول ہی اس کی حکمت کو بہتر جانتے ہیں۔ ہاں بظاہر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ قمری حساب پر رکھنے میں عام مسلمانوں کو یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ قمری مہینہ ادل بدل کر آنے سے کل دنیا کے مسلمانوں کے لیے مساوات قائم کر دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شمسی مہینہ روزوں کے لیے مقرر کر دیا جاتا تو نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ موسم سرما کی سہولت میں روزے رکھتے اور نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ گرمی کی سختی اور تکلیف میں رہا کرتے اور یہ امر عالم گیر دینِ اسلام کے اصول کے خلاف ہوتا۔ کیوں کہ جب نصف دنیا پر سردی کا موسم ہوتا ہے تو دوسرے نصف پر گرمی کا موسم ہوتا ہے۔

سبق (۱۷)

روزے کی نیت کا بیان

سوال:- روزے کی نیت کا کیا مطلب ہے؟

جواب:-جس طرح نماز میں بتایا گیا کہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ زبان سے کہنا شرط نہیں، یہاں بھی وہی مراد ہے۔ مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے تا کہ زبان و دل میں موافقت رہے۔ (عامۂ کتب)

سوال:- نیت کے الفاظ کیا ہیں؟

جواب:- اگر رات میں نیت کرے تو یوں کہے: ”نَوَيْتُ أَنْ أَصُوْمَ غَدًا لِلّٰهِ

تَعَالٰی مِنْ فَرَضِ رَمَضَانَ هٰذا" یعنی میں نے نیت کی کہ اللہ عزوجل کے لیے اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا۔ اور عام طور پر مشہور یہ الفاظ ہیں: "وَ بِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی" اور دن میں نیت کرے تو یہ کہے: "نَوَيْتُ أَنْ أَصُوْمَ هٰذَاالْيَوْمَ لِلّٰهِ تَعَالٰی مِنْ فَرَضِ رَمَضَانَ هٰذا" میں نے نیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے لیے آج رمضان کا فرض روزہ رکھوں گا۔

اور اگر تبرک وطلب توفیق کے لیے نیت کے الفاظ میں "اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی" بھی ملا لیا تو حرج نہیں۔ اور اگر پکّا ارادہ نہ ہو، مذبذب ہو تو نیت ہی کہاں ہوئی (جوہرہ نیرہ) تو روزہ بھی نہ ہوگا۔

سوال:- نیت کب سے کب تک ہوسکتی ہے؟

جواب:- اداے روزۂ رمضان، نذر معین اور نفل کے روزوں کے لیے نیت کا وقت غروبِ آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک ہے یعنی جس وقت آفتاب خط نصف النہار شرعی پر پہنچے اس سے پیش تر نیت ہو جانا ضروری ہے۔ (درمختار) اسے آسانی کے لیے یوں سمجھ لو کہ زوال سے کم از کم ۳۹ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ۴۸ منٹ پیش تر روزے کی نیت کر لینی چاہیے کہ اگرچہ ان تین قسم کے روزوں کی نیت دن میں بھی ہوسکتی ہے مگر رات میں نیت کر لینا مستحب ہے۔ (درمختار، جوہرہ)

سوال:- نیت کے بعد کچھ کھا پی لیا تو نیت باقی رہی یا نہیں؟

جواب:- رات میں نیت کی پھر اس کے بعد رات ہی میں کھایا پیا تو نیت جاتی نہ رہی وہی پہلی کافی ہے پھر سے نیت کرنا ضروری نہیں۔ (جوہرہ)

سوال:- روزہ توڑنے کی نیت سے روزہ رہتا ہے یا نہیں؟

جواب:- جس طرح نماز میں کلام کی نیت کی مگر بات نہ کی تو نماز فاسد نہ ہوگی یوں ہی روزے میں توڑنے کی نیت سے روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک توڑنے والی چیز نہ کرے۔ (جوہرہ) اور اگر رات میں روزہ کی نیت کی پھر پکا ارادہ کر لیا کہ نہیں رکھے گا تو وہ نیت جاتی رہی۔ اگر نئی نیت نہ کی اور دن بھر بھوکا پیاسا اور روزہ دار کی طرح رہا تو روزہ نہ

ہوا۔(درمختار وغیرہ)

سوال:- سحری کھانا نیت میں شمار ہے یا نہیں؟

جواب:- سحری کھانا بھی نیت ہے خواہ رمضان کے روزے کے لیے ہو یا کسی اور روزے کے لیے مگر جب سحری کھاتے وقت یہ ارادہ ہے کہ صبح کو روزہ نہ رکھوں گا تو یہ سحری کھانا نیت نہیں۔(ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- روزہ کی نیت میں روزہ کو معین کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:- یہ تینوں یعنی رمضان کی اور نفل خواہ سنت ہو یا مستحب اور نذر معین، ان میں خاص انھیں کی نیت ضروری نہیں۔ مطلقاً روزہ کی نیت سے بھی ہوجاتے ہیں اور نفل کی نیت سے بھی ادا ہوجاتے ہیں۔ بلکہ مریض ومسافر کے علاوہ کسی اور نے رمضان میں کسی اور واجب کی نیت کی، جب بھی اسی رمضان کا روزہ ہوگا۔(درمختار) البتہ مسافر اور مریض جس کی نیت کریں گے وہی ہوگا، رمضان کا نہیں، اور مطلق روزے کی نیت کریں تو رمضان کا ہوگا۔(ردالمحتار، عالم گیری)

سوال:- قضاے رمضان وغیرہ کی نیت کس وقت ضروری ہے؟

جواب:- اداے رمضان نذر معین اور نفل کے علاوہ باقی روزے مثلاً قضاے رمضان اور نذر غیر معین اور نفل کی قضا (یعنی نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا اس کی قضا) اور نذر معین کی قضا اور کفارہ کا روزہ اور ایسے ہی اور روزے، ان سب میں عین صبح چمکتے وقت یا رات میں نیت کرنا ضروری ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو روزہ رکھنا ہے خاص اُس معین کی نیت کرے۔ ان روزوں کی نیت اگر دن میں کی تو نفل ہوئے۔ پھر بھی ان کا پورا کرنا ضروری ہے توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔(درمختار وغیرہ)

سوال:- ۲۹ رشعبان کو چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ رکو نیت کس طرح کرے؟

جواب:- اگر ۲۹ رشعبان کی شام کو مطلع پر ابر وغبار ہو اور چاند نظر نہ آئے تو شعبان کی تیسویں تاریخ کو (جسے یوم الشک کہتے ہیں) خالص نفل کی نیت سے روزہ رکھ سکتے ہیں اور نفل کے سوا کوئی اور روزہ رکھا تو مکروہ ہے۔ اب اگر اس دن کا رمضان ہونا ثابت ہوجائے

تو مقیم کے لیے رمضان کا روزہ ہےاور مسافر نے جس کی نیت کی وہی ہوا۔ اور اگر نیت تو خالص نفل ہی کی کی اور پورا ارادہ نفلی روزہ رکھنے ہی کا ہے مگر کبھی کبھی دل میں یہ خیال گزر جاتا ہے کہ شاید آج رمضان کا دن ہو تو اس میں حرج نہیں۔(درمختار، عالم گیری وغیرہ)

سبق (۱۸)

چاند دیکھنے کا بیان

سوال:- چاند دیکھنے کے لیے حکم شرعی کیا ہے؟

جواب:- پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے کہ بستی میں ایک دو آدمیوں نے دیکھ لیا تو سب بری الذمہ ہو گئے اور کسی نے نہ دیکھا تو سب گناہ گار ہوئے۔ وہ پانچ مہینے یہ ہیں: شعبان، رمضان، شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ۔ شعبان کا اس لیے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت ابر یا غبار ہو تو لوگ تیس دن پورے کر کے رمضان شروع کر دیں۔ رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے، شوال کا روزہ ختم کرنے کے لیے، ذی قعدہ کا ذی الحجہ کے لیے (کہ وہ حج کا خاص مہینہ ہے) اور ذی الحجہ کا بقر عید کے لیے (فتاویٰ رضویہ)

سوال:- روزۂ رمضان کب سے رکھنا شروع کریں؟

جواب:- شعبان کی انتیس کو شام کے وقت چاند دیکھیں، دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کا مہینہ شروع کریں اور روزہ رکھیں۔ حدیث شریف میں ہے:"چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو (یعنی روزے پورے کر کے عید الفطر مناؤ) اور اگر ابر ہو تو شعبان کی گنتی تیس پوری کر لو۔(بخاری و مسلم)

سوال:- چاند کے ہونے نہ ہونے میں علم ہیئت کا اعتبار ہے یا نہیں؟

جواب:- جو شخص علم ہیئت جانتا ہے اُس کا اپنے علم ہیئت (نجوم وغیرہ) کے ذریعہ سے کہہ دینا کہ آج چاند ہوا یا نہیں یا کب ہوگا یہ کوئی چیز نہیں۔ اگرچہ وہ عادل، دین دار، قابل اعتماد ہو، اگرچہ کئی شخص ایسا کہتے ہوں کہ شرع میں چاند دیکھنے یا گواہی سے ثبوت کا اعتبار ہے کسی اور چیز پر نہیں (عالم گیری) مثلاً وہ ۲۹ رشعبان کو کہیں آج ضرور رویت ہوگی، کل یکم

رمضان ہے، شام کو ابر ہو گیا۔ رویت کی خبر معتبر نہ آئی ہم ہرگز رمضان قرار نہ دیں گے بلکہ وہی یوم الشک ٹھہرے گا، یا وہ کہیں آج رویت نہیں ہو سکتی کل یقیناً ۳۰ رشعبان ہے۔ پھر آج ہی رویت پر معتبر گواہی گزری۔ بات وہی کہ ہمیں تو حکم شرع پر عمل فرض ہے۔

سوال:- رمضان کے ثبوت کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

جواب:- ابر اور غبار میں رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل بالغ دین دار عادل یا مستور کی گواہی سے ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اور ابر میں رمضان کے چاند کی گواہی میں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں (جب کہ ہر گواہی میں یہ کہنا ضروری ہے) صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اس رمضان کا چاند آج یا کل یا فلاں دن دیکھا ہے۔ (درمختار، عالم گیری)

سوال:- عادل و مستور کے کیا معنی ہیں؟

جواب:- عادل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کم سے کم متقی ہو یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو مروّت کے خلاف ہے مثلاً بازار میں کھانا، یا شارع عام پر پیشاب کرنا، یا بازار و عام گزرگاہ پر صرف بنیان و تہہ بند میں پھرنا۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

اور مستور وہ مسلمان ہے جس کا ظاہر حال شرع کے مطابق ہے مگر باطن کا حال معلوم نہیں، ایسے مسلمان کی گواہی رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور جگہ مقبول نہیں۔ (درمختار)

سوال:- فاسق کی گواہی مقبول ہے یا نہیں؟

جواب:- فاسق اگرچہ رمضان المبارک کے چاند کی گواہی دے اُس کی گواہی قابل قبول نہیں۔ رہا یہ کہ اُس کے ذمہ گواہی دینا لازم ہے یا نہیں۔ اگر امید ہے کہ اُس کی گواہی قاضی قبول کرلے گا۔ تو اسے لازم ہے کہ گواہی دے۔ (درمختار) کہ ایک ایک کر کے اگر گواہوں کی تعداد جم غفیر (کثیر مجمع) کو پہنچ جائے تو یہ بھی ثبوت رمضان کا ذریعہ ہے۔

سوال:- چاند دیکھ کر گواہی دینا لازم ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر اس کی گواہی پر رمضان المبارک کا ثبوت موقوف ہے کہ بے اس کی

گواہی کے کام نہ چلے گا تو جس عادل شخص نے رمضان کا چاند دیکھا اُس پر واجب ہے کہ اسی رات میں شہادت ادا کرے یہاں تک کہ پردہ نشین خاتون نے چاند دیکھا تو اس پر گواہی دینے کے لیے اُسی رات جانا واجب ہے اور اُس کے لیے شوہر سے اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں۔(درمختار،ردالمحتار)

سوال:- گواہی دینے والے سے کرید کرید کر سوال کرنا کیسا ہے؟

جواب:- جس کے پاس رمضان کے چاند کی شہادت گزری اُسے یہ ضروری نہیں کہ گواہ سے یہ دریافت کرے تم نے کہاں سے دیکھا اور وہ کس طرف تھا اور کتنے اونچے پر تھا وغیرہ وغیرہ (عالم گیری وغیرہ) مگر جب کہ اُس کے بیان میں شبہات پیدا ہوں تو سوالات کرے۔ خصوصاً عید میں کہ لوگ خواہ مخواہ اُس کا چاند دیکھ لیتے ہیں۔(بہارِ شریعت)

سوال:- مطلع صاف ہو تو گواہی کا معیار کیا ہے؟

جواب:- اگر مطلع صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ رہا یہ کہ اس کے لیے کتنے لوگ چاہیے یہ قاضی کے متعلق ہے۔ جتنے گواہوں سے اُسے گمانِ غالب ہو جائے حکم دے دیا جائے گا۔(درِمختار)

سوال:- مطلع صاف ہونے کی حالت میں ایک گواہی کب معتبر ہے؟

جواب:- ایسی حالت میں جب کہ مطلع صاف تھا ایک شخص بیرونِ شہر یا بلند جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرتا ہے اور اُس کا ظاہر حال مطابق شرع ہے تو اُس کا قول بھی رمضان کے چاند میں قبول کر لیا جائے گا۔(درِمختار وغیرہ)

سوال:- گاؤں میں چاند کی گواہی کس کے روبرو دی جائے؟

جواب:- اگر کسی نے گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس گواہی دے تو گاؤں والوں کو جمع کر کے شہادت ادا کرے۔ اب اگر یہ عادل ہے یعنی متقی، دین دار، خدا ترس اور حق پرست ہے، گناہوں سے دور بھاگتا ہے تو اُن لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔

سوال:- اگر لوگ کسی جگہ سے آ کر چاند ہونے کی خبر دیں تو معتبر ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر کہیں سے کچھ لوگ آ کر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا ہے بلکہ یہ کہیں

کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا۔ بلکہ یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے چاند دیکھا بلکہ یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ رکھنے یا روزہ چھوڑ دینے اور عید منانے کے لیے لوگوں سے کہا یہ سب طریقے ناکافی ہیں۔ (درمختار، ردالمحتار) صاف بات یہ ہے کہ اگر خود اپنا چاند دیکھنا بیان کریں تو گواہی معتبر ہے ورنہ نہیں۔

سوال:- تنہا بادشاہِ اسلام یا قاضی نے چاند دیکھا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- تنہا بادشاہِ اسلام یا قاضیِ اسلام یا مفتیِ دین نے چاند دیکھا تو اسے اختیار ہے خواہ خود ہی روزہ رکھنے کا حکم دے یا کسی اور کو شہادت لینے کے لیے مقرر کرے اور اُس کے پاس شہادت ادا کرے لیکن اگر تنہا اُن میں سے کسی نے عید کا چاند دیکھا تو انھیں عید کرنا یا عید کا حکم دینا جائز نہیں۔ (عالم گیری، درمختار وغیرہ)

سوال:- گاؤں میں دو شخصوں نے عید کا چاند دیکھا تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب:- گاؤں میں اگر دو شخصوں نے عید کا چاند دیکھا اور مطلع تھا ابر آلود یعنی ابر و غبار کے باعث ناصاف اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس یہ شہادت دیں تو گاؤں والوں کو جمع کر کے اُن سے یہ کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے عید کا چاند دیکھا ہے۔ اگر یہ عادل ہوں تو لوگ عید کرلیں ورنہ نہیں۔ (عالم گیری)

سوال:- رمضان کے علاوہ اور مہینوں میں کتنے گواہ درکار ہیں؟

جواب:- مطلع اگر صاف نہ ہو یعنی ابر و غبار آلود ہو تو علاوہ رمضان کے شوال و ذی الحجہ بلکہ تمام مہینوں کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں، اور سب عادل ہوں اور آزاد ہوں اور اُن میں کسی پر تہمت زنا کی حد جاری نہ کی گئی ہو اگر توبہ کر چکا ہو تو اُن کی گواہی رویت ہلال (یعنی چاند دیکھنے) کے حق میں قبول کرلی جائے گی۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ گواہی دیتے وقت یہ لفظ کہے "میں گواہی دیتا ہوں" (عامہ کتب)

سوال:- دن میں چاند دکھائی دیا تو وہ کس رات کا مانا جائے گا؟

جواب:- دن میں ہلال دکھائی دیا، زوا سے پہلے یا بعد زوال بہر حال وہ آئندہ رات کا قرار دیا جائے گا یعنی جو رات آئے گی اُس سے مہینہ شروع ہوگا تو اگر تیسویں رمضان

کے دن میں چاند دیکھا گیا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے، شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے۔ اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کے دن میں دیکھا تو دن شعبان کا ہے رمضان کا نہیں۔ لہٰذا آج کا روزہ فرض نہیں ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال:- اگر انتیس شعبان کو چاند نظر نہ آئے تو تیسویں تاریخ کو روزہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر ۲۹ ر شعبان کو مطلع صاف ہو اور چاند نظر نہ آئے تو نہ خواص روزہ رکھیں نہ عوام (فتاویٰ رضویہ) اور اگر مطلع پر ابر و غبار ہو تو مفتی کو چاہیے کہ عوام کو ضحوۂ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک انتظار کا حکم دے کہ اُس وقت تک نہ کچھ کھائیں نہ پئیں، نہ روزے کی نیت کریں، بلا نیت روزہ مثل روزہ رہیں۔ اس بیچ میں اگر ثبوتِ شرعی سے رویت ثابت ہو جائے تو سب روزے کی نیت کر لیں، روزۂ رمضان ہو جائے گا کہ ادائے رمضان کے لیے نیت کا وقت ضحوۂ کبریٰ تک ہے۔ اور اگر یہ وقت گزر جائے کہیں سے ثبوت نہ آئے تو مفتی عوام کو حکم دے کہ کھائیں پئیں۔ اور مسئلہ شرعی سے واقفیت رکھنے والے کہ یوم الشک میں اس طرح روزہ رکھا جاتا ہے تو وہ روزے کی نیت کر لیں۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:- ایک شخص کسی خاص دن روزہ رکھنے کا عادی ہو اور وہ دن یوم الشک یعنی شعبان کی تیسویں کو پڑے تو اُس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب:- جو شخص کسی خاص دن کے روزے کا عادی ہو اور وہ دن اس تاریخ کو آن پڑے تو وہ اپنے اسی نفلی روزے کی نیت کر سکتا ہے بلکہ اُسے اُس دن روزہ رکھنا افضل ہے۔ مثلاً ایک شخص ہر پیر یا جمعرات کا روزہ رکھا کرتا ہے اور تیسویں اُسی دن پڑی تو وہ روزہ نہ چھوڑے اور اُس مبارک دن کے روزے کا ثواب ہاتھ سے نہ جانے دے۔

سوال:- چاند دیکھنے کی گواہی جس کی قبول نہ ہوئی تو وہ روزہ رکھے یا نہیں؟

جواب:- کسی نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا مگر اُس کی گواہی کسی وجہِ شرعی سے رد کر دی گئی۔ مثلاً فاسق ہے تو اُسے حکم ہے کہ روزہ رکھے اگرچہ اپنے آپ اُس نے عید کا چاند دیکھ لیا ہے۔ اور اس صورت میں اگر رمضان کا چاند تھا اور اُس نے اپنے حسابوں تیس روزے پورے کر لیے مگر عید کے چاند کے وقت پھر ابر یا غبار ہے اور رویت ثابت نہ ہوئی تو اُسے بھی

ایک دن اور روزہ رکھنے کا حکم ہے۔ (عالم گیری، درمختار) تاکہ مسلمانوں کے ساتھ موافقت کا اجر اُس کے نامۂ اعمال میں درج ہو اور یہ عام اسلامی برادری سے الگ تھلگ نہ رہنے پائے کہ یہ بڑی محرومی کی بات ہے۔

سوال:- فاسق نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا پھر توڑ دیا تو اُس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب:- اُس کی دو صورتیں ہیں اور ہر صورت کا حکم علاحدہ ہے:

(۱) اگر اس نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا پھر توڑ دیا یا قاضی کے یہاں گواہی بھی دی تھی لیکن قاضی نے اُس کی گواہی پر روزہ رکھنے کا عوام الناس کو حکم نہیں دیا تھا کہ اس نے روزہ توڑ دیا تو صرف اس روزے کی قضا دے، کفارہ اُس پر لازم نہیں۔

(۲) اور اگر چاند دیکھ کر اُس نے روزہ رکھا اور قاضی نے اس کی گواہی بھی قبول کر لی اس کے بعد اس نے روزہ توڑ دیا تو کفارہ بھی لازم ہے اگر چہ یہ فاسق ہو۔ (درمختار) کہ اس نے روزۂ رمضان توڑا۔

سوال:- ایک جگہ چاند کا ثبوت دوسری جگہ کے لیے معتبر ہے یا نہیں؟

جواب:- ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کے لیے نہیں بلکہ تمام جہان کے لیے ہے۔ مگر دوسری جگہ کے لیے اُس کا حکم اُس وقت ہے کہ ان کے نزدیک اُس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے۔

سوال:- دوسری جگہ کے لیے چاند ہونے کا شرعی ثبوت کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:- رویت ہلال کے ثبوت کے لیے شرع میں سات طریقے ہیں:

(۱) خود شہادت رویت یعنی چاند دیکھنے والوں کی گواہی۔

(۲) شہادت علی الشہادۃ۔ یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انھیں گواہ کیا، انھوں نے اُس گواہی کی گواہی دی۔ یہ وہاں ہے کہ گواہان اصل حاضری سے معذور ہوں۔

(۳) شہادت علی القضاء یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکمِ اسلام کے یہاں رویت ہلال پر شہادتیں گزریں اور اُس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا اور دو عادل گواہوں نے جو اس

گواہی کے وقت موجود تھے انھوں نے دوسرے مقام پر اس قاضی اسلام کے روبرو گواہی گزرے اور قاضی کے حکم پر گواہی دی۔

④ کتاب القاضی الی القاضی یعنی قاضیِ شرع جسے سلطانِ اسلام نے مقدمات کا اسلامی فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا ہو وہ دوسرے شہر کے قاضی کو، گواہیاں گزرنے کی شرعی طریقے پر اطلاع دے۔

⑤ استفاضہ یعنی کسی اسلامی شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن رویت ہلال کی بنا پر روزہ ہوا یا عید کی گئی۔

⑥ اکمالِ مدت یعنی ایک مہینے کے جب تیس دن کامل ہو جائیں تو دوسرے ماہ کا ہلال آپ ہی ثابت ہو جائے گا کہ مہینہ تیس سے زائد کا نہ ہونا یقینی ہے۔

⑦ اسلامی شہر میں حاکم شرع کے حکم سے انتیس کی شام کو مثلاً توپیں داغی گئیں یا فائر ہوئے تو خاص اُس شہر والوں یا اُس شہر کے گردا گرد دیہات والوں کے واسطے توپوں کی آوازیں سننا بھی ثبوت ہلال کے ذریعوں میں سے ایک ذریعہ ہے۔

لیکن (۲) سے ۵ رنمبر تک چار طریقوں میں بڑی تفصیلات ہیں جو فقہ کی بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔ الغرض حکم اللہ و رسول کے لیے ہے اور حکم شرعی قاعدۂ شرعیہ ہی کے طور پر ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے مقابل تمام قیاسات حسابات اور قرینے کہ عوام میں مشہور ہیں شرعاً باطل ہیں اور نا قابل اعتبار۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال:- تار اور ٹیلیفون سے رویت ہلال ثابت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:- تار یا ٹیلیفون سے رویت ہلال ثابت نہیں ہو سکتی، نہ بازاری افواہ اور جنتریوں یا اخباروں میں چھپا ہونا کوئی ثبوت ہے۔ آج کل عموماً دیکھا جاتا ہے کہ انتیس رمضان کو بکثرت ایک جگہ سے دوسری جگہ تار بھیجے جاتے ہیں کہ چاند ہوا یا نہیں۔ اگر کہیں سے تار آ گیا کہ ہاں یہاں چاند ہو گیا ہے بس لو عید آ گئی۔ یہ محض ناجائز و حرام ہے۔ اور بالخصوص تار میں تو ایسی بہت سی وجہیں ہیں جو اس کے اعتبار کو کھوتی ہیں۔ ہاں کا نہیں، اور نہیں کا ہاں ہو جانا تو معمولی بات ہے اور مانا کہ بالکل صحیح پہنچا تو یہ محض ایک خبر ہے شہادت نہیں۔ فقہاے کرام نے

خط کا تو اعتبار ہی نہ کیا۔ اگرچہ مکتوب الیہ، یعنی جسے خط پہنچا کاتب کے دستخط اور تحریر کو پہچانتا ہو اور اس پر اس کی مہر بھی ہو کہ خط، خط کے مشابہ ہوتا ہے اور مہر، مہر کے۔ تو کجا تار۔

یوں ہی ٹیلیفون کرنے والا، سننے والے کے پیش نظر دوبدو، آمنے سامنے نہیں ہوتا تو امورِ شرعیہ میں اس کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ آواز پہچانی جائے کہ ایک آواز دوسری آواز سے مشابہ ہوتی ہے۔ اگر وہ کوئی شہادت دے معتبر نہ ہوگی اور اگر کسی بات کا اقرار کرے تو سننے والے کو اُس پر گواہی دینے کی اجازت نہیں۔ (بہارِ شریعت، فتاویٰ رضویہ) حیرت ہے کہ مجازی حاکموں کی کچہریوں میں تار اور ٹیلیفون پر گواہی معتبر نہ ہو اور امور شرعیہ میں قبول کر لی جائے، حمیت اسلامی وغیرت ایمانی بھی آخر کوئی چیز ہے۔

سوال:-عوام الناس میں چاند کے بارے میں کچھ قاعدے مشہور ہیں شرعاً اُن کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:-علم حساب کے ماہرین کی باتیں جو عوام میں پھیل گئی ہیں یا تحریر میں آچکی ہیں رویت ہلال کے بارے میں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ مثلاً چودھویں کا چاند سورج ڈوبنے سے پہلے نکلتا ہے اور پندرھویں کا بیٹھ کر۔ یہ دونوں باتیں رویت کے ثبوت میں نامعتبر ہیں، یا کہتے ہیں کہ ہمیشہ رجب کی چوتھی رمضان کی پہلی ہوتی ہے، یہ غلط ہے۔ یوں ہی رمضان کی پہلی، ذی الحجہ کی دسویں ہونا ضروری نہیں۔ یا تجربہ میں آیا ہے کہ اکثر اگلے رمضان کی پانچویں اِس رمضان کی پہلی ہوتی ہے، پر شرع میں اس پر اعتماد نہیں کہ یہ صرف ایک تجربہ ہے، حکم شرعی نہیں جس پر احکامِ شرعیہ کی بنا ہو سکے۔ یوں ہی تجربہ ہے کہ برابر چار مہینے سے زیادہ ۲۹/ کے نہیں ہوتے لیکن رویت کا مدار اس پر بھی نہیں۔ بہت لوگ چاند اونچا دیکھ کر بھی ایسی ہی اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں اگر ۲۹/ کا ہوتا تو اتنا نہ ٹھہرتا۔ یہ سب بھی ویسے ہی اوہام ہیں جن پر شرع میں التفات نہیں۔ اس قسم کے حسابات کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یک لخت ساقط کر دیا۔ صاف ارشاد فرماتے ہیں: ہم امی امت ہیں نہ لکھیں نہ حساب کریں۔ دونوں انگلیاں تین بار اٹھا کر فرمایا: مہینہ یوں اور یوں اور یوں ہوتا ہے۔ تیسری دفعہ میں انگوٹھا بند فرما لیا یعنی انتیس۔ اور مہینہ یوں اور یوں اور یوں ہوتا ہے۔ ہر بار سب انگلیاں کھلی رکھیں یعنی تیس۔

ہم بحمدہ اللہ اپنے نبی امی ﷺ کے امی امت ہیں ہمیں کسی کے حساب وکتاب سے کیا کام۔ جب تک رویت ثابت نہ ہوگی نہ کسی کا حساب سنیں نہ تحریر مانیں نہ قرینے دیکھیں نہ اندازہ جانیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال:- چاند دیکھ کر کیا کرنا چاہیے؟

جواب:- ہلال دیکھ کر اُس کی طرف اشارہ نہ کریں کہ مکروہ ہے، اگرچہ دوسرے کے بتانے کے لیے ہو، نہ ہلال دیکھ کر منہ پھیریں، اور یہ جاہلوں میں مشہور ہے کہ فلاں چاند، تلوار پر دیکھے، فلاں آئینے پر، یہ سب جہالت وحماقت ہے۔ بلکہ حدیث میں جو دعائیں فرمائیں وہ پڑھنی کافی ہیں۔ مثلاً یہ دعا پڑھیں:

"اُشْهِدُكَ يَا هِلَالُ اَنَّ رَبِّيْ وَرَبَّكَ اللهُ ط اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَ الْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰي."

(فتاوی رضوی [illegible])

ترجمہ:- اے چاند میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ الٰہی اس چاند کو ہم پر امن وایمان اور سلامتی واسلام کے ساتھ چمکا اور اپنی محبوب وپسندیدہ چیزوں کی توفیق کے ساتھ (اس کی روشنی ہم پر باقی رکھ)

سبق (۱۹)

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا

سوال:- بھول کر کھانے پینے سے روزہ رہا یا گیا؟

جواب:- بھول کر کھایا پیا یا روزہ کے منافی کوئی اور کام کیا تو روزہ فاسد نہ ہوا۔ خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل اور روزہ کی نیت سے پہلے یہ چیزیں پائی گئیں یا بعد میں۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال:- روزہ دار کو کھاتے پیتے وقت یاد دلانا چاہیے یا نہیں؟

جواب:- کسی روزہ دار کو ان افعال میں دیکھے تو یاد دلانا واجب ہے یاد نہ دلایا تو گناہ گار ہوا۔ مگر جب روزہ دار بہت کمزور ہو تو اس سے نظر پھیر لے اور اس میں جوانی اور

بڑھاپے کو کوئی دخل نہیں بلکہ قوت وضعف یعنی طاقت وجسمانی کمزوری کا لحاظ ہے۔لہٰذا اگر جوان اس قدر کمزور ہو کہ یاد دلائے گا تو وہ کھانا چھوڑ دے گا اور کمزوری اتنی بڑھ جائے گی کہ روزہ رکھنا دشوار ہوگا اور کھالے گا تو روزہ بھی اچھی طرح پورا کر لے گا اور دیگر عبادتیں بھی بخوبی ادا کر لے گا تو اس صورت میں یاد نہ دلانے میں حرج نہیں، بلکہ یاد نہ دلانا بہتر ہے اور بوڑھا ہے مگر بدن میں قوت رکھتا ہے تو اب یاد دلانا واجب ہے۔(ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- مکھی یا دھواں وغیرہ حلق میں جانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب:- مکھی یا دھواں یا غبار حلق میں چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔خواہ وہ غبار آٹے کا ہو کہ چکی پیسنے یا آٹا چھاننے میں اڑتا ہے یا غلہ ہو یا ہوا سے خاک اڑی یا وغیرہ)

سوال:- قصداً دھواں حلق کو پہنچایا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر خود قصداً کسی نے دھواں حلق میں پہنچایا تو روزہ فاسد ہو گیا جب کہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔خواہ وہ کسی چیز کا دھواں ہو اور کسی طرح پہنچایا ہو۔ یہاں تک کہ اگر بتی وغیرہ کی خوش بو سلگتی تھی اُس نے منہ قریب کر کے دھویں کو ناک سے کھینچا روزہ جاتا رہا۔یوں ہی حقہ پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر روزہ یاد ہو اور حقہ پینے والا اگر قصداً پیئے گا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔(درمختار وغیرہ) یہی حکم بیڑی، سگریٹ، سگار، چرٹ وغیرہ کے دھویں کا ہے اگر چہ اپنے خیال میں حلق تک دھواں نہ پہنچاتا ہو۔(بہارِ شریعت)

سوال:- تیل یا سرمہ لگانے سے روزہ رہتا ہے یا نہیں؟

جواب:- تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا، اگر چہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو۔ بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو جب بھی نہیں ٹوٹتا (جوہرہ، ردالمحتار)

سوال:- عام طور پر پیش آنے والی وہ کون سی صورتیں ہیں جن سے آدمی کا روزہ نہیں ٹوٹتا؟

جواب:- مثلاً غسل کیا اور پانی کی خنکی اندر محسوس ہوئی یا کلی کی اور پانی بالکل پھینک دیا صرف کچھ تری منہ میں باقی رہ گئی تھی کہ تھوک کے ساتھ اسے نگل گیا، یا کان میں پانی چلا گیا، یا دوا کوٹی اور حلق میں اُس کا مزہ محسوس ہوا، یا تنکے سے کان کھجایا اور اس پر کان کا میل لگ گیا، پھر وہی میل لگا ہوا تنکا کان میں ڈالا اگر چہ چند بار ایسا کیا، یا دانت یا منہ میں خفیف

چیز بے معلوم سی رہ گئی کہ لعاب کے ساتھ خود ہی اتر گئی، یا دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا مگر حلق سے نیچے نہ اترا، تو ان سب صورتوں میں روزہ نہ گیا۔ (درمختار، فتح القدیر وغیرہ)

سوال:- اپنا تھوک نگل جانے سے روزہ جاتا رہتا ہے یا نہیں؟

جواب:- بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہوگئے اور روزہ دار اسے پی گیا یا منہ سے لار ٹپکی مگر تار نہ ٹوٹا تھا کہ اُسے چڑھا گیا۔ یا ناک میں ریزش (رینٹھ) آ گئی بلکہ ناک سے باہر ہوگئی، مگر منقطع (جدا) نہ ہوئی تھی کہ اسے چڑھا کر نگل گیا یا کنکھار منہ میں آیا اور اسے کھا گیا اگرچہ کتنا ہی ہو روزہ نہ جائے گا، مگر ان باتوں سے احتیاط چاہیے؟ (عالم گیری وغیرہ) کہ یوں بھی قابل اعتراض حرکت ہے، اور دوسروں کے سامنے ہو تو باعث نفرت بھی اور پھر نفاست کے خلاف بھی۔

سوال:- بھولے سے کھانا کھاتے یاد آتے ہی لقمہ چھوڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- روزہ دار اگر بھولے سے کھانا کھا رہا تھا اور یاد آتے ہی فوراً لقمہ پھینک دیا یعنی منہ سے اگل دیا، یا صبح صادق سے پہلے کھا رہا تھا کہ صبح وگئي اور اس نے صبح وتے ي لقم؛ اگل دیا تو روز؛ ن؛ گیا۔ ہاں اگر نگل لیا تو دونوں صورتوں میں روزہ جاتا رہا۔ (درمختار)

سوال:- کسی کی غیبت سے روزہ رہا یا گیا؟

جواب:- کسی کی غیبت کی تو روزہ نہ گیا اگرچہ غیبت بہت سخت کبیرہ گناہ ہے۔ قرآن مجید میں غیبت کی نسبت فرمایا: جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا، اور حدیث میں فرمایا: غیبت زنا سے بھی بدتر ہے۔ اگرچہ غیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- غسل فرض ہوتے ہوئے نہ نہائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- جنابت یعنی ناپاکی کی حالت میں روزہ دار نے صبح کی بلکہ اگرچہ سارے دن جنب (بے غسلا) رہا روزہ نہ گیا مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ وحرام ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ جنب جس گھر میں ہوتا ہے۔ اُس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- تل کو چبا کر نگل گیا تو روزہ باقی رہا یا نہیں؟

جواب:- تل یا تل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اتر گئی تو

روزہ نہ گیا۔ ہاں اگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ جاتا رہا۔ (فتح القدیر)

سوال:- آنسو یا پسینہ منہ میں چلا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- آنسو منہ میں چلا گیا اور نگل لیا اگر قطرہ دو قطرہ ہے تو روزہ نہ گیا اور زیادہ تھا کہ اس کی نمکینی پورے منہ میں محسوس ہوئی تو جاتا رہا۔ پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (عالم گیری)

سبق (۲۰)

روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

سوال:- روزہ میں پان یا تمبا کو کھایا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- ہر وہ چیز جو کھائی پی جاتی ہے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو پان یا صرف تمبا کو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا۔ اگر چہ پیک تھوک دی ہو کہ اس کے باریک اجزا ضرور حلق میں پہنچتے ہیں۔ یوں ہی شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں منہ میں رکھی اور تھوک نگل گیا روزہ جاتا رہا۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- دانتوں میں چنے برابر کوئی چیز تھی اسے کھا گیا تو روزہ رہا یا گیا؟

جواب:- دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کے برابر یا زیادہ تھی اسے کھا گیا یا کم ہی تھی مگر منہ سے نکال کر پھر کھا گیا تو روزہ جاتا رہا۔ (درمختار)

سوال:- دانتوں سے خون نکل کر حلق سے اتر گیا تو روزہ گیا یا رہا؟

جواب:- دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اتر گیا اور اُس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو روزہ جاتا رہا، اور اگر کم تھا کہ تھوک اُس پر غالب ہے اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا تو روزہ باقی ہے۔ (درمختار)

سوال:- روزہ میں دانت اکھڑوانے کا کیا حکم ہے؟

جواب:- روزہ میں دانت اکھڑوایا اور خون کہ عموماً اس وقت نکلتا ہی ہے حلق سے نیچے اتر گیا اگر چہ سوتے میں ایسا ہوا تو روزہ گیا۔ (ردالمحتار)

سوال:- دماغ کے زخم میں دوا ڈالی تو روزہ ٹوٹا یا نہیں؟

جواب:- دماغ یا زخم کی جھلی تک زخم ہے، اس میں دوا ڈالی اگر دماغ یا شکم تک پہنچ

گئی روزہ جاتا رہا خواہ وہ دوا تر ہو یا خشک اور اگر معلوم نہ ہو کہ دماغ یا شکم تک پہنچی یا نہیں اور دوا تر تھی جب بھی جاتا رہا، اور اگر دوا خشک تھی تو نہیں گیا۔(عالم گیری)

سوال:- کان میں تیل ڈالنے سے روزہ جاتا رہا یا باقی ہے؟

جواب:- کان میں تیل ڈالا یا اتفاقیہ کان میں چلا گیا یا دوا ڈالی تو روزہ جاتا رہا یوں ہی حقنہ لیا یا نتھنوں سے دوا چڑھائی تو روزہ جاتا رہا۔(عالم گیری)

سوال:- کلی کرتے وقت پانی حلق میں چلا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- کلی کررہا تھا اور بلا قصد پانی حلق سے اتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا (مثلاً وضو یا غسل کرتے وقت) اور دماغ کو چڑھ گیا تو روزہ جاتا رہا۔ ہاں اگر وہ اپنا روزہ دار ہونا بھول گیا تو نہ ٹوٹے گا۔ اگرچہ قصداً ہو، یوں ہی کسی نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکی اور وہ اس کے حلق میں چلی گئی، روزہ جاتا رہا۔(عالم گیری)

سوال:- سوتے میں پانی پی لیا تو روزہ رہا یا گیا؟

جواب:- سوتے میں پانی پی لیا، کچھ کھا لیا یا منھ کھولا تھا اور پانی کا قطرہ یا اولا حلق میں چلا گیا تو روزہ جاتا رہا۔(عالم گیری)

سوال:- کسی چیز سے تھوک رنگین ہو گیا تو اس کے نگلنے سے روزہ ٹوٹا یا نہیں؟

جواب:- مثلاً منہ میں رنگین ڈورا یا کاغذ وغیرہ رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر اُس تھوک کو نگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔ اور اگر ڈورا بٹا، اسے تر کرنے کے لیے منہ پر گزارا پھر دو بارہ یا سہ بارہ یوں ہی کیا، روزہ نہ جائے گا، ہاں اگر ڈورے سے کچھ رطوبت جدا ہو کر منہ میں رہی اور تھوک نگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔(جوہرہ، نیرہ)

سوال:- روزہ میں مبالغہ کے ساتھ استنجا کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر روزہ دار نے مبالغہ کے ساتھ استنجا کیا۔ یہاں تک کہ حقنہ رکھنے کی جگہ تک پانی پہنچ گیا تو روزہ جاتا رہا، اور اتنا مبالغہ چاہیے بھی نہیں کہ اس سے سخت بیماری کا اندیشہ ہے۔ (درمختار) فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روزہ دار استنجا کرتے میں سانس نہ لے۔(عالم گیری) کہ اس میں روزہ جاتے رہنے کا بھی قوی اندیشہ ہے اور صحت کے لیے بھی نقصان دہ ہے۔

سوال:- پیشاب کے سوراخ میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب:- مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ گیا، اگرچہ مثانہ تک پہنچ گیا ہو اور عورت نے شرم گاہ میں ٹپکایا تو جاتا رہا۔ یوں ہی عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی یا کپڑا رکھا اور بالکل باہر نہ رہا تو روزہ جاتا رہا۔ (عالم گیری)

سوال:- گھاس وغیرہ کھانے سے روزہ رہتا ہے یا نہیں؟

جواب:- گھاس، روئی، کاغذ، کنکر، پتھر، مٹی وغیرہ ایسی چیزیں جو انسانی غذا میں داخل نہیں یا ایسی ہی کوئی اور چیز جس سے لوگ گھن کرتے ہیں، کھالی تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- عورت کا بوسہ لینے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب:- عورت کا بوسہ لیا، یا چھوا، یا اسے بھینچا، یا گلے لگایا اور انزال ہو گیا تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں، اور عورت نے مرد کو چھوا اور مرد کو انزال ہو گیا تو روزہ نہ گیا۔ اور عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا اور کپڑا اتنا دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو فاسد نہ ہوا اگرچہ انزال ہو گیا۔ (عالم گیری)

سوال:- روزہ میں قے ہو جائے تو روزہ رہتا ہے یا نہیں؟

جواب:- روزہ میں قے کی دو صورتیں ہیں: قصداً قے کی یعنی اپنے قصد و اختیار سے، یا بلا قصد ہو گئی قصد و ارادہ کا اس میں دخل نہیں۔ پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔ منہ بھر ہے یا نہیں اور ہر صورت کا جداگانہ حکم ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) قصداً منہ بھر قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا۔ خواہ اندر لوٹے یا نہ لوٹے۔

(۲) قصداً قے کی مگر بھر منہ نہیں تو روزہ نہ گیا۔

(۳) بلا اختیار قے ہو گئی اور بھر منہ ہے اور اس نے لوٹائی اگرچہ اس میں سے صرف چنے برابر حلق سے اتری تو روزہ جاتا رہا۔

(۴) بلا اختیار قے ہو گئی اور منہ بھر نہیں تو وہ خود لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اس نے خود

لوٹائی یا نہ لوٹی نہ لوٹائی، روزہ نہ گیا۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- ایک شخص پان کھا کر سو گیا، صبح کو اٹھ کر روزہ کی نیت کی تو روزہ درست ہوگا یا نہیں؟

جواب:- اگر پان کھالیا تھا منہ میں صرف چند دانے چھالیہ کے دانتوں میں لگے رہ گئے تو روزہ صحیح ہو جائے گا۔ اور اگر صبح کے بعد بھی ایسا اوگال کثیر منہ میں تھا جس کا جرم (ریزے) خواہ عرق، لعاب کے ساتھ حلق میں جانے کا ظن غالب ہے تو روزہ نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال:- روزہ میں پان تمباکو یا نسوار منہ میں رکھ لیں تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب:- پان جب منہ میں رکھا جائے گا اس کا عرق ضرور حلق میں جائے گا، اور تمباکو جیسی چیز جو کھائی جاتی ہے وہ اگر منہ میں ڈالی جائے گی تو یقیناً اس کا جرم لعاب کے ساتھ حلق میں جائے گا اور ناس تو بہت باریک چیز ہے جب اوپر کو سونگھی جائے گی ضرور دماغ کو پہنچے گی اور ان کی طلب والوں کے مقاصد بھی یوں ہی پورے ہو جائیں گے تو روزہ کہاں رہے گا، ٹوٹ جائے گا اور اس کی فقط قضا نہیں بلکہ کفارہ بھی لازم آئے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال:- روزہ میں کھٹی ڈکاریں آئیں تو روزہ ہوا یا نہیں؟

جواب:- مثلاً اگر کوئی شخص پچھلے کو اتنا زیادہ کھالے کہ صبح کو اسے کھٹی ڈکاریں آنے لگیں تو اس سے روزہ نہیں جاتا۔ "یہ کسی کتاب میں نہیں لکھا۔" (فتاویٰ رضویہ)

سوال:- روزہ دار کو فصد کھلوانا اور سوزاک میں پچکاری لگوانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- فصد سے روزہ نہ جائے گا ہاں ضعف و کمزوری کے خیال سے بچے تو مناسب ہے۔ اور پچکاری سے مرد کا روزہ نہ جائے گا، عورت کا جاتا رہے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال:- روزہ میں انجکشن لینا کیسا ہے؟

جواب:- انجکشن سے براہِ راست معدہ یا دماغ میں چوں کہ کوئی چیز نہیں پہنچتی اس لیے یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اس سے روزہ جاتا رہے گا۔ البتہ تقویت بدن یا غذائیت کا انجکشن لیا تو روزہ کا مقصد ہی ختم ہو گیا۔ تو اب روزہ جاتا رہے گا اور قضا لازم آئے گی۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں اس سے پرہیز ہی کیا جائے۔ البتہ کوئی مجبوری ہو تو خیر اور بات ہے۔

سوال:- روزہ ٹوٹ جانے یا توڑ دینے کی صورت میں حکم شرعی کیا ہے؟

جواب:- روزہ جاتا رہنے کی صورت میں دو قسم کے احکام ہیں: بعض وہ صورتیں ہیں جن میں فوت شدہ روزہ کی قضا یعنی روزے کے بدلے روزہ رکھنا کافی ہے کوئی اور مطالبہ شریعت کی جانب سے نہیں، اور بعض صورتیں وہ ہیں جن میں قضا کے علاوہ کفارہ بھی لازم آتا ہے۔

سبق (۲۱)

ان صورتوں کا بیان جن میں صرف قضا لازم ہے

سوال:- وہ کون کون سی صورتیں ہیں جن میں صرف قضا لازم آتی ہے؟

جواب:- روزے کے منافی جو امور ہیں یعنی کھانا پینا اور جماع۔ ان میں سے جب بھی کوئی ایک امر ظاہری یا معنوی طور پر پایا جائے، یا کوئی شرعی عذر لاحق ہو جائے، یا شبہ اور خطا کے باعث یا جبر واکراہ کی موجودگی میں روزہ افطار کر لیا جائے تو ایسی صورت میں روزہ توڑنے پر قضا واجب ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی اور کھایا پیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی تو صرف قضا لازم ہے۔ یعنی اس روزہ کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا پڑے گا۔ (درمختار، طحطاوی وغیرہ)

سوال:- بھول کر کھانے پینے کے بعد روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- بھول کر کھایا پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے انزال ہو گیا تھا، یا احتلام ہوا یا معمولی قے ہوئی اور ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا۔ اب قصداً کھا پی لیا تو صرف قضا لازم ہے۔ (درمختار)

سوال:- قبل زوال روزہ کی نیت کر کے پھر روزہ توڑ ڈالا تو حکم شرعی کیا ہے؟

جواب:- اگر صبح کو نیت نہیں کی تھی دن میں زوال سے پیشتر نیت کی اور بعد نیت کھا لیا، یا رمضان میں بلا نیت روزہ، روزہ دار کی طرح رہا، یا روزہ کی نیت کی تھی مگر روزۂ رمضان کی نیت نہ تھی اور بعد نیت کھا پی لیا تو ان سب صورتوں میں قضا لازم ہے۔ کفارہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:-وہ کون سی صورتیں ہیں جن میں روزہ کے مثل دن گزارنا واجب ہے؟

جواب:- مسافر نے اقامت کی، حیض ونفاس والی پاک ہوگئی، مجنون کو ہوش آ گیا، مریض تھا اچھا ہوگیا، جس کا روزہ جاتا رہا اگر چہ جبراً کسی نے توڑوا دیا یا غلطی سے پانی وغیرہ کوئی چیز حلق میں جارہی، یا کافر تھا مسلمان ہوگیا، نابالغ تھا بالغ ہوگیا، یا رات سمجھ کر سحری کھائی تھی حالاں کہ صبح ہو چکی تھی، یا غروب سمجھ کر افطار کردیا حالاں کہ دن باقی تھا تو ان سب صورتوں میں جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے اسے روزہ کے مثل گزارنا واجب ہے سوائے نابالغ کے جو بالغ ہوا اور کافر کے کہ رمضان کے کسی دن میں مسلمان ہوا کہ ان پر اس دن کی قضا واجب نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:-غروبِ آفتاب میں اختلاف کے باوجود روزہ افطار کرلیا تو قضا ہے یا نہیں؟

جواب:-مثلاً دو شخصوں نے گواہی دی کہ آفتاب ڈوب گیا اور دو نے شہادت دی کہ ابھی دن ہے، آفتاب غروب نہیں ہوا، اور روزہ دار نے پہلے دو کا اعتبار کر کے روزہ افطار کرلیا بعد کو معلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا تھا اس صورت میں صرف قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔ (درمختار)

سوال:-نفلی روزہ فاسد کردیا تو قضا ہے یا نہیں؟

جواب:-اداے رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ فاسد کردیا اگر چہ وہ رمضان ہی کی قضا ہو تو صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔ (درمختار)

سوال:-جن صورتوں میں روزہ ٹوٹ جانا بیان کیا جاتا ہے ان میں روزے کی قضا ہے یا نہیں؟

جواب:- وہ تمام صورتیں جن میں روزہ جاتا رہتا ہے مثلاً کان میں تیل ٹپکایا، یا ناک سے دوا چڑھائی، یا پیٹ یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی اور ایسی ہی دوسری صورتوں میں صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ (درمختار)

سوال:-حلق میں آنسو یا پسینہ چلا جائے تو قضا ہے یا نہیں؟

جواب:- روزہ دار کے حلق میں مینہ کی بوند یا اولا جاتا رہا یا بہت سا آنسو یا پسینہ نگل گیا تو روزہ جاتا رہا اور قضا لازم ہے۔ (درمختار)

سوال:- روزہ دار عورت سے سوتے میں وطی کی گئی تو کیا حکم ہے؟

جواب:- روزہ دار عورت اگر سورہی تھی اور سوتے ہی میں اس سے وطی کی گئی یا صبح کو ہوش میں تھی اور روزہ کی نیت کر لی تھی پھر پاگل ہوگئی اور اسی حالت میں اس سے وطی کی گئی تو بھی صرف قضا لازم ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- قبل زوال روزہ کی نیت کی اور پھر توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- جس جگہ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ وہ رمضان کا روزہ ہو اور رات ہی سے روزۂ رمضان کی نیت کی ہو، اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو کفارہ نہیں صرف قضا لازم ہے۔ (جوہرہ)

سبق (۲۲)

ان صورتوں کا بیان جن میں کفارہ بھی لازم ہے

سوال:- وہ کون کون سی صورتیں ہیں جن میں کفارہ بھی لازم ہے؟

جواب:- روزہ کے منافی جو امور ہیں جب ظاہری اور معنوی دونوں صورتوں میں جمع ہو جائیں تو یہ جرم شریعت میں پورا جرم مانا جاتا ہے اور روزہ کا کفارہ لازم آتا ہے اور اگر ایک چیز مثلاً صورت افطار پائی جائے اور دوسری چیز یعنی معنوی افطار نہ پائی جائے تو اُسے جرم ناقص کہا جاتا ہے اور اس صورت میں صرف قضا لازم آتی ہے جیسا کہ پہلے گزرا۔ (درمختار)

سوال:- صورۃً افطار اور معنیً افطار سے کیا مراد ہے؟

جواب:- صورۃً افطار یا افطار صوری و ظاہری یہ ہے کہ کوئی دوا یا غذا یا اس کے مفید مطلب کوئی چیز منہ کی راہ سے حلق کے نیچے اترے جسے عربی میں ابتلاع کہتے ہیں یعنی نگلنا۔

اور معنیً افطار یا افطار معنوی و باطنی یہ ہے کہ پیٹ میں کسی اور ذریعہ سے ایسی چیز پہنچ جائے جس میں اصلاح بدن ہو یعنی دوا اور غذا یا کوئی اور نفع رساں چیز، لہٰذا منہ کے راستے اگر گھاس، کنکر یا پتھر وغیرہ نگل گیا تو یہ صورۃً افطار ہے، معنیً نہیں؛ کیوں کہ یہ چیزیں نہ دوا ہیں

نہ غذا اور نہ نفع رساں۔ اور اگر دوا یا کاغذ وغیرہ منہ کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے جسم انسانی میں پہنچائی جائے اور وہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ جائے تو یہ معنی افطار ہے۔

اسی طرح ایک صورۃً یعنی صوری وظاہری جماع ہے یعنی ایک کی شرم گاہ کا دوسرے کی شرم گاہ میں داخل ہونا اور ایک معنیً یعنی معنوی جماع ہے یعنی انزال ہو جانا جب کہ شہوت کے ساتھ ہو مثلاً عورت کا بوسہ لیا یا اسے چھوا اسے چمٹایا اور انزال ہو گیا تو یہ صورۃً جماع نہیں معنی جماع ہے۔

تو کفارہ اس وقت لازم آتا ہے جب روزہ کو فاسد کرنے والی چیزیں صورۃً اور معنی دونوں طرح پائی جائیں اور اگر ایک موجود ہے دوسری نہیں تو کفارہ لازم نہ آئے گا صرف قضا لازم آئے گی۔ (فتح القدیر، مراقی الفلاح وغیرہ)

سوال:- کفارہ لازم آنے کے لیے جماع میں انزال شرط ہے یا نہیں؟

جواب:- رمضان میں روزہ دار عاقل بالغ مقیم نے کہ روزۂ رمضان کی نیت ادا سے روزہ رکھا اور کسی آدمی کے ساتھ جو قابل شہوت ہے اس کے آگے یا پیچھے کے مقام سے جماع کیا تو اس صورت میں انزال شرط نہیں صرف دخول حشفہ (سپاری کے غائب ہو جانے) پر کفارہ لازم آجائے گا کہ انزال کا سبب قوی پایا گیا انزال ہو یا نہ ہو۔ (درمختار وغیرہ) اسی بنا پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔

سوال:- کیا ہر چیز کے قصداً کھانے پینے سے کفارہ لازم آئے گا؟

جواب:- نہیں بلکہ اگر روزے دار نے کوئی دوا یا غذا کھائی، یا پانی پیا، کوئی چیز لذت کے لیے کھائی پی، یا ایسی چیز پی جس کی طرف طبیعت کا میلان ہے اور طبیعت اس کی خواہش رکھتی ہے مثلاً حقہ، بیڑی، سگریٹ، تمباکو، تو کفارہ لازم آئے گا ورنہ نہیں۔ (درمختار، ہدایہ وغیرہ)

سوال:- روزہ دار نے اپنے غلط گمان کی وجہ سے روزہ توڑ دیا تو حکم شرعی کیا ہے؟

جواب:- روزہ دار نے اگر کوئی ایسا فعل کیا جس سے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو اور اس نے یہ گمان کر کے کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے، قصداً کھا پی لیا مثلاً فصد لیا، یا انجکشن لگوایا، یا اپنی آنکھوں میں سرمہ کاجل لگایا، یا عورت کو چھوا یا بوسہ لیا، یا ساتھ لٹایا مگر ان صورتوں میں

انزال نہ ہوا، اب ان افعال کے بعد قصداً کھا پی لیا تو اِن سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔(درمختار)

سوال:- کفارہ لازم ہونے کے لیے اور بھی شرط ہے یا نہیں؟

جواب:- ہاں! کفارہ لازم ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو جو روزہ کے منافی ہے۔ یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو جس کی وجہ سے روزہ افطار کرنے یا چھوڑ دینے کی اجازت ہوتی۔ مثلاً عورت کو اسی دن میں حیض یا نفاس آ گیا، یا روزہ توڑنے کے بعد اُسی دن ایسا بیمار ہو گیا جس سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہے اور سفر سے ساقط نہ ہوگا کہ یہ اختیاری امر ہے، یوں ہی اگر اپنے آپ کو زخمی کر لیا اور حالت یہ ہوگئی کہ روزہ نہیں رکھ سکتا تو کفارہ ساقط نہ ہوگا۔(جوہرہ)

سوال:- مٹی کھانے سے کفارہ لازم آتا ہے یا نہیں؟

جواب:- مٹی کھانے سے کفارہ واجب نہیں، مگر وہ مٹی جس کے کھانے کی اسے عادت ہے کھائی تو کفارہ واجب ہے جیسا کہ عموماً عورتیں ملتانی مٹی یا چولہے کی بھٹ کھاتی ہیں۔ اگرچہ یہ سخت نقصان دہ بھی ہے یوں ہی گلِ ارمنی کھائی تو خواہ اُسے عادت ہو یا نہ ہو کفارہ لازم آئے گا کیوں کہ یہ دوا ہے اور کوئی چیز دواءً یا غذاءً کھانے سے کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔(نورالایضاح وغیرہ)

سوال:- کچا یا سڑا ہوا گوشت کھایا تو کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب:- کچا گوشت کھایا اگرچہ مردار کا ہو تو کفارہ لازم ہے مگر جب کہ گوشت کچا خواہ پکا سڑ گیا ہو یا اس میں کیڑے پڑ گئے ہوں تو کفارہ نہیں۔(ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- کسی بزرگ کے منہ کا لقمہ کھا لیا تو کفارہ لازم آئے گا یا نہیں؟

جواب:- اپنے کسی معظم دینی کے منہ کا لقمہ یا اُس کا لعاب دہن (تھوک) تبرک کے لیے کھا پی لیا تو بھی کفارہ لازم ہے۔(ردالمحتار) ہاں! کسی اور کا تھوک نگل گیا یا اپنا لعاب تھوک کر چاٹ لیا تو اس صورت میں کفارہ نہیں مگر یہ سخت قابل نفرت حرکت ہے۔

سوال:- کفارہ لازم نہ ہونے کے لیے کوئی اور بھی شرط ہے یا نہیں؟

جواب:- جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں اُن میں شرط ہے کہ

ایک ہی بار ایسا ہوا ہو اور معصیت و نافرمانی کا قصد نہ ہو، اگر بار بار ایسا کیا تو ضرور کفارہ لازم آئے گا۔ (درمختار)

سوال:- کسی کی چیز چھین کر کھا پی گیا تو کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر کسی کی کوئی چیز غصب کر کے (چھین جھپٹ کر) کھالی تب بھی کفارہ لازم ہے۔ یوں ہی نجس شوربے میں روٹی بھگو کر کھالی تو کفارہ لازم ہے۔ (جوہرہ)

سوال:- پستہ یا اخروٹ یا بادام مسلم نگل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- پستہ یا اخروٹ مسلم یا خشک بادام مسلم نگل گیا یا چھلکے سمیت انڈا یا چھلکے کے ساتھ انار کھالیا تو کفارہ نہیں، ہاں خشک پستہ یا خشک بادام اگر چبا کر کھایا اور اس میں مغز بھی ہو تو کفارہ ہے۔ یوں ہی تر بادام مسلم نگلنے میں بھی کفارہ ہے۔ (عالم گیری)

سوال:- نمک کھانے پر کفارہ لازم ہے یا نہیں؟

جواب:- نمک اگر تھوڑا کھایا جیسا کہ عموماً استعمال کیا جاتا ہے تو کفارہ لازم ہے اور زیادہ کھایا تو کفارہ نہیں۔ (عالم گیری)

سوال:- اپنے منہ کا نوالہ نکال کر پھر کھا گیا تو کفارہ لازم آئے گا یا نہیں؟

جواب:- اس نے خود اپنے منہ سے نوالہ نکال کر کھالیا یا دوسرے نے نوالہ چبا کر دیا تو کفارہ نہیں۔ (عالم گیری) بشرطے کہ اُس دوسرے کے چبائے ہوئے کو لذت یا بطور تبرک نہ کھائے ورنہ کفارہ لازم آئے گا۔

سوال:- سحری کھاتے صبح ہوگئی اور نوالہ نگل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- سحری کا نوالہ منہ میں تھا کہ صبح طلوع ہوگئی یا بھول کر کھا رہا تھا۔ نوالہ منہ میں تھا کہ یاد آ گیا اور نوالہ نگل گیا تو دونوں صورتوں میں کفارہ واجب ہے۔ مگر جب منہ سے نکال کر پھر کھایا ہو تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ (عالم گیری)

سوال:- چنے کا ساگ یا درخت کے پتے کھائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- چنے کا ساگ کھایا تو کفارہ واجب ہے۔ یہی حکم درخت کے پتوں بلکہ تمام نباتات کا ہے جب کہ کھائے جاتے ہوں۔ ورنہ نہیں۔ (عالم گیری)

سوال:-خربوزے یا تربوز کے چھلکے کا کیا حکم ہے؟

جواب:-خربوزے یا تربوز کے چھلکے اگر خشک ہو گئے ہوں اور عموماً خراب ہی ہو جاتے ہیں یا ایسی حالت میں ہوں کہ لوگ اس کے کھانے سے گھن کرتے ہوں تو کفارہ نہیں، ورنہ ہے۔(عالم گیری) جیسا کہ بہت گھروں میں تربوز کے چھلکے پکا کر کھائے جاتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس طرح کھانے میں کفارہ ضرور لازم آئے گا جب کہ قصداً ہو۔

سوال:- کچے چاول اور جو جوار وغیرہ کھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب:- کچے چاول، باجرا، جوار، مسور، مونگ کھائی تو کفارہ نہیں۔ یہی حکم کچے جو کا ہے۔ اور بھنے ہوئے ہوں کہ لوگ رغبت سے اسے کھاتے ہیں جیسے بھنے ہوئے گیہوں، جو، یا پر کل مرمرے، یا مکا کے کھیلیں تو کفارہ لازم ہے، اسی طرح بالوں میں سے نرے دانے نکال کر کھائے جیسا کہ چنے مٹر کے دانے تو بھی کفارہ لازم ہوگا۔(عالم گیری، مراقی الفلاح وغیرہ)

سوال:- مشک زعفران وغیرہ کھانے اور مثلاً تربوز کا پانی پینے پر کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب:- مشک، زعفران، کافور یا سرکہ کھایا۔ یا خربوزے، تربوز، ککڑی، کھیرا، باقلا کا پانی پیا تو کفارہ لازم ہے۔(عالم گیری)

سوال:-کسی کی غیبت کی اور یہ سمجھ کر کھا لیا کہ روزہ ٹوٹ گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:-کسی کی غیبت کی یا تیل لگا یا پھر یہ گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا یا کسی عالم ہی نے روزہ جانے کا فتویٰ دے دیا اب اس نے کھا پی لیا جب بھی کفارہ لازم ہے۔(درمختار)

سوال:- بھول کر کھا پی لیا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس سے روزہ نہیں جاتا پھر کھا پی لیا تو اب حکم شرعی کیا ہے؟

جواب:- بھول کر کھایا پیا، یا جماع کیا، یا اسے قے آئی اور ان سب صورتوں میں اسے معلوم تھا کہ روزہ نہیں گیا پھر اس کے بعد کھا پی لیا تو کفارہ لازم نہیں کہ روزہ کی حالت میں یہ چیزیں درحقیقت روزہ توڑ دیتی ہیں تو روزہ کھولنے یا توڑنے کے لیے گمان کا یہ جائز محل ہے تو شبہ کی وجہ سے کفارہ نہیں، اور اگر احتلام ہوا، اور اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر کھا لیا تو کفارہ لازم ہے، ورنہ نہیں۔(عالم گیری وغیرہ)

سوال:- شروع میں مجبوری سے اور پھر اپنی خوشی سے جماع میں مشغول رہا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- مرد کو مجبور کر کے جماع کرایا یا عورت کو مرد نے مجبور کیا پھر اثنائے جماع میں اپنی خوشی سے جماع میں مشغول رہا یا رہی تو کفارہ لازم نہیں کہ روزہ تو پہلے ٹوٹ چکا ہے۔ (جوہرہ)

سوال:- مجبوری سے کیا مراد ہے؟

جواب:- مجبوری سے مراد اِکراہِ شرعی ہے جس میں قتل یا عضو کاٹ ڈالنے یا ضرب شدید (سخت مار پیٹ) کی صحیح دھمکی دی جائے اور روزہ دار بھی سمجھے کہ اگر میں اِس کا کہنا نہ مانوں گا تو جو کہتا ہے کر گزرے گا۔ (عامۂ کتب)

سوال:- تل منہ میں ڈال کر نگل جائے تو کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب:- تل یا تل برابر کھانے کی کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل گیا تو روزہ گیا اور کفارہ واجب ہے۔ (درمختار) مگر اسی مقدار کی کوئی چیز چبائے اور وہ تھوک کے ساتھ حلق سے اتر گئی تو روزہ نہ گیا کہ اتنی قلیل مقدار کا چبانا ہی کیا اور وہ چبائی بھی جائے گی تو حلق میں نہیں پہنچے گی اور فسادِ روزہ کا حکم نہ دیا جائے گا۔ ہاں اگر اس کا مزا حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ جاتا رہا۔ (عالم گیری وغیرہ)

سوال:- جن صورتوں میں افطار کا گمان نہ تھا اور روزہ دار نے یہ گمان کر کے کہ روزہ ٹوٹ گیا قصداً کھا پی لیا تو کفارہ واجب ہے یا نہیں جب کہ مفتی نے فتویٰ اس کے گمان کے مطابق دے دیا؟

جواب:- جن صورتوں میں افطار کا گمان نہ تھا اور اس نے گمان کر لیا۔ اگر کسی مفتی نے فتویٰ دے دیا تھا کہ روزہ جاتا رہا اور وہ مفتی ایسا ہو کہ اہلِ شہر کا اس پر اعتماد ہو، اس کے فتویٰ دینے پر اس نے قصداً کھا پی لیا، یا اس نے کوئی حدیث سنی تھی جس کے صحیح معنی نہ سمجھ سکا اور اس غلط معنی کے لحاظ سے جان لیا کہ روزہ جاتا رہا اور قصداً کھا پی لیا تو اب کفارہ لازم نہیں۔ اگرچہ مفتی نے غلط فتویٰ دیا، یا جو حدیث اس نے سنی وہ ثابت نہ ہو۔ (درمختار وغیرہ) مگر عوام الناس کا یہ کام نہیں کہ براہِ راست حدیث سے دلیل لائیں ورنہ ٹھوکریں کھائیں گے۔

سوال:- بخار کی باری کے گمان میں روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر کسی کو باری سے بخار آتا تھا اور آج باری کا دن تھا۔اس نے یہ گمان کر کے کہ بخار آئے گا روزہ قصداً توڑ دیا تو اس صورت میں کفارہ ساقط ہے۔(درمختار)

سوال:- عورت نے حیض کے گمان میں روزہ توڑ دیا تو حکم کیا ہے؟

جواب:- عورت کو معین تاریخ پر حیض آتا تھا اور آج حیض آنے کا دن تھا۔عورت نے قصداً روزہ توڑ دیا اور حیض نہ آیا تو کفارہ لازم نہ آیا۔(درمختار)

سوال:- جو شخص کسی کا روزہ تڑوا دے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب:- بلا ضرورت اور شرعی مجبوری کے بغیر، فرض روزہ زبردستی تڑوانے والا شیطان مجسم اور مستحق نار جہنم ہے۔اور بغیر سچی مجبوری کے فقط کسی کے بار ڈالنے یا زبردستی کرنے سے فرض روزہ توڑنے والے پر عذاب ہے۔اور روزہ ادائے رمضان کا تھا تو حسب شرائط اس پر کفارہ واجب۔مثلاً کسی کے بار بار اصرار سے تنگ آ کر روزہ توڑ دیا تو یہ اِکراہِ شرعی نہیں اور لوگ اسے بھی مجبوری یا زبردستی کہہ دیں تو ان کی بات معتبر نہیں۔ہاں! اِکراہِ شرعی ہو تو بے شک کفارہ نہیں۔(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سبق (۲۳)

کفّارے کا بیان

سوال:- روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟

جواب:- روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہو تو ایک رقبہ یعنی ایک باندی یا غلام آزاد کرے، اور یہ نہ کر سکے مثلاً اس کے پاس نہ لونڈی غلام ہے نہ اتنا مال کہ خریدے یا مال تو ہے مگر رقبہ میسر نہیں جیسا آج کل یہاں پاک و ہند میں تو پے در پے ساٹھ روزے رکھے۔ یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مساکین کو بھر بھر پیٹ دونوں وقت کھانا کھلائے۔(عامۂ کتب)

سوال:- کفارہ کے روزوں میں سے اگر بیچ میں کوئی روزہ چھوٹ جائے تو پہلے والے روزے شمار میں آئیں گے یا نہیں؟

جواب:- روزے رکھنے کی صورت میں اگر درمیان کا ایک روزہ بھی چھوٹ گیا تو نئے سرے سے ساٹھ روزے رکھے۔ پہلے کے روزے شمار میں نہ آئیں گے۔ اگرچہ انسٹھ رکھ چکا تھا۔ اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چھوٹا ہو۔ (عامۂ کتب)

سوال:- حیض درمیان میں آجائے تو کفارہ کے روزوں کا کیا حکم ہے؟

جواب:- عورت کو کفارہ کے روزوں کے درمیان اگر حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے شمار نہیں کیے جائیں گے یعنی حیض سے پہلے کے روزے اور بعد والے روزے دونوں مل کر ساٹھ ہوجانے سے کفارہ ادا ہوجائے گا۔ (کتب کثیرہ) مگر لازم ہے کہ حیض سے فارغ ہوتے ہی روزہ شروع کر دے۔

سوال:- کفارہ کے دوران عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اب کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر اثنائے کفارہ میں عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اسے حکم ہے کہ وہ سرے سے روزے رکھے۔ یوں ہی اگر عورت نے رمضان کا روزہ توڑ دیا اور کفارہ میں روزے رکھ رہی ہے کہ حیض آگیا اور اس حیض کے بعد آئسہ ہوگئی یعنی اب ایسی عمر ہوگئی کہ حیض نہ آئے گا تو سرے سے روزے رکھنے کا حکم دیا جائے گا کہ اب وہ پے در پے دو مہینے کے روزے رکھ سکتی ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال:- کفارہ کے روزوں میں کوئی اور شرط ہے یا نہیں؟

جواب:- ہاں روزوں سے کفارہ ادا کرنے میں یہ شرط بھی ہے کہ نہ اس مدت کے اندر ماہِ رمضان ہو نہ عید الفطر نہ عید الاضحیٰ، نہ ایام تشریق، ہاں اگر مسافر ہے تو ماہِ رمضان میں کفارہ کی نیت سے روزے رکھ سکتا ہے مگر ایام منہیہ میں (روزہ رکھنے سے جن دنوں میں ممانعت ہے) اسے بھی اجازت نہیں۔ (جوہرہ، درمختار وغیرہ)

سوال:- کفارہ کے روزوں میں ۶۰ رکی گنتی ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:- روزے اگر چاند کی پہلی تاریخ سے رکھے تو دوسرے مہینے کے ختم پر کفارہ

ادا ہو گیا اگر چہ دونوں مہینے انتیس دن کے ہوں کہ دو ماہ کامل ہو گئے اور اگر پہلی تاریخ سے نہ رکھے ہوں تو ساٹھ پورے رکھنے ہوں گے۔ اور اگر پندرہ روزے رکھنے کے بعد چاند ہوا پھر اس مہینے کے روزے رکھ لیے اور یہ انتیس کا مہینہ ہے اس کے بعد پندرہ روزے اور رکھ لیے کہ (۵۹) دن ہوئے جب بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال:- کفارہ کا روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- کفارہ کا روزہ توڑ دیا خواہ سفر وغیرہ کسی عذر سے توڑا یا بغیر عذر تو سرے سے روزہ رکھے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- اگر کسی نے رمضان کے دو روزے توڑ دیے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر دو روزے توڑے اور دونوں رمضان کے ہوں تو دونوں کے لیے دو کفارے دے اگر چہ پہلے رمضان کا کفارہ نہ ادا کیا ہو۔ اور اگر دونوں ایک ہی رمضان کے ہوں اور پہلے کا کفارہ ادا نہ کیا ہو تو ایک ہی کفارہ دونوں کے لیے کافی ہے۔ (جوہرہ نیرہ) اور پہلے کا کفارہ ادا کر چکا تھا کہ دوسرا توڑ دیا تو اب اس کا کفارہ پھر ادا کرے۔

سوال:- جو شخص روزے نہ رکھ سکے وہ کفارہ کس طرح ادا کرے؟

جواب:- روزے رکھنے پر بھی اگر قدرت نہ ہو مثلاً بیمار ہے اور اچھے ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو حکم ہے کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- اگر ساٹھ مسکینوں کو ایک دم سے نہ کھلائے تو حکم کیا ہے؟

جواب:- کفارہ میں کھانا کھلانے والے کو یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے یا متفرق طور پر۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس اثنا میں روزوں پر قدرت حاصل نہ ہو، ورنہ کھلانا صدقۂ نفل ہو گا اور کفارے میں روزے رکھنے ہوں گے۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال:- اگر ایک وقت کے مساکین دوسرے وقت نہ ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر ایک وقت ساٹھ مساکین کو کھانا کھلایا اور دوسرے وقت ان کے سوا دوسرے ساٹھ مساکین کو کھلایا تو کفارہ ادا نہ ہوا، بلکہ ضروری ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر

ایک وقت کھلائے۔(درمختاروغیرہ)

سوال:- کفارہ کا کھانا کھانے والے مساکین کا بالغ ہونا شرط ہے یانہیں؟

جواب:- ہاں یہ بات شرط ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو ان میں کوئی نابالغ نہ ہو۔ ہاں اگر کوئی ان میں مراہق (قریب البلوغ۔ تقریباً ۱۵؍سال نہ کہ ۱۵؍سال کامل کا) ہو تو وہ شمار میں آسکتا ہے۔ اور اگر ان مساکین میں نابالغ بھی تھے اور جوان آدمی کی پوری خوراک کا انھیں مالک کر دیا تو کافی ہے۔ (ردالمحتاروغیرہ) عربی مدارس اور یتیم خانے کے طلبہ کو کھلائیں تب بھی یہ لحاظ ضروری ہے۔

سوال:- جو لوگ کھانا کھا چکے ہیں انھیں کفارہ کا کھانا کھلایا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- کھلانے میں پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے اگر چہ تھوڑے ہی کھانے میں آسودہ ہوجائیں اور اگر پہلے ہی سے کوئی آسودہ تھا تو اس کا کھانا کافی نہیں۔ (درمختار، ردالمحتاروغیرہ)

سوال:- کفارہ کے کھانے میں کیا کھانا دیا جائے؟

جواب:- بہتر یہ ہے کہ گیہوں کی روٹی اور سالن کھلائے۔ اور اس سے بھی اور اچھا ہو تو اور بہتر۔ ہاں جو کی روٹی ہو تو سالن ضروری ہے۔ (درمختار، ردالمحتاروغیرہ)

سوال:- ایک ہی مسکین کو کھانا کھلایا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھانا کھلایا یا ہر روز بقدر صدقۂ فطر اسے دے دیا جب بھی ادا ہو گیا۔ اور ایک ہی دن میں ایک مسکین کو سب دے دیا تو صرف اسی ایک دن کا ادا ہوا۔ (عالم گیری)

سوال:- ساٹھ مسکین کو دو وقت کے بجائے ایک سو بیس مساکین کو ایک وقت کھلایا تو کفارہ ادا ہوا یانہیں؟

جواب:- ایک سو بیس مساکین کو ایک وقت کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا بلکہ ضروری ہے کہ ان میں سے ساٹھ کو پھر ایک وقت کھلائے خواہ اُسی دن یا کسی دوسرے دن۔ اور اگر وہ نہ ملیں تو دوسرے ساٹھ مساکین کو دونوں وقت کھلائے۔ (درمختار)

سوال:- کھلانے کے بجائے اگر غلہ وغیرہ دیا جائے تو فی کس کتنا ہونا چاہیے؟

جواب:- ہاں بعض اوقات ساٹھ مساکین کو دونوں وقت کھلانا بڑا مشکل ہوجاتا ہے یا اور ایسی صورتیں درپیش آجاتی ہیں۔ اس لیے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہر مسکین کو بقدرِ صدقۂ فطر یعنی نصف صاع گندم یا ایک صاع جو یا ان کی قیمت کا مالک کر دیا جائے مگر اباحت کافی نہیں۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صبح کو کھلا دے اور شام کو قیمت دے دے، یا شام کو کھلا دے اور صبح کے کھانے کی قیمت دے دے۔ یا دو دن صبح کو یا دو دن شام کو کھلائے یا تیس کو کھلائے اور تیس کو دے دے۔ غرض یہ ساٹھ کی تعداد جس طرح چاہے پوری کرے۔ اس کا اختیار ہے یا پاؤ صاع گیہوں اور نصف صاع جو ایک ایک مسکین کو دے دے یا کچھ گیہوں یا جو دے، باقی کی قیمت ہر طرح اختیار ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال:- کفارۂ صوم میں امیر وغریب یکساں ہیں یا ان میں کوئی فرق ہے؟

جواب:- آزاد، غلام، مرد وعورت، بادشاہ وفقیر سب پر روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔ اس حکم میں سب یکساں ہیں۔ (ردالمحتار)

سوال:- کفارہ میں گندم وجو کے علاوہ اور کوئی غلہ دیں تو کس حساب سے دیں؟

جواب:- گندم و جو کے سوا، چاول دھان وغیرہ کوئی غلہ، کسی قسم کا دیا جائے، اس میں وزن کا کچھ لحاظ نہ ہوگا۔ بلکہ اسی ایک صاع جو یا نیم صاع گندم کی قیمت ملحوظ رہے گی۔ اگر اس کی قیمت کے قدر ہے تو کافی ہے ورنہ ناکافی۔ مثلاً نصف صاع گیہوں کی قیمت دو روپیہ ہے تو دو روپیہ سیر والے چاول کافی ہوں گے وعلی ہذا القیاس۔ اور قیمت میں نرخ بازار آج کا معتبر نہ ہوگا۔ یعنی جس دن ادا کر رہے ہیں بلکہ اسی دن کا معتبر ہوگا جس دن کفارہ واجب ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:- کفارۂ صیام کا مصرف کیا ہے؟

جواب:- روزوں کے کفارہ میں کھانا کھلائیں یا بقدر صدقۂ فطر گیہوں جو یا ان کی قیمت دیں یہ لحاظ ضروری ہے کہ اس کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ یا صدقۂ فطر کے مستحق ہیں، یعنی کفارۂ صوم، کسی سید بلکہ کسی ہاشمی کو بھی نہیں دے سکتے۔ اپنی اولاد جیسے بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، اور نواسا نواسی کو نہیں دے سکتے۔ اگر چہ یہ بالکل نادار اور بے سہارا ہوں۔ یوں ہی

کفارہ دینے والا جس کی اولاد میں ہے جیسے ماں، باپ، دادا، دادی، اور نانا، نانی انھیں نہیں دے سکتا اور اپنے اقربا یعنی قریبی رشتہ داروں مثلاً بہن، بھائی، چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی، بھتیجا، بھتیجی، بھانجہ، بھانجی ان کو دے سکتے ہیں جب کہ اور کوئی مانع (رکاوٹ) نہ ہو۔ یوں ہی نوکروں کو دے سکتے ہیں جب کہ اجرت میں محسوب (شمار) نہ ہو۔ زوجین بھی ایک دوسرے کو نہیں دے سکتے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سبق (۲۴)

روزے کے مکروہات کا بیان

سوال:- روزہ میں جھوٹ، غیبت وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب:- جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بے ہودہ بات، کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز وحرام ہیں، روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔ (عامۂ کتب)

سوال:- جھوٹ وغیرہ سے روزے میں کراہت کی کیا وجہ ہے؟

جواب:- روزہ صرف اس کا نام نہیں کہ آدمی ظاہری طور پر کھانا پینا وغیرہ چھوڑ دے بلکہ روزہ سے درحقیقت کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پاؤں اور تمام اعضا کو گناہ سے باز رکھنا بھی شریعت اسلامیہ کا مقصود ہے تو اگر روزہ سے یہ مقاصد حاصل نہ ہوں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ گویا وہ روزہ رکھا ہی نہیں گیا۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ جسم کا روزہ ہو گیا روح کا روزہ نہ ہوا۔ اِسی لیے حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا کہ "جو روزہ دار بری بات کہنا اور اُس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ اُس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔" ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ "روزہ تو یہ ہے کہ لغو و بے ہودہ باتوں سے بچا جائے۔"

سوال:- روزہ دار کو کسی چیز کے چکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب:- روزہ دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے اور چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کرلیں اور اسے تھوک دیں، اس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے

پائے۔(درمختار وغیرہ)

سوال:-کسی چیز کو تھوڑا سا کھالینے کو بھی چکھنا کہتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:-چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاوروں میں بولے اور سمجھے جاتے ہیں یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کے لیے اس میں سے تھوڑا کھالینا کہ یوں ہو تو کراہت کیسی، روزہ ہی جاتا رہے گا۔ بلکہ کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔(بہارِ شریعت)

سوال:-چکھنے کے لیے عذر کیا ہے؟

جواب:-مثلاً عورت کا شوہر بدمزاج ہے کہ ہانڈی میں نمک کم وبیش ہوگا تو اُس کی ناراضگی کا باعث ہوگا۔ تو اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں۔ یا اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اُسے کھلائی جائے کہ حیض ونفاس والی یا کوئی اور بے روزہ ایسا ہے جو اُسے چبا کر دے دے تو بچہ کو کھلانے کے لیے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔ یوں ہی کوئی چیز خریدی اور اُس کا چکھنا ضروری ہے کہ نہ چکھے گا تو نقصان ہوجائے گا تو چکھنے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے۔(درمختار وغیرہ)

سوال:-عورت کا بوسہ لینے اور بدن چھونے کا کیا حکم ہے؟

جواب:-عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہوجائے گا یا جماع میں مبتلا ہوگا۔ اور ہونٹ یا زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً مکروہ ہے۔ علمائے کرام نے بوسۂ فاحشہ کو بھی مطلقاً مکروہ فرمایا۔ بوسۂ فاحشہ یہ کہ عورت کے لب اپنے لبوں میں لے کر چبائے۔ اور زبان چوسنا بدرجۂ اولیٰ مکروہ ہے جب کہ عورت کا لعاب دہن جو اُس کی زبان چوسنے سے اس کے منہ میں آئے تھوک دے۔ اور اگر حلق میں اتر گیا تو کراہت تو درکنار روزہ ہی جاتا رہے گا۔ اور اگر قصداً بحالت لذت پی لیا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔(درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

سوال:-روزہ میں گلاب وغیرہ سونگھنا مکروہ ہے یا نہیں؟

جواب:-گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا، داڑھی مونچھ میں تیل لگانا اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں۔ مگر جب کہ زینت کے لیے سرمہ لگایا یا اس لیے تیل لگایا کہ داڑھی بڑھ جائے حالاں

کہ ایک مشت داڑھی ہے تو یہ دونوں باتیں بغیر روزہ کے بھی مکروہ ہیں اور روزہ میں بدرجۂ اولیٰ۔(درمختار)

سوال:- روزہ میں مسواک کرنا کیسا ہے؟

جواب:- روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں بلکہ جیسے اور دنوں میں سنت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے۔ مسواک خشک ہو یا تر۔ اگرچہ پانی سے تر کی ہو۔ زوال سے پہلے کرے یا بعد، کسی وقت مکروہ نہیں۔(عامۂ کتب)

اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دوپہر کے بعد روزہ دار کے لیے مسواک کرنا مکروہ ہے۔ یہ ہمارے مذہب حنفیہ کے خلاف ہے۔(بہارِ شریعت)

سوال:- روزہ میں منجن استعمال کرنا مکروہ ہے یا نہیں؟

جواب:- روزہ میں منجن استعمال کرنا ناجائز و حرام تو نہیں جب کہ اطمینان کافی ہو کہ اس کا کوئی جز حلق میں نہ جائے گا مگر بے ضرورت صحیحہ کراہت ضرور ہے۔(فتاویٰ رضویہ)

سوال:- روزہ میں کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب:- روزہ دار کے لیے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بھر منہ پانی لے، اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ یہ ہے کہ جہاں تک نرم گوشت ہوتا ہے ہر بار اُس پر پانی بہہ جائے اور ناک کی جڑ تک پانی پہنچ جائے۔ اور دونوں صورتوں میں روزہ کی حالت میں مبالغہ مکروہ ہے۔ اور وضو وغسل کے علاوہ ٹھنڈ پہنچانے کی غرض سے کلی کرنا، یا ناک میں پانی چڑھانا، یا ٹھنڈ کے لیے نہانا، بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا لپیٹنا مکروہ نہیں۔ ہاں اگر پریشانی ظاہر کرنے کے لیے بھیگا کپڑا لپیٹا تو مکروہ ہے کہ عبادت میں دل تنگ ہونا اچھی بات نہیں۔

(عالم گیری، ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- روزہ میں غسل جنابت کب اور کس طرح کرے؟

جواب:- رمضان المبارک میں اگر رات کو جنب ہوا جس کے باعث اُس پر غسل فرض ہے تو بہتر یہی ہے کہ قبل طلوعِ فجر نہا لے تا کہ روزے کا ہر حصہ جنابت (ناپاکی) سے

خالی ہو۔ اور اگر نہیں نہایا تو بھی روزہ میں کچھ نقصان نہیں۔ مگر مناسب یہ ہے کہ غرغرا اور ناک میں جڑ تک پانی چڑھانا (جسے استنشاق کہتے ہیں) یہ دو کام طلوعِ فجر سے پہلے کر لے کہ پھر روزہ میں نہ ہو سکیں گے۔

اور اگر نہانے میں اتنی تاخیر کی کہ دن نکل آیا اور نماز قضا کر دی تو یہ اور دنوں میں بھی گناہ ہے اور رمضان میں اور زیادہ کہ اس سے روزہ کی نورانیت ہی جاتی رہتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:- پانی میں ریاح خارج کرنا کیسا ہے؟

جواب:- پانی کے اندر (مثلاً نہر، ندی، تالاب وغیرہ میں نہاتے وقت) ریاح خارج کرنے سے روزہ تو نہیں جاتا مگر مکروہ ہے۔ (عالم گیری)

سوال:- روزہ میں استنجا کرنے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے یا نہیں؟

جواب:- روزہ دار کو استنجے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ یعنی اور دنوں میں حکم ہے کہ استنجا کرتے اور طہارت لیتے وقت کشادہ ہو کر بیٹھیں۔ پاخانہ کا مقام، سانس کا زور نیچے دے کر ڈھیلا رکھیں اور خوب اچھی طرح دھوئیں۔ مگر روزہ کے دنوں میں نہ زیادہ پھیل کر بیٹھے نہ نیچے کو زور دیا جائے، نہ مبالغہ کرے۔ (عالم گیری وغیرہ)

سوال:- محنت و مشقت کا کام روزے میں جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں جس سے ایسا ضعف آ جائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو۔ لہٰذا نان بائی کو چاہیے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔ (درمختار)

یہی حکم معمار و مزدور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے کہ زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کر دیں کہ روزے ادا کر سکیں۔ (بہارشریعت) مقصود یہ ہے کہ کمزوری کو بہانہ بنا کر، روزے خور نہ بنیں، اور خدائی احکام کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر کے، غضب الٰہی نہ خریدیں۔

سبق (۲۵)

سحری وافطار کا بیان

سوال:- روزہ کے لیے سحری کھانا فرض ہے یا سنت؟

جواب:- سحری کھانا نہ فرض ہے نہ سنت موکدہ کہ سحری نہ کھائے تو ترکِ سنت کا وبال اُس پر پڑے بلکہ مستحب ہے اور باعث برکت بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین چیزوں میں بڑی برکت ہے۔ جماعت اور ثرید اور سحری میں۔ اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ اللہ اور اُس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ (عامۂ کتب)

سوال:- سحری کا وقت مستحب کیا ہے؟

جواب:- سحری میں تاخیر مستحب ومسنون ہے۔ صحیح حدیث شریف میں ہے کہ "میری امت ہمیشہ خیر سے رہے گی جب تک افطار میں جلدی اور سحری میں دیر کرے گی۔" اور تاخیر سحری کے معنی یہ ہیں کہ اُس وقت تک کھائے جب تک طلوعِ فجر کا ظن غالب نہ ہو۔ (درمختار وغیرہ) اور اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ صبح ہو جانے کا شک ہو جائے۔ (عالم گیری)

سوال:- سحری کا بالکل چھوڑ دینا کیسا ہے؟

جواب:- سحری بالکل نہ کھانا حضور اقدس ﷺ کے دائمی فعل کے بھی خلاف ہے اور حکم نبوی کی بھی اس ترک میں خلاف ورزی ہے۔

مسلم وابوداؤد میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: "ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا لقمہ ہے۔" اس لیے کم از کم ایک لقمہ کھالے یا ایک گھونٹ پانی ہی پی لے تاکہ روزہ مطابق سنت نبوی ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ: "سحری کل کی کل برکت ہے اُسے نہ چھوڑنا اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے۔ (امام احمد)

سوال:- سحری شکم سیر ہو کر کھائے یا مختصر؟

جواب:- اتنا کھانا کہ طبیعت مضمحل رہے اور دن میں کھٹی ڈکاریں آتی رہیں یوں بھی کوئی پسندیدہ بات نہیں اور پھر روزہ کے مقصود کے برخلاف بھی ہے۔ روزہ کا مقصود

شہوات نفسانیہ کو روزہ کی گرمی سے توڑنا ہے اور جب خوب پیٹ بھر کھایا تو یہ نفس کی خدمت اور اُس کی پرورش ہوئی۔ مشقت کا ثواب تو یوں بھی گیا اور غریبوں مسکینوں کی بھوک و پیاس کا احساس اور اُن کے ساتھ ہمدردی وخیر خواہی کے جذبات کا بیدار ہونا، یہ بھی حاصل نہ ہوا۔ لہٰذا نہ شکم سیر ہو کر کھائے نہ اتنا مختصر کہ دن بھر خورد ونوش ہی کی طرف دھیان رہے۔ راہِ اعتدال اختیار کرے اور بقدر کفایت کھائے۔ (طحطاوی وغیرہ)

سوال:- سحری میں مرغ کی اذان کا اعتبار ہے یا نہیں؟

جواب:- سحری کے وقت مرغ کی اذان کا اعتبار نہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ صبح سے بہت پہلے مرغ اذان شروع کر دیتے ہیں حالاں کہ اُس وقت صبح ہونے میں بہت وقت باقی رہتا ہے۔ یوں ہی بول چال سن کر اور روشنی دیکھ کر بولنے لگتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، ردالمحتار)

سوال:- تارے دیکھ کر افطار کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:- تارے کی سند شرعی نہیں، بعض تارے دن میں چمک آتے ہیں تو انھیں دیکھ کر روزہ افطار کرنا کیوں کر جائز و صحیح ہو سکتا ہے اور اگر افطار میں اتنی تاخیر کی کہ غروب آفتاب کے بعد جو ستارے عموماً چمکتے ہیں اُن ستاروں میں سے کوئی ستارہ چمک آیا تو یہ رافضیوں کا طریقہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”میری امت میری سنت پر رہے گی۔ جب تک افطار میں ستاروں کا انتظار نہ کرے۔“ (ابن حبان) اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ: ”حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا۔ جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کہ یہود ونصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔“ (ابوداؤد وغیرہ) غرض دارومدار اس پر ہے کہ جب آفتاب تمام وکمال ڈوبنے پر یقین ہو جائے فوراً روزہ افطار کر لیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:- کسی مسجد سے اذان کی آواز سن کر روزہ افطار کرنا چاہیے یا نہیں؟

جواب:- اگر گمان غالب ویقین ہے کہ سورج غروب ہو چکا یا اذان کی آواز کسی ایسی مسجد سے آرہی ہے جہاں صحیح وقت پر اذان کا پورا پورا اہتمام کیا جاتا ہے تو اذان کی آواز پر افطار کر لینا چاہیے۔ لیکن اگر غروب آفتاب پر یقین نہیں یا وہ آواز کسی ایسی مسجد میں اذان کی ہے جہاں وقت صحیح کا اہتمام نہیں کیا جاتا جیسا کہ عموماً غیر مقلدوں کی اذانیں، تو ہرگز اس

پر افطار نہ کیا جائے انتظار کریں تا کہ غروبِ آفتاب کا یقین ہو جائے۔

سوال:- توپ یا گولے کی آواز یا ریڈیو کے اعلان پر افطار کریں یا نہیں؟

جواب:- توپ یا گولے یا ریڈیو پر وقت افطار کا اعلان یا ریڈیو کی اذان، ان سب میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر یہ امور کسی نامور عالم دین، معتمد علیہ کے حکم پر انجام پاتے ہیں تو یہ بھی غروبِ آفتاب پر ظن غالب کا ایک ذریعہ ہے۔ افطار کر سکتے ہیں اگر چہ توپ چلانے والے یا ریڈیو پر اعلان کرنے والے فاسق ہوں۔ البتہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض اوقات سائرن یا گولے وغیرہ غروب آفتاب سے پہلے ہی حرکت میں آجاتے ہیں۔ لوگ ان پر اعتبار کر کے روزہ افطار کر لیتے ہیں اور پھر قضا رکھنی پڑتی ہے۔ اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ جب غروب آفتاب کا ظن غالب ہو جائے افطار کر لیں۔ (فتاویٰ علما)

سوال:- جنتریوں اور سحری و افطار کے نقشوں پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں؟

جواب:- جنتریاں کہ شائع ہوتی ہیں اکثر غلط ہوتی ہیں ان پر عمل جائز نہیں۔ اور اوقات صحیح نکالنے کا فن جسے علم توقیت کہتے ہیں یہاں کے عام علما بھی اس سے ناواقفِ محض ہیں۔ لہٰذا سحری و افطار کے نقشے اگر کسی عالم محقق توقیت داں محتاط فی الدین کے مرتّبہ ہوں تو بے شک اُن پر عمل کر سکتا ہے۔ یوں ہی اُن کے ترتیب دادہ نقشوں اور ہدایتوں کی روشنی میں جو نقشے ترتیب دیے جائیں وہ قابل اعتماد ہیں مگر احتیاط اب بھی لازم ہے جب کہ خود ان نقشوں میں پانچ پانچ منٹ کی احتیاط درج ہوتی ہے۔

سوال:- روزہ کس چیز سے افطار کرنا مسنون ہے؟

جواب:- احادیث میں وارد ہے کہ "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے پہلے تر کھجوروں سے افطار فرماتے۔ تر کھجوریں نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوروں سے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی پیتے۔"

سوال:- افطار کے وقت کون سی دعا پڑھنا مستحب ہے؟

جواب:- افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا چاہیے:

"اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ

اَفْطَرْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ.‘‘

الٰہی میں نے تیرے لیے روزہ رکھا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ لیا اور تیری روزی سے افطار کیا۔ تو میرے اگلے پچھلے گناہوں کو بخش دے۔ (طحطاوی وغیرہ)

سوال:- روزہ دار کو افطار کرانے میں کیا ثواب ہے؟

جواب:- حضور اقدس سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: ’’جس نے حلال کھانے یا پانی سے روزہ افطار کرایا۔ فرشتے ماہِ رمضان کے اوقات میں اس کے لیے استغفار (دعاے مغفرت) کرتے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام شب قدر میں اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔‘‘ اور ایک روایت میں ہے کہ ’’جو حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے، رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اُس پر درود بھیجتے ہیں اور شب قدر میں جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس سے مصافحہ کرتے ہیں۔‘‘ اور ایک روایت میں ہے: ’’جو روزہ دار کو پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اُسے میرے حوض سے پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔‘‘ (طبرانی)

سوال:- ایک آدمی کے کہنے سے کہ افطار کا وقت ہو گیا، افطار کرے یا نہ کرے؟

جواب:- وقت افطار کی خبر دینے والا اگر عادل ہو یعنی متقی پرہیز گار، دین دار تو اس کے قول پر افطار کر سکتا ہے جب کہ یہ اُس کی بات کو سچی مانتا ہو۔ اور اگر اس کا دل اُس کی بات پر نہیں جمتا تو اس کے قول کی بنا پر افطار نہ کرے۔ یوں ہی مستور کے کہنے پر بھی افطار نہ کرے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

سبق (۲۶)

اُن صورتوں کا بیان جن میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

سوال:- روزہ نہ رکھنے کی کتنی صورتوں میں اجازت ہے؟

جواب:- سفر، حمل، بچہ کو دودھ پلانا، مرض، بڑھاپا، خوفِ ہلاکت، اِکراہ، نقصان عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لیے عذر ہیں کہ اگر ان وجوہ میں سے کسی وجہ سے کوئی روزہ نہ رکھے تو گناہ گار نہیں۔ (ردالمحتار)

سوال:- سفر سے کیا مراد ہے؟

جواب:- سفر سے مراد، سفر شرعی ہے یعنی اتنی دور جانے کے ارادے سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت ہو۔ (درمختار) اگرچہ وہ سفر مثلاً ہوائی جہاز سے مختصر وقت میں پورا ہو جائے۔ حالت سفر میں خود اس مسافر کو اور اس کے ساتھ والے کو روزہ رکھنے میں ضرر نہ پہنچے تو روزہ رکھنا سفر میں بہتر ہے، ورنہ نہ رکھنا بہتر۔ (درمختار)

سوال:- دن میں کسی وقت سفر کا ارادہ ہو تو اُس دن کا روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب:- مثلاً آج کے دن کسی وقت سفر کے لیے نکلنا ہے تو یہ روزہ افطار کرنے کے لیے آج کا سفر عذر نہیں۔ اُسے آج کا روزہ رکھنا چاہیے۔ البتہ اگر آج کا روزہ رکھ کر سفر میں توڑ دے گا تو کفارہ لازم نہ آئے گا مگر گناہ گار ہوگا۔ اور روزہ رکھا تھا مگر سفر کرنے سے پہلے توڑ دیا پھر سفر کے لیے نکلا تو کفارہ بھی لازم ہے۔ یوں ہی اگر دن میں سفر کیا اور مکان پر کوئی چیز بھول گیا تھا اُسے لینے واپس آیا اور مکان پر آکر روزہ توڑ ڈالا تو بھی کفارہ واجب ہے۔ (عالم گیری)

سوال:- مسافر دوپہر سے پہلے مقیم ہو جائے تو اب کیا حکم ہے؟

جواب:- مسافر نے ضحوۂ کبریٰ سے پیش تر کہ اس وقت تک روزہ کی نیت ضروری ہے اگر اقامت کی نیت کر لی اور ابھی کچھ کھایا پیا نہ تھا تو اُس پر لازم ہے کہ اب روزے کی نیت کر لے اور روزہ رکھے۔ اس لیے کہ یہ سفر وقت نیت سے پہلے ہی ختم ہو گیا۔ (درمختار، عالم گیری وغیرہ)

سوال:- مسافر ضحوۂ کبریٰ کے بعد وطن واپس آجائے تو اب اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب:- مسافر نے نیت اقامت کر لی یا وطن واپس آ گیا اور اس نے اب تک کچھ کھایا پیا نہ تھا تو روزہ تو نہیں ہو سکتا کہ نیت کا وقت نہیں مگر اُسے لازم ہے کہ جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے اُسے روزہ داروں کی طرح گزارے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- مرض کی وجہ سے کس وقت روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے؟

جواب:- مریض کا مرض بڑھ جانے، یا دیر میں اچھا ہونے، یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا غالب گمان ہو، یا خادم و خادمہ کو ناقابل برداشت ضعف کا غالب گمان ہو تو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔ (جوہرہ، درمختار)

سوال:- بیماری بڑھ جانے کا وہم ہو تو روزہ چھوڑ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- روزہ چھوڑنے کے لیے محض وہم کافی نہیں بلکہ ان صورتوں میں غالب گمان کی قید ہے اور غالب گمان کی تین صورتیں ہیں:

(۱) اُس کی ظاہری نشانی پائی جائے۔

(۲) اُس شخص کا ذاتی تجربہ ہے۔

(۳) کسی مسلمان، تجربہ کار طبیب و معالج نے کہ فسق و فجور میں مبتلا نہ ہو کہہ دیا ہو کہ روزہ رکھنے میں بیماری بڑھ جانے وغیرہ کا خطرہ وصحیح اندیشہ ہے۔

اور اگر نہ کوئی علامت ہو، نہ تجربہ، نہ اس قسم کے طبیب نے اسے بتایا بلکہ کسی کافر یا فاسق طبیب و ڈاکٹر کے کہنے سے افطار کرلیا یعنی روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ (ردالمحتار) اور چھوڑ دیا تو گناہ گار ہوگا۔ آج کل کے معالجین میں یہ وبا پائی جاتی ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ سے منع کر دیتے ہیں۔ اتنی بھی تمیز نہیں رکھتے کہ کس مرض میں روزہ مضر ہے کس میں نہیں۔ ایسوں کا کہنا کچھ قابل اعتبار نہیں۔ (بہارِ شریعت)

سوال:- روزہ میں حیض ونفاس شروع ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- روزے کی حالت میں حیض ونفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ جاتا رہا۔ اس کی قضا رکھے۔ روزہ فرض تھا تو اس کی قضا فرض ہے اور نفل تھا تو قضا واجب۔ (عامۂ کتب)

سوال:- حیض ونفاس والی دن میں پاک ہوگئی اور روزہ کی نیت کرلی تو روزہ ہوا یا نہیں؟

جواب:- عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا۔ روزہ کے لیے شرط ہے۔ لہٰذا حیض ونفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہوگئی اگرچہ ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر اور روزہ کی نیت کرلی تو آج کا روزہ نہ ہوا، نہ فرض نہ نفل۔ (درمختار)

سوال:- حیض ونفاس سے پاک ہو جائے تو عورت دن کس طرح گزارے؟

جواب:- حیض ونفاس والی عورت پاک ہوگئی تو جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے اُسے روزے کے مثل گزارنا واجب ہے۔

سوال:- صبح صادق سے قبل عورت پاک ہوجائے تو غسل کے بغیر روزہ کی نیت کرسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر پورے دس دن پر پاک ہوئی اور اتنا وقت رات کا باقی نہیں کہ ایک بار اللہ اکبر کہہ لے تو اُس دن کا روزہ اُس پر واجب ہے۔ لہٰذا نیت کرلے اور بعد میں جلد از جلد غسل کرلے۔ اور دس دن سے کم میں پاک ہوئی اور اتنا وقت ہے کہ صبح صادق سے پہلے نہا کر کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکتی ہے تو روزہ فرض ہے۔ اگر نہا لے تو بہتر ہے ورنہ بے نہائے نیت کرلے اور صبح نہالے۔ اور جو اتنا وقت بھی نہیں تو روزہ فرض نہ ہوا۔ البتہ روزہ داروں کی طرح رہنا اُس پر واجب ہے۔ کوئی بات ایسی جو روزے کے خلاف ہو۔ مثلاً کھانا، پینا حرام ہے۔ (عالم گیری وغیرہ)

سوال:- بڑی عمر کے بوڑھے مردوں اور عورتوں کے لیے رخصت کا حکم کس وقت ہے؟

جواب:- ایسے بوڑھے مرد یا بوڑھی عورتیں جنھیں شریعت میں شیخ فانی کہا جاتا ہے یعنی وہ بوڑھے جن کی عمر اب ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا۔ جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اُس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا۔ تو اب اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ البتہ اُسے حکم ہے کہ ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ دے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- شیخ فانی گرمیوں کے بجائے سردیوں میں روزہ رکھے یا فدیہ دے؟

جواب:- اگر ایسا بوڑھا یا بوڑھی، گرمیوں میں بوجہ گرمی کے روزہ نہیں رکھ سکتا مگر جاڑوں میں رکھ سکے گا تو اب روزے افطار کرے یعنی چھوڑ دے البتہ ان روزوں کے بدلے میں روزے جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔ روزوں کا کفارہ یہ نہیں دے سکتے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- کمزوری کے باعث جو روزہ نہ رکھ سکے اُس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب:- کمزوری یعنی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہونا ایک تو واقعی ہوتا ہے اور ایک کم ہمتی سے ہوتا ہے، کم ہمتی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اکثر اوقات شیطان دل میں ڈالتا ہے کہ ہم سے یہ کام ہرگز نہ ہوسکے گا، اور کریں گے تو مرجائیں گے۔ پھر جب خدا پر بھروسہ کر کے کیا جاتا

ہے تو اللہ تعالیٰ ادا کرا دیتا ہے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچتا۔ معلوم ہوا کہ وہ شیطان کا دھوکا تھا۔ ۷۵/ برس کی عمر میں بہت لوگ روزے رکھتے ہیں ۔ ہاں ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں کہ کمزوری کے باعث ۷۰/ برس ہی کی عمر میں روزہ نہ رکھ سکیں تو شیطان کے وسوسوں سے بچ کر خوب صحیح طور پر جانچنا چاہیے۔ایک بات تو یہ ہوئی۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان میں بعض کو گرمیوں میں روزہ رکھنے کی طاقت واقعی نہیں ہوتی مگر جاڑوں میں رکھ سکتے ہیں۔ یہ بھی کفارہ نہیں دے سکتے بلکہ گرمیوں میں قضا کر کے جاڑوں میں روزے رکھنا اُن پر فرض ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ان میں بعض لگا تار مہینے بھر کے روزے نہیں رکھ سکتے مگر ایک دو دن بیچ میں ناغہ کر کے رکھ سکتے ہیں تو جتنے رکھ سکیں اتنے رکھنا فرض ہے۔ جتنی قضا ہو جائیں جاڑوں میں رکھ لیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ جس جوان یا بوڑھے کو کسی بیماری کے سبب ایسا ضعف (کمزوری) ہو کہ روزہ نہیں رکھ سکتے۔ انھیں کفارہ (فدیہ) دینے کی اجازت نہیں بلکہ بیماری جانے کا انتظار کریں اگر قبل شفا موت آ جائے تو اس وقت کفارہ کی وصیت کر دیں۔

غرض یہ ہے کہ روزہ کا فدیہ اُس وقت ہے کہ روزہ نہ گرمی میں رکھ سکیں نہ جاڑے میں، نہ لگا تار نہ متفرق اور جس عذر کے سبب طاقت نہ ہو اُس عذر کے جانے کی امید نہ ہو جیسے وہ بوڑھا کہ بڑھاپے نے اُسے ضعیف کر دیا کہ گنڈے دار روزے متفرق کر کے جاڑے میں بھی نہیں رکھ سکتا تو بڑھاپا تو جانے کی چیز نہیں ایسے شخص کو فدیہ کا حکم ہے۔

بعض جاہلوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ روزہ کا فدیہ ہر شخص کے لیے جائز ہے جب کہ روزے میں اُسے تکلیف ہو۔ ایسا ہرگز نہیں۔ فدیہ صرف شیخ فانی کے لیے رکھا گیا ہے جیسا کہ ابھی اوپر تفصیل سے گزرا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:- بھوک پیاس سے آدمی نڈھال ہو جائے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب:- بھوک پیاس ایسی ہو کہ ہلاک کا خوف صحیح یا نقصانِ عقل یا حواس کے جاتے رہنے کا اندیشہ ہو تو نہ رکھے۔ اور اس پر روزہ توڑنے کا کفارہ بھی نہیں۔ صرف قضا ہے

یعنی ہر روزہ کے بدلے ایک روزہ۔ (عالم گیری وغیرہ)

سوال:- جبر واکراہ کی صورت میں روزہ توڑنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب:- جبر واکراہ میں یعنی جب کہ روزہ دار کو روزہ نہ توڑنے پر عضو کے تلف ہوجانے یا ضرب شدید کی دھمکی یا جان سے ماردینے کی دھمکی دی جائے اور یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے روزہ نہ توڑا تو جو یہ کہتے ہیں وہ کرگزریں گے تو حکم ہے کہ روزہ توڑ دے اور نہ توڑا یہاں تک کہ قتل کرڈالا گیا تو گناہ گار ہوا کہ ان صورتوں میں اس کے لیے روزہ توڑنے یا معاذ اللہ شراب یا خون پینے یا مردار یا سور کا گوشت کھانے کی شرعاً اجازت ہے۔ جس طرح بھوک کی شدت اور اضطرار کی حالت میں یہ چیزیں مباح ہیں۔ البتہ یہ حکم روزہ دار مسافر یا مریض وغیرہ ایسے لوگوں کے لیے ہے جن کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ مگر انھوں نے روزہ رکھ لیا اور اب جبر واکراہ کی صورت درپیش آئی۔ (ردالمحتار، فتح القدیر وغیرہ)

سوال:- روزہ دار مقیم ہو تو جبر واکراہ کی صورت میں اُس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب:- روزہ دار اگر مقیم یا تندرست ہو اور اسے روزہ توڑنے پر مجبور کیا گیا تو اسے اختیار ہے کہ چاہے تو روزہ توڑ دے مگر افضل یہ ہے کہ افطار نہ کرے اور ان کی اذیت پر صبر کرے۔ یہاں تک کہ اگر اسی حالت میں مارا گیا تو اسے ثواب ملے گا۔ (ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- روزہ کی حالت میں سانپ کاٹ لے تو روزہ توڑے یا نہیں؟

جواب:- روزہ دار کو سانپ نے کاٹ لیا اور جان کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں حکم ہے کہ وہ روزہ توڑ دے۔ (ردالمحتار)

سوال:- جن لوگوں کو عذر کے سبب روزہ توڑنے کی اجازت ہے ان پر قضا فرض ہے یا نہیں؟

جواب:- جن لوگوں نے عذر شرعی کی صورت میں روزہ توڑا اُن پر فرض ہے کہ ان روزوں کی قضا رکھیں۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- قضا روزوں میں ترتیب فرض ہے یا نہیں؟

جواب:- قضا روزوں میں ترتیب فرض نہیں، لہٰذا اگر ان روزوں سے پہلے نفل

روزے رکھے تو یہ نفلی روزے ہو گئے مگر حکم یہ ہے کہ عذر جانے کے بعد، دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضا رکھ لیں۔ حدیث شریف میں فرمایا: "جس پر اگلے رمضان کی قضا باقی ہے اور وہ نہ رکھے تو اُس کے اس رمضان کے روزے قبول نہ ہوں گے۔"

اور اگر روزے نہ رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو اب پہلے اس رمضان کے روزے رکھ لے، قضا نہ رکھے۔ (درمختار)

سوال:- فدیہ دینے کے بعد، روزہ رکھنے کی طاقت آ گئی تو اب کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آ گئی کہ آدمی روزے رکھ سکتا ہے تو جو فدیہ دے چکا وہ صدقۂ نفل ہو گیا۔ ثواب پائے گا۔ لیکن اب حکم ہے کہ اُن روزوں کی قضا رکھے۔ (عالم گیری)

سوال:- بوڑھے ماں باپ کے بجائے اس کی اولاد، روزے رکھ سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:- ایک شخص کی طرف سے دوسرا شخص روزہ نہیں رکھ سکتا۔ (عامۂ کتب)

سوال:- فدیہ کی مقدار کیا ہے؟

جواب:- شیخ فانی پر ہر روزے کے بدلے میں جو فدیہ واجب ہے وہ یہ ہے کہ ہر روزے کے بدلے میں صدقۂ فطر کی مقدار مسکین کو دے دے یا دونوں وقت اُسے پیٹ بھر کھانا کھلا دے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- روزہ کا فدیہ کب اور کس طرح دے سکتے ہیں؟

جواب:- فدیہ میں یہ اختیار ہے کہ شروع رمضان ہی میں پورے رمضان کا ایک دم فدیہ دے دے یا آخر میں دے اور اس میں تملیک شرط نہیں بلکہ اباحت بھی کافی ہے کہ مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلا دے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ جتنے فدیے ہوں اتنے ہی مساکین کو دے بلکہ ایک مسکین کو کئی فدیے دیے جا سکتے ہیں۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- بڑھاپے کی وجہ سے کفارے کے روزے نہ رکھ سکے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- قسم یا قتل کے کفارہ کا اس پر روزہ ہے اور بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس روزہ کا فدیہ نہیں دے سکتا کہ یہ روزے خود کھانا کھلانے کا بدل ہیں اور بدل کا

بدل نہیں، اور روزے توڑنے یا ظہار کا اس پر کفارہ ہے تو اگر روزے نہ رکھ سکے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے اس لیے کہ یہ فدیہ، روزوں کے عوض قرآن سے ثابت ہے۔
(عالم گیری، ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر ماننے والا، اگر روزہ نہ رکھ سکے تو اسے روزہ چھوڑنے اور فدیہ دینے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر کسی نے ہمیشہ روزہ رکھنے کی منت مانی لیکن برابر روزے رکھے تو کوئی کام نہیں کرسکتا جس سے بسر اوقات ہو تو اسے بقدر ضرورت افطار (روزہ چھوڑنے) کی اجازت ہے۔ مگر حکم ہے وہ ہر روزے کے بدلے میں فدیہ دے اور اس کی بھی قوت نہ ہو تو استغفار کرے۔ (ردالمحتار)

سوال:- جن لوگوں کو روزہ چھوڑنے کی شرعاً اجازت ہے اگر وہ بعد میں روزہ نہ رکھیں تو اب ان کے لیے حکم شرعی کیا ہے؟

جواب:- مثلاً مریض تندرست ہو گیا یا مسافر سفر سے واپس آ گیا اور اس نے فوت شدہ روزوں کے بقدر وقت پالیا تو ان پر ان تمام روزوں کی قضا لازم ہے۔ جن کا وقت انھیں ملا۔ اور وقت پالینے کے باوجود روزے نہ رکھے اور موت آ گئی تو ان پر واجب ہے کہ ان روزوں کے فدیے کی وصیت کر جائیں۔ (عالم گیری)

سوال:- ایسے لوگ اگر اسی عذر میں مر جائیں تو اب کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر یہ لوگ اپنے اُسی عذر میں مر گئے اتنا موقع نہ ملا کہ قضا رکھتے تو ان پر ان روزوں کی قضا واجب نہ ہوئی۔ یوں ہی ان پر یہ واجب نہیں کہ فدیہ کی وصیت کر جائیں پھر بھی اگر وصیت کی کہ ان روزوں کا فدیہ دے دیا جائے تو وصیت صحیح ہو جائے گی اور تہائی مال میں جاری ہوگی۔ یعنی اس کے تہائی ترکہ میں سے فدیہ دیا جائے گا اور اگر وصیت نہ کی بلکہ ولی نے اپنی طرف سے فدیہ دے دیا تو بھی جائز ہے۔ (درمختار، عالم گیری)

سوال:- تہائی مال میں فدیہ کی وصیت جاری ہونے کی کوئی شرط ہے یا نہیں؟

جواب:- تہائی مال میں فدیہ کی وصیت اُس وقت جاری ہوگی جب اس میت کے

وارث بھی ہوں گے، اور اگر وارث نہ ہوں اور سارے مال سے فدیہ ادا ہوتا ہو تو سب فدیہ میں صرف کر دینا لازم ہے۔ یوں ہی اگر وارث صرف شوہر یا زوجہ ہے تو تہائی نکالنے کے بعد ان کا حق دیا جائے اس کے بعد جو کچھ بچے اگر فدیہ میں صرف ہو سکتا ہے تو صرف کر دیا جائے گا۔ (ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- فدیہ کی وصیت کتنے روزوں کے حق میں ہونی چاہیے؟

جواب:- وصیت کرنا صرف اتنے ہی روزوں کے حق میں واجب ہے جن پر قادر ہوا تھا اور نہ رکھے۔ مثلاً سفر، مرض وغیرہ میں دس روزے قضا ہوئے تھے اور عذر جانے کے بعد (کہ مسافر وطن واپس آ گیا، مریض تندرست ہو گیا) پانچ پر قادر ہوا تھا کہ انتقال ہو گیا تو پانچ ہی کی وصیت واجب ہے۔ (درمختار)

سوال:- نماز اور روزے کے فدیہ کی مقدار میں کچھ کمی بیشی ہے یا نہیں؟

جواب:- جس طرح روزہ کا فدیہ بمقدار صدقۂ فطر ہے۔ یوں ہی ہر فرض و وتر کے بدلے نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو، یا ان کی قیمت ہے۔ (عامۂ کتب)

سوال:- فدیہ کس قسم کے لوگوں کو دینا چاہیے؟

جواب:- فدیہ کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ و صدقۂ فطر کے مستحق ہیں۔ فقیر محتاج مسلمان کہ نہ ہاشمی ہوں، نہ اُن کی اولاد، نہ یہ اُن کی اولاد۔ (عامۂ کتب)

سبق (۲۷)

واجب روزوں کا بیان

سوال:- واجب روزے کون سے ہیں؟

جواب:- نذر یعنی شرعی منت کے روزے، خواہ ان کے لیے وقت معین کیا جائے یا معین نہ کیا جائے منت ماننے والے پر واجب ہوتے ہیں۔ اِسی اعتبار سے ان کی دو قسمیں ہیں۔ واجب معین جیسے نذر معین کے روزے اور واجب غیر معین، یعنی نذر مطلق کے روزے (عامۂ کتب)

ان کے علاوہ اور بھی روزے ہیں جن کا رکھنا واجب ہے۔اس کا بیان آگے آئے گا۔

سوال:- نذر شرعی کے لیے کتنی شرطیں ہیں۔

جواب:- نذر یا شرعی منت جس کے ماننے سے شرعاً اس کو پورا کرنا واجب ہوتا ہے اس کے لیے مطلقاً چند شرطیں ہیں:

① ایسی چیز کی منت ہو کہ اس کی جنس سے کوئی چیز شرعاً واجب ہو۔لہٰذا عیادت مریض اور مسجد میں جانے اور جنازے کے ساتھ جانے کی منت نہیں ہوسکتی۔

② وہ عبادت خود مقصود بالذات ہو کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ نہ ہو لہٰذا وضو وغسل کی منت صحیح نہیں۔

③ اس چیز کی منت نہ ہو جو شرع نے خود اس پر واجب کی ہے۔خواہ فی الحال یا آئندہ لہٰذا آج کی ظہر یا کسی فرضِ نماز کی منت صحیح نہیں کہ یہ چیزیں تو خود ہی واجب ہیں۔

④ جس چیز کی منت مانی ہو وہ خود اپنی ذات سے کوئی گناہ کی بات نہ ہو۔اور اگر کسی اور وجہ سے گناہ ہو تو منت صحیح ہو جائے گی۔مثلاً عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے اگر اس کی منت مانی تو منت ہو جائے گی۔اگرچہ حکم یہ ہے کہ اس دن نہ رکھے بلکہ کسی دوسرے دن رکھے کہ یہ ممانعت عارضی ہے،یعنی عید کے دن ہونے کی وجہ سے۔خود روزہ ایک جائز چیز ہے۔

⑤ ایسی چیز کی منت نہ ہو جس کا ہونا محال ہو۔

مثلاً یہ منت مانی کہ کل گزشتہ میں روزہ رکھوں گا کہ یہ منت صحیح نہیں۔(عالم گیری وغیرہ)

سوال:- منت کا روزہ کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی صورتیں ہیں؟

جواب:- منت کے بولے ہوئے روزہ کو،نذر کا روزہ کہتے ہیں۔یہ روزہ معین ہو یا غیر معین،اس کی دو قسمیں ہیں:

ایک یہ کہ روزہ رکھنے کو کسی شرط کے ساتھ واجب کرے مثلاً میرا فلاں کام ہوگیا یا بیمار تندرست ہوگیا تو میں روزہ رکھوں گا۔اس صورت میں جب شرط پائی جائے،مثلاً وہ کام پورا ہوگیا یا بیمار تندرست ہوگیا تو اتنے روزے رکھنا اُس پر واجب ہیں جتنے بولے تھے۔

ہاں! اگر روزے وغیرہ کو کسی ایسی شرط پر معلق یا مشروط کیا جس کا ہونا نہیں چاہتا مثلاً

یہ کہا کہ اگر میں تمہارے گھر آؤں تو مجھ پر اتنے روزے ہیں کہ اس کا مقصود یہ ہے کہ میں تمہارے یہاں نہیں آؤں گا۔ ایسی صورت میں اگر وہ شرط پائی گئی یعنی اس کے یہاں گیا تو اختیار ہے کہ جتنے روزے بولے تھے وہ رکھ لے یا قسم توڑنے کا کفارہ دے دے کہ منت کی بعض صورتوں میں قسم کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ (درمختار وغیرہ) نذر کی ان دونوں صورتوں کو نذر معلق کہتے ہیں۔

نذر کی دوسری قسم ہے نذر غیر معلق کہ منت کو کسی شرط سے معلق نہیں کیا بلا شرط نماز، روزہ یا حج وعمرہ کی منت مان لی تو اس صورت میں منت پوری کرنا ضروری ہے۔ (عالم گیری)

سوال:- کہنا کچھ چاہتا تھا اور زبان سے منت کے الفاظ نکل گئے تو منت کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟

جواب:- منت صحیح ہونے کے لیے یہ کچھ ضروری نہیں کہ دل میں اس کا ارادہ بھی ہو اگر کہنا کچھ چاہتا تھا زبان سے منت کے الفاظ جاری ہو گئے۔ منت صحیح ہوگئی یا کہنا یہ چاہتا تھا کہ اللہ کے لیے مجھ پر ایک دن کا روزہ ہے اور زبان سے نکلا ”ایک مہینہ“ تو مہینے بھر کے روزے لازم ہو گئے۔ کیوں کہ نذر میں زبان سے بولنے کا اعتبار ہے اور تلفظ پر منت کے احکام جاری ہوتے ہیں نیت پر نہیں۔ (ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- ایام منہیہ (روزے کے لیے ممنوع دن) کی منت کا کیا حکم ہے؟

جواب:- ایام منہیہ یعنی عید بقر عید اور ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں تیرہویں کے روزے رکھنے کی منت مانی تو نذر صحیح ہے مگر اللہ تعالیٰ کی ضیافت سے روگردانی کے باعث شروع کرنا گناہ ہے۔ لہٰذا ان دنوں میں نہ رکھے بلکہ چھوڑ دے اور دوسرے دنوں میں قضا کرلے۔ اور اگر انھیں دنوں میں رکھ بھی لیے تو اگر چہ یہ گناہ ہوا مگر منت ادا ہوگئی۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- ایک مہینے کے روزوں کی منت میں کتنے روزے رکھے جائیں؟

جواب:- اگر مہینے کو معین نہیں کیا اور مہینے بھر کے روزوں کی منت مانی تو پورے تیس دن کے روزے واجب ہیں اگر چہ جس مہینے میں رکھے وہ انتیس ہی کا دن ہو۔ اور اگر کسی معین مہینے کی منت مانی مثلاً رجب یا شعبان کی تو پورے مہینہ کا روزہ ضروری ہے وہ مہینہ انتیس کا ہو

تو انتیس اور تیس کا ہو تو تیس۔ البتہ ناغہ نہ کرے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- مہینہ بھر کے روزوں کی منت میں اگر کوئی روزہ چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اس صورت میں اگر کوئی روزہ چھوٹ گیا تو اس کو بعد میں رکھ لے پورے مہینے کے روزے لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ (ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- پے در پے روزوں کی منت میں اگر کوئی روزہ نہ رکھا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- پے در پے یعنی لگا تار روزوں کی منت مانی تو ناغہ کرنا جائز نہیں۔ لگا تار رکھنے ہوں گے۔ اگر بیچ میں ایک روزہ بھی ناغہ ہو گیا تو نئے سرے سے تمام روزے پھر رکھنا پڑیں گے۔ کیوں کہ اپنی بات اسی صورت میں پوری ہوگی۔ (عالم گیری)

سوال:- عورت نے پے در پے ایک ماہ کے روزوں کی منت مانی تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب:- اگر عورت نے ایک ماہ پے در پے روزے رکھنے کی منت مانی تو اگر ایک مہینہ یا زیادہ، طہارت کا زمانہ اسے ملتا ہے تو ضروری ہے کہ روزے ایسے وقت شروع کرے کہ حیض آنے سے پیشتر تیس دن پورے ہو جائیں۔ ورنہ حیض آنے کے بعد اب سے تیس پورے کرنے ہوں گے۔

اور اگر مہینہ پورا ہونے سے پیشتر اُسے حیض آجایا کرتا ہے تو حیض سے پہلے جتنے روزے رکھ چکی ہے ان کا شمار کرلے۔ جو باقی رہ گئے ہیں انھیں حیض ختم ہونے کے بعد متصلاً یعنی پے در پے لگا تار بلا ناغہ پورا کرلے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- لگا تار روزوں کی منت میں ایام منہیہ آجائیں تو ناغہ کرے یا نہیں؟

جواب:- اگر منت میں پے در پے روزوں کی شرط یا نیت کی جب بھی ان دنوں میں روزہ کی ممانعت ہے ان میں روزہ نہ رکھے۔ مگر بعد میں پے در پے ان دنوں کی قضا رکھے اور اگر ایک دن بھی ناغہ کیا یعنی بے روزہ رہا تو اس دن سے پہلے جتنے روزے رکھے تھے ان سب کا اعادہ کرے اور از سر نو رکھے۔ (ردالمحتار)

سوال:- ماہِ رواں کے روزوں کی منت مانی تو کتنے روزے رکھے؟

جواب:- اس صورت میں پورے ایک مہینے کے روزے اُس پر واجب نہیں بلکہ

منت ماننے کے وقت اُس مہینے میں جتنے دن باقی ہیں ان دنوں میں روزے واجب ہیں۔
اور اگر وہ مہینہ رمضان کا تھا تو منت ہی نہ ہوئی کہ رمضان کے روزے تو خود ہی فرض ہیں۔
(عالم گیری، ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- شرعی منت کا پورا کرنا کب لازم آتا ہے؟

جواب:- منت دو قسم پر ہے ایک معلق دوسری غیر معلق، نذر معلق میں شرط پائی جانے سے پہلے منت پوری نہیں کر سکتا۔ اگر پہلے ہی روزے رکھ لیے بعد میں شرط پائی گئی تو اب پھر روزے رکھنا واجب ہوگا پہلے کے روزے اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔

اور غیر معلق میں اگرچہ وقت یا جگہ وغیرہ معین کرے مگر منت پوری کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس سے پیش تر یا اس کے غیر میں نہ ہو سکے۔ بلکہ اگر اس وقت سے پیش تر روزے رکھ لیے یا نماز پڑھ لی وغیرہ وغیرہ تو منت پوری ہوگئی۔ (درمختار)

سوال:- ایک یا دو دن روزہ کی منت مانی تو روزہ کب رکھے؟

جواب:- ایک دن کے روزہ کی منت مانی تو اختیار ہے کہ ایام منہیہ کے سوا جس دن چاہے روزہ رکھ لے۔ یوں ہی دو دن، تین دن میں بھی اختیار ہے۔ البتہ اگر ان میں پے در پے کی نیت کی تو پے در پے رکھنا واجب ہوگا۔ ورنہ اختیار ہے کہ ایک ساتھ رکھے یا ناغہ دے کر؟

سوال:- متفرق طور پر روزوں کی منت مانی تو لگاتار رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- متفرق طور پر مثلاً دس روزے کی منت مانی یا متفرق کی نیت کی اور پے در پے رکھ لیے تو جائز ہے۔ (عالم گیری)

سوال:- مریض، منت کے روزے رکھنے سے پہلے مر گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- مریض نے مثلاً ایک ماہ روزے رکھنے کی منت مانی اور صحت نہ ہوئی تھی کہ مر گیا تو اس پر کچھ نہیں۔ اور اگر ایک دن کے لیے بھی اچھا ہو گیا تھا اور روزہ نہ رکھا تو پورے مہینے بھر کے فدیے کی وصیت کرنا واجب ہے۔ اور اگر اُس دن روزہ رکھ لیا جب بھی باقی دنوں کے لیے وصیت چاہیے۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال:-تندرست آدمی منت کے روزہ نہ رکھ پایا تھا کہ مر گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:-اگر تندرست آدمی نے منت مانی کہ میں ایک ماہ روزے رکھوں گا۔ اور مہینہ نہ گزرا تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا تو اس پر ایک ماہ کے روزے لازم ہو گئے اور اس پر واجب ہے کہ باقی ماندہ دنوں کے لیے وصیت کر دے کہ فدیہ دے دیا جائے۔(عالمگیری)

سوال:-اگر کسی نے یہ منت مانی کہ جس دن فلاں شخص آئے گا اس دن اللہ کے لیے مجھ پر روزہ رکھنا واجب ہے تو یہ روزہ کب رکھنا واجب ہوگا؟

جواب:-اس صورت میں اگر وہ شخص ضحوۂ کبریٰ سے پیش تر آیا، یا کھانے کے بعد آیا، یا منت ماننے والی عورت تھی اور اُس دن اُسے حیض تھا تو ان صورتوں میں بھی اُس پر کچھ نہیں کہ وہ دن ہی اُسے روزہ کے لیے نہ ملا۔(عالم گیری وغیرہ)

سوال:-اگر اس دن ہمیشہ روزہ رکھنے کی منت مانی تو کیا حکم ہے؟

جواب:-اگر یہ کہا تھا کہ جس دن فلاں آئے گا اُس دن کا ہمیشہ کے لیے روزہ رکھنا، اللہ کے لیے مجھ پر واجب ہے، اور کھانے کے بعد آیا تو اُس کا روزہ تو نہیں مگر آئندہ ہر ہفتہ میں اُس دن کا روزہ اُس پر واجب ہو گیا۔ مثلاً پیر کے دن آیا تو ہر پیر کو روزہ رکھے۔(عالم گیری)

سوال:-اگر دو منتیں ایک ہی دن آپڑیں تو کیا کیا جائے؟

جواب:-مثلاً کسی نے یہ منت مانی کہ جس دن فلاں آئے گا اُس روز کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے اور دوسری منت یہ مانی کہ جس دن فلاں کو صحت ہو جائے اُس دن کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے اور اتفاقاً جس دن آنے والا آیا اُسی دن وہ مریض بھی اچھا ہو گیا تو ہر ہفتہ میں صرف اُسی دن کا روزہ رکھنا اُس پر ہمیشہ کے لیے واجب ہوگا۔(عالم گیری)

سوال:-منت میں زبان سے منت معین نہ کی اور دل میں روزہ کا اِرادہ ہے تو اب روزہ رکھنا لازم ہے یا نہیں؟

جواب:-اگر منت مانی اور زبان سے منت کو معین نہ کیا مگر دل میں روزہ کا ارادہ ہے تو جتنے روزوں کا ارادہ ہے اُتنے رکھ لے۔ اور اگر روزہ کا ارادہ ہے مگر یہ مقرر نہیں کہ کتنے روزے تو تین روزے رکھے۔(عالم گیری وغیرہ)

سوال:- نذر کے علاوہ اور کون کون سے روزے واجب ہیں؟

جواب:- ① نفلی روزہ قصداً شروع کر دیا تو اس کا پورا کرنا واجب ہے۔

② نفلی روزہ قصداً نہیں توڑا بلکہ بلا اختیار ٹوٹ گیا مثلاً اثنائے روزہ میں حیض آ گیا جب بھی قضا واجب ہے۔

③ اعتکاف کی نیت مانی تو اس کے لیے بھی روزہ رکھنا واجب ہے۔

④ نفلی روزہ توڑ دیا تو اس کی قضا واجب ہے۔

⑤ ایام منہیہ (عیدین اور ایام تشریق یعنی ذی الحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳/ تاریخیں) میں روزہ رکھنے کی منت مانی تو منت پوری کرنی واجب ہے۔ مگر ان دنوں میں نہیں بلکہ اور دنوں میں ان کی قضا واجب ہے۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- منت کے بغیر ایام ممنوعہ میں روزہ رکھ لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- عیدین یا ایام تشریق میں منت مانے بغیر، روزۂ نفل رکھا تو اس روزہ کا پورا کرنا واجب نہیں۔ نہ اس کے توڑنے سے قضا واجب۔ بلکہ اس روزہ کا توڑ دینا واجب ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی ضیافت سے روگردانی لازم نہ آئے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

سبق (۲۸)

نفلی روزوں کا بیان

سوال:- نفلی روزے کتنے ہیں؟

جواب:- فرض و واجب کے علاوہ اور جتنے روزے ہیں، وہ سب نفلی روزے کہلاتے ہیں۔ ان نفلی روزوں میں وہ روزے بھی شامل ہیں جنھیں مسنون یا مستحب و مندوب کہا جاتا ہے اور وہ بھی داخل ہیں جنھیں شریعت کی زبان میں مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی کہا جاتا ہے۔

سوال:- رمضان المبارک کے علاوہ کون سے نفلی روزے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں؟

جواب:- رمضان المبارک کے بعد روزہ وغیرہ اعمالِ صالحہ کے لیے سب دنوں

سے افضل ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ" اللہ عزوجل کو عشرۂ ذی الحجہ سے زیادہ کسی دن کی عبادت پسند نہیں۔ اُس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں اور ہر شب کا قیام (نمازِ تہجد پڑھنا) شب قدر کے برابر ہے۔" خصوصاً عرفہ کا دن کہ تمام سال میں سب دنوں سے افضل ہے۔تو اس کا روزہ بھی اور دنوں کے روزوں سے افضل۔

سوال:- عرفہ کے روز، روزہ کا ثواب کیا ہے؟

جواب:- عرفہ کا روزہ صحیح حدیث سے ہزاروں روزوں کے برابر ہے۔اور دو سال کامل کے گناہوں کی معافی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ" عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے۔(ترمذی وغیرہ)

سوال:- عرفہ کے بعد کون سے دن کا روزہ زیادہ ثواب رکھتا ہے؟

جواب:- عرفہ کے بعد سب دنوں سے افضل روزِ عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ ہے اور بہتر یہ ہے کہ نویں کو بھی رکھے۔ اس میں ایک سال گزشتہ کے گناہوں کی مغفرت ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ" مجھے اللہ پر گمان ہے کہ عاشورا کا روزہ ایک سال قبل کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔(مسلم) رسول اللہ ﷺ نے عاشورا کا روزہ خود رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم فرمایا۔(بخاری ومسلم)

سوال:- حضور ﷺ نے عاشورا کا روزہ سب سے پہلے کہاں رکھا؟

جواب:- رسول اللہ ﷺ مکہ معظّمہ سے ہجرت فرما کر جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہود کو عاشورا کے دن روزہ دار پایا۔ ارشاد فرمایا:" یہ کیا دن ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو۔"

یہودیوں نے عرض کی" یہ عظمت والا دن ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو ڈبو دیا۔لہٰذا موسیٰ علیہ السلام نے بطورِ شکر اُس دن کا روزہ رکھا تو ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔"

حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:" موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موافقت کرنے میں بہ نسبت تمھارے ہم زیادہ حق دار اور زیادہ قریب ہیں۔" تو حضور نے خود بھی روزہ رکھا

اوراس کا حکم بھی فرمایا۔[۱]

عاشورا کا دن اور بہت سے فضائل والا اور بڑا مبارک دن ہے۔

سوال:- روزِ عاشورا کے کچھ فضائل بیان فرمائیں؟

جواب:- یومِ عاشورا وہ مبارک و روشن دن ہے جس میں رب العزت نے ایک جماعت انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مخصوص عزت وکرامت سے نوازا، اورانھیں مزید قرب وشرافت سے سرفراز فرمایا۔یہی وہ بابرکت دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے:

① حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو برگزیدہ خلائق کیا، انھیں صفی اللہ کا لقب بخشا۔

② سیدنا ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا۔

③ سیدنا نوح علیہ السلام کے سفینہ کو کوہِ جودی پر ٹھہرایا۔

④ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو خلعت خلت پہنایا، انھیں اپنا خلیل بنایا۔

⑤ اُن پر نارِ نمرود کو گلزار کیا۔

⑥ سیدنا داؤد علیہ السلام کی لغزش کو معاف فرمایا۔

⑦ سیدنا ایوب علیہ السلام سے بلاؤں کو دفع کیا۔

⑧ سیدنا یونس علیہ السلام کو بطن حوت (مچھلی کے پیٹ) سے نکالا۔

⑨ سیدنا یعقوب و یوسف علیہما السلام کو باہم ملایا۔

⑩ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور پھر آسمان پر زندہ اٹھایا۔

⑪ سیدنا آدم وحوا علیہما السلام کو پیدا کیا۔

---

[۱] اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ عزوجل کوئی خاص نعمت عطا فرمائے اس کی یادگار قائم کرنا درست ومحبوب ہے کہ وہ نعمتِ خاصہ یاد آئے گی اور اس کا شکر ادا کرنے کا سبب ہوگا۔خود قرآنِ کریم نے ارشاد فرمایا: "وَاذْكُرُوْا اَيّٰمَ اللّٰهِ" خدا کے انعام کے دنوں کو یاد کرو۔" اور ہم مسلمانوں کے لیے ولادتِ اقدس سید عالم ﷺ سے بہتر کون سا دن ہوگا جس کی یادگار قائم کریں کہ تمام نعمتیں انھیں کے طفیل ملیں، ملتی ہیں اور ملتی رہیں گی تو یہ دن عید سے بھی بہتر و برتر ہے کہ انھیں کے صدقہ میں تو عید عید ہوئی اسی وجہ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سبب ارشاد فرمایا کہ: "فِيْهِ وُلِدْتُّ" اس دن میری ولادت ہوئی۔ (بہارِ شریعت وغیرہ)

سوال:- روزِ عاشورا کے لیے کچھ اعمالِ خیر ہوں تو وہ بھی بتادیں؟

جواب:- روزِ عاشورا وہ مبارک دن ہے جس کے لیے تورات مقدس میں مذکور کہ:

① جس نے یوم عاشورا کا روزہ رکھا گویا اس نے تمام سال روزہ رکھا۔

② جس نے آج کسی یتیم کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا، رب عزوجل ہر بال کے بدلے جنت میں ایک درخت عالی شان اُسے عطا فرمائے گا جو قیمتی ملبوسات اور زیورات سے لدا ہوگا اور ان کی تعداد سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔

③ جو آج کسی بھولے بھٹکے کو سیدھی راہ پر ڈال دے، رب عزوجل اس کے دل کو نور سے معمور فرمائے۔

④ جو آج کے روز کسی فقیر پر صدقہ کرے گویا اس نے تمام فقرا پر صدقہ کیا۔

⑤ جو آج غصہ کو ضبط کرلے (حالاں کہ وہ غصہ اتارنے پر قدرت رکھتا ہے۔) اللہ تعالیٰ اُسے ان میں لکھ دے گا جو راضی برضائے الٰہی ہیں۔

⑥ جو کسی مسکین کی عزت بڑھائے، مالک و مولیٰ قبر میں اُسے کرامت بخشے۔

یہی وہ دن ہے جس کے متعلق نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

① جو شخص آج کے دن اپنی اہل و عیال پر وسعت کرے (ان پر کشادہ دلی سے خرچ کرے) تو اللہ تعالیٰ تمام سال کے لیے اُسے فراخی نصیب فرمائے۔ (بیہقی)

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے پچاس سال اس کا تجربہ کیا اور ہر سال فراخی پائی۔

② جو شخص آج کے دن غسل کرے، مرض الموت کے علاوہ اُس سال کسی اور مرض میں مبتلا نہ ہو۔ اور جو آج کے روز سرمہ لگائے اس کی آنکھیں کبھی دکھنے نہ آئیں۔ (یعنی اس کی چشم بصیرت، دل کی آنکھ ہمیشہ روشن رہے۔)

③ جو عاشورا کی شب قیام و ذکر میں اور اس کا دن روزے میں گزارے جب مرے گا تو اسے اپنی موت کا پتہ بھی نہ چلے گا۔ (یعنی موت کی سختی سے محفوظ رہے گا۔) (غنیۃ الطالبین، نزہۃ المجالس)

سوال:- عشرۂ محرم میں مجالسِ ذکر شہادت کرنا کیسا ہے؟

جواب:- عشرۂ محرم یا ماہِ محرم میں مجالس منعقد کرنا اور ان میں واقعاتِ کربلا بیان کرنا جائز ہے جب کہ روایاتِ صحیحہ بیان کی جائیں۔ ان واقعات میں صبر وتحمل اور رضا وتسلیم کا مکمل درس ہے اور پابندیِ احکام شریعت واتباع سنت کا زبردست عملی ثبوت ہے کہ دین حق کی حمایت میں اُس جناب شہزادۂ گلگوں قبا شہید کربلا رضی اللہ عنہ نے تمام اعزا واقربا ورفقا اور خود آپ کو راہِ خدا میں قربان کیا اور جزع فزع کا نام بھی نہ آنے دیا۔

مگر ان مجالس میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا بھی ذکرِ خیر ہونا چاہیے تاکہ اہل سنت وجماعت اور شیعوں کی مجالس میں فرق وامتیاز رہے۔ (بہارِ شریعت)

سوال:- عرفہ وعاشورا کے بعد اور کون سے روزے رکھے جاتے ہیں؟

جواب:- شش عید یعنی شوال میں چھ دن کے روزے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر ان کے بعد چھ شوال میں رکھے تو ایسا ہے جیسے دہر کا روزہ رکھا (یعنی پورے سال کا) کہ جو ایک نیکی لائے گا اُسے دس ملیں گی۔ تو ماہِ رمضان کا روزہ دس مہینے کے برابر ہے اور ان چھ دنوں کے بدلے میں دو مہینے، تو پورے سال کے روزے ہو گئے۔ (نسائی)

اور ایک حدیث میں ہے: جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ پھر اس کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ (طبرانی)

سوال:- شش عید کے روزے ایک ساتھ رکھے جائیں یا متفرق؟

جواب:- بہتر یہ ہے کہ یہ روزے متفرق رکھے جائیں اس طرح کہ ہر ہفتہ میں دو (یا جس میں اسے سہولت ہو) اور عید کے بعد لگاتار چھ دن میں ایک ساتھ رکھ لیے تب بھی حرج نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- شعبان میں نفلی روزے کب رکھے جاتے ہیں؟

جواب:- یوں تو رمضان المبارک کی تعظیم کی خاطر شعبان میں روزوں کا بڑا ثواب ہے۔ لیکن خاص پندرہویں شعبان کے لیے حدیث میں آیا کہ ”جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو اس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب تبارک وتعالیٰ غروبِ آفتاب سے آسمانِ

دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ "ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اُسے بخش دوں، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اُسے روزی دوں، ہے کوئی گرفتارِ بلا کہ اُسے عافیت دوں، ہے کوئی ایسا، ہے کوئی ایسا" اور یہ اُس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے"۔ (ابن ماجہ)

اور دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ اس شب میں اللہ تعالیٰ سب کو بخش دیتا ہے مگر چند لوگ ہیں کہ محروم کے محروم ہی رہتے ہیں۔ کافر، عداوت والا، رشتہ کاٹنے والا، کپڑا لٹکانے والا، والدین کا نافرمان، شرابی اور قاتل کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔ (طبرانی، بیہقی)

سوال:- ماہِ رجب کی کس تاریخ کو روزہ رکھنا مسنون ہے؟

جواب:- ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو ۲۷ رجب کا روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے پانچ برس کے روزوں کا ثواب لکھے۔ اور یوں تو روزہ رکھنے کے لیے پورا مہینہ ہے جب چاہے رکھے ثواب ہے۔

سوال:- کیا ہر مہینے میں تین روزوں کے لیے کوئی حکم ہے؟

جواب:- ہاں! حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ ان میں سے ایک یہ کہ "ہر مہینے میں تین روزے رکھوں (بخاری و مسلم) ایک حدیث شریف میں ہے کہ "ہر مہینے میں تین دن کے روزے ایسے ہیں جیسے دہر (ہمیشہ) کا روزہ" (بخاری) ایک اور حدیث میں ہے کہ "رمضان کے روزے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے "سینہ" کی خرابی کو دور کرتے ہیں۔" (امام احمد)

ایک اور حدیث شریف میں فرمایا کہ "جس سے ہو سکے ہر مہینہ میں تین روزے رکھے کہ ہر روزہ دس گناہ مٹاتا ہے اور گناہ سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسا پانی کپڑے کو"۔ (طبرانی)

سوال:- مہینے کے یہ تین دن متعین ہیں یا جب چاہے رکھے؟

جواب:- سارے مہینے میں جب چاہے یہ روزے رکھے مگر حدیث شریف میں ہے کہ "جب مہینے میں تین دن روزے رکھنے ہوں تو تیرہ چودہ پندرہ کو رکھو۔" (جنھیں ایام بیض یعنی روشن و منور دن کہا جاتا ہے۔)

تو ان تین تاریخوں میں تین روزے رکھنا مستحب در مستحب ہے یعنی دوہرے مستحب کا

ثواب ملے گا۔ ایک تین دن کے روزے، دوسرے ان تین تاریخوں کے روزے۔ امید رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان مبارک ایام اور روشن راتوں کے طفیل ہمارے قلوب کو روشن ومنور فرمائے۔ آمین۔

سوال:- ہفتہ کے کن ایام میں بالخصوص روزہ رکھنا مستحب ہے؟

جواب:- پیر اور جمعرات کے روزے پسندیدہ روزوں میں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "پیر اور جمعرات کو اعمال (بارگاہِ خداوندی میں) پیش ہوتے ہیں، تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حالت میں پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کو خیال کر کے روزہ رکھتے تھے۔ (ترمذی شریف)

صحیح مسلم شریف میں مروی ہے کہ حضور ﷺ سے پیر کے دن کے روزے کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا: "اسی میں میری ولادت ہوئی اور اسی میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔"

قربان اے دوشنبہ تجھ پر ہزار جمعے چمکا دیا نصیبہ صبح شب ولادت

سوال:- بدھ اور جمعرات کے روزوں میں بھی فضیلت ہے یا نہیں؟

جواب:- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو چہار شنبہ اور پنج شنبہ (بدھ، جمعرات) کو روزے رکھے اس کے لیے دوزخ سے براءت لکھ دی گئی ہے۔ (ابو یعلی)

اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ ''جس نے چہار شنبہ، پنج شنبہ، جمعہ کو روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا جس کا باہر کا حصہ اندر سے، اور اندر کا باہر سے دکھائی دے گا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ ''جو ان تین دنوں کے روزے رکھے پھر جمعہ کو تھوڑا یا زیادہ تصدق کرے تو جو گناہ کیا ہے بخش دیا جائے گا اور ایسا ہو جائے گا جیسے اس دن اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (طبرانی)

سوال:- صرف جمعہ کا روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب:- خصوصیت کے ساتھ جمعہ کے دن روزہ رکھنا کہ نہ اس سے پہلے رکھے نہ بعد میں، یہ مکروہِ تنزیہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "راتوں میں جمعہ کی رات کو قیام کے لیے، اور دنوں میں جمعہ کے دن کو روزہ کے لیے خاص نہ کرو۔ ہاں! کوئی کسی قسم کا روزہ رکھتا تھا اور جمعہ کا دن روزہ میں واقع ہو گیا تو حرج نہیں۔ (مسلم شریف) اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ ''جمعہ کا دن

عید ہے، لہٰذا عید کے دن کو روزہ کا دن نہ کرو، مگر یہ کہ اس سے قبل یا بعد روزہ رکھو۔" حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے خانۂ کعبہ کے طواف کے دوران پوچھا گیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جمعہ کے روز، روزہ سے منع فرمایا ہے، کہا: "ہاں! اس گھر کے رب کی قسم۔" (بخاری و مسلم)

سوال:- نفلی روزہ توڑ دینا کن صورتوں میں جائز ہے؟

جواب:- نفلی روزہ بلا عذر توڑ دینا ناجائز ہے مگر بعض صورتوں میں نفلی روزہ توڑ دینے کی اجازت ہے۔ مثلاً مہمان کے ساتھ اگر میزبان نہ کھائے گا تو اسے ناگوار ہوگا۔ یا یہ کسی کا مہمان ہے اگر کھانا نہ کھائے گا تو میزبان کو اذیت ہوگی تو نفل روزہ توڑنے کے لیے یہ عذر ہے بشرطے کہ یہ بھروسہ ہو کہ اس کی قضا رکھ لے گا۔ اور بشرطے کہ ضحوۂ کبریٰ سے پہلے توڑے بعد کو نہیں۔ ہاں! ماں باپ نفلی روزہ رکھنے پر ناراض ہوں۔ (مثلاً شوق میں روزہ رکھ لیا مگر اس کی برداشت نہیں) تو زوال کے بعد بھی ماں باپ کی ناراضی کے سبب توڑ سکتا ہے اور اس میں بھی عصر سے قبل توڑ سکتا ہے بعد عصر نہیں۔ (عالم گیری) اور ماں باپ اگر بیٹے کو روزۂ نفلی سے منع کر دیں اس وجہ سے کہ مرض کا اندیشہ ہے تو ماں باپ کی اطاعت لازم ہے۔ (ردالمحتار)

سوال:- دعوت کی خاطر روزہ توڑ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- مسلمان بھائی کی دعوت قبول کرنا سنت ہے اور اس کے لیے ضحوۂ کبریٰ سے قبل روزۂ نفل توڑنے کی اجازت ہے۔ (درمختار)

سوال:- شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنے کی بابت کیا حکم ہے؟

جواب:- عورت بغیر شوہر کی اجازت کے نفل اور منت اور قسم کے روزے نہ رکھے اور رکھ لے تو شوہر تڑوا سکتا ہے مگر توڑے گی تو قضا واجب ہوگی۔ مگر اس کی قضا میں بھی شوہر کی اجازت درکار ہے۔ ہاں! اگر شوہر کا کوئی ہرج نہ ہو مثلاً وہ سفر میں ہے، یا بیمار ہے، یا احرام میں ہے تو ان حالتوں میں بغیر اجازت کے بھی قضا رکھ سکتی ہے بلکہ اگر وہ منع کرے جب بھی، اور ان دنوں میں بھی بے اُس کی اجازت کے نفل روزہ نہیں رکھ سکتی، رمضان اور قضاے رمضان کے لیے شوہر کی اجازت کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ اس کی ممانعت پر بھی رکھے۔ (درمختار، ردالمحتار)

سبق (۲۹)

اعتکاف کا بیان

سوال:- اعتکاف سے کیا مراد ہے؟

جواب:- مسجد میں، اللہ کے لیے بہ نیتِ عبادت ٹھہرنا اعتکاف ہے۔ یا یوں کہہ لو کہ مسجد میں تقرب الی اللہ کی نیت سے اقامت کرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

سوال:- اعتکاف کے لیے کون کون سی چیزیں شرط ہیں؟

جواب:- اعتکاف کے لیے چند شرطیں ہیں:

① نیت اعتکاف، لہٰذا بلا نیت مسجد میں ٹھہرا تو اعتکاف کا ثواب نہ پائے گا۔ ② مسلمان ہونا۔ ③ عاقل ہونا۔ تو جس کے ہوش و حواس قائم نہیں اُسے اعتکاف کا ثواب نہیں۔ ④ ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا جہاں امام و مؤذن مقرر ہوں۔ ⑤ اور عورت اعتکاف کرے تو اُس کا حیض و جنابت سے پاک ہونا۔ ⑥ جنابت سے پاک ہونا۔ (عالم گیری، ردالمحتار وغیرہ) کہ جنب کو مسجد میں جانا حلال نہیں۔ ⑦ اعتکاف کی منت مانی ہو تو اُس کے لیے روزہ دار ہونا۔

سوال:- اعتکاف کے لیے بالغ ہونا بھی شرط ہے یا نہیں؟

جواب:- بلوغ اعتکاف کے لیے شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز اور اچھے برے کا شعور رکھتا ہے اگر اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ٹھہرے تو یہ اعتکاف صحیح ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال:- اعتکاف کے لیے مسجد جامع ہونا شرط ہے یا نہیں؟

جواب:- مسجد جامع ہونا اعتکاف کے لیے شرط نہیں بلکہ مسجد جماعت میں بھی ہوسکتا ہے مسجد جماعت وہ ہے جس میں امام و مؤذن مقرر ہوں اگرچہ اُس میں پنج گانہ جماعت نہ ہوتی ہو۔ (عامۂ کتب)

اور آسانی اُس میں ہے کہ مطلقاً ہر مسجد میں اعتکاف صحیح ہے اگرچہ وہ مسجد جماعت نہ

ہو۔خصوصاً اس زمانہ میں کہ بہتیری مسجدیں ایسی ہیں جن میں نہ امام ہیں نہ مؤذن۔(ردالمحتار)

سوال:- اعتکاف کس مسجد میں سب سے افضل ہے؟

جواب:- سب سے افضل مسجد حرم شریف میں اعتکاف ہے، پھر مسجد نبوی میں علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام، پھر مسجد اقصیٰ میں، پھر اُس میں جہاں بڑی جماعت ہوتی ہے۔
(جوہرہ نیرہ وغیرہ)

سوال:- عورت کے لیے مسجد میں اعتکاف کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب:- عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے بلکہ وہ گھر میں ہی اعتکاف کرے مگر اس جگہ کرے جو اس نے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہے جسے مسجد بیت کہتے ہیں اور عورت کے لیے یہ مستحب بھی ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی جگہ مقرر کرلے اور چاہیے کہ اُسے پاک صاف رکھے اور بہتر یہ ہے کہ اُس جگہ کو چبوترہ وغیرہ کی طرح بلند کرلے۔
بلکہ مرد کو بھی چاہیے کہ نوافل کے لیے گھر میں کوئی جگہ مقرر کرلے کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔(درمختار،ردالمحتار)

سوال:- اعتکاف کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:- اعتکاف تین قسم پر ہے:

① واجب کہ اعتکاف کی منت مانی یعنی زبان سے کہا۔محض دل میں ارادہ سے واجب نہ ہوگا۔

② سنت مؤکدہ کہ رمضان کے پورے عشرۂ اخیر میں کیا جائے۔

③ ان دو کے علاوہ اور جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب وسنت غیر مؤکدہ ہے۔

سوال:- اعتکاف رمضان کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:- بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت بہ نیت اعتکاف مسجد میں ہو اور پورا عشرۂ اخیرہ یعنی آخر کے دس دن مسجد میں گزارے اور تیسویں کے غروب کے بعد یا انتیس کو چاند ہونے کے بعد نکلے۔اگر بیسویں تاریخ کو بعد نمازِ مغرب نیت اعتکاف کی تو سنت ادا نہ ہوئی۔(عالم گیری)

سوال:- رمضان کے عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف کن پر ہے؟

جواب:- یہ اعتکاف سنتِ کفایہ ہے کہ اگر سب مسلمان ترک کر دیں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور شہر میں ایک نے کرلیا تو سب بری الذمہ۔ (درمختار)

سوال:- اعتکافِ مستحب کا کون سا وقت مقرر ہے؟

جواب:- اعتکافِ مستحب کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ جب مسجد میں اعتکاف کی نیت سے آدمی داخل ہوا بلکہ جب مسجد میں اعتکاف کی نیت کی تو جب تک مسجد میں رہے گا اعتکاف کا ثواب پائے گا جب چلا آیا اعتکاف ختم ہو گیا۔ (عالم گیری وغیرہ)

فائدہ:- یہ بغیر محنت ثواب مل رہا ہے کہ ادھر نیت اعتکاف کی اُدھر ثواب ملا۔ تو اسے کھونا نہ چاہیے۔ مسجد میں اگر یہ عبارت دروازہ پر لکھ دی جائے کہ اعتکاف کی نیت کرلو۔ اعتکاف کا ثواب پاؤ گے تو بہتر ہے کہ جو اس سے ناواقف ہیں انھیں معلوم ہو جائے اور جو جانتے ہیں تو ان کے لیے یاددہانی ہو جائے۔ (بہارِ شریعت)

سوال:- اعتکاف میں روزہ شرط ہے یا نہیں؟

جواب:- اعتکاف مستحب کے لیے روزہ شرط نہیں اور اعتکاف سنت یعنی رمضان شریف کی پچھلی دس تاریخوں میں جو کیا جاتا ہے اُس میں روزہ شرط ہے اور منت کے اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے۔ (عالم گیری وغیرہ)

سوال:- مریض یا مسافر نے بلا روزہ اعتکاف کیا تو سنت ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب:- اگر کسی مریض یا مسافر نے اعتکاف کیا مگر روزہ نہ رکھا تو سنت ادا نہ ہوئی بلکہ نفل ہوا۔ (ردالمحتار) نفل کا ثواب پائے گا۔

سوال:- بغیر روزہ اعتکاف کی منت مانی تو اب روزہ رکھنا واجب ہے یا نہیں؟

جواب:- منت کے اعتکاف میں روزہ شرط ہے یہاں تک کہ اگر ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور یہ کہہ دیا کہ روزہ نہ رکھے گا جب بھی روزہ رکھنا واجب ہے۔ (درمختار، عالم گیری)

سوال:- رات کے اعتکاف کی منت صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:- رات کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ رات میں روزہ نہیں

ہوسکتا۔ یوں ہی اگر آج کے اعتکاف کی منت مانی اور کھانا کھا چکا ہے تو منت صحیح نہیں۔ یوں ہی اگر ضحوۂ کبریٰ کے بعد آج کے اعتکاف کی منت مانی اور روزہ نہ تھا تو یہ منت صحیح نہیں کہ اب روزہ کی نیت نہیں کرسکتا۔ بلکہ اگر روزہ کی نیت کرسکتا ہے۔ مثلاً ضحوۂ کبریٰ سے قبل منت مانی جب بھی منت صحیح نہیں کہ یہ روزہ نفل ہوگا۔ اور اس اعتکاف میں روزۂ واجب درکار ہے، بلکہ اگر نفلی رکھا تھا اور اس دن کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ اعتکاف واجب کے لیے نفلی روزہ کافی نہیں، اور یہ روزہ واجب ہو نہیں سکتا۔ (عالم گیری، ردالمحتار)

سوال:- مہینہ بھر اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت رمضان میں ادا ہوسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:- ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت رمضان میں پوری نہیں کر سکتا بلکہ خاص اس اعتکاف کے لیے روزے رکھنے ہوں گے۔ (عالم گیری)

سوال:- اعتکاف کی حالت میں مسجد سے باہر نکلنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب:- اعتکاف واجب میں معتکف (اعتکاف کرنے والے) کو مسجد سے بلا عذر نکلنا حرام ہے اگر نکلا تو اعتکاف جاتا رہا۔ یوں ہی اعتکاف سنت بھی بغیر عذر نکلنے سے جاتا رہتا ہے۔ (عالم گیری)

سوال:- عورت اعتکاف میں مسجد بیت سے باہر نکل سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:- عورت نے مسجد بیت (یعنی اپنے گھر میں نماز کے لیے مخصوص جگہ) میں اعتکاف کیا، خواہ یہ اعتکاف واجب ہو یا مسنون تو بغیر عذر وہاں سے نہیں نکل سکتی، اگر وہاں سے نکلی اگرچہ گھر ہی میں رہی تو اعتکاف جاتا رہا۔ (عالم گیری، ردالمحتار)

سوال:- اعتکاف میں مسجد سے نکلنے کے لیے کیا عذر ہے؟

جواب:- معتکف کو مسجد نکلنے کے لیے دو عذر ہیں:

ایک حاجت طبعی (جس کا تقاضا انسانی طبیعت کرتی ہے) جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجا، وضو اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل، دوسری حاجت شرعی مثلاً عید یا جمعہ کے لیے جانا یا اذان کہنے کے لیے منارہ پر جانا جب کہ منارہ پر جانے کے لیے باہر ہی سے راستہ ہو اور اگر منارہ کا راستہ اندر سے ہو تو غیر مؤذن بھی منارہ پر جاسکتا ہے۔ مؤذن کی تخصیص نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال:- معتکف وضوو غسل مسجد میں کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- معتکف کو وضوو غسل کے لیے جو مسجد سے باہر جانے کی اجازت ہے اس میں یہ شرط ہے کہ مسجد میں پانی کی کوئی بوند نہ گرے کہ وضوو غسل کا پانی مسجد میں گرانا ناجائز ہے۔

اور اگر لگن وغیرہ موجود ہو کہ اس میں وضو اس طرح کرسکتا ہے کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ گرے تو وضو کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ یوں ہی اگر مسجد میں وضو یا غسل کے لیے جگہ بنی ہو یا حوض ہو تو باہر جانے کی اجازت نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال:- قضائے حاجت کے بعد، کسی اور ضرورت کے لیے مسجد سے باہر ٹھہر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- معتکف قضائے حاجت کے لیے مسجد سے باہر گیا تو حکم ہے کہ طہارت کر کے فوراً مسجد میں چلا آئے، ٹھہرنے کی اجازت نہیں اور اگر معتکف کا مکان مسجد سے دور ہے اور اس کے دوست کا مکان قریب تو یہ ضروری نہیں کہ دوست کے یہاں قضائے حاجت کو جائے بلکہ اپنے مکان پر بھی جا سکتا ہے۔ اور اگر خود اس کے دو مکان ہیں، ایک نزدیک اور دوسرا دور، تو نزدیک والے مکان میں جائے کہ بعض مشائخ فرماتے ہیں دور والے میں جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (ردالمحتار، عالم گیری)

سوال:- معتکف، نماز جمعہ پڑھنے کے لیے، مسجد اعتکاف سے کب نکلے؟

جواب:- جس مسجد میں اعتکاف کیا اگر وہاں جمعہ نہ ہوتا ہو اور قریب کی مسجد میں ہوتا ہے تو آفتاب ڈھلنے کے بعد اُس وقت جائے کہ وہاں پہنچ کر اذان ثانی سے پیش تر سنتیں پڑھ لے۔

اور اگر وہ مسجد دور ہو تو زوال آفتاب سے پہلے بھی جا سکتا ہے۔ مگر اس اندازہ سے جائے کہ اذانِ ثانی سے پہلے سنتیں پڑھ سکے۔ زیادہ پہلے نہ جائے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- نمازِ جمعہ کے بعد یہ معتکف کب تک اس مسجد میں رہ سکتا ہے؟

جواب:- فرض جمعہ کے بعد" اس معتکف کو یہ چاہیے کہ چار یا چھ رکعتیں سنتوں کو پڑھ کر واپس مسجد اعتکاف میں چلا آئے اور ظہر احتیاطی پڑھنی ہے (کہ کسی شرط کے فوت ہو جانے کے باعث ادائیگی فرض جمعہ میں شک ہے) تو اعتکاف والی مسجد میں آ کر

پڑھے۔(درمختار وغیرہ)

سوال:- ایسا معتکف اگر جامع مسجد ہی میں رہ گیا تو اعتکاف گیا یا رہا؟

جواب:- یہ معتکف کہ صرف نمازِ جمعہ ادا کرنے اس مسجد میں آیا تھا اگر پچھلی سنتوں کے بعد اپنی مسجد میں واپس نہ آیا وہیں جامع مسجد میں ٹھہرا رہا۔ اگرچہ ایک دن رات تک وہیں رہ گیا یا اپنا اعتکاف وہیں پورا کیا تو بھی وہ اعتکاف فاسد نہ ہوا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال:- معتکف نماز باجماعت کے لیے دوسری مسجد میں جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جہاں جماعت نہیں ہوتی تو نماز جماعت سے پڑھنے کے لیے اس مسجد سے نکلنے کی اجازت ہے۔ (ردالمحتار)

سوال:- حاجت شرعی یا حاجت طبعی کے علاوہ اور کسی حاجت سے مسجد سے نکل سکتا ہے؟

جواب:- حاجتِ شرعی وطبعی کے علاوہ ایک اور حاجت بھی ہے یعنی حاجت ضروریہ مثلاً جس مسجد میں اعتکاف کیا تھا وہ مسجد گرگئی، یا کسی نے مجبور کرکے وہاں سے نکال دیا۔ اسے قوی اندیشہ ہے کہ اگر اس مسجد میں رہا تو اسے جانی یا مالی ناقابل برداشت نقصان اٹھانا پڑے گا تو ضروری ہے کہ یہ دوسری مسجد میں جائے لہٰذا دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔ (عالم گیری، نورالایضاح)

سوال:- کسی ڈوبتے کو بچانے یا ایسی ہی کسی ضرورت سے مسجد سے نکلا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر ڈوبنے یا جلنے والے کو بچانے کے لیے مسجد سے باہر گیا، یا گواہی دینے کے لیے گیا، یا مریض کی عیادت یا نماز جنازہ کے لیے گیا اگرچہ کوئی دوسرا پڑھنے والا نہ ہو تو ان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہوگیا۔ (عالم گیری)

سوال:- اعتکاف میں بھولے سے روزہ میں کھا پی لیا تو اعتکاف رہا یا گیا؟

جواب:- معتکف نے دن میں بھول کر کھا پی لیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔ گالی گلوج یا جھگڑے کرنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا مگر بے نور اور بے برکت ہوجاتا ہے۔ (عالم گیری وغیرہ)

سوال:- اعتکاف کن چیزوں سے فاسد ہوجاتا ہے؟

جواب:- مسجد اعتکاف سے بلاضرورت نکلنا، عورت سے جماع کرنا۔ خواہ انزال ہو یا نہ ہو، قصداً ہو یا بھولے سے، مسجد میں ہو یا باہر، رات میں ہو یا دن میں۔ عورت کا بوسہ لینا یا چھونا یا گلے لگانا بشرط کہ انزال ہوجائے۔ اور عورت اعتکاف میں ہو تو حیض ونفاس کا جاری ہوجانا۔ یا جنون طویل اور بے ہوشی کہ روزہ نہ ہوسکے۔ ان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے اور عورت کا بوسہ لینا یا چھونا یا گلے لگانا معتکف کو یوں بھی حرام ہے اگر چہ انزال نہ ہو کہ یہ معنوی طور پر وطی ہیں۔ (عالم گیری وغیرہ) ہاں احتلام سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔

سوال:- معتکف کو مسجد میں کون کون سے امور جائز ہیں؟

جواب:- معتکف نکاح کر سکتا ہے، اور عورت کو رجعی طلاق دی ہے تو قولِ سے رجعت بھی کر سکتا ہے۔

یوں ہی معتکف مسجد ہی میں کھائے، پیے، سوئے مگر ان تمام امور کے لیے مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ (عالم گیری، درمختار وغیرہ) اور کھانے پینے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔ اور معتکف کے سوا اور کسی کو مسجد میں کھانے، پینے، سونے کی اجازت نہیں اور یہ کام کرنا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے اور نماز پڑھے یا ذکرِ الٰہی کرے پھر یہ کام کر سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

سوال:- کسی ضرورت سے معتکف کو خرید وفروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- معتکف کو اپنی یا بال بچوں کی ضرورت سے مسجد میں کوئی چیز خریدنا یا بیچنا جائز ہے بشرط کہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو یا تھوڑی ہو کہ جگہ نہ گھیرے اور اگر خرید وفروخت بقصدِ تجارت ہو تو ناجائز ہے اگر چہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- اعتکاف میں بالکل خاموش رہنا کیسا ہے؟

جواب:- معتکف اگر بہ نیت عبادت سکوت کرے یعنی چپ رہنے کو ثواب سمجھے تو مکروہ تحریمی ہے۔ اگر چپ رہنا ثواب کی بات سمجھ کر نہ ہو تو حرج نہیں۔ اور بری بات سے چپ رہا تو یہ مکروہ نہیں بلکہ یہ تو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے کیوں کہ بری بات منہ سے نہ نکالنا

واجب ہے۔

اور جس بات میں نہ ثواب ہو نہ گناہ یعنی مباح بات بھی معتکف کو مکروہ ہے مگر بوقت ضرورت اجازت ہے اور بے ضرورت مسجد میں مباح کلام نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- اعتکاف کے دوران کن کاموں میں مشغول رہنا چاہیے؟

جواب:- قرآن مجید کی تلاوت، حدیث شریف کی قراءت، درود شریف کی کثرت، علم دین کا درس و تدریس، نبیِ کریم ﷺ و دیگر انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سیر (سیرت کا بیان) واذکار اور اولیا و صالحین کی حکایات اور امور دین کی کتابت یا مسجد میں درس و تدریس و ذکر خیر کی مجلس ہو تو سماعت۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- اعتکاف چھوڑ دے تو اس کی قضا ہے یا نہیں؟

جواب:- اعتکاف نفل اگر چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں کہ وہیں تک ختم ہو گیا اور اعتکافِ مسنون کہ رمضان کی پچھلی دس تاریخوں تک کے لیے بیٹھا تھا، اُسے توڑا تو جس دن توڑا فقط اُس ایک دن کی قضا کرے۔ پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں۔ اور منت کا اعتکاف توڑا تو اگر کسی معین مہینے کی منت تھی تو باقی دنوں کی قضا کرلے ورنہ اگر علی الاتصال (مسلسل، لگاتار، بلا ناغہ) اعتکاف واجب ہوا تو سرے سے اعتکاف کرے، اور اگر علی الاتصال واجب نہ تھا تو باقی کا اعتکاف کرے۔ (ردالمحتار)

سوال:- اعتکاف بلا قصد ٹوٹ جائے تو اُس کی قضا ہے یا نہیں؟

جواب:- اعتکاف کی قضا صرف قصداً توڑنے سے نہیں بلکہ اگر عذر کی وجہ سے چھوڑا، مثلاً بیمار ہو گیا، یا بلا اختیار چھوٹا۔ مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آ گیا یا جنون و بے ہوشی طویل طاری ہوئی۔ ان میں بھی قضا واجب ہے۔ اور اگر ان میں بعض دن کا اعتکاف فوت ہو تو کل کی قضا کی حاجت نہیں۔ بلکہ اُسی بعض کی قضا کر دے، اور کل فوت ہوا تو کل کی قضا ہے۔

اور منت میں علی الاتصال واجب ہوا تھا تو علی الاتصال، یعنی مسلسل بلا ناغہ کل کی قضا ہے۔ (ردالمحتار)

سبق (۳۰)

شکرِ ربِّ دو جہاں جل جلالہ

شکرِ خالق، کس طرح سے ہو ادا
اک زباں اور نعمتیں بے انتہا!

پھر زباں بھی کس کی؟ مجھ ناچیز کی
وہ بھی کیسی؟ جس کو عصیاں کا مزہ

اے خدا! کیوں کر لکھوں تیری صفت
اے خدا ! کیوں کر کہوں تیری ثنا

گننے والے، گنتیاں محدود ہیں
تیرے الطاف و کرم بے انتہا

سب سے بڑھ کر، فضل تیرا اے کریم
ہے وجودِ اقدسِ خیر الوریٰ

ہر کرم کی وجہ یہ فضلِ عظیم
صدقہ ہیں سب نعمتیں اس فضل کا

فضل اور پھر وہ بھی ایسا شاندار
جس پہ سب افضال کا ہے خاتمہ

اولیا اس کے کرم سے خاصِ حق
انبیا اُس کی عطا سے انبیا

خود کرم بھی، خود کرم کی وجہ بھی
خود عطا ، خود باعثِ جود و عطا

اس کرم پر، اس عطا وجود پر
ایک میری جاں کیا، دوعالم فدا

(حضرت حسنؔ بریلوی)

سبق (۳۱)

حج کا بیان

سوال:- حج کسے کہتے ہیں؟

جواب:- حج کے لغوی معنی قصد اور ارادے کے ہیں، اور اصطلاحِ شریعت میں حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبۂ معظّمہ کے طواف کا، مکہ کے مختلف مقامات مقدسہ میں حاضر ہو کر کچھ آداب و اعمال بجالانا بھی حج میں شامل ہے، حج کے لیے ایک خاص وقت مقرر ہے کہ اس میں یہ افعال کیے جائیں تو حج ہے ورنہ نہیں۔ (عامۂ کتب)

سوال:- حج کب فرض ہوا اور عمر میں کتنی بار حج فرض ہے؟

جواب:- حج ۹ھ میں فرض ہوا اور اس کی فرضیت قطعی ہے جو اس کی فرضیت کا انکار کرے کافر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج، مگر عمر میں صرف ایک بار فرض ہے۔
(عالم گیری، درمختار وغیرہ)

سوال:- اسلام میں حج کی کیا اہمیت ہے؟

جواب:- حج کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ:

① حج اسلامی ارکان میں سے پانچواں رکن ہے۔
② حج ان گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو پیش تر ہوئے ہیں۔ (مسلم)
③ حج کمزوروں اور عورتوں کا جہاد ہے۔ (ابن ماجہ)
④ حج محتاجی کو ایسا دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔ (ترمذی)
⑤ حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (ترمذی)
⑥ حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور جس کے لیے حاجی استغفار کرے اس کی بھی۔ (طبرانی)
⑦ حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا۔ (بزار)
⑧ حاجی اللہ کے وفد ہیں، اللہ نے انھیں بلایا یہ حاضر ہوئے، انھوں نے سوال کیا اللہ

نے انھیں دیا۔(بزار)

(۹) حاجی کے لیے دنیا میں عافیت ہے اور آخرت میں مغفرت۔(طبرانی)

(۱۰) جو حج کے لیے نکلا اور مر گیا قیامت تک اس کے لیے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا، اس کی پیشی نہیں ہوگی اور بلا حساب جنت میں جائے گا۔(دارقطنی)

(۱۱) جس نے حج کیا یا عمرہ وہ اللہ کی ضمان میں ہے، اگر مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا، اور گھر کو واپس کر دے تو اجر و غنیمت کے ساتھ واپس کرے گا۔(طبرانی)

ان فضائل و برکات کے علاوہ:-

(۱۲) مختلف قوموں، مختلف نسلوں، مختلف زبانوں، مختلف رنگتوں اور مختلف ملکوں کے اشخاص میں رابطۂ دین کو مضبوط کرنے اور ساری کائنات کے مسلمانوں کو دین واحد کی وحدت میں شامل ہونے کے لیے حج اعلیٰ ترین ذریعہ بھی ہے۔ احکامِ اسلام کا منشا بھی یہی ہے کہ افرادِ مختلفہ کو ملت واحدہ بنا کر کلمۂ توحید پر جمع کر دیا جائے۔

(۱۳) حج میں سب کے لیے وہ سادہ بغیر سلا لباس جو ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کا تھا تجویز کیا گیا ہے تا کہ ایک ہی رسول، ایک ہی قرآن، ایک ہی کعبہ پر ایمان رکھنے والے ایک ہی صورت، ایک ہی لباس، ایک ہی ہیئت اور ایک ہی سطح پر نظر آئیں اور چشمِ ظاہر بین کو بھی اتحاد معنوی رکھنے والوں کے اندر کوئی اختلاف ظاہری محسوس نہ ہو سکے۔

(۱۴) حج سے مقصود شوکتِ اسلام کا اظہار بھی ہے اور مسلمانوں کو بحری، بری اور اب فضائی سفروں سے جو فوائد سمندروں، میدانوں اور فضاؤں سے حاصل ہو سکتے ہیں وہ بھی اس مقصود کے ضمن میں داخل ہیں۔

(۱۵) بادشاہ کا مقصود شاندار درباروں کے انعقاد سے، کانفرنس کا جو مقصود جلسوں کے اجتماع سے، اور ایوانِ تجارت کا جو مقصود عالم گیر نمائشوں کے قیام سے ہوتا ہے وہ سب حج کے اندر ملحوظ ہیں۔

(۱۶) آثار قدیمہ اور طبقات الارض کے ماہرین کو، تاریخ عالم کے محققین کو، جغرافیہ عالم کے ماہرین کو جن باتوں کی تلاش وطلب ہوتی ہے وہ سب امور حج سے پورے ہو جاتے ہیں۔

(۱۷) حج کے مقامات عموماً پیغمبرانہ شان اور ربانی نشان کی جلوہ گاہ ہیں، جہاں پہنچ کر اور جنھیں دیکھ کر ان مقدس روایات کی یادیں تازہ ہوجاتی ہیں اور خدائی رحمت و برکت کے وہ واقعات یاد آجاتے ہیں جو ان سے وابستہ ہیں۔ الغرض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم جس شریعت کا صحیفہ لے کر آئے اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ وہ دین و دنیا کی جامع ہے اور اس کا ایک ایک حرف مصلحتوں اور حکمتوں کے دفتروں سے معمور ہے اور اس کے احکام و عبادات کے دنیاوی و اخروی فوائد و اغراض خود بخود چشمِ حق بین کے سامنے آجاتے ہیں اور تا قیامت آتے رہیں گے۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ ”جس نے خدا کے لیے حج کیا اور اس میں ہوس نفسانی اور گناہ کی باتوں سے بچا تو وہ ایسا ہو کر لوٹتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا“۔

یعنی حاجی ایک نئی زندگی، ایک نئی حیات اور ایک نیا دور شروع کرتا ہے جس میں دین و دنیا دونوں کی بھلائیاں اور کامیابیاں شامل ہوتی ہیں، تو حج اسلام کا صرف مذہبی رکن ہی نہیں بلکہ وہ اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی یعنی قومی و ملی زندگی کے ہر رخ اور ہر پہلو پر حاوی اور مسلمانوں کی عالم گیر بین الاقوامی حیثیت کا سب سے بڑا بلند منارہ ہے۔

سوال:- حج کے اخلاقی فوائد کیا ہیں؟

جواب:- عام مسلمان جو دور دراز مسافتوں کو طے کر کے اور ہر قسم کی مصیبتوں کو جھیل کر دریا، پہاڑ، جنگل، آبادی اور صحرا کو عبور کر کے یہاں جمع ہوتے، ایک دوسرے سے ملتے، ایک دوسرے کے درد وغم سے واقف اور حالات سے آشنا ہوتے ہیں جس سے ان میں باہمی اتحاد اور تعاون کی روح پیدا ہوتی ہے اور سب مل کر باہم ایک قوم، ایک نسل اور ایک خاندان کے افراد نظر آتے ہیں۔

حج کے لیے یہ ضروری ہے کہ احرام باندھنے سے لے کر احرام اتارنے تک ہر حاجی نیکی و پاک بازی اور امن و سلامتی کی پوری تصویر ہو، وہ لڑائی جھگڑا اور دنگا فساد نہ کرے، کسی کو تکلیف نہ دے یہاں تک کہ بدن یا کپڑوں کی جوں یہاں تک کہ کسی چیونٹی تک کو نہ مارے شکار تک اس

کے لیے جائز نہیں کیوں کہ وہ اس وقت ہمہ تن صلح وآشتی اور مجسم امن وامان ہوتا ہے۔

قرآنِ کریم کا ارشاد ہے: "فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ."

"یعنی حالتِ احرام میں نہ عورتوں کے سامنے شہوانی تذکرہ ہو، نہ کوئی گناہ، نہ کسی سے جھگڑا۔"

کیسا صریح حکم ہے کہ زمانۂ حج میں، حالتِ احرام میں اشارۃً یا کنایۃً بھی شہوانی خیالات زبان پر نہ لائے جائیں پھر حالتِ احرام میں جب متعدد جائز مشغلے مثلاً شکار نا جائز ہوجاتے ہیں تو بڑی چھوٹی قسم کی معصیت و نافرمانی کی گنجائش ظاہر ہے کہاں نکل سکتی ہے۔ یوں ہی اس زمانہ میں مار پیٹ ہاتھا پائی الگ رہی زبانی حجت وتکرار جو اکثر ایسے موقعوں پر ہوجایا کرتی ہے سب احرام کی حالت میں ممنوع ہے حتیٰ کہ خادم کو ڈانٹنا تک جائز نہیں۔

اور عبادت میں طہارت و پاکیزگی کا اسلام کا قائم کیا ہوا یہ وہ معیار ہے جو آپ اپنا جواب ہے اور جس نے اپنوں ہی کو نہیں بے گانوں کو بھی متاثر کیا ہے۔

سبق (۳۲)

حج کے ارکان وشرائط اور واجبات وغیرہ کا بیان

سوال:- حج میں ارکان یعنی فرض کتنی چیزیں ہیں؟

جواب:- حج میں یہ دس چیزیں فرض ہیں:

① احرام کہ یہ شرط ہے۔ ② وقوفِ عرفہ۔ ③ طوافِ زیارت کا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے۔ (یہ ۲، ۳ دونوں چیزیں رکن مانی جاتی ہیں) ④ ان چاروں پھیروں میں طواف کی نیت۔ ⑤ ترتیب یعنی پہلے احرام ہو، پھر وقوف عرفہ، پھر طوافِ زیارت۔ ⑥ ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا یعنی وقوفِ عرفات کا نویں ذی الحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کے صبح صادق کے بعد سے پیش تر تک کسی وقت میں ہوجانا، اس کے بعد طواف کرنا اس کا وقت وقوف کے بعد سے آخر عمر تک ہے۔ ⑦ وقوف کا عرفات میں ہونا۔ ⑧ طواف کا مسجد حرام

میں ہونا۔ ⑨ طواف کا اپنے وقت میں ہونا۔ ⑩ وقوف سے پہلے جماع سے بچنا۔
ان دس میں سے ایک بھی رہ جائے تو حج نہ ہوگا۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- حج کے واجبات کتنے ہیں؟

جواب:- حج کے واجبات یہ ہیں:

① میقات سے احرام باندھنا۔
② صفا ومروہ کے درمیان دوڑنا، اس کو سعی کہتے ہیں۔
③ سعی کو صفا سے شروع کرنا۔
④ اگر عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا۔
⑤ دن میں وقوف عرفہ کرنے والے کو آفتاب کے بعد تک انتظار کرنا۔
⑥ سعی کا کم از کم طواف کے چار پھیروں کے بعد ہونا۔
⑦ وقوف میں رات کا کچھ جزو آجانا۔
⑧ عرفات سے واپسی پر امام کے ساتھ کوچ کرنا۔
⑨ مزدلفہ میں ٹھہرنا۔
⑩ مغرب وعشا کی نماز کا وقت عشا میں مزدلفہ میں آکر پڑھنا۔
⑪ دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرۃ العقبہ پر اور گیارہویں، بارہویں کو تینوں جمروں پر رمی کرنا۔
⑫ جمرۃ القعبہ کی رمی پہلے دن حلق سے پہلے ہونا۔
⑬ ہر روز کی رمی کا اسی دن ہونا۔
⑭ حلق (سرمنڈانا) تقصیر (بال کترانا)
⑮ حلق یا تقصیر کا ایامِ نحر میں۔
⑯ اور خاص زمینِ حرم میں ہونا۔
⑰ قران اور تمتع والے کو قربانی کرنا۔
⑱ اور اس قربانی کا حرم اور۔
⑲ ایام نحر میں ہونا، حلق سے پہلے اور رمی کے بعد۔

(۲۰) طوافِ افاضہ یعنی طوافِ زیارت کا اکثر حصہ ایامِ نحر میں ہونا۔
(۲۱) طواف کا حطیم کے باہر ہونا۔
(۲۲) داہنی طرف سے طواف کرنا۔
(۲۳) عذر نہ ہو تو پا پیادہ (پاؤں سے چل کر) طواف کرنا۔
(۲۴) طواف کرنے میں نجاست حکمیہ سے پاک ہونا یعنی جنب اور بے وضو نہ ہونا۔
(۲۵) طواف کرتے وقت سترِ عورت ہونا۔
(۲۶) طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔
(۲۷) رمی جمار، ذبح اور حلق اور طواف میں ترتیب ہونا۔
(۲۸) طوافِ صدر یعنی میقات سے باہر رہنے والوں کے لیے رخصت کا طواف کرنا۔
(۲۹) وقوفِ عرفہ کے بعد سر منڈانے تک جماع نہ ہونا۔
(۳۰) احرام کے ممنوعات مثلاً سلا ہوا کپڑا پہننے، یا منہ اور سر چھپانے سے بچنا۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

سوال:- حج کی سنتیں کیا کیا ہیں؟

جواب:- حج کی سنتیں یہ ہیں:

(۱) طوافِ قدوم۔
(۲) طواف کا حجرِ اسود سے شروع کرنا۔
(۳) طوافِ قدوم، یا طوافِ فرض میں رمل کرنا۔
(۴) صفا و مروہ کے درمیان جو دو میل اخضر ہیں ان کے درمیان دوڑنا۔
(۵) امام کا مکہ میں ساتویں کو
(۶) عرفات میں نویں کو اور
(۷) منیٰ میں گیارہویں کو خطبہ پڑھنا۔
(۸) آٹھویں کی فجر کے بعد مکہ سے روانہ ہونا کہ منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں۔
(۹) نویں رات منیٰ میں گزارنا۔

(۱۰) آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات روانہ ہونا۔
(۱۱) وقوفِ عرفہ کے لیے غسل کرنا۔
(۱۲) عرفات سے واپسی میں مزدلفہ میں رات کو رہنا۔
(۱۳) آفتاب نکلنے سے پہلے یہاں سے منیٰ کو چلے جانا۔
(۱۴) دس اور گیارہ کے بعد جو دونوں راتیں ہیں ان کو منیٰ میں گزارنا۔
(۱۵) ابطح یعنی وادی محصب میں اترنا یعنی منیٰ سے مکہ معظّمہ کو جاتے ہوئے اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے ہو یہاں رکنا، وغیر ذٰلک۔ (عامۂ کتب)

سوال:- حج واجب ہونے کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب:- حج واجب ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں جب تک وہ سب نہ پائی جائیں حج فرض نہ ہوگا۔

(۱) مسلمان ہونا۔
(۲) دارالحرب میں ہو تو اسے یہ معلوم ہونا کہ اسلام کے فرائض میں حج ہے۔
(۳) بالغ ہونا، نابالغ نے حج کیا تو وہ حج نفل ہوا، یہ حج حج فرض کے قائم مقام نہیں ہوسکتا۔
(۴) عاقل ہونا، مجنون پر حج فرض نہیں۔
(۵) آزاد ہونا، باندی غلام پر حج فرض نہیں۔
(۶) تندرست ہونا کہ اعضا سلامت ہوں انکھیارا ہو، اپاہج اور فالج والے اور بوڑھے پر کہ سواری پر خود نہ بیٹھ سکتا ہو حج فرض نہیں۔
(۷) سفر خرچ کا مالک اور سواری پر قادر ہونا یعنی اس کے پاس سواری نہ ہو تو اتنا مال ہونا کہ کرایہ پر لے سکے۔
(۸) حج کے مہینوں میں تمام شرائط کا پایا جانا۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- وجوبِ ادا کی شرائط کیا ہیں؟

جواب:- شرائط ادا یعنی وہ شرائط کہ جب پائی جائیں تو خود حج کو جانا ضروری ہے اور سب نہ پائی جائیں تو خود جانا ضروری نہیں بلکہ دوسرے سے حج کرا سکتا ہے یا وصیت

کر جائے۔ یہ ہیں:

① راستہ میں امن ہونا۔

② عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو (یعنی پا پیادہ مطابق معمول) تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم کا ہونا خواہ وہ عورت جوان ہو یا بڑھیا، اور محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لیے اس عورت کا نکاح حرام ہے۔ مثلاً بیٹا، بھائی، سسر، داماد وغیرہ۔

③ جانے کے زمانہ میں عورت عدت میں نہ ہو۔

④ قید میں نہ ہو مگر کسی حق کی وجہ سے قید میں ہو اور اِس کے ادا کرنے پر قادر ہو تو یہ عذر نہیں اور بادشاہ اگر حج کے جانے سے روکتا ہو تو یہ عذر ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال:- صحتِ ادا کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب:- صحت ادا کے لیے نو شرطیں ہیں کہ اگر وہ نہ پائی جائیں تو حج نہیں۔

① اسلام۔

② احرام۔

③ زمانۂ حج۔

④ مکان، طواف کی جگہ مسجد الحرام شریف ہے وقوف کے لیے عرفات و مزدلفہ، رمی کے لیے منیٰ، قربانی کے لیے حرم یعنی جس فعل کے لیے جو جگہ مقرر ہے وہ وہیں ہوگا۔

⑤ تمیز۔

⑥ عقل جس میں تمیز نہ ہو جیسے ناسمجھ بچہ، یا جس میں عقل نہ ہو جیسے مجنون، یہ خود وہ افعال نہیں کر سکتے جن میں نیت کی ضرورت ہے۔ مثلاً احرام یا طواف بلکہ ان کی طرف سے کوئی اور کرے اور جس فعل میں نیت شرط نہیں جیسے وقوف عرفہ، وہ یہ خود کر سکتے ہیں۔

⑦ فرائض حج کا بجالانا مگر جب کہ عذر ہو۔

⑧ احرام کے بعد اور وقوف سے پہلے جماع نہ ہونا اگر ہوگا، حج باطل ہو جائے گا۔

⑨ جس سال احرام باندھا اسی سال حج کرنا۔

سوال:- حج فرض ادا ہونے کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب:- حج فرض ادا ہونے کے لیے نو شرطیں ہیں۔

① اسلام۔

② مرتے وقت تک اسلام ہی پر رہنا۔

③ عاقل ہونا۔

④ بالغ ہونا

⑤ آزاد ہونا۔

⑥ اگر قادر ہو تو خود ادا کرنا۔

⑦ نفل کی نیت نہ ہونا۔

⑧ دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی نیت نہ ہونا۔

⑨ فاسد نہ کرنا۔ (ان امور کی تفصیل بڑی کتابوں میں مذکور ہے، علما سے دریافت کریں۔

سوال:- حج ادا کرنے کے کتنے طریقے ہیں؟

جواب:- حج تین طرح کا ہوتا ہے۔ **ایک** یہ کہ نداحج کرے عمرہ اس کے ساتھ نہ ملائے، اِسے اِفراد کہتے ہیں اور حاجی کو مفرد، **دوسرا** یہ کہ میقات سے احرام باندھتے وقت صرف عمرے کی نیت کرے اور افعال عمرہ سے فارغ ہو کر حلال ہو جائے پھر مکہ معظّمہ میں حج کے لیے دوبارہ احرام باندھے اِسے تمتع کہتے ہیں اور حاجی کو متمتع۔ **تیسرا** یہ کہ زمانۂ حج میں حج وعمرہ دونوں کی یہیں سے نیت کرے اور حج وعمرہ دونوں کو ایک احرام سے ادا کرے اور یہ سب سے افضل ہے اِسے قِران کہتے ہیں اور حاجی کو قارِن۔

سوال:- عمرہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:- احرام کی حالت میں خانۂ کعبہ کا طواف اور طواف کے بعد صفا و مروہ پر سعی ان دونوں کے مجموعہ کا نام عمرہ ہے اس کے لیے کوئی وقت معین نہیں بہ خلاف حج کہ اس کا وقت مقرر ہے کسی اور وقت میں نہیں ہوسکتا۔

سوال:- اَشْہُرِ حَج [illegible]؟

جواب:- شوال اور ذی قعدہ کے پورے پورے مہینے اور ذی الحجہ کے پہلے ۱۰/ دن اشہر حج کہلاتے ہیں۔

سبق (۳۳)

احرام اور اس کے احکام

سوال:- احرام باندھنے سے پہلے کے کیا احکام ہیں؟

جواب:- خوب مل کر نہائیں اور نہ نہا سکیں تو وضو کریں، چاہیں تو سر منڈا لیں کہ احرام میں بالوں کی حفاظت سے نجات ملے گی ورنہ کنگھی کر کے خوش بودار تیل ڈالیں، ناخن کتریں خط بنوائیں، موئے بغل وزیر ناف دور کریں، خوش بو لگائیں کہ سنت ہے، مرد سلے کپڑے اتار دیں، ایک نئی چادر ورنہ دُھلی اوڑھیں اور ایسا ہی ایک تہ بند باندھیں یہ کپڑے سفید بہتر ہیں۔

میقات آجائے تو دو رکعت بہ نیت احرام پڑھیں پہلی میں فاتحہ کے بعد قل یا ایھا الکٰفرون، اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھیں اور بعد سلام حج یا عمرہ کی نیت کریں اور لَبَّیْك باآواز بلند کہیں، یہ احرام ہے اس کے ہوتے ہی پابندیاں عائد ہوجاتی ہیں۔

سوال:- اِحرام میں جو باتیں حرام ہیں وہ کون کون سی ہیں؟

جواب:- احرام کی حالت میں جو کام حرام ہیں وہ یہ ہیں:

① عورت سے صحبت کرنا، یا بوسہ لینا، یا بشہوت ایسے ہی دوسرے کام کرنا۔

② عورتوں کے سامنے ہیجان انگیز باتیں کرنا۔

③ فحش گناہ ہمیشہ حرام تھے اب اور سخت حرام ہو گئے۔

④ کسی سے دنیاوی لڑائی جھگڑا اگر چہ اپنا خادم و ماتحت ہی ہو۔

⑤ جنگل کا شکار کرنا یا کسی شکاری کی کسی طرح اعانت کرنا۔

⑥ پرندوں کے انڈے توڑنا، پکانا، بھوننا، بیچنا، خریدنا، کھانا یا اسے آزار پہنچانا یا جنگلی

جانور کا دودھ دوہنا۔

⑦ ناخن کترنا یا سرے سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال جدا کرنا، اور داڑھی مونڈنا یا کترنا اور زیادہ حرام۔

⑧ منہ یا سر کسی کپڑے وغیرہ سے چھپانا یا بستر یا کپڑوں کی گٹھری وغیرہ سر پر رکھنا۔

⑨ عمامہ باندھنا، برقع دستانے یا موزے یا جرابیں وغیرہ جو پنڈلی اور قدم کے جوڑ کو چھپائے یا سلا ہوا کپڑا پہننا یوں ہی ٹوپی پہننا۔

⑩ خوش بو بالوں یا بدن یا کپڑوں میں لگانا۔

⑪ ملاگیری یا کسی خوش بو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ ابھی خوش بو دے رہے ہوں۔

⑫ خالص خوش بو، لونگ، الائچی، دارچینی، زعفران وغیرہ کھانا یا آنچل میں باندھنا۔

⑬ سر یا داڑھی کسی خوشبودار یا ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مر جائیں۔

⑭ وسمہ یا مہندی کا خضاب لگانا اور سیاہ خضاب ہمیشہ حرام ہے احرام میں اور زیادہ۔

⑮ گوند وغیرہ سے بال جمانا۔

⑯ زیتون یا تل کا تیل اگرچہ بے خوشبو ہو بدن یا بالوں میں لگانا۔

⑰ کسی کا سر مونڈنا اگرچہ اس کا احرام نہ ہو۔

⑱ جوں مارنا پھینکنا، کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا۔

⑲ کپڑے کو جوں مارنے کے لیے دھونا یا دھوپ میں ڈالنا۔

⑳ بالوں میں پارہ وغیرہ جوں کے مرنے کو لگانا، غرض جوں کے ہلاک پر کسی طرح کا باعث ہونا۔ (ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:- احرام میں کون کون سی باتیں مکروہ ہیں؟

جواب:- احرام میں یہ باتیں مکروہ ہیں:

① بدن کا میل چھڑانا یا بال یا بدن کھلی یا صابون وغیرہ بے خوش بو کی چیز سے دھونا۔

② کنگھی کرنا یا اس طرح کھجانا کہ بال ٹوٹے یا جوں گرے۔

③ انگرکھا یا چغہ یا کرتا پہننے کی طرح کندھوں پر ڈالنا۔

④ خوش بو کی دھونی دیا ہوا کپڑا کہ ابھی خوش بو دے رہا ہے پہننا یا اوڑھنا۔
⑤ قصداً خوش بو سونگھنا اگر چہ خوش بو دار پھل یا پتہ ہو جیسے لیموں، پودینہ وغیرہ۔
⑥ سر یا منہ پر پٹی باندھنا یا ناک وغیرہ منہ کا کوئی حصہ کپڑے سے چھپانا۔
⑦ غلاف کعبہ کے اندر اس طرح داخل ہونا کہ غلاف شریف سر یا منہ سے لگے۔
⑧ کوئی ایسا چیز کھانا پینا جس میں خوش بو پڑی ہو اور نہ وہ پکائی گئی ہو نہ زائل ہو گئی ہو۔
⑨ بے سلا کپڑا رفو کیا ہوا یا پیوند لگا ہوا پہننا۔
⑩ تکیہ پر منہ رکھ کر اوندھا لیٹنا اور تکیہ سر یا گال کے نیچے رکھا تو مکروہ نہیں۔
⑪ مہکتی خوش بو ہاتھ سے چھونا جب کہ ہاتھ میں لگ نہ جائے ورنہ حرام ہے۔
⑫ بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا اگر چہ بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر ہو۔
⑬ بلا عذر بدن پر پٹی باندھنا اور منہ اور سر کے سوا کسی اور جگہ زخم پر پٹی باندھنا جائز ہے۔
⑭ سنگھار کرنا، ہاں آئینہ دیکھنا مکروہ نہیں۔
⑮ چادر اوڑھ کر اس کے آنچلوں میں گرہ دے لینا جب کہ سر کھلا ہو، ورنہ حرام ہے۔
⑯ تہ بند کے دونوں کناروں میں گرہ دینا۔
⑰ تہ بند باندھ کر کمر بند یا رسی سے کسنا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:- احرام کی حالت میں کون کون سی باتیں جائز ہیں؟

جواب:- یہ باتیں احرام میں جائز ہیں:

① انگرکھا، کرتا، چغہ وغیرہ لپیٹ کر اوپر سے اس طرح ڈال لینا کہ سر اور منہ نہ چھپے۔
② ان چیزوں یا پاجامہ کا تہ بند باندھ لینا یا چادر کے آنچلوں کو تہ بند میں گھرسنا۔
③ ہمیانی یا پٹی یا ہتھیار باندھنا۔
④ بے میل چھڑائے پانی میں نہانا، غوطہ لگانا اگر چہ سر کے اوپر پانی سے سر چھپ جائے۔
⑤ کپڑے دھونا جب کہ جوں مارنے کی غرض سے نہ ہو۔
⑥ مسواک کرنا، انگوٹھی پہننا، بے خوش بو کا سرمہ لگانا۔
⑦ کسی چیز کے سایہ میں بیٹھنا یا چھتری لگانا۔

(۸) داڑھ اکھاڑنا، ٹوٹے ہوئے ناخن کو جدا کرنا، آنکھ میں جو بال نکلے اسے جدا کرنا، ختنہ کرنا۔

(۹) بغیر بال مونڈے پچھنے کرانا، فصد لینا، دنبل یا پھنسی توڑ دینا۔

(۱۰) سر یا بدن اس طرح آہستہ کھجانا کہ بال نہ ٹوٹے، جوں نہ گرے۔

(۱۱) احرام سے پہلے جو خوش بو لگائی تھی اس کا لگا رہنا۔

(۱۲) پالتو جانور کا ذبح کرنا، پکانا، کھانا اس کا دودھ دوہنا یا انڈے وغیرہ توڑنا، بھوننا کھانا۔

(۱۳) کھانے کے لیے مچھلی کا شکار کرنا یا دوا کے لیے کسی دریائی جانور کا مارنا اور دوا یا غذا کے لیے نہ ہو، نری تفریح کے لیے جس طرح لوگوں میں رائج ہے تو شکار دریا کا ہو یا جنگل کا خود ہی حرام ہے اور احرام میں سخت تر حرام۔

(۱۴) سر یا ناک پر اپنا یا دوسرے کا ہاتھ رکھنا۔

(۱۵) گدی یا کان کپڑے سے چھپانا یا تھوڑی کے نیچے داڑھی پر کپڑا آنا۔

(۱۶) سر پر سینی یا بوری اٹھانا۔

(۱۷) جس کھانے کے پکنے میں مشک وغیرہ پڑے ہوں اگرچہ خوش بو دیں، یا بے پکائے جس میں خوش بو ڈالی اور بو نہیں دیتی اس کا کھانا پینا۔

(۱۸) کڑوا تیل یا ناریل یا کدو یا کا ہو کا تیل کہ بسایا نہ گیا ہو، بدن یا بالوں میں لگانا۔

(۱۹) خوش بو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ ان کی خوش بو جاتی رہی ہو مگر کسم کیسر کا رنگ مرد کو ویسے ہی حرام ہے۔

(۲۰) دین کے لیے لڑنا جھگڑنا بلکہ حسب حاجت فرض و واجب ہے۔

(۲۱) جوتا پہننا جو پاؤں کے جوڑ کو نہ چھپائے یعنی تسمہ کی جگہ نہ چھپے۔

(۲۲) بے سلے کپڑے میں تعویذ لپیٹ کر گلے میں ڈالنا۔

(۲۳) ایسی خوش بو کا چھونا جس میں فی الحال مہک نہیں جیسے اگر لوبان، صندل، یا اس کا آنچل میں باندھنا۔

(۲۴) نکاح کرنا۔

(۲۵) بیرونِ حرم کی گھاس اکھاڑنا یا درخت کاٹنا۔

(۲۶) چیل، کوا، گرگٹ، چھپکلی، کھٹمل، سانپ، بچھو، مچھر، پسو، مکھی وغیرہ خبیث و موذی جانوروں کا مارنا۔

(۲۷) جس جانور کو غیر محرم نے شکار کیا اور کسی محرم نے کسی طرح اس میں مدد نہ کی اس کا کھانا بشرط کہ وہ جانور نہ حرم کا ہو نہ حرم میں ذبح کیا گیا ہو۔ (ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:- ان احکام میں مرد و عورت برابر ہیں یا کہیں کوئی فرق ہے؟

جواب:- ان مسائل میں مرد عورت برابر ہیں مگر عورت کو چند باتیں جائز ہیں:

(۱) سر چھپانا بلکہ نامحرم اور نماز میں فرض تو سر پر بقچہ وغیرہ اٹھانا بدرجۂ اولیٰ جائز۔

(۲) گوند وغیرہ سے بال جمانا۔

(۳) سر وغیرہ پر پٹی خواہ بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا اگرچہ سی کر۔

(۴) غلافِ کعبہ کے اندر یوں داخل ہونا کہ سر پر رہے، منہ پر نہ آئے۔

(۵) دستانے، موزے اور سلے ہوئے کپڑے پہننا۔

(۶) عورت اتنی آواز سے لبیک نہ کہے کہ نامحرم سنے، ہاں اتنی آواز ہر پڑھنے میں ہمیشہ سب کو ضروری ہے کہ اپنے کان تک آواز آسکے۔

تنبیہ:- احرام میں منہ چھپانا عورت کو بھی حرام ہے، نامحرم کے آگے کوئی پنکھا وغیرہ منہ سے بچا ہوا سامنے رکھے۔

سوال:- احرام کی ناجائز باتیں بلا قصد ہو جائیں تو کیا حکم ہے؟

جواب:- جو باتیں احرام میں ناجائز و حرام ہیں وہ اگر کسی عذر سے یا بھول کر ہوں تو گناہ نہیں مگر ان پر جو جرمانہ مقرر ہے ہر طرح دینا آئے گا اگرچہ بے قصد ہوں یا سہواً یا جبراً یا سوتے میں، علم و واقفیت کے ساتھ ہوں یا لاعلمی میں، ہوش میں ہو، یا بے ہوشی میں۔

(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سبق (۳۴)

مقامات واصطلاحاتِ حج

① **احرام:-** وہ بغیر سلا لباس جس کے بغیر آدمی میقات سے نہیں گزر سکتا یعنی ایک چادر نئی یا دھلی اوڑھنے کے لیے اور ایسا ہی ایک تہ بند کمر پر لپیٹنے کے لیے، یہ کپڑے سفید اور نئے بہتر ہیں، یہ گویا رب العالمین جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضری کی ایک وردی ہے، صاف ستھری، سادہ، تکلف اور زیبائش سے خالی۔

② **میقات:-** وہ جگہ کہ مکہ معظّمہ کو جانے والے کو احرام کے بغیر وہاں سے آگے بڑھنا جائز نہیں اگر چہ تجارت وغیرہ کسی اور غرض سے جاتا ہو۔

③ **تلبیہ:-** یعنی لبیک کہنا، لبیک یہ ہے:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ط لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ط لَا شَرِيْكَ لَكَ ط

احرام کے لیے ایک مرتبہ زبان سے ''لَبَّيْك'' کہنا ضروری ہے اور نیت شرط۔

④ **حرم کعبہ:-** مکہ معظّمہ کے گرداگرد کئی کوس کا جنگل ہے ہر طرف حدیں بنی ہوئی ہیں ان حدود کے اندر وہاں کے وحشی جانوروں حتیٰ کہ جنگلی کبوتروں کو تکلیف وایذا دینا بلکہ تر گھاس اکھیڑنا تک حرام ہے، تمام مکہ مکرمہ، منیٰ، مزدلفہ یہ سب حدود حرم میں ہیں البتہ عرفات داخل حرم نہیں۔

⑤ **حِل:-** حدودِ حرم کے بعد جو زمین میقات تک ہے اسے حل کہتے ہیں۔

⑥ **طواف:-** مسجد الحرام میں خانۂ کعبہ کے اردگرد بطریق خاص چکر لگانے کا نام طواف ہے۔

⑦ **مطاف-** مسجد الحرام ایک گول وسیع احاطہ ہے جس کے کنارے کنارے بکثرت دالان اور آنے جانے کے راستے ہیں بیچ میں خانۂ کعبہ کے اردگرد ایک دائرہ ہے یہی مطاف

ہے یعنی طواف کرنے کی جگہ۔

⑧ **رکن:**- خانۂ کعبہ کا گوشہ جہاں اس کی دو دیواریں ملتی ہیں جسے زاویہ کہتے ہیں، کعبۂ معظّمہ کے چار رکن ہیں۔

۱- **رکن اسود:** جنوب و مشرق کے گوشہ میں، اسی میں زمین سے اونچا سنگ اسود نصب ہے۔

۲- **رکن عراقی:** شمال و مشرق کے گوشہ میں، دروازۂ کعبہ انھیں دو رکنوں کے بیچ کی شرقی دیوار میں زمین سے بہت بلند ہے۔

۳- **رکن شامی:** شمال و مغرب کے گوشہ میں، سنگ اسود کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں تو بیت المقدس سامنے پڑے گا۔

۴- **رکن یمانی:** مغرب اور جنوب کے گوشہ میں۔

⑨ **ملتزم:**- مشرقی دیوار کا وہ ٹکڑا جو رکن اسود سے دروازۂ کعبہ تک ہے۔ طواف کے بعد مقامِ ابراہیم پر نماز و دعا سے فارغ ہو کر حاجی یہاں آتے اور اس سے لپٹتے اور اپنا سینہ و پیٹ اور رخسار اس پر رکھتے اور ہاتھ اونچے کر کے دیوار پر پھیلاتے ہیں۔

⑩ **میزابِ رحمت:**- سونے کا پرنالہ رکن عراقی، و شامی کے بیچ کی شمالی دیوار پر چھت پر نصب ہے۔

⑪ **حطیم:**- اسی شمالی دیوار کی طرف زمین کا ایک حصہ جس کے گرداگرد ایک قوسی (کمان کے انداز کی) چھوٹی سی دیوار دی گئی ہے اور دونوں طرف آمد و رفت کا دروازہ ہے۔

⑫ **مستجار:**- رکن یمانی و شامی کے بیچ میں غربی دیوار کا وہ ٹکڑا جو ملتزم کے مقابل ہے۔

⑬ **مستجاب:**- رکن یمانی اور رکن اسود کے بیچ میں جنوبی دیوار، یہاں ستر ہزار فرشتے دعا پر آمین کہنے کے لیے مقرر ہیں اس لیے اس کا نام مستجاب رکھا گیا ہے۔

⑭ **اضطباع**- شروع طواف سے پہلے چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر دونوں کنارے بائیں مونڈھے پر اس طرح ڈال دینا کہ داہنا مونڈھا کھلا رہے۔

⑮ **رمل:**- طواف کے پہلے تین پھیروں میں جلد جلد چھوٹے قدم رکھنا اور شانہ ہلانا

جیسے کہ قوی و بہادر لوگ چلتے ہیں نہ کودنا نہ دوڑنا۔

(۱۶) **استلام:-** دونوں ہتھیلیاں اور ان کے بیچ میں منہ رکھ کر حجر اسود کو بوسہ دینا، یا ہاتھ یا لکڑی سے چھو کر چوم لینے کا اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دینا۔

(۱۷) **حجر اسود:-** یہ کالے رنگ کا ایک پتھر ہے، حدیث میں ہے کہ حجر اسود جب جنت سے نازل ہوا دودھ سے زیادہ سفید تھا بنی آدم کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا (ترمذی) خانۂ کعبہ کے طواف کے شروع اور ختم کرنے کے لیے وہ ایک نشان کا کام دیتا ہے۔

(۱۸) **مقامِ ابراہیم:-** دروازۂ کعبہ کے سامنے ایک قبہ میں وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ بنایا تھا ان کے قدمِ پاک کا اس پر نشان ہو گیا جو اب تک موجود ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آیاتِ بینات میں شمار فرمایا۔

(۱۹) **قبۂ زمزم شریف:-** یہ قبہ مقامِ ابراہیم سے جنوب کو مسجد شریف ہی میں واقع ہے اور اس قبہ کے اندر زم زم کا چشمہ ہے۔

(۲۰) **باب الصفا:-** مسجد شریف کے جنوبی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جس سے نکل کر سامنے کوہِ صفا ہے۔

(۲۱) **صفا:-** کعبۂ معظّمہ سے جنوب کو ہے یہاں زمانۂ قدیم میں ایک پہاڑی تھی کہ زمین میں چھپ گئی ہے، اب وہاں قبلہ رخ ایک دالان سا بنا ہے اور چڑھنے کی سیڑھیاں۔

(۲۲) **مروہ:-** دوسری پہاڑی صفا سے جانب شرق تھی یہاں بھی اب قبلہ رخ دالان سا بنا ہے اور سیڑھیاں، صفا سے مروہ تک جو فاصلہ ہے اب یہاں بازار ہے، صفا سے چلتے ہوئے داہنے ہاتھ کو دکانیں اور بائیں ہاتھ کو احاطۂ مسجد حرام ہے۔

(۲۳) **میلین اخضرین:-** اس فاصلہ کے وسط میں جو صفا سے مروہ تک ہے دیوارِ حرم شریف میں دو سبز میل نصب ہیں جیسے میل کے شروع میں پتھر لگا ہوتا ہے اب تو وہاں سبز رنگ کے ٹیوب بجلی کے ہمیشہ شب و روز روشن رہتے ہیں۔

(۲۴) **مسعیٰ:-** وہ فاصلہ کہ ان دونوں نشانوں کے درمیان ہے اس فاصلہ کو دوڑ کر طے کیا جاتا ہے مگر نہ حد سے زائد دوڑے نہ کسی کو ایذا دے۔

(۲۵) **سعی:-** صفا سے مروہ اور پھر مروہ سے صفا کی طرف جانا آنا اور میلین اخضرین کے درمیان دوڑنا سعی ہے۔

(۲۶) **حلق:-** سارا سر منڈانا اور یہ افضل ہے۔

(۲۷) **تقصیر:-** بال کتروانا کہ اس کی اجازت ہے۔

(۲۸) **وقوف عرفہ:-** نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنا اور اللہ کے حضور زاری اور خالص نیت سے ذکر ولبیک ودعا ودرود واستغفار اور کلمۂ توحید میں مشغول رہنا اور نمازِ ظہر وعصر ادا کرنا اور نماز سے فراغت کے بعد بالخصوص غروبِ آفتاب تک دعا میں اپنا وقت گزارنا۔

(۲۹) **موقف:-** عرفات میں وہ جگہ کہ نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک وہاں کھڑے ہوکر ذکر ودعا کا حکم ہے۔

(۳۰) **بطن عرنہ:-** عرفات میں حرم کے نالوں میں سے ایک نالہ ہے مسجد نمرہ کے مغرب کی طرف یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف، یہاں وقوف جائز نہیں یہاں قیام یا وقوف کیا تو حج ادا نہ ہوگا۔

(۳۱) **مسجد نمرہ:-** میدانِ عرفات کے بالکل کنارہ پر ایک عظیم مسجد ہے، اس کی مغربی دیوار اگر گرے تو بطن میں گرے گی۔

(۳۲) **جبل رحمت:-** عرفات کا ایک پہاڑ ہے زمین سے تقریباً ۳۰۰ فٹ اونچا اور سطح سمندر سے ۳۰۰۰/ فٹ اونچا ہے اسے موقفِ اعظم بھی کہتے ہیں اسی کے قریب حضور ﷺ کا موقف ہے جہاں سیاہ پتھروں کا فرش ہے۔

(۳۳) **مزدلفہ:-** عرفات اور منیٰ کے درمیان ایک کشادہ میدان ہے عرفات سے تقریباً تین میل دور، یہاں سے منیٰ کا فاصلہ بھی تقریباً اتنا ہی ہے کہتے ہیں کہ عرفات میں قبولِ توبہ کے بعد حضرتِ آدم اور امّاں حوّا علیہما السلام مزدلفہ ہی میں ملے تھے۔

(۳۴) **مازنین:-** عرفات اور مزدلفہ کے پہاڑوں کے درمیان ایک تنگ راستہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ عرفات سے مزدلفہ اسی راستے تشریف لائے تھے۔

(۳۵) **مشعرِ حرام:-** اس خاص مقام کا نام ہے جو مزدلفہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان ہے اور خود سارے مزدلفہ کو بھی مشعرِ حرام کہتے ہیں۔ مزدلفہ میں حضور ﷺ کے وقوف کی جگہ گنبد بنا

دیا گیا تھا آج کل یہاں ایک مسجد بھی ہے جسے مسجد مشعر الحرام کہا جاتا ہے، مشعر حرام کو ’’قزح‘‘ بھی کہتے ہیں۔

(۳۶) **وادیِ مُحسّر:-** یہ وہی مقام ہے جہاں اصحابِ فیل کے ہاتھی تھک کر رہ گئے اور مکۂ معظّمہ کی طرف آگے نہ بڑھ سکے اور سب ہلاک ہو گئے۔

(۳۷) **منیٰ:-** منیٰ ایک وسیع اور کشادہ میدان جو پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے مزدلفہ سے یہاں آکر رمی جمار، قربانی وغیرہ افعال ادا کیے جاتے ہیں۔

(۳۸) **مسجد خیف:-** منیٰ کی مشہور اور بڑی مسجد کا نام ہے خیف وادی کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ اس مسجد میں ستر نبی آرام فرما رہے ہیں، مسجد خیف پر ہشت پہلو قبہ ہے اس قبہ کی جگہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ بہت سے پیغمبروں نے نمازیں یہاں ادا فرمائی ہیں۔ حضور ﷺ کا خیمہ بھی یہاں نصب کیا گیا تھا۔

(۳۹) **رمی:-** منیٰ میں واقع تین جمروں پر کنکریاں مارنے کو کہتے ہیں۔

(۴۰) **جِمار:-** منیٰ کے میدان میں پتھر کے تین ستون کھڑے ہیں ان ہی کا نام جمار ہے، ان میں سے پہلے کا نام جمرۂ اولیٰ، دوسرے کا نام جمرۂ وسطیٰ اور تیسرے کا نام جمرۂ عقبیٰ ہے یہ مکہ معظّمہ سے منیٰ آتے ہوئے پہلا منارہ ہے۔ (عامۂ کتب وفتاویٰ وشروح ومتون)

سوال:- مکہ اور مکہ کے قرب وجوار میں قابلِ زیارت مقامات کون کون سے ہیں؟

جواب:- یہ مقامات اگرچہ اب اپنی اصل شکل وصورت میں باقی نہیں تاہم ان کی زیارت اور وہاں پہنچ کر اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے لیے دعاے خیر میں مفت کی برکات حاصل ہوتی ہیں تو ان سے محرومی کا داغ لیے آدمی کیوں پلٹے۔ بہر حال وہ مقامات یہ ہیں:

(۱) **جنت المعلیٰ:-** یہ مکہ مکرمہ کا مشہور قبرستان ہے منیٰ کے راستہ میں مسجد الحرام سے تقریباً ایک میل دور ہے یہ قبرستان مدینہ منورہ کے قبرستان جنۃ البقیع کے علاوہ دنیا کے تمام قبرستانوں سے افضل ہے، بعض صحابہ وتابعین اور بہت سے اولیاے کاملین وصالحین یہاں زیرِ زمین آرام فرما رہے ہیں، اب اس قبرستان کے بیچ میں سڑک ہے مکہ معظّمہ کی طرف والا حصہ نیا ہے اور منیٰ کے جانب والا پرانا، حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار شریف

پرانے حصے میں واقع ہے۔

(۲) **مکانِ خدیجۃ الکبریٰ:-** یہ وہ جگہ ہے جہاں ہجرت کے زمانہ تک حضور ﷺ کا قیام رہا یہیں حضرت فاطمۃ الزہرا کی پیدائش ہوئی، رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(۳) **مولد شریف:-** یہ وہ مقدس گھر ہے جہاں حضور ﷺ کی ولادت شریفہ ہوئی اب اس مقام پر ایک لائبریری قائم کر دی گئی ہے یہ شعب علی میں ہے۔

(۴) **مکانِ صدیق اکبر:-** حضور ﷺ اس میں بہت مرتبہ تشریف لے گئے ہجرت کے لیے اِسی مکان سے غارِ ثور تک روانگی عمل میں آئی اب یہاں آپ کے نام پر "مسجد ابوبکر" ہے۔

(۵) **دارِ ارقم:-** یہ جگہ حضور ﷺ کا تبلیغی مرکز رہی ہے، حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہیں اسلام لائے تھے یہ جگہ صفا کی سمت میں بنے ہوئے مسجد حرام کے دروازوں میں سے پہلے دروازے کے سامنے ہے اس دروازے کی محراب پر "دارِ ارقم" لکھا ہوا ہے۔

(۶) **غارِ ثور:-** یہ غار مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل دور جبل ثور میں ہے، میل ڈیڑھ میل کی چڑھائی کے بعد یہ غار آتا ہے، سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں، حضور ﷺ مکہ معظّمہ سے ہجرت فرما کر اِسی غار میں تین دن رات ٹھہرے تھے۔

(۷) **غارِ حرا:-** یہ غار جبل نور میں واقع ہے چڑھائی زیادہ نہیں تقریباً ۱۵/فٹ لمبا اور ۱۰/فٹ چوڑا ہے حضور ﷺ پر پہلی وحی اِسی غار میں نازل ہوئی غار کے قریب ترکوں کے زمانہ کا بنا ہوا ایک چھوٹا سا تالاب ہے یہ غار قبلہ رخ ہے۔

(۸) **غارِ مرسلات:-** یہ غار مسجد خیف کے قریب عرفات جاتے ہوئے دائیں ہاتھ پر ہے یہیں سورۂ مرسلات نازل ہوئی اِسی غار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں حضور جانِ عالم ﷺ کے سر اقدس کا نشان ہے۔

ان مقامات کے علاوہ مکہ اور اس کے اردگرد حسب ذیل مقامات قابل زیارت ہیں۔

مسجد حمزہ، مسجد جن، مسجد شجرہ، مسجد خالد، مسجد سوق اللیل، مسجد اجابت، مسجد جبل ابوقبیس، مسجد عائشہ، مسجد کوثر، مسجد بلال، مسجد عقبہ، مسجد جعرانہ، مسجد النحر، مسجد الکبش یا منحر ابراہیم، مسجد شق القمر وغیرہا۔

سوال:- مدینہ طیبہ میں مقاماتِ زیارت کون کون سے ہیں؟

جواب:- روضۂ انور حضور پرنور ﷺ اور خود مسجد النبی کا چپہ چپہ بالخصوص مسجد قدیم کا گوشہ گوشہ جہاں قدم قدم پر قدم رکتے ہیں کہ" جاایں جاست"۔

حضور پرنور ﷺ کا منبر اطہر، پھر جنت کی کیاری کہ منبر و حجرۂ منورہ کے درمیان ہے پھر مسجد شریف کے ستون کہ محل برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص خصوصیت۔

جنت البقیع:- مدینہ منورہ کا عظیم قبرستان جس میں تقریباً دس ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدفون ہیں اور تابعین و تبع تابعین اور اولیا و علما و صلحا وغیرہم کی گنتی نہیں، یہیں اکثر ازواج مطہرات اور ائمہ اطہار میں سے سیدنا امام حسن مجتبیٰ و امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزاراتِ طیبہ ہیں۔ افسوس کہ اب ان مزارات کے نشانات بھی مٹا دیے گئے ہیں۔

مسجد قبا:- کہ اس میں دو رکعت نماز عمرہ کی مانند ہے، احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ ہر ہفتہ قبا تشریف لے جاتے کبھی سوار کبھی پیدل۔

مسجد القبلتین:- تحویل کعبہ کا حکم بحالت نماز اسی مسجد میں نازل ہوا حضور اقدس ﷺ نماز ظہر صحابہ کرام کے ساتھ اِسی مسجد میں ادا فرما رہے تھے دو رکعت نماز بیت المقدس کی جانب منہ کر کے ادا فرما بھی چکے تھے کہ حکم الٰہی تحویل قبلہ کا نازل ہوا، تعمیل حکم الٰہی میں آپ دورانِ نماز ہی بیت المقدس سے خانۂ کعبہ کی طرف پھر گئے اور باقی دو رکعتیں ادا فرما کر نماز پوری کی اِسی لیے یہاں دو محرابیں موجود ہیں ایک بیت المقدس کی جانب اور دوسری خانۂ کعبہ کی سمت۔

ان کے علاوہ اور بھی مساجد کریمہ ہیں جن سے اسلامی تاریخ وابستہ ہے مثلاً مسجد کبیر، مسجد جمعہ، مسجد شمس، مسجد بنی قریظہ، مسجد ابراہیم، مسجد ظفر، مسجد الاجابت، مسجد فتح، مسجد بنی حرام، مسجد ذِباب وغیرہ۔

شہدائے احد:- کہ حضور ﷺ ہر سال کے شروع میں قبورِ شہدا پر آتے، یہیں سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار شریف ہے۔

مدینۂ طیبہ کے کنویں:- جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منسوب ہیں یعنی کسی سے وضو فرمایا کسی کا پانی پیا اور کسی میں لعاب دہن ڈالا، مثلاً بیر اریس، بیر عرس، بیر بضاعہ، بیر حا، بیر رومہ، بیر اہاب، بیر انس بن مالک، بیر بصہ، بیر عہن۔ ان میں کچھ باقی ہیں کچھ بے نشان ہو گئے۔

سبق (۳۵)

حج و عمرہ ادا کرنے کا طریقہ

سوال:- حج و عمرہ ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:- حج و عمرہ کی ادائیگی کا طریقہ اور اس کے آداب یہ ہیں:

(۱) چلتے وقت اپنے دوستوں، عزیزوں سے ملے اور اپنے قصور معاف کرائے اور وقت رخصت سب سے دعا لے اور ان سب کے دین و جان، اولاد و مال اور تندرستی و عافیت خدا کو سونپے کہ یہ بھی برکتیں پائے گا اور وہ بھی خدا کی حفاظت میں رہیں گے۔

(۲) میقات آجائے تو دو رکعت بہ نیت احرام پڑھے اور حج یا عمرہ جو بھی ادا کرنا ہے، بعد سلام نیت میں اس کا نام زبان سے لے اور لبیک کہے، قران میں کہے: "لَبَّيْكَ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ" اور تمتع میں "لَبَّيْكَ بِالْعُمْرَةِ" اور افراد میں "لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ" کہے۔

(۳) احرام کی حالت میں جو امور ممنوع و مکروہ ہیں ان سے کلی اجتناب کرے ورنہ ان پر جو جرمانہ ہے ہر طرح دینا آئے گا اگرچہ قصداً ہوں سہواً یا جبراً یا سوتے میں۔

(۴) جب مدعیٰ میں پہنچے جہاں سے کعبہ معظّمہ نظر آئے صدق دل سے دعا کرے اور ذکرِ خدا و رسول کرتا باب السلام تک پہنچے اور اس آستانۂ پاک کو بوسہ دے کر داخل ہو، اور سب کاموں سے پہلے متوجہ طواف ہو بشرطیکہ نماز فرض خواہ وتر یا سنت مؤکدہ کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو یا جماعت قائم نہ ہو۔

(۵) شروع جماعت سے پہلے مرد اضطباع کر لے اور کعبہ کی طرف منہ کر کے حجر اسود کی داہنی جانب رکن یمانی کی طرف سنگ اسود کے قریب یوں کھڑا ہو کہ تمام پتھر اپنے سیدھے

ہاتھ کورہے۔

(۶) پھر طواف کی نیت کر کے کعبہ کو منہ کیے ہوئے اپنی داہنی جانب ذرا بڑھ کر سنگ اسود کے مقابل ہو کر کانوں تک ہاتھ اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیاں حجر کی طرف رہیں اور کہے "بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرْ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ"۔

(۷) میسر ہو سکے تو حجر اسود کو بوسہ دے اور ہجوم کے سبب نہ ہو سکے تو ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر کے اسے بوسہ دے اور "اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِكَ وَاِتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِيِّكَ صلی اللہ علیہ وسلم" کہتے ہوئے کعبہ تک بڑھے۔

(۸) جب حجر اسود سے گزر جائے تو خانۂ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ پر لے کر مرد رمل کرتا ہوا بڑھے۔

(۹) جب ملتزم، پھر رکن عراقی، پھر میزابِ رحمت، پھر رکنِ شامی کے سامنے آئے تو خاص خاص دعائیں جو ان موقعوں کے لیے آئی ہیں وہ پڑھے اور افضل یہ ہے کہ یہاں اور تمام موقعوں پر اپنے لیے دعا کے بدلے اپنے حبیب ﷺ پر درود بھیجے۔

(۱۰) جب رکن یمانی کے پاس آئے تو اسے تبرکا چھوئے اور چاہے تو بوسہ بھی دے یہاں ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھ چومنا نہیں۔

(۱۱) رکن یمانی سے بڑھ کر مستجاب پر آئے تو دعا کرے یا پھر درود شریف پڑھے کہ عظیم برکتیں حاصل ہوں گی۔

(۱۲) دعا و درود چلا چلا کر نہ پڑھے بلکہ آہستہ اس قدر کہ اپنے کان تک آواز آئے۔

(۱۳) اب کہ دوبارہ آدمی حجر تک آیا یہ ایک پھیرا ہوا، یوں ہی سات پھیرے کرے مگر رمل صرف پہلے تین پھیروں میں ہے اور باقی چار میں معمولی چال سے چلے۔

(۱۴) جب ساتوں پھیرے ہو جائیں تو پھر حجر اسود کو بوسہ دے اور استلام کرے۔

(۱۵) بعد طواف مقامِ ابراہیم پر دو رکعت کہ واجب ہیں پڑھے اور وقت کراہت ہو تو یہ وقت نکل جانے پر پڑھے اور دعا مانگے۔

(۱۶) پھر ملتزم پر جائے اور قریب اسود اس سے لپٹے۔

(۱۷) پھر زم زم پر آئے اور کعبہ کو منہ کر کے تین سانسوں میں جتنا پیا جائے خوب پیٹ بھر

کر پیئے اور بدن پر ڈالے اور پیتے وقت دعا کرے کہ قبول ہے۔

(۱۸) پھر ابھی ورنہ آرام لے کر صفا و مروہ میں سعی کے لیے حجر اسود پر آئے، اور اسی طرح بوسہ وغیرہ دے کر بابِ صفا سے جانب صفا روانہ ہو اور ذکر و دعا میں مشغول صفا کی سیڑھیوں پر اتنا چڑھے کہ کعبہ معظّمہ نظر آئے اور کعبہ رخ ہو کر دیر تک تسبیح و تہلیل و دعا و درود کرے۔

(۱۹) پھر مروہ کو چلے اور جب پہلا میل آئے مرد دوڑنا شروع کردے یہاں تک کہ دوسرے میل سے نکل جائے پھر آہستہ ہو لے اور مروہ پر پہنچے اور رو بہ کعبہ دعا وغیرہ کرے۔

(۲۰) پھر صفا کو جائے اور آئے یہاں تک کہ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم کرے۔

واضح ہو کہ عمرہ صرف انھیں افعال طواف و سعی کا نام ہے قارن اور مفرد جس نے افراد کیا تھا لبیک کہتے ہوئے احرام کے ساتھ مکہ میں ٹھہریں گے مگر جس نے تمتع کیا تھا وہ اور نرا عمرہ کرنے والا شروع طواف سے سنگ اسود کا بوسہ لیتے ہی لبیک چھوڑ دیں اور طواف و سعی کے بعد حلق یا تقصیر کرائیں اور احرام سے باہر آئیں اور منیٰ جانے کے لیے یہ سب مکہ معظّمہ میں آٹھویں تاریخ کا انتظار کریں۔

(۲۱) یوم الترویہ کہ آٹھ تاریخ کا نام ہے جس نے احرام نہ باندھا ہو باندھ لے اور جب آفتاب نکل آئے منیٰ کو چلے اور ہو سکے تو پیادہ کہ آرام سے بھی رہے گا اور ثوابِ عظیم بھی پائے گا۔

(۲۲) منیٰ میں رات کو ٹھہرے، آج ظہر سے نویں کی صبح تک پانچ نمازیں مسجد خیف میں پڑھے اور شب عرفہ منیٰ میں ہو سکے تو ذکر و عبادت میں جاگ کر گزارے۔

(۲۳) صبح مستحب وقت میں نماز پڑھ کر آفتاب چمکنے پر عرفات کو چلے، راستے بھر ذکر و درود میں بسر کرے، لبیک کی کثرت کرے۔

(۲۴) عرفات میں جبل رحمت کے پاس یا جہاں جگہ ملے راستے سے بچ کر اترے اور دوپہر تک زیادہ وقت اللہ کے حضور زاری اور تصدق و خیرات اور ذکر و لبیک میں مشغول رہے۔

(۲۵) دوپہر ڈھلتے ہی مسجد نمرہ جائے اور نماز پڑھتے ہی موقف کو روانہ ہو جائے وہ خاص نزول رحمت کی جگہ ہے یہاں کھڑے، بیٹھے جیسے بن پڑے ذکر و دعا کرے۔ اپنے رب کریم کی طرف متوجہ ہو اور لرزتے، کانپتے، ڈرتے، امید کرتے، دست دعا آسمان کی طرف سر

سے اونچا پھیلائے، تکبیر وتہلیل، لبیک، حمد، ذکر دعا، توبہ میں ڈوب جائے۔ یہ وقوف ہی حج کی جان اوراس کا بڑا رکن ہے۔

(۲۶) جب غروب آفتاب کا یقین ہوجائے فوراً مزدلفہ چلے راستے بھر ذکر و درود و دعا و لبیک میں مصروف رہے اور وہاں پہنچ کر جہاں جگہ ملے اترے۔

(۲۷) یہاں پہنچ کر عشا کے وقت میں مغرب حتیٰ الامکان امام کے ساتھ پڑھے اس کا سلام ہوتے ہی معاً عشا کے فرض پڑھے اس کے بعد مغرب وعشا کی سنتیں اور وتر پڑھے۔

(۲۸) باقی رات ذکر ولبیک ودرود دعا میں گزارے اور نہ ہوسکے تو باطہارت سو رہے اور صبح چمکنے سے پہلے ضرورت سے فارغ ہوکر نمازِ صبح اول وقت میں ادا کرے۔

(۲۹) جب طلوعِ آفتاب میں دو رکعت پڑھنے کا وقت رہ جائے منیٰ کو چلے اور یہاں سے سات چھوٹی چھوٹی کنکریاں پاک جگہ سے اٹھا کر تین بار دھوکر اپنے ساتھ ساتھ لے لے بلکہ تینوں دنوں کے لیے لے لے تو اور اچھا ہے۔

(۳۰) جب منیٰ پہنچے سب کاموں سے پہلے جمرۂ عقبہ کو جائے، رمی سے فارغ ہو اور فوراً واپس آجائے۔

(۳۱) اب قربانی میں مشغول ہوجائے، یہ حج کا شکرانہ ہے اور یہاں بھی جانور کی عمر و اعضا میں وہی شرطیں ہیں جو عید کی قربانی میں۔

(۳۲) بعد قربانی رو بہ قبلہ بیٹھ کر مرد حلق کریں اور عورتیں ایک پور برابر بال کتروائیں۔

(۳۳) بال دفن کردے اور یہاں حلق یا تقصیر سے پہلے نہ ناخن کتروانا ہے نہ خط بنوانا۔

(۳۴) اب عورت سے متعلق چند باتوں کے علاوہ جو کچھ احرام نے حرام کیا تھا سب حلال ہوگیا۔

(۳۵) افضل یہ ہے کہ آج دسویں ہی تاریخ فرض طواف کے لیے مکہ معظّمہ جائے اور بدستور مذکور طواف کرے مگر اس طواف میں اضطباع نہیں۔

(۳۶) جو دسویں کو نہ جائے وہ گیارہویں کو یا بارہویں کو کرلے اس کے بعد بلا عذر تاخیر گناہ ہے جرمانہ میں قربانی کرنی ہوگی، ہاں مثلاً عورت کو حیض آگیا تو وہ اس کے ختم ہونے کے بعد کرے۔

(۳۷) بہر حال بعد طواف دو رکعتیں ضرور پڑھیں، حج پورا ہو گیا کہ اس کا دوسرا رکن یہ طواف ہے۔

(۳۸) دسویں، گیارہویں، بارہویں راتیں منیٰ ہی میں بسر کرنا سنت ہے۔

(۳۹) گیارہویں تاریخ بعد نماز ظہر پھر رمی کو چلے اور رمی جمرۂ اولیٰ سے شروع کرے پھر جمرۂ وسطیٰ پر جائے، رمی کے بعد کچھ آگے بڑھ کر حضورِ قلب سے دعا و استغفار کرے پھر جمرۂ عقبہ پر مگر یہاں رمی کر کے نہ ٹھہرے فوراً پلٹ آئے، پلٹنے میں دعا کرے۔

(۴۰) بعینہٖ اسی طرح بارہویں تاریخ تینوں جمرے بعد زوال رمی کرے اور بارہویں کی رمی کر کے غروبِ آفتاب سے پہلے مکہ معظّمہ کو روانہ ہو جائے اور جب عزمِ رخصت ہو طوافِ وداع بجا لائے مگر اس میں نہ رمل ہے نہ سعی نہ اضطباع۔ پھر دو رکعت مقامِ ابراہیم پر پڑھے، پھر زم زم پر آئے اور پانی پیئے اور بدن پر ڈالے اور دروازۂ کعبہ پر کھڑے ہو کر بوسہ دے اور الٹے پاؤں مسجد شریف سے باہر آ جائے۔

سبق (۳۶)

فضائل حرمین طیبین (مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ)

سوال:- مکہ معظّمہ اور کعبۃ اللہ کے فضائل بیان کریں؟

جواب:- مکہ معظّمہ اس انسانی ترقی کے تمام مدارج (درجوں) اور مراتب (مرتبوں) کی ایک مرتب تاریخ ہے، وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے عہد میں ایک خاص خاندان کا تبلیغی مرکز بنا، پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے زمانہ میں وہ چند خیموں اور جھونپڑیوں کی مختصر سی آبادی میں ظاہر ہوا، پھر رفتہ رفتہ اس نے عرب کے مذہبی شہر کی جگہ حاصل کر لی اور پھر محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد وہ اسلامی دنیا کا مرکز قرار پایا۔ قرآنِ کریم کا ارشادِ گرامی ہے کہ تمام حرم یعنی مکہ معظّمہ کے ارد گرد میلوں تک پھیلا ہوا زمین کا رقبہ روئے زمین پر موجود تمام مسلمانوں کے لیے مرجع و مَامَن بنا دیا گیا ہے، عام زائرین کا جو تانتا کعبۃ اللہ،

زیارت اور عمرہ کا سال کے ہر موسم، ہر فصل، ہر زمانہ میں لگا رہتا ہے اس سے قطع نظر تصور میں نقشہ ان لاکھوں مسلمانوں کا جمائیں جو صرف حج کے موقع پر کھنچے چلے آتے ہیں، صرف حجاز یا ملک عرب ہی کے ہر حصے سے نہیں بلکہ روئے زمین کے ہر خطے، ہر علاقے، ہر ملک سے اور پھر یہ بھی ذہن میں رکھ لیں کہ یہ سلسلہ دس بیس سال سے نہیں بلکہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانہ یعنی تقریباً چار ہزار سال سے قائم ہے اور حرم کعبہ کا مامن اور اس کا ہر فتنہ وشر سے مامون ہونا، اس سے ظاہر ہے کہ صرف عمارتِ کعبہ یا مسجد حرام ہی نہیں بلکہ اردگرد کی ساری زمین داخل حرم ہے، جہاں انسان کی جان لینا الگ رہا جانور تک کا شکار جائز نہیں اور یہ حکم تو خیر شریعت اسلامی کا ہے، زمین حرم کا مامن اور مرجع امن وامان ہونا زمانۂ جاہلیت یعنی زمانہ قبل ظہور اسلام میں بھی مسلم رہا ہے، بڑے بڑے مجرم مشرکوں کے دورِ حکومت میں بھی جرم کر کے خانۂ کعبہ کی دیواروں کے درمیان آ کر پناہ پا جاتے تھے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کی دیواریں اٹھاتے ہوئے جو دعائیں مانگی تھیں ان میں ایک دعا یہ تھی کہ شہر مکہ کو امن والا بنا دیا جائے، یہ خود ایک معجزہ ہے امن وامان کے لحاظ سے حرمِ کعبہ، مکہ اور اس کے مضافات کی سرزمین آپ اپنی نظیر ہے نہ وہاں ڈاکے پڑتے ہیں نہ قافلے لٹتے ہیں نہ لاشے تڑپتے ہیں بلکہ خونی بھی اگر آ کر خانۂ کعبہ میں پناہ گزیں ہو جائے تو اسے وہاں قتل نہیں کیا جا سکتا۔ مکہ کی مقدس سرزمین اور خانۂ کعبہ کا اتنا احترام مشرکین عرب نے بھی ہمیشہ ملحوظ رکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری دعا یہ تھی کہ مکہ والوں کو پھل پھلاری کھانے کو ملتے رہیں، اور دنیا جانتی ہے کہ مکہ واقع ایسی جگہ ہے کہ ساری زمین یا سخت ریتیلی ہے یا سخت پتھریلی، بارش بھی بہت قلیل مقدار میں ہوتی ہے اور کاشت کاری وباغ بانی کو تو کوئی جانتا ہی نہیں لیکن ان سب کے باوجود جتنے تازہ تازہ پھل، میوے، ترکاریاں چاہیے شہر تک میں خرید لیجیے، الغرض مکہ معظّمہ اور خانۂ کعبہ اہل عرب کے درمیان مقدس اور ایک عبادت گاہ کی حیثیت سے بہت ہی قدیم زمانہ سے چلا آ رہا ہے، اس کی اولین تعمیر حضرت آدم علیہ السلام نے کی تھی اور اس کے منہدم ہو جانے کے بعد از سرِ نو تعمیر حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام نے، قرآن کریم نے خانۂ کعبہ کو سب سے پہلا

معبد یعنی عبادت گاہ بتایا اور اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ کعبہ بیت المقدس سے بھی قدیم تر ہے، ''بکّہ'' مکہ ہی کا دوسرا نام ہے، اور یہی وہ مقام ہے جس میں مادی اور روحانی، دنیاوی اور دینی برکتیں جمع کر دی گئی ہیں، اس پاک شہر اور پاک گھر کی دائمی عظمت و تقدس اور برتری کا اعلان قرآنِ کریم میں اور احادیث شریفہ میں جگہ جگہ اور مختلف عنوانات سے کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ ''یہ امت ہمیشہ خیر کے ساتھ رہے گی جب تک اس (حرم مکہ) کی حرمت کی پوری تعظیم کرتی رہے گی اور جب لوگ اسے ضائع کر دیں گے ہلاک ہوجائیں گے۔'' (ابن ماجہ)

یہی وہ شہر ہے جسے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وطن اور آپ کی ولادت گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے، یہیں سے اسلام کی آواز بلند ہوئی اور یہی اسلامی تعلیمات کا پہلا مرکز ہے، یہیں آیات بینات کی تجلیاں اہل اسلام کے سینوں کو منور و مجلیٰ بناتی ہیں۔ یہی وہ مبارک شہر ہے کہ جب ایک پُرقوت مسیحی سلطنت کے گورنر ابرہہ نے - جو یمن کا حاکم تھا- حجازِ مکہ بلکہ خود خانۂ کعبہ پر چڑھائی کر دی اور اپنی پوری قوت کے ساتھ مکہ معظّمہ پر فوج کشی کی تو بجائے خانۂ کعبہ کے برباد کرنے کے خود ہی مع اپنے لشکر کے برباد ہوگیا اور اس کا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا، ہوا یہ کہ یک بیک سمندر کی طرف سے پرندوں کا ایک ٹڈل دل نظر آیا جن کے پنجوں اور چونچوں میں کنکریاں تھی جن سپاہیوں پر وہ کنکریاں پڑتیں ان کا بدن پھوڑ کر باہر نکل آتیں اور فوراً ہی اعضا گلنے اور سڑنے لگتے تھے نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑی دیر میں سارا لشکر زیر و زبر ہوگیا، ابرہہ یہ ماجرا دیکھ کر پریشان ہوکر بھاگا اور یمن پہنچتے ہی دنیا سے سدھار گیا۔

کہتے ہیں کہ ابرہہ نے فوج کو حکم دیا کہ وہ مکہ کے جانب بڑھے اس کی فوج میں ہاتھی بھی تھے جو عرب میں بالکل ایک نئی چیز تھے جیسا کہ آج کل کی جنگ میں آتشیں اژدہے یعنی ٹینک وغیرہ تو ہاتھیوں کی قطار میں سے سب سے پہلے اس ہاتھی نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا جس پر خود ابرہہ سوار تھا، فیل بان اگرچہ اس پر آنکس پر آنکس لگاتا اور زبانی ڈپٹ رہا تھا مگر وہ کسی طرح آگے بڑھنے کا نام نہ لیتا تھا لیکن جب اسے یمن کی جانب چلاتے تو وہ تیزی کے ساتھ چلنے لگتا تھا، اسی حالت میں لشکر کو پرندوں نے آگھیرا اور تباہ کر دیا، اس واقعہ

سے خانہ کعبہ اور مکہ معظّمہ کی عظمت وجلالت کی اہمیت اور بھی نمایاں ہوگئی۔

سوال:- مدینہ طیبہ کو کن فضائل کی وجہ سے مقدس ومنور کہا جاتا ہے؟

جواب:- مدینہ طیبہ وہ پاک ومبارک شہر ہے۔

① جہاں خود حضورِ اقدس سرورِ اکرم جان دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کی تربت اطہر اور روضۂ انور ہے جس پر کروڑوں مسلمانوں کی جانیں قربان ہیں۔

② جس کے راستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں اس میں نہ دجال آئے نہ طاعون۔ (بخاری ومسلم)

③ جو تمام بستیوں پر باعتبار فضائل وبرکات غالب ہے۔(بخاری ومسلم)

④ جو لوگوں کو اس طرح پاک وصاف کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔(بخاری ومسلم)

⑤ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ فریب کرے گا، ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔(بخاری ومسلم)

⑥ جو شخص اہل مدینہ کو ڈرائے گا، اللہ اسے خوف میں ڈالے گا۔(ابن ماجہ)

⑦ جو اہل مدینہ پر ظلم کرے اور انھیں ڈرائے وہ خوف میں مبتلا ہوگا اور اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اور اس کا نہ فرض قبول کیا جائے گا نہ نفل۔(طبرانی،نسائی)

⑧ جسے خود مولائے کریم وجلیل نے اپنے حبیب کی ہجرت گاہ کے لیے منتخب فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

⑨ جو مدینہ کی تکلیف ومشقت پر ثابت قدم رہے گا، حضور روزِ قیامت اس کی شفاعت فرمائیں گے۔(مسلم)

⑩ جو شخص مدینہ میں مرے گا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت پائے گا اور بخشا جائے گا۔(ترمذی)

⑪ جس کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائیں فرمائیں کہ:

(الف) الٰہی! تو ہمارے لیے ہماری کھجوروں میں برکت دے۔

(ب) ہماری صاع ومد (دو پیمانے) میں برکت دے۔

(ج) ہمارے مدینہ میں برکتیں اتار۔

(د) یا اللہ! بے شک ابراہیم تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور بے شک میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں، انھوں نے مکہ کے لیے تجھ سے دعا کی اور میں مدینہ کے لیے تجھ سے دعا کرتا ہوں اسی کی مثل جس کی دعا مکہ کے لیے انھوں نے کی اور اتنی ہی اور (یعنی مدینہ کی برکتیں مکہ سے دو چند ہوں) (مسلم وغیرہ)

(ر) یا اللہ! تو مدینہ کو ہمارا محبوب بنا دے جیسے ہم کو مکہ محبوب ہے بلکہ اس سے زیادہ اور اس کی آب وہوا کو ہمارے لیے درست فرما دے اور اس کے صاع و مد میں برکت عطا فرما اور یہاں کے بخار کو منتقل کر کے جحفہ میں بھیج دے۔

یہ دعا اس وقت فرمائی تھی جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اور یہاں آب وہوا صحابہ کرام کو ناموافق ہوئی کہ پیش تر یہاں وبائی بیماریاں بکثرت ہوتیں اسی لیے اس کا نام یثرب تھا یعنی ناموافق آب وہوا والی بستی، اب یہ یثرب نہیں بلکہ طیبہ ہے۔

سوال:- روضۂ انور کی زیارت کے فضائل کیا ہیں؟

جواب:- یہی فضیلت کیا کم ہے کہ مولائے قدوس جل جلالہ نے تمھیں اس پاک شہر میں پہنچا کر اپنے محبوب ﷺ کا مہمان بنایا اور دنیا و آخرت میں تمھاری کامرانی و بخشش و نجات و شفاعت کا مژدہ اپنے حبیب کی زبان وحیِ ترجمان سے سنایا، ارشاد فرماتے ہیں ﷺ: "جو میری قبر کی زیارت کرے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے۔" (بیہقی) نیز فرمایا: "جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات میں زیارت سے مشرف ہوا۔" (طبرانی) ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی اور جو حرمین میں مرے گا قیامت کے دن امن والوں میں اٹھے گا۔" (بیہقی)

ایسی عظیم بشارتوں کو سن کر بھی جس کا دل نہ پسیجے اور آستانہ پر حاضری نہ دے تو ظاہر ہے کہ بڑی بدنصیبی و محرومی کی راہ چلا، ایسوں ہی کے بارے میں فرمایا:

"جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اس نے مجھ پر جفا کی۔" (ابن عدی)

خود قرآنِ عظیم قیامِ قیامت تک مسلمانوں کو اس زیارت کی طرف بلاتا اور انھیں ترغیب دیتا ہے۔ "وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا الآیۃ" یعنی اگر ایسا ہو کہ وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کر لیں یعنی گناہ و جرم کریں، تیری بارگاہِ بے کس پناہ میں (اے محبوب) حاضر ہوں پھر خدا سے نجات مانگیں، اور مغفرت چاہیں ان کے لیے رسول، تو بے شک اللہ عزوجل کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔"

علماے کرام فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالِ حیات اور حالِ وفات دونوں کو شامل ہے اور مزار پرانوار پر حاضری قریب بہ واجب ہے۔

امام قاضی عیاض نے شفا شریف میں فرمایا کہ "قبر اقدس حضورِ والا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سفر کر کے جانا واجب ہے، زیارت قبر شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم واجب۔"

اسی لیے امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ "جو باوجودِ قدرت زیارت مزارِ اقدس ترک کردے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جفا کی۔" جیسا کہ ابھی حدیث گزری۔

بہت لوگ طرح طرح سے بہکاتے ہیں، خبردار! کسی کی نہ سنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو۔

سبق (۳۷)

حاضریِ سرکارِ اعظم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

سوال:- مسجد نبوی اور روضۂ انور کی زیارت کے آداب کیا ہیں؟

جواب:- سرزمین عرب کا یہ وہ مبارک قطعہ ہے جس کی بابت کہا گیا کہ:

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اس لیے "باادب بانصیب" کا سراپا بن کر حاضریِ درِ والا کو مقصود بناؤ۔

(۱) حاضری میں خاص زیارتِ اقدس کی نیت کرو اور راستہ بھر درود و ذکر شریف میں

ڈوب جاؤ۔

(۲) جب حرم مدینہ نظر آئے، روتے، سر جھکاتے، آنکھیں نیچی کیے ہوئے اور ہو سکے تو پیادہ ننگے پاؤں چلو اور جب شہر اقدس تک پہنچو تو جلال و جمالِ محبوب کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔

(۳) جب قبہ انور پر نظر پڑے، درود و سلام کی کثرت کرو۔

(۴) حاضریِ مسجد سے پہلے تمام ضروریات سے جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو نہایت جلد فارغ ہو کر وضو اور مسواک کرو اور غسل بہتر، سفید و پاکیزہ کپڑے پہنو اور نئے بہتر، سرمہ اور خوش بو لگاؤ اور مشک افضل۔

(۵) اب فوراً آستانۂ اقدس کی طرف نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ ہو اور درِ مسجد پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے اجازت مانگتے ہو۔

(۶) بسم اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو، آنکھوں، کانوں زبان، ہاتھ، پاؤں دل سب خیالِ غیر سے پاک کرو اور سرکار ہی کی طرف لو لگائے بڑھو۔

(۷) ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلا کر نہ نکلے۔

(۸) یقین جانو کہ حضور اقدس ﷺ سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے، ان کی اور تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لیے تھی۔ ان کا انتقال صرف نظرِ عوام سے چھپ جانا ہے۔

(۹) اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبۂ شوق مہلت دے اور وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد اور شکرانۂ حاضری دربار محرابِ نبی میں ورنہ جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو۔

(۱۰) ادبِ کمال میں ڈوبے ہوئے، لرزتے، کانپتے گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوئے، عفو و کرم کی امید رکھتے ہوئے مواجہۂ عالیہ میں حاضر ہو، حضور کی نگاہِ بے کس پناہ تمھاری طرف ہوگی اور یہ بات دونوں جہاں میں تمھارے لیے کافی ہے۔ والحمدہ للہ۔

(۱۱) اب بکمال ادب جالی مبارک سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو، اب کہ دل کی طرح تمھارا منہ بھی اس

پاک جالی کی طرف ہے نہایت ادب وقار کے ساتھ معتدل آواز سے مجرا و تسلیم بجالاؤ اور جہاں تک زبان یاری دے صلوٰۃ وسلام کی کثرت کرو اور عرض کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ. اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرِ خَلْقِ اللهِ. اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ وَاُمَّتِكَ اَجْمَعِیْنَ ط

(۱۲) حضور سے اپنے لیے، اپنے ماں باپ، پیر، استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لیے شفاعت مانگو اور بار بار عرض کرو۔ ”اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ یَارَسُوْلَ اللهِ. “

(۱۳) پھر اگر کسی نے عرض سلام کی وصیت کی ہو بجالاؤ شرعاً اس کا حکم ہے۔

(۱۴) پھر اپنے داہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو: ”اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ. اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ فِی الْغَارِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ. “

(۱۵) پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر عرض کرو: ”اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِیْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ. “

(۱۶) پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور دونوں کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو: ”اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا یَا خَلِیْفَتَیْ رَسُوْلِ اللهِ. اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا یَا وَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللهِ. اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَسْئَلُكُمَا الشَّفَاعَةَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلَیْكُمَا وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ. “

(۱۷) یہ سب حاضریاں محل اجابت ہیں دعا میں کوشش کرو، دعاے جامع کرو، درود پر قناعت بہتر۔

(۱۸) پھر منبر اطہر کے قریب، پھر روضۂ جنت میں آکر دو رکعت نفل جب کہ وقت مکروہ نہ ہو پڑھ کر دعا کرو، یوں ہی مسجد قدیم کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو اور دعا مانگو۔

(۱۹) جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوایک سانس بے کار نہ جانے دو،ضروریات کے سوا اکثر اوقات مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو، نماز، تلاوت درود میں وقت گزارو، دنیا کی بات کسی مسجد میں نہ کرنی چاہیے نہ کہ یہاں، ہمیشہ مسجد میں جاتے نیت اعتکاف کرلو۔

(۲۰) یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو کھانے پینے میں کمی ضرور کرو اور مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو جائے خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔

(۲۱) روضۂ انور پر نظر بھی عبادت ہے تو ادب کے ساتھ اس کی کثرت کرو اور اس شہر میں یا شہر سے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ اُدھر منہ کر کے صلوٰۃ وسلام عرض کرو۔ بغیر اس کے ہرگز ہرگز نہ گزرو کہ خلافِ ادب ہے۔

(۲۲) قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم یہاں اور حطیم کعبہ معظّمہ میں کرلو۔

(۲۳) پنج گانہ یا کم از کم صبح وشام مواجہہ شریف میں عرض سلام کے لیے حاضری دو۔

(۲۴) ترک جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام و گناہِ کبیرہ اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت محرومی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”جسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں اس کے لیے دوزخ ونفاق سے آزادیاں لکھی جائیں“ لیکن یہ بات پیش نظر رہے کہ امام صحیح العقیدہ سنی اور دل میں حضور ﷺ کا ادب واحترام رکھنے والا ہونا چاہیے۔

(۲۵) قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی نہ پڑے۔

(۲۶) روضۂ انور کا نہ طواف کرو، نہ سجدہ نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

(۲۷) وقت رخصت مزار پر انوار پر حاضری دو اور مواجہہ شریف میں حضور سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو اور تمام آدابِ رخصت بجالاؤ اور سچے دل سے دعا کرو کہ الٰہی ایمان و سنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب ہو۔ آمین آمین یاارحم الراحمین۔

سبق (۳۸)

حج وعمرہ کے متفرق مسائل

سوال:- حج وعمرہ کے افعال میں قصور واقع ہوجائے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

جواب:- بحالت احرام کسی جنایت یعنی جرم کا ارتکاب ہوجائے تو اس کا کفارہ مختلف ہے، بعض جرائم ایسے ہیں کہ ان کے ارتکاب پر بدنہ یعنی اونٹ یا گائے کی قربانی کا حرم کی سرزمین پر ذبح کرنا لازم آتا ہے، اور کہیں دم واجب ہوتا ہے یعنی بھیڑ، بکری وغیرہ کا ذبح کرنا، اور کہیں صدقہ فطر کے برابر دینا ضروری ہوتا ہے، کہیں اس سے بھی کم دینا پڑتا ہے غرض جیسا جرم ویسی سزا۔

اس مختصر سے رسالے میں ان جنایات اوران کے کفاروں کی تفصیل کی گنجائش کہاں، یہ تفصیل بڑی کتابوں میں دیکھیں یا بوقت ضرورت علمائے کرام اہل سنت کی جانب متوجہ ہوں البتہ یہاں دو باتیں ذہن نشین کرلیں۔

① جہاں دم کا حکم ہے وہ جرم اگر بیماری یا سخت گرمی یا شدید سردی یا زخم یا پھوڑے یا جوؤں کے ایذا کے باعث ہوگا تو اسے جرم غیر اختیاری کہتے ہیں اس میں اختیار ہوگا کہ دم کے بدلے چھ مسکینوں کو ایک ایک صدقہ دیدے یا تین روزے رکھ لے، اور اگر اس میں صدقہ کا حکم ہے اور بہ مجبوری کیا تو اختیار ہوگا کہ صدقے کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔

② کفارے اس لیے ہیں کہ بھول چوک سے یا سونے میں یا مجبوری سے جرم ہوں تو کفارہ سے پاک ہوجائیں نہ اس لیے کہ جان بوجھ کر بلا عذر جرم کرو اور کہو کہ کفارہ دے دیں گے دینا جب بھی آئے گا مگر قصداً حکم الٰہی کی مخالفت سخت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:- محرم کا احرام میں جوڑ لگانا عندالشرع جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- سلی ہوئی چیز سے بچنا چاہیے اور حالت ضرورت مستثنیٰ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال:- عورت کا حج کو جانا درست ہے یا نہیں؟

جواب:- حج کی فرضیت میں عورت مرد کا ایک حکم ہے جو راہ کی طاقت رکھتا ہو اس پر فرض ہے مرد ہو یا عورت، جو ادا نہ کرے گا عذاب جہنم کا مستحق ہوگا۔ عورت میں اتنی بات زیادہ ہے کہ اسے بغیر شوہر یا محرم کو ساتھ لیے سفر کو جانا حرام ہے، اور کسی نیک، پارسا، خدا ترس بی بی کے ساتھ لگ جانا امام اعظم کے نزدیک کافی نہیں اگر بغیر محرم کے چلی گئی اور حج کرلیا تو فرض ساقط اور حج مکروہ، ہوا اور اس فعل ناجائز کا وبال جدا کہ ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی سب کا حکم ایک ہے۔ (فتاویٰ عالم گیری وغیرہ)

سوال:- کسی کے والدین پر قرضہ ہے اور وہ اسے حج فرض سے روکتے ہیں تو یہ کیا کرے؟

جواب:- جب کہ یہ شخص اپنے ذاتی روپے سے استطاعت رکھتا ہے تو حج اس پر فرض ہے اور حج فرض میں والدین کی اجازت درکار نہیں بلکہ والدین کو ممانعت کا اختیار نہیں، اس پر لازم ہے کہ حج کو چلا جائے اگرچہ والدین منع کریں اور والدین پر قرضہ ہونا اس شخص پر فرضیت حج میں خلل انداز نہیں۔ صاحب استطاعت ہے تو حج اِس پر فرض ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:- سرما میں احرام کی چادر کے اوپر کمبل وغیرہ کوئی اور کپڑا اوڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- کمبل یا بانات یا اونی چادر وغیرہا بے سلے کپڑے اگرچہ دو چار ہوں اوڑھنے کی اجازت ہے بلکہ سوتے وقت اوپر سے روئی کا انگرکھا چغہ لبادہ چہرہ چھوڑ کر بدن پر ڈال لینا یا نیچے بچھا لینا بھی ممنوع نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:- حج اصغر اور حج اکبر کسے کہتے ہیں؟

جواب:- حج اصغر عمرہ کو کہتے ہیں کہ اس میں بھی طواف وسعی وغیرہ افعالِ حج ادا کیے جاتے ہیں اور اس کے مقابل حج اکبر ہے جس میں ان افعال کے علاوہ وقوفِ عرفات و وقوف مزدلفہ اور منیٰ کے افعال داخل ہیں۔

سوال:- وقوفِ عرفات یعنی ذی الحجہ کی نویں اگر جمعہ کو ہو تو یہ بھی حج اکبر ہے یا نہیں؟

جواب:- وقوفِ عرفات خواہ کسی دن ہو یہ حج حج اکبر ہی کہلائے گا کہ عمرہ نہیں جسے حج اصغر کہتے ہیں البتہ اگر حسن اتفاق سے اس تاریخ کو جمعہ میسر آجائے تو زہے نصیب حج

میں چار چاند لگ جاتے ہیں، حضور ﷺ کا حجۃ الوداع جمعہ ہی کے روز واقع ہوا تھا تو حضور کے طفیل یہ موافقت ومشابہت اور بھی زیادہ برکات کی موجب ہے، کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن کا حج ستر حج کے برابر ہے تو ایک حج میں ستر حج کا ثواب کیا کم فضیلت ہے جو جمعہ کے باعث حاصل ہوئی۔ پھر جمعہ کا دن مسلمانوں کے حق میں یوم عید ہے اور عرفہ تو ہے ہی عید، تو ایک دن میں دو عیدیں میسر آجائیں یہ کرم بالائے کرم ہے اور نورٌ علیٰ نور۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک یہودی نے کہا کہ آیت کریمہ: "**اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ**" ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بناتے، آپ نے فرمایا: یہ آیت دو عیدوں کے دن اتری جمعہ اور عرفہ کے دن یعنی ہمیں اس دن کو عید بنانے کی ضرورت نہیں کہ اللہ عزوجل نے جس دن یہ آیت اتاری اس دن دوہری عید تھی کہ جمعہ وعرفہ یہ دونوں دن مسلمانوں کے لیے عید ہیں اور اس دن یہ دونوں جمع تھے کہ جمعہ کا دن تھا اور نویں ذی الحجہ (ترمذی) غالباً عوان الناس اسی کثرتِ ثواب اور دوہری عیدوں اور خوشیوں کے باعث اسے حج اکبر کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

سوال:- حج بدل کی کیا کیا شرطیں ہیں؟

جواب:- حج بدل یعنی نائب بن کر دوسرے کی طرف سے حج فرض ادا کرنا کہ اس پر سے فرض ساقط ہو جائے، اس کے لیے متعدد شرطیں ہیں، ازاں جملہ یہ کہ زندگی میں جو کوئی حج بدل اپنی طرف سے بوجہ عجز ومجبوری کرائے اس حج کی صحت کے لیے شرط ہے کہ وہ مجبوری آخر عمر تک دائم وباقی رہے اگر حج بدل کرانے کے بعد مجبوری جاتی رہی اور بذات خود حج کرنے پر قدرت پائی تو اس سے پہلے ایک یا جتنے حج بدل اپنی طرف سے کرائے ہوں سب ساقط ہو گئے، حج نفل کا ثواب رہ گیا فرض ادا نہ ہوا، اب اس پر فرض ہے کہ خود حج کرے، باقی شرائط کی تفصیل بڑی کتابوں سے معلوم ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال:- میت کا حج بدل کرنے والے کو خاص مکہ معظّمہ میں وہاں کا زمانۂ حج کا خرچ دے کر مقرر کر لینا کافی ہے یا نہیں؟

جواب:- اس قسم کے جو حج بدل کرائے جاتے ہیں ان سے فرض تو اتر سکتا نہیں،

حج عبادت بدنی اور مالی دونوں سے مرکب ہے جس پر حج فرض تھا اور معاذ اللہ بے کیے مر گیا ظاہر ہے کہ بدنی حصے سے تو عاجز ہو گیا رب عزوجل کی رحمت ہے کہ صرف مالی حصہ سے اس کی طرف سے حج بدل قبول فرماتا ہے جب کہ وہ وصیت کر جائے اور رحمت پر رحمت یہ کہ وارث کا حج کرانا بھی قبول فرمایا جاتا ہے اگرچہ میت نے وصیت نہ کی، تو حج بدل والے کو اسی شہر سے جانا چاہیے جو شہر میت کا تھا کہ مالی صرف پورا ہو، مکہ معظّمہ سے حج کرا دینا اس میں داخل نہیں، رہا ثواب تو اس کی امید بھی بخیر ہے۔ حج کرنے والے صاحب اس پر اجرت لیتے ہیں اور جب اجرت لی ثواب کہاں اور جب انھیں کو ثواب نہ ملا، میت کو کیا پہنچائیں گے خصوصاً جب کہ بعض پیشہ ور یہ ظلم کرتے ہیں کہ چار چار شخصوں سے حج بدل کے روپے لے لیتے ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرمائے۔ آمین۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال:- جس پر قربانی واجب ہے خواہ شکرانے کی خواہ کسی جنایت وقصور کی، وہ اس کے عوض جانور کی قیمت خیرات کر دے یا وطن واپس آ کر یا حرم کے علاوہ کہیں اور قربانی کر دے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- نہ یہ جائز نہ وہ درست کہ یہاں خود ذبح مقصود ہے اور اللہ عزوجل کے لیے جان دینا، تو قیمت اس کے بدلے خیرات کرنا کافی نہیں جیسا کہ عید قربان پر وجوب کی صورت میں بغیر قربانی کیے یہاں عہدہ برآ نہیں ہو سکتا، یوں ہی وطن واپس آ کر ایک جانور کی جگہ ہزار جانور قربان کر دیں وہ واجب ادا نہ ہوگا کہ اس کے لیے حرم کی سرزمین شرط ہے۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ)

سوال:- جس کے پاس روپیہ تنخواہ اور رشوت وغیرہ کا خانگی خرچ سے فاضل موجود ہو تو اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر اس کے پاس مالِ حلال کبھی اتنا نہ ہوا جس سے حج کر سکے اگرچہ رشوت کے ہزارہا روپے ہوئے تو اس پر حج فرض ہی نہ ہوا کہ مالِ رشوت مال مغصوب (چھینا ہوا) ہے وہ اس کا مالک ہی نہیں اور اگر مالِ حلال اس قدر اس کے پاس ہے یا کسی موسم میں ہوا تھا تو اس پر حج فرض ہے مگر رشوت وغیرہ حرام مال کا اس میں صرف کرنا حرام

ہے اور وہ حج قابل قبول نہ ہوگا اگرچہ فرض ساقط ہوجائے گا۔ حدیث میں ارشاد ہوا: ”جو مالِ حرام لے کر حج کو جاتا ہے جب وہ لبیک کہتا ہے فرشتہ جواب دیتا ہے: ”نہ تیری حاضری قبول نہ تیری خدمت مقبول اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود جب تک تو یہ حرام مال جو تیرے ہاتھوں میں ہے واپس نہ کردے۔“

اس کے لیے چارۂ کار یہ ہے کہ قرض لے کر فرض ادا کرے اور وجہ حلال سے مال پیدا کر کے قرض ادا کرے اگر ادا ہوگیا فبہا ورنہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ: جو حج یا جہاد یا نکاح کے لیے قرض لے وہ قرض اللہ عزوجل کے ذمۂ کرم پر ہے۔ اور مالِ حلال کی طرف توجہ نہ دی اسی حرام سے قرض ادا کیا اور اپنے مصارف میں صرف کرتا رہا تو یہ ایک گناہ ہے اور حج فرض ادا نہ کرتا تو دو گناہ تھے، ایک گناہ سے بچ گیا یہ کیا کم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال:- طواف وغیرہ اعمال کا ثواب ہر موسم کے لیے ہے یا صرف زمانۂ حج میں؟

جواب:- حرم محترم کے اعمال کا ثواب اس زمینِ پاک کے اعتبار سے ہے نہ کہ زمانۂ حج کی خصوصیت سے، ایک نیکی پر لاکھوں کا ثواب جیسے زمانۂ حج میں ملے گا ویسے ہی دوسرے اوقات میں اور طوافِ کعبہ معظّمہ جو حج میں کیا جائے گا اگر وہ طوافِ فرض ہے جب تو ظاہر ہے کہ فرض کے ثواب کو دوسری چیز نہیں پہنچ سکتی ہے اور اگر وہ طواف عمرہ ہے تو اس کے ثواب میں بکرمہ تعالیٰ کوئی کمی نہ ہوگی اور خصوصاً رمضان المبارک میں اس کا طواف ذی الحجہ سے بہت زیادہ ہے۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”رمضان مبارک میں ایک عمرہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔“

سوال:- حج کے سفر میں پہلے مدینہ طیبہ جائے یا مکہ معظّمہ؟

جواب:- علمائے کرام نے دونوں صورتیں لکھی ہیں چاہے پہلے سرکار اعظم میں حاضر ہو اس کے بعد حج کرے یہ ایسا ہوگا جیسے صبح کے فرضوں سے سنتیں مقدم ہیں اور بارگاہِ مقدس کی حاضری اس کے لیے قبولِ حج کا سامان فرما دے گا، انشاء اللہ الکریم ثم رسولہ الرؤف الرحیم علیہ وعلیٰ الہ اکرم الصلوٰۃ والتسلیم۔ اور چاہے تو حج کے بعد حاضر ہو یہ ایسا ہوگا جیسے مغرب کے فرضوں کے بعد سنتیں، حج اگر مبرور (ہر قصور سے پاک) ہے اسے گناہوں

سے پاک کر کے اس قابل کردے گا کہ زیارتِ قبرانور کرے۔ ع

پاک[1] شو اول وپس دیدہ برآں پاک انداز

یہ سب اس صورت میں ہے کہ مکہ معظّمہ کو جاتے ہوئے مدینہ طیبہ راستہ میں نہ پڑے اور اگر ایسا ہے جیسا شام سے آنے والوں کے لیے تو پہلے حاضری دربارِ انور ضروری ہے، خلافِ ادب ہے کہ بے حاضر ہوئے حج کو چلا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سبق (۳۹)

پیارے نبی کی پیاری باتیں

حضور معطی العطاء والسرور، دافع البلاء والشرور فرماتے ہیں:

① دو خصلتیں ایسی ہیں کہ ان سے سب بہتر کوئی چیز نہیں، اللہ پر ایمان اور عام مسلمانوں کو نفع رسانی۔ اور دو خصلتیں ایسی ہیں کہ ان سے بدتر کوئی شے نہیں، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور مسلمانوں کو ایذا پہنچانا۔

② تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی اور تین چیزیں درجے بڑھاتی ہیں اور تین چیزیں گناہوں کا کفارہ ہیں:

نجات دینے والی تین چیزیں یہ ہیں:

(۱) اعلانیہ اور پوشیدہ خدا سے ڈرنا۔ (۲) تنگ دستی اور فارغ البالی میں درمیانی راہ چلنا، اور (۳) خوشی وغضب کے وقت انصاف پر رہنا۔

ہلاک کرنے والی تین چیزیں یہ ہیں:

(۱) سخت بخیل یا حریص ہونا۔ (۲) اپنی خواہش نفس کی پیروی کرنا، اور (۳) خود پسندی (کہ تکبر کا زینہ ہے) نئی سطر درجہ بڑھانے والی تین چیزیں یہ ہیں۔ (۱) آپس میں سلام پھیلانا۔ (۲) محتاجوں کو کھانا کھلانا (۳) راتوں کو نماز (نفل) پڑھنا جب کہ دنیا سوتی ہے۔

---

(۱) پہلے پاک صاف ہو پھر آنکھیں اس پاک پر رکھو۔

اور گناہوں کا کفارہ یہ تین چیزیں ہیں:

(۱) سخت سردی میں کامل وضو کرنا۔ (۲) نمازِ باجماعت کے لیے پیادہ، جانا اور (۳) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہنا۔

(ان امور کی برکت سے صغیرہ گناہ خود بخود معاف ہوجاتے ہیں مگر کبیرہ کے لیے توبہ ضرور۔)

③ چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں: (۱) اپنے گزشتہ گناہوں کو بھول جانا حالاں کہ وہ اللہ کے نزدیک لکھے ہوئے محفوظ ہیں۔ (۲) اپنی نیکیوں کا چرچا کرنا جب کہ وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ مقبول ہوئیں یا مردود۔ (۳) اپنی نظر میں ایسوں کو رکھنا جو دنیاوی اعتبار سے اس سے بڑھ کر ہیں اور صرف ان لوگوں کو دیکھنا جو دین میں اس سے کمتر ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا لیکن اس نے مجھے اپنی مراد نہ بنایا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔

اور چار چیزیں نیک بختی کی نشانی ہیں:

(۱) اپنے گناہوں کو یاد رکھنا (کہ توبہ کی توفیق ہوگی)۔ (۲) کوئی نیکی کر کے بھول جانا۔ (۳) ایسے بندہ کو دیکھنا جو دین میں اس سے برتر ہے (کہ دین کی طرف سبقت کا باعث ہے۔ (۴) اور ایسوں کو دیکھنا جو دنیا میں اس سے بدتر حال میں ہیں (کہ موجب شکر ہے)

④ میرے امتیوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ انھیں پانچ چیزوں سے محبت ہوگی اور پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے۔

دنیا سے انھیں محبت ہوگی اور آخرت کو بھول جائیں گے
اپنے گھروں سے انھیں محبت ہوگی اور قبروں کو بھول جائیں گے
مال سے انھیں محبت ہوگی اور حسابِ آخرت کو بھول جائیں گے
اہل وعیال سے انھیں محبت ہوگی اور حور (وقصور) کو بھول جائیں گے
اپنی خواہش نفس سے انھیں محبت ہوگی اور اللہ کو بھول جائیں گے

وہ مجھ سے بری ہیں اور میں ان سے بیزار۔

⑤ چھ آدمیوں پر میری لعنت، اللہ کی لعنت اور ہر نبی مستجاب الدعاء کی لعنت۔

(۱) وہ جو قرآن میں کمی بیشی یا تحریف کرے۔ (۲) وہ کہ تقدیر الٰہی کو جھٹلائے۔ (۳) وہ جو زبردستی دوسروں پر مسلط ہو جائے تاکہ جسے اللہ نے عزت دی ہے اسے ذلیل کرے (مثلاً علمائے حق کی) اور جسے اللہ نے ذلیل رکھا ہے اسے عزت بخشے (مثلاً کم اصل کمینہ کو)۔ (۴) وہ جو حرم الٰہی کی حرمت کو اپنے لیے حلال کرلے (اور اس کی بے حرمتی پر اتر آئے۔) (۵) وہ جو میری اولاد پر ان باتوں کو حلال جانے جنھیں اللہ نے حرام کیا ہے (مثلاً ناحق ایذا و ظلم۔) (۶) وہ جو میری سنت کریمہ کو چھوڑے (اور اسے ترک کرنا اپنا معمول بنالے) اللہ تعالیٰ کل بروزِ قیامت ان پر نظر رحمت نہ فرمائے گا۔

⑥ سات شخص وہ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ قیامت میں اپنے عرش کے سایہ میں رکھے گا جب کہ اس سایہ کے سوا کوئی اور سایہ میسر نہ ہوگا:

(۱) امام عادل و حاکم منصف۔ (۲) وہ جوان جو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں پلا بڑھا۔ (۳) وہ بندۂ خدا جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور خوفِ خدا سے اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکے۔ (۴) وہ شخص کہ اس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہے کہ پھر مسجد پہنچے۔ (۵) وہ شخص جس نے راہِ خدا میں صدقہ کیا اور اس طرح کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلا کہ دائیں نے کیا خرچ کیا۔ (۶) وہ دو شخص جنھوں نے اللہ کے لیے آپس میں محبت کی۔ (۷) وہ شخص جسے کسی حسین عورت نے اپنی طرف گناہ کی دعوت دی اور اس نے انکار کردیا اور کہہ دیا کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔

⑦ آٹھ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا پیٹ آٹھ چیزوں سے کبھی نہیں بھرتا۔

(۱) آنکھ کا دیکھنے یعنی نظر بد سے۔ (۲) زمین کا بارش سے۔ (۳) مادہ کا نر سے۔ (۴) عالمِ دین کا علمِ دین سے۔ (۵) گدا کا گداگری سے۔ (۶) حریص کا مال جمع کرنے سے۔ (۷) سمندر کا پانی سے، اور (۸) آگ کا لکڑی سے۔

⑧ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف توریت میں وحی کی کہ تین چیزیں تمام گناہوں کی اصل ہیں: (۱) غرور۔ (۲) حسد۔ (۳) حرص۔ ان تین خصلتوں سے

چھ برائیاں اور پیدا ہوتی ہیں اور اس طرح یہ تین نو بن جاتی ہیں:

(۱) شکم سیری۔ (۲) نیند کی زیادتی۔ (۳) آرام طلبی۔ (۴) مال کی ناجائز محبت۔ (۵) اپنی تعریف وتوصیف سے لگاؤ، اور (۶) حکومت (اور اہل حکومت) کی طرف رغبت۔

⑨ نماز دین کا ستون ہے اور اس میں دس باتیں پوشیدہ ہیں:

(۱) چہرہ کا حسن۔ (۲) دل کا نور۔ (۳) بدن کی راحت۔ (۴) قبر میں انس۔ (۵) رحمت کا نزول۔ (۶) آسمان کی کنجی۔ (۷) میزان کا وزن۔ (۸) رب کی رضا۔ (۹) جنت کی قیمت، اور (۱۰) جہنم سے حجاب تو جس نے نماز کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے دین کو ڈھا دیا۔

⑩ جو مرد یا عورت شب عرفہ (وہ رات جو نویں ذی الحجہ کے بعد آئے گی) یہ دس کلمے ایک ہزار بار پڑھ کو جو دعا کرے گا وہ مقبول ہوگی جب تک کہ قطعِ رحم اور گناہ کی دعا نہ کرے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُهٗ.

سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مُلْكُهٗ وَقُدْرَتُهٗ.

سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ.

سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْهَوَآءِ رُوْحُهٗ.

سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُهٗ.

سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْاَرْحَامِ عِلْمُهٗ.

سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْقُبُوْرِ قَضَائُهٗ.

سُبْحٰنَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَآءَ بِلَا عَمَدٍ.

سُبْحٰنَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ.

سُبْحٰنَ الَّذِیْ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْهُ اِلَّا اِلَیْهِ.

(اول وآخر کم از کم تین بار درود شریف پڑھنا سند قبولیت ہے۔)

سبق (۴۰)

ایک قابل حفظ اور نفیس دعا

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیِ دیدار حسن مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ[۱] تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شور دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحب کوثر شہِ جود و سخا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

---

(۱) یعنی تاریک قبر۔

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
رب سلم کہنے والے غم زدا[1] کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں ربنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضاؔ، خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدار عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو!!

تمت بالخیر

مولیٰ تعالیٰ صدقہ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ظاہر و باطن میں ان کی سچی محبت اور سچا ادب بخشے، اور ان ہی کی محبت و تعظیم و ادب و تکریم پر دنیا سے اٹھائے، اور اپنے کرمِ عمیم و فضل عظیم سے دنیا و آخرت میں ان کی زیارت سے مشرف و بہرہ مند فرمائے، ان تمام حضرات سے جو اس سلسلہ سے فیض پائیں اس بندۂ ہیچ میرز و ہیچ مداں ی التجاے ※※ و ※ صمیم قلب سے اس فقیر بے مای ※ و پر تقصیر ے لیے حسن خاتم ※ اور مغفرتِ ذنوب ی دعا ریں ※※ سفر آخرت در پیش ے اور نامۂ اعمال سیا ※ ، پھر زادِ را ※ افقدان۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ ان سب کو اور اس فقیر کو صراطِ مستقیم پر قائم و دائم رکھے اور تا حیات اتباع نبیِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی توفیق خیر رفیق بخشے۔ آمین آمین یا ارحم الراحمین۔

۱۱ر رجب المرجب ۹۹ھ — العبد **محمد خلیل خاں القادری البرکاتی المارہروی عفی عنہ**
۸ر جون ۷۹ء، یوم پنج شنبہ — دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد، پاکستان۔

---

(۱) یہاں غمزدہ بمعنی "غم کا مارا ہوا" نہیں بلکہ غم زُدا (زَ پر پیش کے ساتھ) بمعنی "غم کو مٹانے والا" مستعمل ہے، رسم الخط بھی آخر میں ہ سے نہیں الف سے ہے۔ محمد خلیل عفی عنہ۔

تعارف مصنف

حضرت خلیل العلما مفتی محمد خلیل خاں برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ

از : محمد ناصر حسین مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

نام ونسب: محمد خلیل خاں بن عبدالجلیل خاں بن اسمٰعیل خاں بن سردار خاں بن فیض اللہ خاں لودھی۔

تاریخ پیدائش : جولائی ۱۹۲۰ء/شوال المکرم ۱۳۳۸ھ۔

موضع ولادت: ضلع علی گڑھ کے ایک مشہور قصبہ دادوں سے متصل موضع کھریری میں ایک متوسط گھرانے میں آپ کی پیدائش ہوئی۔

بچپن: آپ کی عمر کے ابھی چھ ہی دن گزرے تھے کہ والد ماجد کا سایۂ شفقت سر سے اٹھ گیا۔ دادا جان اسماعیل خاں نے اپنی کفالت میں لیا، لیکن وہ بھی جلد ہی داغ مفارقت دے گئے۔ دادا کے انتقال کے بعد والدہ ماجدہ آپ کو اپنے ننھیال مارہرہ شریف لے آئیں، لیکن یہاں آکر والدہ بھی رحلت فرما گئیں، اور آپ باپ کی شفقت سے محروم تو تھے ہی ماں کی ممتا سے بھی محروم ہو گئے، ابھی تک سن شعور کو نہیں پہنچے تھے، لہٰذا چچا جان نے اپنی تربیت میں لیا۔

تعلیم وتعلم: مارہرہ شریف ضلع ایٹہ کا ایک مشہور ومعروف قصبہ ہے، جہاں سلسلۂ قادریہ کے مشائخ عظام کا فیضان صدیوں سے جاری ہے، آپ مارہرہ شریف کے محلہ کمبوہ، افغان روڈ پر اقامت پذیر ہوئے۔ وہاں کے دستور کے مطابق آپ نے بھی ابتدا میں انگریزی تعلیم حاصل کی اور اوائل ۱۹۳۴ء میں انگریزی مڈل اچھی پوزیشن میں پاس کیا، اسی دوران آپ نے ڈیڑھ سال کا عرصہ اپنے چچا صاحب کے ہمراہ حیدرآباد، سندھ، پاکستان میں بھی گزارا، وسائل کی کمی کی وجہ سے قصبہ سے باہر حصول علم کے لئے نہ جا سکے، لیکن قدرت کو کچھ اور منظور تھا، چنانچہ ریاست مینڈو کے مدرسہ یوسفیہ عربیہ میں چھ ماہ تک گلستان بوستان پڑھی، جس کے بعد تقدیر کشاں کشاں آپ کو پھر قصبہ دادوں لے آئی۔

آپ نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے نانا جان کرم خاں صاحب کے برادرِ حقیقی مولانا

عبدالرحمٰن خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی، مولانا عبدالرحمٰن، مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے ممتاز تلامذہ میں شمار کیے جاتے تھے۔

۹/مارچ ۱۹۳۵ء/ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ میں آپ مدرسہ حافظیہ سعیدیہ میں عربی کی پہلی جماعت میں داخل ہوئے، یہ مدرسہ دادوں ضلع علی گڑھ میں ہے جسے نواب ابوبکر خاں صاحب نے قائم کیا تھا، اور پہلے ہی امتحان میں آپ اپنی جماعت میں اوّل رہے، اور بعد میں ہر امتحان میں یہی پوزیشن حاصل کرتے رہے۔

دوسال بعد یعنی ۱۳۵۵ھ میں نواب حاجی غلام محمد خاں شروانی رئیس ریاست دادوں، علی گڑھ کی دعوت پر حضرت صدرالشریعہ مولانا حکیم محمد امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدرسہ منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف سے رخصت ہوکر مدرسہ حافظیہ سعیدیہ میں تشریف لائے، اور مدرسہ کی تعلیمی سرپرستی قبول فرمائی، اس کے بعد مدرسے میں تعلیم کی بہار آ گئی، تشنگان علم دین دور دراز سے جوق در جوق اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے آنے لگے، یہ دور مدرسے کا سب سے سنہرا اور شاندار دور تھا۔

آپ مدرسے کے ممتاز طلبہ کی صف میں شامل تھے، یہی وجہ ہے کہ زمانہ طالب علمی میں ایک مرتبہ مدرسین کی کمی کی وجہ سے صدرالشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے چند کتابیں تدریس کے لئے آپ کے سپرد کی تھیں۔ آپ حضرت صدرالشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں شامل تھے، حتیٰ کہ خود حضرت نے اپنی کتاب،، بہار شریعت،، میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

فراغت: ۱۳۵۹ھ میں درجہ مولوی اور ۱۳۶۱ھ میں عالم کی سند اسی مدرسہ حافظیہ سعیدیہ سے حاصل کی۔ شعبان ۱۳۶۳ھ میں آپ نے دورہ حدیث سے فراغت حاصل کی اور اسی سال رسم دستار بندی عمل میں آئی، حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے سندِ حدیث عنایت فرمائی۔

بیعت وخلافت: زمانۂ طالب علمی ہی میں آپ کا خیال تھا کہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا الشاہ حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کریں، لیکن وقتاً فوقتاً تین مرتبہ یہ خواب دیکھا کہ جامع مسجد برکات مارہرہ شریف میں حضرت تاج العلما مولانا الشاہ محمد میاں صاحب قدس سرہ کی اقتدا میں نماز ادا کررہے ہیں، لھٰذا اسی زمانہ میں مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور حضرت تاج العلما مولانا الشاہ محمد میاں صاحب قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوکر اپنا نام غلامان برکات میں شامل کرالیا۔

پھر بعد میں حضرت اقدس تاج العلما کے خلیفہ وجانشین حضرت سید شاہ حسن میاں صاحب

نے حضرت اقدس کے ایما پر ان کے وصال کے بعد سند خلافت عطا فرمائی۔

بعدہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے صاحبزادہ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب قادری برکاتی نوری علیہ الرحمۃ والرضوان نے قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور جملہ اذکار و اوراد، اشغال و اعمال، اور ''النور والبہاء'' کے تمام مذکورات کی اجازت کے ساتھ سلسلہ قادریہ رضویہ کی خصوصاً اور دیگر سلاسل کی عموماً سند خلافت عطا فرمائی۔

ترک وطن و رِحلت پاکستان: فراغت کے بعد آپ مارہرہ شریف میں رہے اور حالات کی کشاکش کی بناء پر ترک وطن کر کے ۲۳/شعبان ۱۳۷۱ھ میں پاکستان تشریف لے گئے، کچھ عرصہ میر پور خاص اور پھر کراچی میں ایک سال تک رہے، بعد ازاں حاجی محمد عمر صاحب برکاتی کے مشورے پر حیدر آباد منتقل ہو گئے، جہاں حاجی صاحب موصوف نے آپ کے لئے ایک مکان حاصل کر لیا تھا، آپ وہیں اقامت پذیر ہو گئے۔

مدرسہ احسن البرکات کا قیام اور تدریسی خدمات: جولائی ۱۹۵۲ء میں سید جعفر حسین شاہ صاحب مرحوم کی نگرانی و سرپرستی میں دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد سندھ کی بنیاد رکھی۔ اس وقت دارالعلوم پورے سندھ میں ممتاز مقام کا حامل ہے، دارالعلوم کے قیام کے بعد زندگی بھر اسی میں مہتمم و استاذ رہے۔ آپ کے دست مبارک سے سیکڑوں طلبہ نے درجہ حدیث سے سند فراغت حاصل کی۔

فتوی نویسی: دارالعلوم احسن البرکات میں تدریس کے ساتھ ساتھ فتوی نویسی کا کام بھی انجام دیتے رہے۔ آپ نے جو فتاوٰی جاری فرمائے، ان کی تعداد تقریباً پانچ ہزار ہے جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہیں۔

ذوقِ شعر و سخن: آپ ایک سچے نعت گو شاعر بھی تھے، آپ کا ایک دیوان پاکستان آتے ہوئے راستہ میں ضائع ہو گیا، دوسرا دیوان موجود ہے جس کی اکثر نعتیں مختلف رسائل کی زینت بن چکی ہیں۔

تصنیفات: تدریس و افتا کے ساتھ آپ نے تحریری و تصنیفی کام بھی جاری رکھا۔ آپ کی تصنیف یا ترجمہ کے تحت تقریباً ساٹھ کتابوں کے نام آتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

① خلاصۃ التفسیر (قرآن پاک کے ۱۷/ پاروں کی تفسیر)۔ ② بہارِ نسواں۔ (معروف بہ سنی بہشتی زیور) ③ عقائد اسلام ④ ترجمہ سبع سنابل شریف ⑤ نور علیٰ نور (ترجمہ سراج العوارف)۔ ⑥ الصلاۃ ⑦ چادر اور چار دیواری ⑧ شرح فیصلہ ہفت مسئلہ ⑨ حکایات رضویہ

⑩ہماری نماز ⑪موت کا سفر ⑫ فتاوی مفتی اعظم سندھ ⑬ دیوان نعت۔

⑭ **ہمارا اسلام:** زیر نظر کتاب ''ہمارا اسلام'' علم فقہ وعقائد میں حضرت خلیل العلما کی مقبول ترین کتاب ہے، جو ملک و بیرون ملک، بہت سے اسکولوں اور مدرسوں میں شاملِ نصاب ہے، اس کتاب کے ہزاروں ایڈیشن ملکی، غیر ملکی ناشرین، انجمنوں اور اداروں نے شائع کیے اور کئی بار مفت تقسیم ہوئے، اس کا ترجمہ سندھی، ڈچ اور انگریزی میں بھی شائع ہو رہا ہے۔ اس کتاب کی خاص خوبی یہ ہے کہ یہ سوال و جواب کے انداز میں لکھی گئی ہے، جس سے مسائل کو سمجھنا نہایت آسان ہو گیا ہے۔

القاب: مفتی صاحب موصوف 'مفتی اعظم سندھ بلوچستان'' کے لقب سے مشہور ومعروف ہوئے، علما واحباب نے آپ کو ''خلیل ملت'' کا خطاب دیا۔ خانقاہ برکاتیہ اور خانقاہ رضویہ سے آپ کو ''خلیل العلماء'' کا لقب عطا ہوا۔

وفات: مفتی محمد خلیل خاں صاحب قادری کا وصال ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ (۱۸ر جون ۱۹۸۵ء) کو افطار کے وقت حیدر آباد میں ہوا۔ نماز جنازہ میں کم وبیش بیس ہزار افراد نے شرکت کی۔ خانوادہ غوثیہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ایک بزرگ حضرت سخی عبدالوہاب شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ شریف جیلانیہ کے احاطہ میں آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔ آپ کا مزار پُر انوار مرجع عوام وخواص ہے، زائرین ہر لمحہ فاتحہ خوانی کرتے رہتے ہیں، اس طرح قادری سلسلہ کے یہ فقیہ، قادری درگاہ میں قادریوں کے ساتھ جا ملے۔

آپ نے اپنی پوری زندگی دین متین کی خدمت میں گزاری۔ سرور کائنات علیہ الصلوات والتحیات سے محبت و وفاداری آپ کا شیوہ تھا۔ آپ کی زندگی کے ہر شعبے میں عشق رسول کی جھلک نمایاں ہے۔

مفتی صاحب اپنی رائے میں بڑے صائب تھے، ایک بار جو رائے ظاہر کی، کبھی اس سے رجوع کی ضرورت پیش نہ آئی، اہل حیدر آباد پر آپ کا یہ احسان ہمیشہ رہے گا کہ آپ نے ان کی اصلاح کے لیے ہر معاملے میں راہ حق کی رہنمائی فرمائی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ/ ۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) سے آپ کو والہانہ انسیت ومحبت تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحریروں میں جگہ جگہ رضویت کی تازگی اور بہار جلوہ گر نظر آتی ہے۔

(ماخوذ از سوانح مفتی اعظم ہند، تعارف مصنف بہار شریعت، سنی بہشتی زیور)